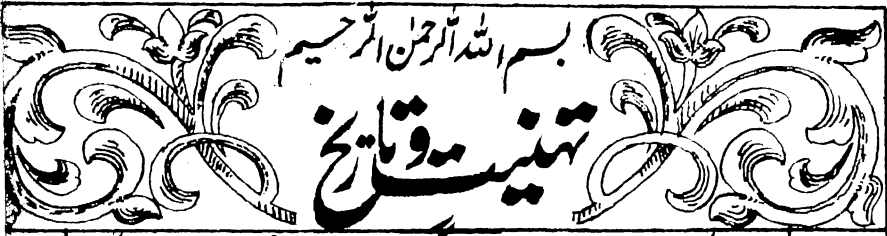


کلیاتِ سرود

A decorative floral border featuring stylized flowers and leaves, with the word 'نظر' (Nazar) written in the center.

مطبع می می نشی انین طبعین انین



قطعہ مبارکباد عید دروہ عالمگیر بادشاہ ثانی خلد اللہ ملکہ

بلال عید سے کمر گیا ہے ماہ صیام
جہان کے پنج یہ مشہور ہے جنون کا نام
خوشی و خوشدلی و عیش و عشرت و آرام
اس آستان پر کہیگا وہ سجدہ گاہ اناام
گئے ہے آپکو نہ پشت سے سپہر غلام
ضیف کفر سدا جس سے اور قوی اسلام
بلند رتبہ سلاطین عصر سے خدام
یہ جانتا ہے دعائیہ پر ہو ختم کلام
رہے کینہ شب قدر روز عید غلام

نویزیر فلک یوں ہوئی ہے شہرہ عام
دہل بجائے منادی کاٹے انھون کو خیر
نشاط و جشن و طرب خرمی و امن امان
مصلح عید یہ حاضر ہوں تہنیت کے لیے
وہ بارگاہ ہے ایسے جناب کی جکا
عزیز دولت و دین بادشاہ عالمگیر
رہے وہ خسر و ہندوستان کہین جس کے
جہان پناہ پس از عرض تہنیت سودا
اس آستان فلک مرتبت پہ تابہ ہد

قطعہ مبارکباد وزارت نواب آصف الدولہ بہادر

باہم یہ تجھے دیکھ کے پڑ حکم فتبارک
تقدیر اٹھی بول کہ بسیار مبارک

تدبیر شناسا ہی و تقدیر آملی
تدبیر لگی کہ ہے باب وزارت

قطعہ مبارکباد فتح توفیق نواب خجائع الدولہ بہادر

بے تاحشر ملک ہند آباد
کوئی تجھسا نہیں یہ دہر کو یاد
قلم سے تیرے تا اس پر نہ ہو صا
بہادی تو نے کفرستان کی بنیاد
لیا ہے ملک بہر دفع الجاد
کردن کیا ہے اُدھر از حد تعداد

آئی ذات سے تیری جہان میں
ہوا ہو صاحب سیف و قلم اور
نہ اجرا ہوئے قسمت کے لکھے تک
بیکدم سیل آب تیغ سے آج
نہ مال و زرہ کی خاطر تو نے یہ ملک
وگر نہ تیری بخشش کا بیان میں



دو چار مجھے ہوا جشن عید راہ کے بیچ
پھر اسکے بعد میں پوچھا کہ ہر ہے تم غم
دیا جواب کہ میں اُس جناب عالی کو
کہ جسکے حُسن و جامہ جلال کو ہر گز
وزیرِ عظم ہند و شجاعِ دین جس کے
کرے فقیر کو بل میں امیرِ عالم میں
برنگ گل ہے چمن میں جہان کے دامن
برائے تنیت اب لکے تو بھی کچھ سودا
چنانچہ نیکے یہ مشرودہ ہوا ہوں یاں حاضر
نشاط عید و شبِ قدر شادی نوروز
چلا کرے تری محفل میں ساغرے عیش
مسعدت سے زمانہ کے تیرے سایہ تلے
رہے بنی ایاں اس طرح سے عدد

کیا مصافحہ اس سے میں ہو کے شادان شاد
رکھے ہمیشہ حق آباد تجھ سے فیض آباد
چلا ہوں دینے کو اب عید کی مبارکباد
کعبو نہ چھو پختے دارا سے لے کے تالیاں
ہم کرے فلم و سیف کفر کی بنیاں
زبانِ خامہ کا جس کے نصرت ارشاد
اُسی کے دستِ سخا کے تلے ہمیشہ کشاد
چل اُس جناب میں گر ہے سخن کی استعداد
یہ چند شعر کر اپنی میں طبع سے ایجاد
رہے ہمیشہ تجھے سالہائے لالچ و داد
جہانِ میکدہ جب تک خدا رکھے آباد
عرف و دولت ہر دوست دن بدن ہو زیاد
کہ بیچ و کتاب میں جیسے ہو جو ہر فولاد

کر در عید کی دے تجھ کو تنیت عالم
حق احمد مختار و آلہ الامجاد

قطرہ سالگرہ

رہے فلک پہ درخشاں گی میں تا میزبان
گفتاؤں ہے جواب اقبالِ بخت میں تیرے
عروج ہو ترے اعدا کا یوں تنزل میں
ہر ایک سالگرہ میں تو موتوں سے تلے
اگنی تا بدمِ حشر یہ گرہ نہ کھلے
کہ جیسے مہر کی تابش سے کوہِ برف کھلے

قطرہ مبارکباد سالگرہ نواب شجاع الدولہ بہادر

پے شمار ثمرے عمر سالِ عالم کے
زمین پہ وہم میں تعدادِ ایک سے افزود
پڑا کرے یہ گرہ رشتہ میں بباغِ جہان
عروسِ دہری چاہے ہے بالِ بال گرہ
فلک پہ زیادہ ترلہ خم سے ہو خیال گرہ
ثمر سے تا ہودِ رختوں میں ڈال ٹل گرہ

کہا اُن نے کہ آصف الدولہ صاحب السیف والقلم ایسا حق نے اُسکو عطا کیا ایسا جسکے طالع میں خوبی دو جہان موجب خرمی ہے یہ تو نے سنتے ہی اس نوید کے میرے کسی تاریخ میں تولد کی ہو لیکن بعد از حساب کے امین لیا اندیشہ نے کہ کیونکر اسے تھا اسی فکر و سوچ میں کہ مجھے تاج امتبال سر پہ ہے اُسکے	رکھے ہے اشتہار جس کا نام نہیں از ہند تا بروم و شام ایک فرزند آج نیک انجام لوح محفوظ پر ہوئی ارتسام پائے جا درد دل خواص و عام دل کو پہونچا مے طرب کا جام اُمتقاد اپنے لائق انعام پایا اک سال کی کمی کا مقام پڑھے جا کر حضور میں یہ غلام ہوا حق کی طرف سے یہ الہام کہہ کہ ہے خرمادہ آیتام کو
---	--

قطعہ مبارکباد نوروز

تری محفل میں شمع دولت افروز تری طبع مبارک کو جہان میں فروغ فیض سے تیرے ہر روشن نگہ ترک فلک کی باز گشتی تھنفل سے جناب مرتضیٰ کے	ہوایہ سال نو فرخندہ فیروز ہوا اس سال کی ہے فرحت آموز بسان سمع جو تیرا ہے دل ہونو تیرے اعدا کو ہے تیر جگر دوز تجھے ہر روز ہودے عید نوروز
--	---

قطعہ مبارکباد عید الضحیٰ

یارب کہ جب تک عید قربان ہووے جون دیدہ مذبح سد اچشم حسود	ہر دم دست ترا خرم و شادان ہووے دیکھے وہ ترا جاہ تو حیران ہووے
---	---

مبارکباد عید نواب وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر

علی الصباح جو بکلا میں بسندہ خانہ سے	ترے ہی آستان ہوی کو کر کے دلیں یاد
--------------------------------------	------------------------------------

قطعہ مبارکباد عیدِ مدحِ نوابِ زیرِ الممالکِ نوابِ عاقل ملک بہادر

فلک جناب دربار گاہ پر تیرے پھر کرے تری مغل میں در عشرت بخش دلون سے اُنکے جو خدام اجنبی کے ہیں رہے سرد کو یون ربط عمر سے تیری اکہی سند دولت کی تیرے پا انداز	ہمیشہ آن کے حافر ہوں انبساط عید صبح و شام پر از بادہ نشاط عید ہر ایک سال ہوا افزود اختلاط عید کہ جون زرعہ سوال ارتباط عید سچے قیام قیامت تلک بساط عید
---	---

قطعہ مبارکباد غسلِ صحتِ نوابِ احمد خان غالب جنگ بہادر

جہان میں آبِ ہوا کی موافقت تجکو جو کچھ کہ جنس مواید سے ہے عالم میں پر آبِ خوشی ہو خلیقت کو تیری صحت سے بزرگ گل کوئی پھولا نہیں سماتا ہے غرض عایہ ہے سودا کی تو سلامت ہے	رکھے قیام قیامت تلک صبح و درست کسل سے تیری طبیعت کے تھا نہایت کہ آج تک ہوئی ہوئی زرد و زخمت بسان غنچہ قبا ہے کسی کے تن پر چمت سلامت ہمہ آفاق سلامت تست
---	--

قطعہ مبارکباد عیدِ مدحِ نوابِ شجاع الدولہ بہادر

ہر ایک عیدِ مدح و خور نے سیم و زر لیکر علومِ مرتبہ تیرے نے ہاتھ سے اپنے کوئی تو نقد لے آیا تھا اور کوئی جنس اگرچہ نعل و گہر تک سمون نے گدرا نے مگر حضور میں باس عید کو تری حنا طر	مجھے ذرا راہ ادب دور سے دکھائی نذر کبھونہ اُنکے کف دست سے اٹھائی نذر جہا نیون میں جسے جو میسر آئی نذر پر اس جناب کے شایان شان نیائی نذر شفا سلامتی کی تابخش لائی نذر
---	--

قطعہ مبارکباد عیدِ اضحیٰ ادبِ مدحِ نوابِ شجاع الدولہ بہادر

جہان میں شادی عیدِ اضحیٰ ہے آجکے دن طوان کعبہ کا ہے فرض اہل ایمان کو	نوشی دلون میں ہے لبر نزاکتِ شاقان مگر جسے نہ ہو مقدور تو اسے ہے ممان
---	---

جہان میں ابر کریم کے ہو قطر فیض تو نگر آج کے دن ہر گدا کو کرتی ہے عجب یہ ماہ و عجب روز آج ہی حسین اکسی جب تئیں دنیا ہو تو ہو دنیا میں	کرے ہے ہنسر و کھنسر کو یوں نہال گرہ کھید قفل در فیض کی مثال گرہ بسان ناخن قدرت رکھے کمال گرہ کشاد کا رخلایق ہو تیری سال گرہ
--	--

مبارکباد سالگرہ نواب احمد خان

فلک جناب درین بحر تازا ابر کریم برائے سال شماری عمر تو ہر سال	شود بہ بطن صدف قطرہ دانہ دار گرہ دہد بہ شستہ طول اہل ہزارہ گرہ
--	---

قطعہ مبارکباد سالگرہ نواب احمد خان غالب جنگ بہادر

جو سال عمر ازل سے ترے مقرر ہیں گرہ یہ سال گرہ کی پڑی رشتہ میں بنادین بچہ جو اتنے ہی لیسے مردار یہ	کردن ہوں عرض حضور آگے زبان فصیح عدد کو اُسکے بیان تجھے میں کرن ہنک کہو تمام نہ ہوئے وہ دورہ تسبیح
---	---

مبارکباد سالگرہ نواب احمد خان غالب جنگ بہادر

تھاری سالگرہ کی عروس دم سردا ہر ایک بال میں لپٹی سے اختر کی یاد یہ ہے وہ سالگرہ زیر آسمان بجکے نڈایہ دم بدم آتی ہے عیش تازہ	یہ چاہتی ہے کفے اپنے بال ل گرہ یہی ہے آرزو اُسکی کہ دن خیال گرہ بسان ناخن قدرت رکھے کمال گرہ کشاد کا رخلایق ہے تیری سال گرہ
--	--

قطعہ مبارکباد سالگرہ نواب آصف الدولہ بہادر

خدا ہمیشہ رکھے ظل عاطفت کے تلے رکھے دہن میں ترے نام کی حلاوت گرہ سے طول قدیشکر کو ہو جب تک	بسائے مملکت ہند میں چہ شہر و چہ درہ طرح نبات کے شیریں زبان ہر کہہ بڑھ جائے عمر کو تیرے ہر ایک سالگرہ
--	--

اکہی تاجمان ہے حسن رضا خان کا قیام دہر ہے جب تک اسی طرح اک خلق	عروج دولت و اقبال دن بدن ہوتا کرو عید کی دیوے تجھے مبارک باد
قطعہ مبارکبا عید اضحیٰ درمخ حسن رضا خان	
رہے جہان میں جب تک کہ رسم قربانی ترا حرم سعادت ہو خلق کا سجود زبان تنہیت خلق یوں کہے تجھ کو سوائے تنہیت اب یہ دعا ہے سودا کی اکہی دوست جو ہوئے حسن رضا خان کا بسان دیدہ مذبح ہو رہے حیران	ہمیشہ تاکہ بجالا دین حج و عمرہ عبد رہے یہ خانہ دولت زمانہ میں آباد ہزار عید وہ عید اضحیٰ مبارک باد تری جناب میں تا سالہا لا تعداد رہے وہ سایہ دولت میں اُسکے خرم خداد جو دیکھے جاہ کو اُسکے کوئی پیچشم عناد
قطعہ مبارکبا عید اضحیٰ درمخ حسن رضا خان	
جہان میں زیر فلک آج عید قربان ہے یہ جتنے ہیں کہ وہ انکا دہر میں عمن حضور اُس کے کروں بعد تنہیت یہ عرض خبر نثار کو تیرے تو کیا تھا سودا پاس اکہی روئے زمین پر رہے تجھے عیدین	ہر ایک خرم و مسرور و شاد خندان ہے زبان دوست قلم سے حسن رضا خان ہے خوشی ہر ایک کی تیرے بہ عرفان ہے سخن ہی نذر وہ لایا کہ تو سخن دان ہے فلک پہ سب سے بارہ نادر خشان ہے
قطعہ	
چل مت کہ حسن رضا خان سے ہے عجب طرح کی زیارت گاہ یاں علم نذر حضرت عباس اس سبب کل زمین اس گھر کی اے خوشحال وہ کہ اس سے نذر شاد رہ آفتاب محشر کی	در دولت سرا جو تیرا ہے جس سے تحصیل دین و دنیا ہے صدق دل سے ترا جو برپا ہے بہ نظر سر بوش اعلیٰ ہے مخلصی آخرت کی سمجھا ہے کیا تہا زت سے بھگو پروا ہے
سال تابخ اس علم کی ہے یہ	سر ترے سایہ اس علم کا ہے

<p>سوا طرح سے مقرر کیا ہے من کہ لباس کردن عدد کو ترے ذبح شکل قربانی</p>	<p>پس کے وہ جو ہو آلودگی سے پاک اخصان پھرون میں گرد ترے بس کی یہی ہطواف</p>
<p>نری جناب میں یہ ہی معاف ہے سودا کی فلک نہ مری کے تیرے کعبہ پھر بخلان</p>	
<p>قطعه در ملح نواب شجاع الدولہ بہادر</p>	
<p>اے خوشحال اس کے جوزیر فلک یہ وہ در ہے گرد جس کے جون حرم اپنے دل میں جو رکھے تیری دلا دوستی رکھیں وہ کس کی مجھ سوا اُن میں گنتا ہے یہ سودا آپ کو</p>	<p>بجہ وہ کرتا ہے تیرے در کی طرف ہوتے ہیں اقوام ساجد صف بصف دل نہیں وہ پر زگوہر ہے صدق میں جو سگھائے در شاہ بخت گر قبول افتد زہے عز و شرف</p>
<p>قطعه</p>	
<p>برائے نذر جو مرزا حسن رضا خان سے بحسب امر میں تاریخ کئے کو سودا تو مجھ کو روئے بشارت یون ہوا معلوم</p>	<p>ہوئی علم کی محرم میں اس برس تجدید کیا تھا فلک میں شب حق سے مانگ کرتا امید قبول ہے یہ علم در جناب شاہ شہید</p>
<p>قطعه</p>	
<p>ترے جو یا میں اس میں میں ہم تو بڑا مان مت مضائقہ کیا</p>	<p>دھونڈے ہے گل کو عندلیب ایدو فکر ہر کس بہت در بہت ادست</p>
<p>قطعه مبارکباد عید الضحیٰ در مدح حسن رضا خان</p>	
<p>خوشی ہمارے میں ہے عید الضحیٰ کی آج کے روز سہرا یک نذر آیا ہے اس جناب کے بچ چنانچہ نذر ہے سودا کی یہ دعا لے</p>	<p>طرب ہے سینوں میں لبریز دول ہے شاد و نشاط ملا زبون میں کہ دم بوقت در استداد جو ہو قبول زہے اس کے بخت کی امداد</p>

لباس نفرتی برین کسی کے جواہر کی دیک سے یہ کہ مجھ مفت مجلس گوگرد کیجو تو گویا چلے ہے جام ساتی سے پیالے جھکا دی ہے زمرہ کی صراحی کردن تریف کیا اہل طرب کی ٹاڈے پل میں رقاص فلک کو بنائے پھول آرایش کے ایسے لگی دان اشرفی تختوں کے اوپر تو نگر اس سے یان تک ہوئی خلق یہی کہتا ہے بخود ہو کے ہر دم خوشی کا یہ زمین نے کر کے گلزار غرض اتنا رواج آفاق میں ہے کہ ہے سنگ میں یون شیشہ نقل جب اس شادی کو اس شاعر نے دیکھا کئی لے مہربان صاحب یہ تاریخ	سراپا کوئی پہرے ہے زری کا قرینہ ہے دکان جوہری کا ادش ہے تاجدار خاندی کا باین صورت شراب دہری کا قدح میں نعل کے بچہ پری کا مدائے چنگ سحر ساری کا کرشمہ اون کی چشم مہری کا کہ گویا کام ہے یہ زر گری کا جہان مطلوب تھا گل جعفری کا کہ ہے محتج ہر اک لے زری کا تاشائے ہو جنبہ چلمبری کا دکھایا بمعزہ پیغمبری کا نشا ط باطنی خطا ہری کا کہ نیسے قہقہہ کبک درری کا جہان میں دہ ہو ہے رنگ افری کا ہوا ہے وصل ماہ و مشتری کا
--	--

قطرہ تاریخ باغ بنا کردہ ٹیکٹ رای

ٹیکٹ راکے مارا بھیاخت بتانے چو امر گشت مرا بہر سال تا بخیش ہر عددے بہارن بریدم و گفتم	بخا پنڈ گلشن فردوسی ہم پرے نرسد خوشی رسید کہ اور اسد و دے نرسد گلشن تو اتھی گزند دے نرسد
---	--

قطرہ تریف چاہ

چشمہ از حکم آصف الدولہ بچین حسن و لطف شد تعمیر	آنکہ در ہند اشرف الوزراست کہ خضر گفت بچو چشمہ کجاست
---	--

قطعہ عامل شادی

آکم اس بیاہ آپس میں یہ کرتے ہیں
ولون کو چاہیے آرام ہو جانکو چین
شاد کامی میں سدا خل ہے دل زمین
دینی ہو کو یہ نوید اسکی ہوئی فرض العین
مہر اور ماہ سے یہ ایک قرآن احمین

اہل تنجیم جہان تک ہیں اب آفاق کے بیچ
اسن و آمان سے گزرتے جہان عالم کو
ہے یقین ہلکے عیش سے ہو کر سر خوش
بندگی میں وہ یہ اب بکلی کرتے ہیں عرض
پایا اس بیاہ کی ہم دیکھ کے سال تاریخ

قطعہ

ہے نشہ خرمی کا ہر سر میں
ہم غریب و غریب پرور میں
مجلس مہتر اور کستریں
دور و مرجان و مصل و گوہر میں
سر سے تا پا ہوں زیور و زرمین
کیون نہ ہو دے تمام کشور میں
جس کے فرزند کے ہوا خسر میں
ہو کے بیٹھا بخوشد لی گھر میں
ہے یہ مہ آفتاب کے بر میں

مست ب ہیں مے طرب سے آج
خوشد لی ایک سی میں پاتا ہوں
رقص اور راگ رنگ شام و صبح
فرق بخشش کا دان نہیں ہرگز
زن و مرد آج سب کے زمین
ستینت اب حسن رضا خان کو
یہ شب عیش کد خندان کی
وہ عروس اپنے سے جو ہم آغوش
بول اٹھا ہاتھ از سر شادی

قطعہ مبارکباد کد خدائی مہربان خان

جو عاشق ہے محبت پروری کا
کرے ہے خامہ یون صنعت گری کا
خوشی جان دار خشکی اور تری کا
منقش خانہ چمنہ رخ چمنری کا
کسی عشرت کو دعویٰ ہسری کا

صبا اس دوست کو جاہلینت دے
یہ کیوں پڑے کہ بخت نامہ تحریر
ہو اس حسن کا سن شادیاں
طرب لبر پر رہتا ہے شب و روز
ہیں اس عیش سے عالم میں ہرگز

قطعة قرلین مسجد

مسجد نو برائے صوم و سلواة گفت سودا بحسب ایمانش سربت دور ازین نجسته سراے	ساخت چون مولوی فضل عظیم سال تاریخ او بدین سلیم انّ هذا مقام ابرهیم
---	--



کارفرمایش را چه مجبأ دلالت بشنوائے تشنه حرف من زبوس بسرد دستی همین گویم	چه بخوبی در نقش آراست زیت منظور تا ابد چو تراس آب این را بنوش آب بقا است
---	--

قطعه تعریف چاه

شد بحکم آصف الدوله بنا ده چه گویم از صفائے آب ادا سال تارخیش چو بستم از خرد	چشمه کز چشم عاشق خوشتر است کاندر آن هر قطره گویا گوهر است از روی و مفش بفتا گوهر تر است
---	---

قطعه مبارکباد و تولد شدن فرزند آصف الدوله بهبادر

مبارک باد این فرزند و بسند شدم در نگر تارخ تولد که بافت گفت ناگاه از سر بنوش	ترامی دره التاج شرافت برای آن گل باغ نجابت گرامی گوهر درج سیادت
--	---

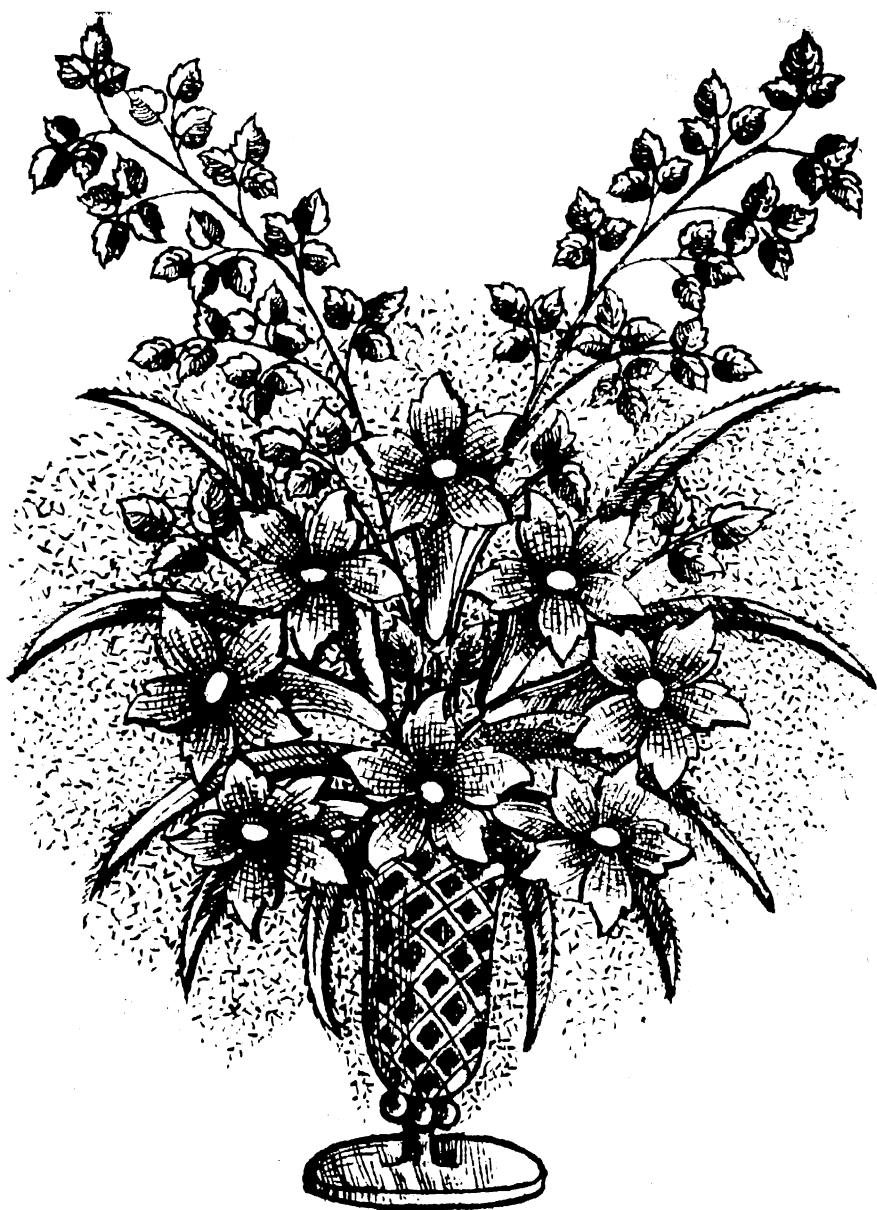
قطعه وصف مسجد بنا کرده آصف الدوله بهبادر

مسجد نو بنا بفضیض آباد بود یعنی نواب آصف الدوله همچه مسجد هر آنکه طاقش دید نام الله اندستو نهایش هست بر بخت بیت الله شده مقبول زیر محرابش ساخت اورا بصدق قائم خان از سن هجرتش چو پیر سیدند	گشت در عهد شرف الوزرا اشجع الملک و صفدر اعدا گفت سبحان ربی الاعلی می نماید بدیده بیستنا گشت موزون ز بسکه او بعفا دست برداشت هر که بهر دعا کرد حاصل سعادت دوسرا گفت فی الفور این سخن سودا
---	---

سال تارخ اوزروی نیاز
یافتیم فخر مسجد اقصا

نایب

نعمانی



چھوٹ جائے تو پھیر ماتھ نہ آئے	پکڑو ہی پکڑو باؤسے اڑ جائے
پہیلی	
ایک پرکھ دو نار کسا دین	بن جی کی جی تن کو بھا دین
پانی میں جب ڈوبے ایک	تجھی دوسری تلکے یکا
کے پرکھ سون بیک پکار	پھر ادھھرے تو ڈوبے نار
پہیلی	
دو اسمون کی ہے اک ہخیر	سمجھے جسے ہوسم و تمیز
ایک چرند اور ایک پرند	حسرت حلت میں پابند
صورت سیرت میں بھی ایک	کھا دین اُن کو بد اور نیک
نام میں باہم یہ سنجوگ	فرق سے لیوین کبھو نہ لوگ
خلقت میں تو وہ ہے نبات	اسم بسانا حیوانات
بتون میں اُس کے نہیں خلل	سمجھے تو پاوے تو پھل
پہیلی شمع	
پرکھ نار کو دیکھو نت	بن گناہ سرکاٹے نت
پہیلی	
نس ڈھگ رہت پھرت میں دولت	موسون پیہ سودے نہیں بولت
پہیلی	
پچھو پچھو سب کے دھاوے	جت اوجیا رواٹ نہیں آئے
پہیلی	
باہر رہے بھیستہ نہیں آئے	بھاری اُن سے کون اٹھاوے

پسیلی پستان

دیکھے ہسم دو ڈوہی دے پنہن نہ پانی لگے نہ بھوگ
مرد استری اُن سے جے جانت ہن سب جگ کے لوگ

پسیلی

چھی رہے پردے میں نار ماس کھائے جب لاگے بھوک
ایک پسیلی کے انچھرتن آدھ انچھر بن من موہ ڈالے
انت انچھر بن دیوے دکھ منہ پر کیا ہے کر تو دھیان
سے سبھی کی گالی مار لو مکھ پوچھین لو ہو کو تھوک
تین میں چار اوگن ہر بین مبدھ انچھر بن جنون کو پالے
سب انچھر سے سرون سکھ اٹ دیے سے نئے جو خان

پسیلی پر چھائیں یعنی سایہ

عجب طرح کی ہے اک نار وہ دن ڈوبے پنی کے سنگ
دیا برے تو وہ شرماے اُس کا کیا میں کر دن بچار
لاگ رہے سن دا کے انگ ڈھگ سے سرک وہ دور ہو جاے

پسیلی بڑاپان

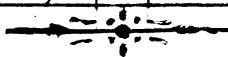
دھری پستی اگون رہین بھائی رے ہم اُن سے کسین

پسیلی پو

تخفہ دیکھا ہے آج ایک تو رنگ تہ سے کچھ باہ راہے جانوں میں
تد مین چھوٹا تمام رنگے رنگ ہوئی کھا کے جو دے ہے تک ہوئی
بدلے سر سر کے را نون مین چھوڑ لینے کو وہ کرے مہوئی

پہیلی		
کون نار جو دن اور رات	رہتی ہے وہ سب کے رات	
خالی اُس سے کوئی نہ آتھ	جو ہے دیکھو اس جگ مانھ	
پہیلی		
نہ بیٹیں ہن ایک ہے ناری	جگ میں دیکھو سب کی پیاری	
من میں کرین سوچ بچار	پر کھ مرین اور جیوین ناری	
پہیلی		
پاؤن چلے نہیں پاؤن کہا دین	دوہین بو جھو تین بتا دین	
پہیلی بھڑا		
رات کو جو گی نہیں کن پھٹا	گڈڑی اوڑھے سر پر جٹا	
انگ انگ موتی سے چھاؤ	چار میسنا جگت کو بھاؤ	
پہیلی		
تین پاؤن اور پاؤن نہ ایک	بیٹھی رہے چلے نہیں نیک	
جو چاہے سونے اٹھائے	ہے وہ داری دیو بتائے	
پہیلی		
ایک نار جگ موہت چلے	تیس پر کھ سون نہ تھلے	
جو تم بو جھو کر دن اسیں	تاؤن بتاؤن تا بنائیں	
پہیلی		
ایک بچھی سو نہ ہر ا	پیا لے میں اسکے چوکا دھرا	

کھائی نہیں اور وہ بتلا دے	یہ آپس جگ جگ کو بھاگے
پہیلی	
ہیں سب کن کنبن میں رہے	تا کو سب جگ بس ہے کے
پہیلی خنخانہ	
اُس مضمون سے ہوا ہر آوے جب بیساکھ اور چیت	جس کو باندھے نہ شاعر موزون ہوت اُس کی بیت
پہیلی	
اور اُس نار کا جس نے ذکر کر تا نہیں ہے کام قیاس	کیا تو بولا بعد از فکر ہوئے گی کچھ باد بتا س
پہیلی شمشیر	
سر پر تختی کھ پم بار جیتے ختم کرے وہ دو	اُس نار کا ہے یہی بچار جب وہ ناری پیاری ہو
پہیلی سپر	
ایک نار بھو نرا سی کالی ناک نہیں وہ ہو گئے پھول	کان نہیں وہ پہنے بالی جنتا عرض اتنا ہے طول
پہیلی چاروب	
نیزہ بازون کا ایک ہے لشکر رو کرین جس طرف برائے مصاف	ایک نیلے سے سب وہ باندھین کمر گھر کے گھر کر دین ایک پل میں صاف



پسیلی سپر		
پانوں دو اور آنکھیں چارہ	سیام برن اک دیکھی نار	اچھے کرتب ایسے کرے
جو پی کے بدلے آپ ہی مرے		
پسیلی نرگس		
رد پا سونا وا کے سیس	تر یا ایک بھا کے پنچ	میسنا جیسے وا کے پانوں
چیسری جیسے وا کا ناٹون		
پسیلی بورانی		
جو بوجھ سو بڑا گیانی	آدھی بو بوساری رانی	
پسیلی مستی		
نر ناری یان کوئی کوئی بنا لگائے رہتی مین	لوہے کی وہ نار بنانی تابنے کردہ کہتی مین	
پسیلی ارگجا		
آدھا ارنا سارا ہاتھی	جن دیکھا اُن لایا چھاتی	
پسیلی شمع		
سر طرافتیش کا اور گوری من گات	کھڑی کھڑی ردے منے دکنٹہ پوچھے بات	
پسیلی گلگیر		
گال پھولائے لینا تاکے	جب منٹھ کھوئے سر کو کائے	
پسیلی شمع		
چسٹھ چوکی پر بیٹھے رانی	سر پر آگ بدن پر پانی	

جب چو کے پردے منہ ڈال	سانے سو ہو اس کا کال
پہیلی	
ایک ناری کے انچھر چار	کیا ہے وہ بتلا اے یار
ہر انچھر بن وہ فورن کو	بدلے ہے ایک اور برن
تریا ہے یا جادو گر یہ	ہر دم ہو ناری سے نر
پہلے انچھر بن ہو یار	دوسرے انچھر بن ہو مار
تیسرے انچھر بن ہو بیر	چوتھے انچھر بن ہو طیر
پہیلی	
ایک نار دیکھی او جل سے	سر کا کر کا کر پر کل سے
جاتے جگ مین وہ پانی کو	جو برسات لگا دے جی کو
پہیلی انہ	
ایک ترور کا پھل ہے نر	پہلے ناری پیچھے نر کو
واپس کے یہ دیکھو حال	باہر کھال اور بھیستراں
پہیلی خط	
ایک نار سب ناری مین پاری	آدھی گوری آدھی کاری
دیکھو داکا اٹھ طور	گونگی آپ بکاوے اور
پہیلی باز	
بعضی بات کہی نہ جائے	ناری ہو کر نہ کہلائے
پہیلی شمشیر	
ایک جو دو کرے نوٹہ کرے پیار	دو کرے تو پت رکھے تو کلوتی نار

پہیلی خوبکلان	
اتنک سی مین دیکھی نار	چنت ہے وا کو سب سنار
بھلی بڑی ہے داکا ناؤن	بوجھو پیسلی یا چھانڈ دگاؤن
پہیلی باز	
نار ایک سو پور کھ کھاوے	نت اٹھ بھور مہینا کھاوے
واکی آنکھیں تیس دکھاؤن	پھیر مین اُس کا ناؤن بتاؤن
پہیلی پاکی	
ایک نار وہ چھیل چھیلی لوگوں نے وہ اڑتی	اد پر اپنے مرد چڑھائے مرد نہ وہ بڑھتی ہی
پہیلی دشنام	
آدھا لنگا آدھی ساری	سمدھن کو لاگی ات پیاری
پہیلی جونک	
ایک نار کی بان دیوانی	لو ہو سکے سب تھے جب پانی
پہیلی ماہی	
ات چنچل او جل سمی ہاڑاس اور چام	نر ناری سب ایک سی کرین چام کے دم
پہیلی بیضہ	
ایک پیلا سدا نو یلا جو بوجھے سوزندہ ہے	زندہ مین سے مردہ نکلیے مرد مین زندہ ہے
پہیلی اچار	
دو اچھر بن چار ہے ایک اچھر بن چار	میں اچھر کا ہوت ہے من مین کرو بچار

بار بار سر کاٹین واکا	ہے کوئی پنٹھ تباہے یا کا
پہلی حسام	
مندر ایک سکھی کا بنا	یا مین پون نہ آوے کھن
اس مندر کی ریت دیوانی	آگ بجھادے اور اڈھے پانی
پہلی چار پائی	
سونے کی وہ نار کساوے	بنا کوئی بان دکھاوے
پہلی انار آتش بازی	
رات سین اک میوہ آیا	پھولون پاتون سب کو بھایا
آگ دے وہ ہو دے روکھ	پانی دیے وہ جادے سوکھ
پہلی گھڑیاں	
ایک راجا کے گھر میں رانی	تلی کی پسندی پیوے پانی
لاجون مائے ڈوبی جائے	ناحق چوٹ پر دیسی کھائے
پہلی تکیہ	
ایک پرزکھ مین ایسا دیکھا	سیس کمرے واکا لیکھا
شاہ و گدا مین واکا ناٹون	بوجھو پہلی یا چھانڈ وگاٹون
پہلی روپیہ	
گیارہ سال کا ایک کھائے	جا کو لاکا ادھا بھاوے
تول تال کے کیا پوؤرا	اس بن جگ کا کام ادھورا
جو کوئی ہم کو لائے دکھاوے	وہ لے آخسر پرکھ کھاوے

پہیلی قسم	
سب تن ہاڑ پیٹ میں نسین چلت چال جگت ابیدی	بن پگ چلے سیس لو کہیں کبھی انٹی کبھی سیدھی
پہیلی پلنگ	
سونے کا اک شیر بنایا	بنا کان کا سب کو بھایا
پہیلی آمینہ	
ایک پر کم مندر میں بیٹھا انگ بھموت لگائے	آگے آئے تے کو کھائے منہ میں سیناٹ جائے
پہیلی گھڑیاں	
تریا ایک پانی میں ترے	نہن دہ پانی میں پھرے
جب وہ تر یا غوطہ کھائے	اُس کا یار تب مارا جائے
پہیلی بنگین	
تریا چسرج موہ سنا دے	کا لا منٹھ کر جگ دکھلا دے
جب وہ تر یا انٹی ہو دے	تب سیدھا دیکھے سب کو دے
پہیلی پا پڑ	
کہن سنن کو پاؤں پر اوڑھ چلو نہیں جائے	دینے بنی سب ماس کی جو پا کے سو کھائے
پہیلی نفتارہ	
نر ناری ایک تھوڑی دھلنیں	جیون جیون بولیں توں توں نہیں
ایک منائے ایک تاہن ہارا	نامٹی نا اینٹ نہ گارا

پہلی پنیر

انت اچھر بن جات پھان
سیت سلونا ستر ا بھوگ

آدا اچھر بن پیرا پان
مدا اچھر بن اودنے جوگ

پہلی ستار و طنبور

پانچ سینک دا کے سرمانھ
بن لکھ پن پیٹ سے کہے

ایک پڑکھ اور اکیے باھف
سینک پاؤن سے باندھے لہے

پہلی بافیدن بوریا

گھڑی گھڑی کے ماسے سے وہ دودھ لگے
بٹھا ماسے پڑی ماسے سادی نہیں تھر کہی

پہلی ناچج برجمی

بن پھولے پھل ہے لگے سو کون بچھ کے والہ

بن تھل جڑو بنی ہے دے پات نہ والہ

پہلی ہت پھول

یہ ترور وہ پھول ہے سوجا جرج دیکھو آئے

جا کے پات نہ کوئل پھل سدی دیو جلائے

پہلی لالہ

ناہین ناہین دا کو نا لون

ارکت برن اور بھوئین من ٹھا لون

پہلی شبنم

سارے برچھ پھنک تانڈ بے چڑیاں پیکی ٹاٹیں

نہیں کھات کد انہیں ڈوبے ہاتھی کھٹے نہاٹیں

پہلی پوست بالہ

نیاری ہونیاری بے جیو گیو پی کے سنگ


سب نن داک کی بیوک کی نکھ سکھ برے دھنڈ

پہیلی مقراض	
دو کالے جب انگ ملا دین	چھاتی جوڑین ایک کہا دین
آنکھ انگر یا کرتے جا لگین	سمنکھ ہو کر کاٹن لا لگین +
پہیلی شبو	
ایک سمین اک ناری آفے	واکا آنا سب کو بھاوے
نور کی صورت رین کی بوے	جو بوجھے سو بر لا ہو دے کو
پہیلی شمع	
تریا چلتر ہے کمان تو وہ نہ جانے کوئے	باد کھنیرے مار کے آپ ہی سہی ہوئے
پہیلی بندوق	
کارا منٹھ اور کاری گات	بن بھو جھن وہ کرے نہ بات
نت اٹھ مار جو رسے کھائے	بول بول سب بھار جھائے
پہیلی بندوق	
ایک نار دو امین کھائے	بیٹ مین وا کے ہاتھی جائے
اس نار کا یہی سجاؤ	جن دیکھتا ت چھاتی لاؤ
پہیلی دھوتی	
ایک نار دیکھی اردھنگی	راکھے ہے وہ ٹانگین تنگی
جو دھوبن کرتی ہے کام	سو ہے دا تر یا کا نام کو
پہیلی اکینے	
ایک نار بیا کو بھانی	تن واسو سگرا جون پانی

پہیلی طاق	
دا بن مو کو بھون نہ بھاوے	بخت نہین پے طاق کماوے
پہیلی کا غد	
وہ ناکستی نا وہ لڑھا	سدا رہے خشکی میں پڑھا
جیت لا دود پیٹھ پرے	کبھون پاؤن پانی میں نہے
پہیلی سنگھاڑا	
ماس میت رنگا نور و سینک پلہ مانھ	ہار دنا ہر سب کین اچت ہے جل مانھ
پہیلی طبلہ مردنگ	
ماے سے وہ جی اٹھے بن ماے مرجائے	بن پاؤن جگ جگ پھرے ہاتھوں ہا بکاے
پہیلی شان عسل	
لکھ ناری اک مالک جانا مور تھی چندا	امرت دودھ پیوا کرو اکون کیا برکھ بندا
بنت موم دل ہے دہ مانگ داکو باؤن	جو بوجھے سوامرت بدیوے بوجھ تہکے ناؤن
پہیلی خرگوش	
خر آگے اور پاچھے کان	جو بوجھے سوچتہ سبحان
پہیلی پان	
بھائے کین اور داکو کھا دین	اتنے پر پھر منھ دکھلا دین
پہیلی حقہ	
گاکر تیرے جل بھری سر پلاگی آگ	ابا جن لاگی بانسری سوکسن لاگے ناگ

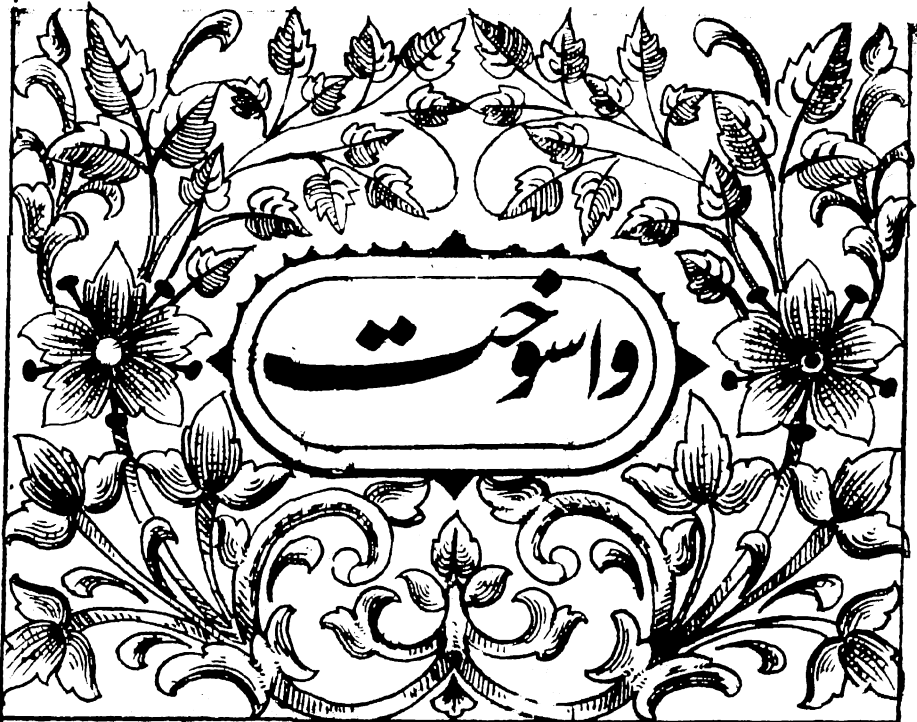
ہیلی عرق	
دھوپ لگے سوکے نہیں اور چھان لگے کھلا	مین تجھ پوچھوں لے سکھی لون لگے مر جائے
ہیلی چو پڑ	
چار دسا کی سولہ رانی	تین پڑ کم کے ہاتھ بکائی
مرنا جینا وا کے ہاتھ	کبھی نہ سوئی پنی کے ساتھ
ہیلی قندیل	
سہرا باندھا پانوں پر اور رنگ لے لے سکتی	پیٹ مین وا کے لگ لگادی گلے میں اس کے دلی پھانی
ہیلی بندوق	
اک حواری ہے ہتھیری پر پر طوطا پالے	اٹا ہاتھی اپنے بھتر ڈالے اور نکالے
ہیلی بھنور کلی	
نان وہ بکھ نہ جوے نان وہ ماس نہ رنگ	کھنہ بدھ بید ہو کت ہین کلی کے سنگ
ہیلی شمشیر	
ما بھدھا را کندی بے جا کے دار نہ پار	دار دیکھ جیا جات ہے کین اترے پار
ہیلی سپر	
بردا کون ہے نہیں نان وہ دار پھول	یہ اجر ج دیکھو سکھی ایک پات اور پھول
ایضاً	
ایک تیرے اد پنے چار	بن ان کے وہ رہے اگھار

اب رکھے پر پانی ناخن	بیور رکھے ہر دی ماخ
پہلی علیک	
اک تیرہ جاسون آنکھ ملا دے	دیکھن ہار اناک جڑھا دے
ہے کوئی ایسا یاں کون بوجھے	جو بوجھے جن تھوڑا سو جھے
ایضاً	
ایک نار دیکھن کو آدے	جو دیکھے سو آنکھ لگا دے
پہلی قبلہ نما	
سُندر مندر بیٹھ کے بجے نہ آہن ٹھور	آٹھون دسا پھرت ہے سر تپا کی اور
ایضاً	
ایک نار است بے تھر تھر کبئیہ	داہی کے سنکھ ہے جاسون لاکھ نہ
پہلی غربال	
ایک نار تر یا لے پو	ہے جلے نہ چلنے کیے
پہلی دودھ دہی	
ایک نر کا اک نر بن آدے	سبھی کہا یہ جسم جسم آدے
دا کے ہوت متھن نر ناہی	نر پیار د اور نار کو پیاری
پہلی بادکش	
ایک پڑکھ وہ ب کو بھاوے	بناسین کوئی ہاتھ نہ لاوے
مین کسدا دا کا ناؤن	بوجھ پہلی یا چھانڈ گاناؤن

پہلی دوات قلم	
ایک پرکھ اک تیسہ سون کالا	کالا منٹھ کر داسون بھاگا
بھاگ چلا کوئی لکھے نہ ادر	دوئی ناری اک نر کی جور
پہلی لوح طفلان	
ایک نار دیکھی سکبان	نت اٹھ پرت کرے اشنان
اور گات چندن سولا دے	سور دیوتا پوجن آوے
بوجھومن مین سوچ بچار	کٹ پیل سی سندرنار
پہلی پاتی یعنی خط	
ایک نارات پاتری کچھ گوری کچھ سیام	بن پگ بائین سون چلی آوت ہے یہ کام
آوت ہے یہ کام دیس دیس کو دھافے	جہان جائے ات ہی ہے جی اور بھائے
ایضا	
گپت بھید پر گھٹ کرے جانے سبشار	بوجھو بد یا بید ہے پتری اک نار
پہلی مہر چھاپ	
ناری ایک دھنی کے ہاتھ	کبھو نہ چھانڑے دا کو ساتھ
کار دمنٹھ کرے تا لون اجارے	تب دا کے جگ منٹھ پتیارے
	

نت ہے کہ پرگہ کو ساتھ	راکھے سدا ہیٹ میں ہاتھ
پہیلی تیر و کمان	
ناری کیت سینگ دودھرے	اور بر بھکر لگا یا کرے
اُن دوجب دیتہ ملاے	ناری رہے پر کہ اڑ جائے
پہیلی کمان	
دو بھجا کیت سیس اور پیر واکے کان	رین دنان اترے چڑھے سر تا کرو گیان
پہیلی کبادہ	
گھاؤ گھاؤ جب انگ لگا دے	تب وہ ناری پرگہ کہا دے
پہیلی بندوق	
جو پوے سو ہے چری جلت رہی بن پاون	پران ہران وہ ہوئے ہے سرج بچار و نالوان
پہیلی	
ایک نار کے سانج کھنیرے	ادکھد راکھے گن بہتیرے
جو کی نا کھتم اور سینکے پورے	ایک آنکھ سو چھپ چھپ گھوڑے
پہیلی بانسری	
چکی سیدھی ہے پٹ پھونکت لٹھے پکار	تان بان مارے سدا لی بنی یہ بچار
پہیلی چاکو	
بہت کام کا ہے اک زر	آدھے دھڑ میں اُس کا گھر
کپڑا ہو کر گھر میں بیٹھے	کام کرے نہیں ٹھالا بیٹھے

	این زمان چارہ نذریم و چہ تدبیر کنیم کردہ خود کہ گوئیم و چہ نقرہ کنیم	
کیا کہے دل بھی بُرا ہے یہ محبت کا فسون اس غم دور دو بلا بچ کمان تک میں مروں اب نہیں تاب زبان کو جو میں خاموش کوں	کب تک دل سے میں اس کاوش بجا کروں آتش غم سے طرح غم کے زور رو کے جلوں کیونکہ احوال دل اس شوخ سے جا کر یہ کہوں	
	شرح این آتش جانسوز لعل تن تا کے سو ختم سو ختم این راز نہفتن تا کے	
ہلے تجھ زلف کے سودے میں پریشان ہے دل داغ ہجران سے ترے شک کے فالن ہے دل اس قدر اپنے کیے سے یہ پشیمان ہے دل	تیرے دیدار کا جو آئینہ چیلن ہے دل گاہ پروانہ گئے شمع شبتان ہے دل کیا کہوں تجھ سے بہت بے سربامان ہے دل	
	حال دل خستہ شوق پر شنیدن دارد بہ خود دست آن قدر آئینہ کہ دیدن دارد	
سچ کہو کس سے تمہاری مٹی لا گئی ہے لکن ہو گئی اور تنک ہی میں کچھ اب پھیر نہیں دل مرا ٹوٹ گیا مجھے اب بے ہمدکن	کیا ہوا کس کو ٹھکانا کس کا لیا ہاتھ میں من کیا ہوئے تم نے جو ہم ساتھ کیے تھے وہ بن حیف مدحیف کہ قدر اسکی نہ تین جانی سخن	
	دل کہ طومار وفا بود من محزون لہا بارہ کردند اندانستہ تہان مضمون را	
اس قدر چشم مروت کو ٹھامت اک بار خبر و یوں میں تجھے کن نے بنایا سجدار بلکہ پھر تا تھا تو ہر ایک کے گھر سو سو بار	کچھ تو آدل میں سمجھا ہے کہ رضا لے یا در نہ خوبان میں نہ کرتا تھا کوئی تجھ کو شمار اپنی مجلس میں نہ دیتا تھا کوئی تجھ کو بار	
	این زمان جائے تو دور دیدہ مردم شدہ بہت روئے زریبے تو از دیدہ من گم شدہ بہت	
پہلے ہی دلوں میں تم نے لیا کس عنوان میں نے معلوم کیا ہے غرض اس بات کلبان یہ بھی یہ بھی دل اپنے میں نہ رکھے ارمان	اب جھڑپ تھے ہو مجھے دیکھتے تم بھٹی تان دلوں میں کر کے لیا جاتے ہو میری جان لیکن ہوتا نہیں کچھ تم سے لیا میں نے جان	



یا اگئی کمون اب کس سے مین اپنا احوال یا رب اس پہنچ سے میرے دل شیدا کو نکال تجہ سوا غیر سے مین کیونکہ کمون دلکا حال	زلف خوبان کی مرے دلوں کو بوئی ہے تجال کاش اب موت ہو یا دور ہو یہ سر سے وبال یتری ہی ذات سے میرا یہی ہر دم ہے سوال
--	---

سازا باد خدا یاد دل دیرانے را یادہ مہرتان پہنچ سلمانے را	کیون رس دل مین نہ ہر اک آن بجے کتا تھا درد و فرت نہیں آسان بجے کتا تھا دیکھ تو ہو گا پشیمان بجے کتا تھا
---	---

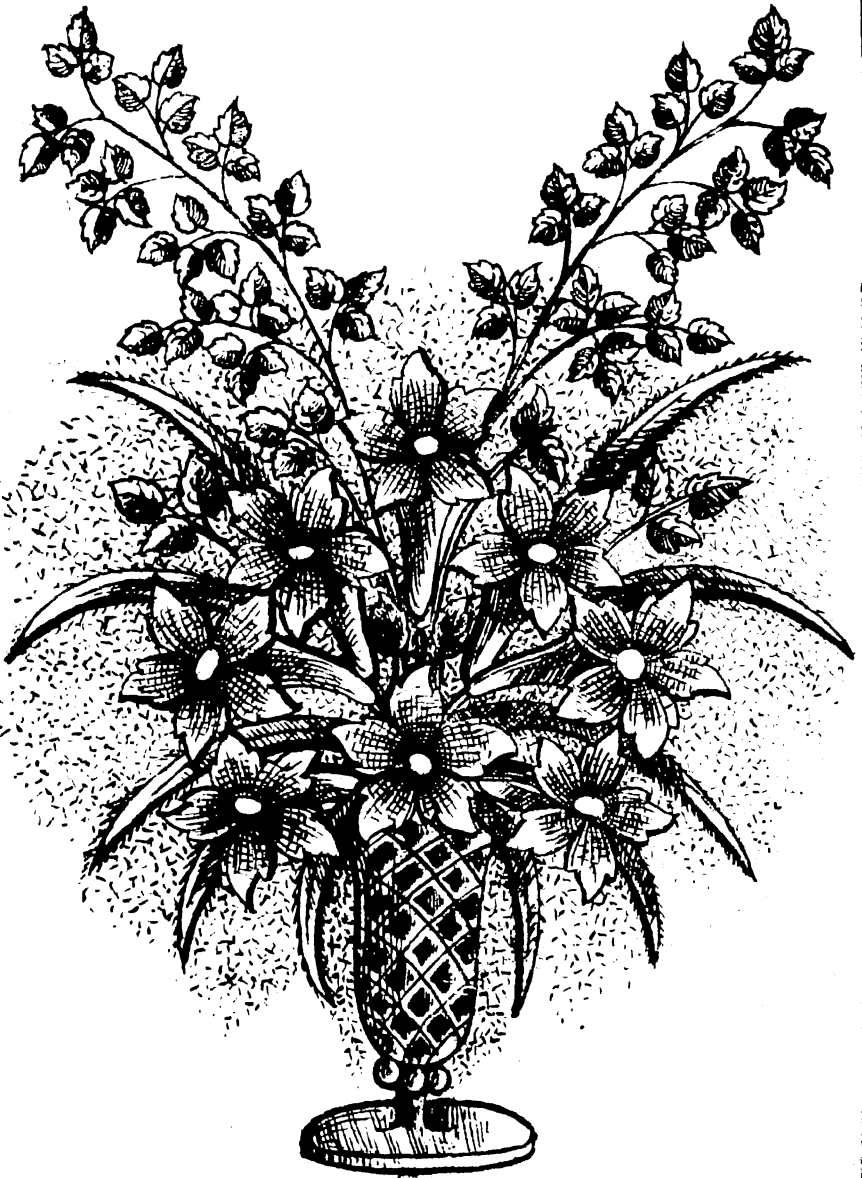
اچھ کر دی تو دلا با خود دبا جان مین کس نہ کو دست چنن کار گئے باد شمن	بی وفاؤں سے نہ مل مان بجے کتا تھا اس قدر مت ہو تو نادان بجے کتا تھا کیون تو لیتا ہے مری جان بجے کتا تھا
---	---

مجھ کو اس شوخ سے تنہا نہ بڑا احتیال لکے آنکھوں سے دوائے تو مرا گھر گھالا کیون ہوا ہے تو مری جان کا لینے والا	مفت مین مجھ کو بھی لجا کے بلا میں ڈالا کیون لے دل کہہ تو بھلائیے تڑا کیا ڈھالا اے اے رسے لے مین دشمن کو بغل مین پالا
--	--

عاشقے ہم جو منت نیست خدا میداند پاک بازم ہم کس طور مرا میداند	
تم سے امید ہی تھی کہ یہ بیدار کرو جرم کیا ہم سے ہوا پہلے تو ارشاد کرو خاکساری مری ناحق تو نہ برباد کرو	دل ہمارے کو گنا غیر کا دل تشاد کرو تب ہمیں بندگی اپنی سے تم آزاد کرو کچھ تو اس اگلی بھی اُلفت کو میان یاد کرو
یاد باد آنکہ سر کوئے تو ام منزل بود برزبان بود ترا اینجہ مراد دل بود	
کیون سے بہر تجھے یاد نہیں اگلی چاہ کہ تو اب کو نسا اثبات کیا مجھ یہ گناہ بلکہ کہتا ہے رقیبوں سے نہ دوا سگوارا	ایک دن میری جدائی کا تجھے عطا سواہ ہرگز احوال مرے پر نہیں کرتا تو نگاہ استدر عجب سے تو بھرا ہے سجان اللہ
باو آن شب کہ بہ زمت رہ بیگانہ بود گردشع نوح تو جس من ببردانہ بود	
باند ضلالت پٹی دستار سکھایا ہم نے رکھ کے جمدھر کو تجھے بانکا بنا یا ہم نے فروخی و ناز کے طرزوں کو جتایا ہم نے	تنگ جامے کو ترے برین کھپایا ہم نے اکڑ پھلنے کو تجھے سب سے بتایا ہم نے ہاتھ اپنے سے غرض تکو گنایا ہم نے
این نہ گویم کہ من از دست تو کشم در لیش کردہ خویش مثل بہت کہ می آید پیش	
اب تو کہتے ہیں حرفان دغا باز ستام ہوگا معلوم نکالو گے جو خطائے کلام پھر تو رسوا کرینگے ملے تمہیں خاص عام	کہ میان میںی محبت کے تہہ ہم میں غلام سب چلے جائینگے آخر یہ تمہیں کہ بدنام دیکھ اب بھی سمجھ لے یا نہ کر ایسا کام
زان بیندیش کہ از کردہ پشیمان باشی جمع جامع نہ باشی تو یر لیشان باشی	
کاشیکے مجھ سے مرے ہر کے رستے تو ہیں غیر سے ملے کہو ہم کو نہ پوچھو جھوٹیں کب تلک زہر کے گھونٹو نکو بھلا ہم گھوٹیں	تب تو اسے یاد چلے دل کے کھپولے جھوٹیں ہم ترستے ہی رہیں غیر مزے یوں لوٹیں ارہی ڈالو بلا سے کہ بلا سے جھوٹیں

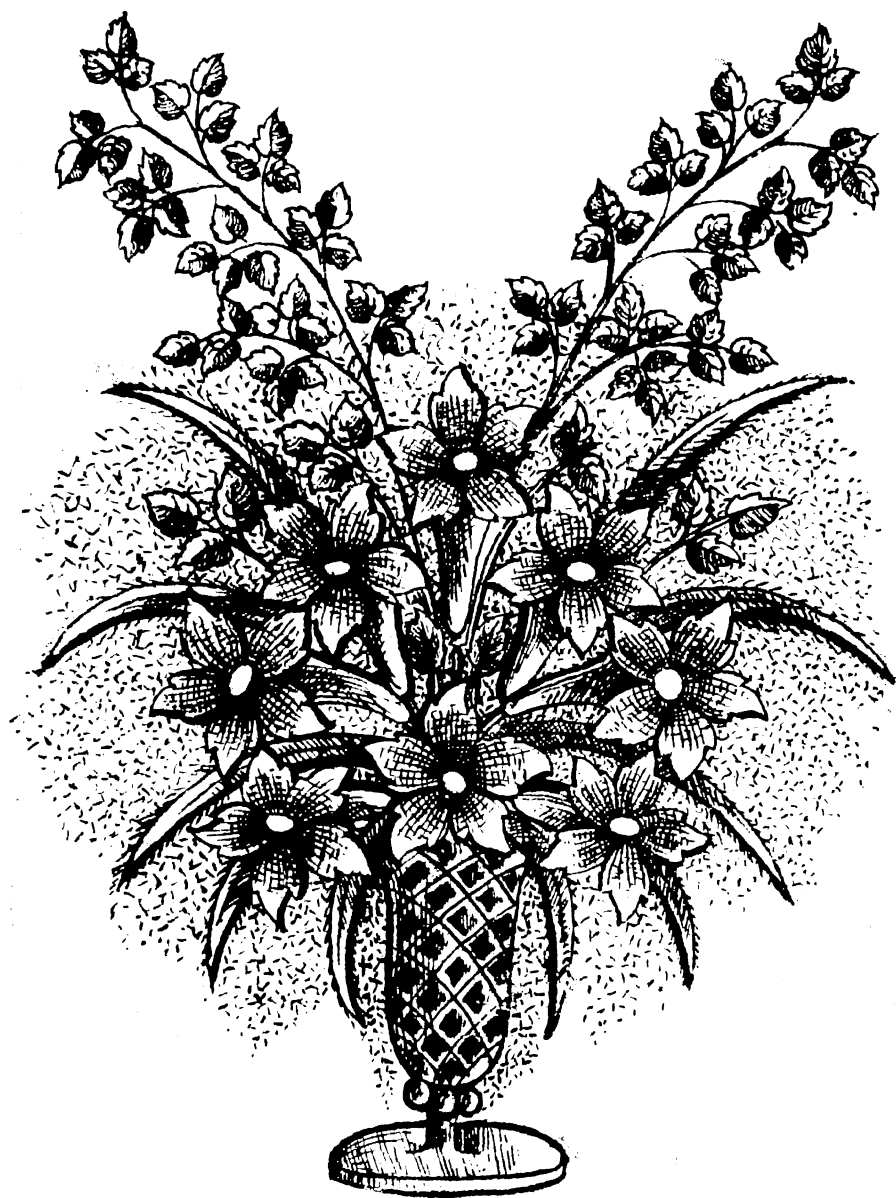
	تو نہ آئی کہ غم عاشق زارت باشد گر شود خاک بران خاک گذارت باشد	
واہ دایسی ہی دیکھی میں وفا تجھے یار غیر کیواسطے جو مجھ پہ ہوا تجھ سے یار میں عبت غیر کا شکوہ یہ کیسا تجھ سے یار	کوئی یہ طرز واداسیکھ لے آتے تجھے یار میں تو ناچار ہوں سمجھ گا خدا تجھے یار دیکھ لینا تھا جو کچھ دیکھ لیا تجھ سے یار	
	گر بظاہر کسی خلق کو خواہی کر دے کو شوخی با ماچہ کو روئی کر باد خواہی کر دے کو	
شیشہ و لکڑی سنگ ستم سے پھوڑا تم جو کچھ ساتھ کیا میرے نہیں وہ تھوڑا خوب رو دیں کا جہان پنج نہیں کچھ تھوڑا	دل نے میرے بھی منہ اب تیری طرف سے موڑا مکھو بھاتا نہیں ہر دم کا ترانہ کوڑا شروعی کا دل اپنے پیہ میں لکھ چھوڑا	
	مید ہم جائے دگر دل بدل آئے دگر چشم خود فرش کمر زیر کفٹ پائے دگر	
محبت بدین نہیں آٹھ پہر محبت ہے دیکھ کر طرز تمھارے یہ مجھے حسرت ہے واہ و اچا ہے امر کو یوں بین رمت ہے	غیر کے ساتھ شب و روز نہیں خلوت ہے گر ہو تم آدمی زائے تو یہ کیا غیبت ہے ایسی برداشت کی اب کس کو بیان طاقت ہے	
	گر چین ست کہ دائم بسلامت باشید ما بخیریم دشمنانیر سلامت باشید	
چشم بد و در میان خوب نکالے میں ڈھنگ بیٹھ کر خند دن میں سیکھے ہو بجا ناٹھ جنگ چھوڑو یہ طور میان تم نہ کو کچھ بہ تنگ	جا بھڑوں میں قح بھر کے لگے نیے تنگ اس قدر آب سے اب تم نے اٹھایا ہننگ عبث اب جا کے کو ساتھ کر دن گامین جنگ	
	امن اگر کشہ شوم ہٹ بدنامی ست موجب شہرہ بیاکی و خود کامی ست	
اس قدر یاد برب کام اہم مت تن سے ہٹ لاکر روز قبولی سے کہ وہ ہیں غم سے کیا برس پیکے تجھے مفت کے ہم سے بندے	مان میرا بھی کہا بات مری سن ہی سے کہہ کے بدنام تجھے جائیگے کب نفی سے ایک جو میں بھی کہو کہ نہ ہوئے شرمندے	

ہمکنے جانب سودا کہ وگا ہے کافی است
بلکہ از لطف باد و نیم نگا ہے کافی است



	اینقدر زندگی خویش مراد شوارست گر تو ناحق بخشی حق تو بر من یارست	
کیا کوئی بھٹا ہے یا نہ تھا دنیا میں کیا کوئی اور طر مدار نہ تھا دنیا میں کیا کمین اور گرفتار نہ تھا دنیا میں یہ ستم اور پہ زہار نہ تھا دنیا میں		کیا کوئی بھٹا ہے یا نہ تھا دنیا میں کیا کوئی کو کسو سے پیار نہ تھا دنیا میں عشق سے کسو سر و کار نہ تھا دنیا میں
	ایچکس بچوں از دست کے زار نشد خوار و رسوائے سر کوچہ و بازار نشد	
دل مرا سرمہ نط سنگ ستم سے ہے چور اے میان دیکھ نہ بھا دیگا خدا کو یہ غور کیا کروں ہلے زمین سخت فلک مہیگا دور دیکھ بیتاب مجھے حسن پست ہو مغرور		دل مرا سرمہ نط سنگ ستم سے ہے چور اے میان دیکھ نہ بھا دیگا خدا کو یہ غور کیا کروں ہلے زمین سخت فلک مہیگا دور دیکھ بیتاب مجھے حسن پست ہو مغرور
	انکار خوار تر از فلک کل و سرین داد مبہر آرام تو اند بن مسکین داد	
مت گنوا دل کو مرے پھیر نہ تو پا دیگا کف افوس کو ملتا ہی تو رہا دیگا آخر اس دلو کوئی اور ہی برجا دیگا	یہ دل اس بار گیا ہاتھ نہ پھر آئے گا کیا کمون مجھے اے دیکھ تو بھٹا دیگا کیا بھلا جانا ہے میرا تجھے اب بھا دیگا	
	میر و مازور تو باز ہو و نہ گنم گردرت قبلہ شود سجدہ بآن سونہ گنم	
تجھ سوا غیر تفاعل کو نہیں دیکھتے ہم دل نالان بنا بیل کو نہیں دیکھتے ہم چھٹ ترے مجھ کو بھی مل کو نہیں دیکھتے ہم	غیر تجھ زلف کے سنبھل کو نہیں دیکھتے ہم غیر تجھ زلف کے سنبھل کو نہیں دیکھتے ہم عزیز اب جزو کو اور کل کو نہیں دیکھتے ہم	
	ایچ بے کوسے تو منظور نظر داشتہ ایم آستین ست کہ بر دیدہ تر داشتہ ایم	
اس قدر کسی میلے ہزار ہے مجھ زار سے تو چشم پوشی تو نہ کر مانتی بیاد سے تو سن لے یہ بات میان اپنے گرفتار سے تو	امت چھا مجھ کو کجی اپنے خریدار سے تو مجلو مردم نہ رکھ لذت و ہلاک سے تو دیکھ اید صر بھی کبھو ایک نظر پیار سے تو	

منظرات (انجیل)



گو کہ ہوں اب نالہ گرہ در گلو تازہ و تر جگ میں رہی سال ماہ جب تین دنیا سے تھی امیدیم جون ہی زمانے نے کیا بارود بانس کا پھلنا ہے جہان کی مراد شاد بر آغم کہ درین دیر تنگ زیادہ غرض کچھ نہیں کہنا روا سحر ہے یا لکڑی کی تقریر ہے دل ہے مرا برق منط بیقرار غم کی سیاہی کی گھٹا رات ہے چپ رہ لے سودا نہ ہو بر خود غلط لکڑی کی نسبت سے تو مندور ہے	میں بھی تھی سرسبز جہانیں کبھو زاغ و زغن کی ہوئی آرام گاہ سمجھی تھی کچھ فرق سموم و نسیم دون ہی دکھایا دم تیغ و تبر شادی سے یا کئی کوئی کیونکر ہوتا شادی و غم ہر دو ندر در درنگ بس ہے یہی آہ میری یہ صدا جس میں کہ عبرت کی یہ تاثیر ہے دیدہ ہیں جون ابر سدا اشکبار آج بھی یان موسم برسات ہے بس ہے ترے حق میں یہ مکتہ فقط اومی ہونا تو بہت دور ہے
---	---

شہوی موسم گرما

کیون ہوا اس قدر ہے عالم سوز اب کی رت سے یہ ہوس ہے معلوم گرم ہے یہ بہار کا موسم یہ یا خا چٹکتی وقت گلاب دست گل کا کیا کہوں میں رنگ بچے کھلتے ہیں یوں ہوا تشبہ جلوس دین جون چینی کے بوٹے نہیں گیندوں کے یہ ہیں میں دھرت کرد صد برگ و جعفری پہ نظر یہی بولے ہے پانی پھر پھر کر کیا میں خود رون کا کہوں عالم	آتش رنگ پر ہوا نوروز چمن آرا ہوش برات کی دھوم شاخ گل پھلچڑی سے نہیں ہر کم کف نرگس پہ چھنتی ہے متاب اس میں ہت پھول کے سے نیلے دھنگ گویا پھٹتا ہے داغے میں انار اس طرح جانی جوئی کب چھوٹے دی ہے آتش تار و نلوک لخت چھٹ رہی ہیں ہوا میان منہ پر ہے چکا بو کا حوص من گھن چت کر جون بھنپا چھٹے ہے لے لے م
--	--

مثنوی تعریف چھڑی

سکے ہے سودا کو یہ لائٹھی عزیز
جب کہیں چلیے تو ہے بے غلہ رکھ
ڈرتے ہیں سب اس سے درند و گزند
اسکو لگا بیٹھیے وان بے دریغ
اور بھی کوئی ہے کسی کا رفیق
ہاتھ پکڑ کرتے کو لیوے سنبھال
یار ہے یہ قوت بازو ہے یہ
کوچہ تحقیق ہے ہر بند بند
چھوٹے بڑے جتنے ہیں سب ذی کمال
کوئی شکر ہے نے نعمہ ساز
کوئی ہے بیجا کوئی ہے بیشکر
نام بزرگان یہ بزرگی علم
دال ہیں اعجاز غصائے کلیم
یا تو ہو کچھ فائدہ یا ہو ضرر
اور مضرت کا سوا مکان نہیں
جادہ تار یک میں ہے شمع راہ
راستی اپنی پہ کمر بستہ ہے
تس پہ یہ سمجھاوے انشیب و فراز
اسکو وہ ہرگز نہ کہے گا خموش
تیغ زبان سے جو ہوا دلفگار
بے سخن اللہ سخنور ہے یہ
ہرزہ سخن کہنے سے محفوظ ہے
اوس سے سدا کہتی ہے لائٹھی یہ بات

ہوتی ہے دنیا میں جو کچھ تحفہ چیز
کوچ و مقام اسکا ہر سب اپنے ہاتھ
ہاتھ میں رکھتے ہیں اسے ہوشمند
کھینچ نہ سکے جہاں شہر و تیغ
اتنا کم آزار اور ایسا شفیق
کس میں یہ توفیق ہے کیجو خیال
چوب نہیں دلبر خوشخو ہے یہ
مرتبہ اسکا ہے نہایت بلند
اسکے گھرانے کو جو یکجہ خیال
کوئی تو ہے خامہ معجز طراز
تیر نمط ہے کوئی صاحب ہنر
خرد جو ہوں ہمسر تیر و قلم
اوسکے بڑوں کی ہے بڑائی قدیم
ملنے میں انسان کے ہیں دوی اثر
اوسکے فوائد میں تو نقصان نہیں
اہل نظر کی یہ ہدایت پناہ
بیودہ کج بختی سے وارث ہے
گو کہ سنگو نہیں یہ راست باز
جو کوئی رکھتا ہے ہلکا گوش و گوش
قدر خموشان دہی سمجھا ہے یار
مہر نہ باند افون سے بہتر کو یہ
پاس حقیقت اسے ملحوظ ہے
جو کوئی سمجھے ہے رموز و نکات

اندھن چرخ بر نہیں ہے مہر
 کمرہ پڑنے کو کہتے ہیں سب یار
 لیک دیکھا جو غور کر کے میں آپ
 ہے میں پوش زمین کو پا تو نے جھاڑ
 پانی پر جس جگہ کہ کافی ہے
 بسکہ سج بہت بھرپور ہے آب
 عکس پانی میں یوں ہے شکل پذیر
 نہیں ہے نہ باغ میں اس دم
 تیغ سے کاٹتا ہے اب وہ چند
 جیسے جاڑے سے پڑ گیا پالا
 اکڑے جاتے ہیں دیکھ سنبھل کو
 دیکھ گل پر مسبانیب برد
 پات جھڑ شاخیں ہو گئیں لڑ منٹ
 گر پڑے برگ تاک جھڑ کے تمام
 صر صر صر جان کھوتی ہے
 باد سے برگ کھڑ کے میں ہی بھات
 جھڑ اب نگاہ جاوے ہے
 کانٹے ہیں درخت و کوہ و جبال
 آگ بھی ٹھنڈ سے ٹھمھتی ہے
 بے حرارت ہیں سردی کے ماے
 ہے یہ آفت چراغ نکدہ رپے
 جاڑا لگنے کا رخ تلک ہے حر
 دین میں برباد ٹھنڈ سے یکدست
 کڑکی سے سے مست ہے جو ہے
 گر کسی مہر دوش کو دیکھے ہے

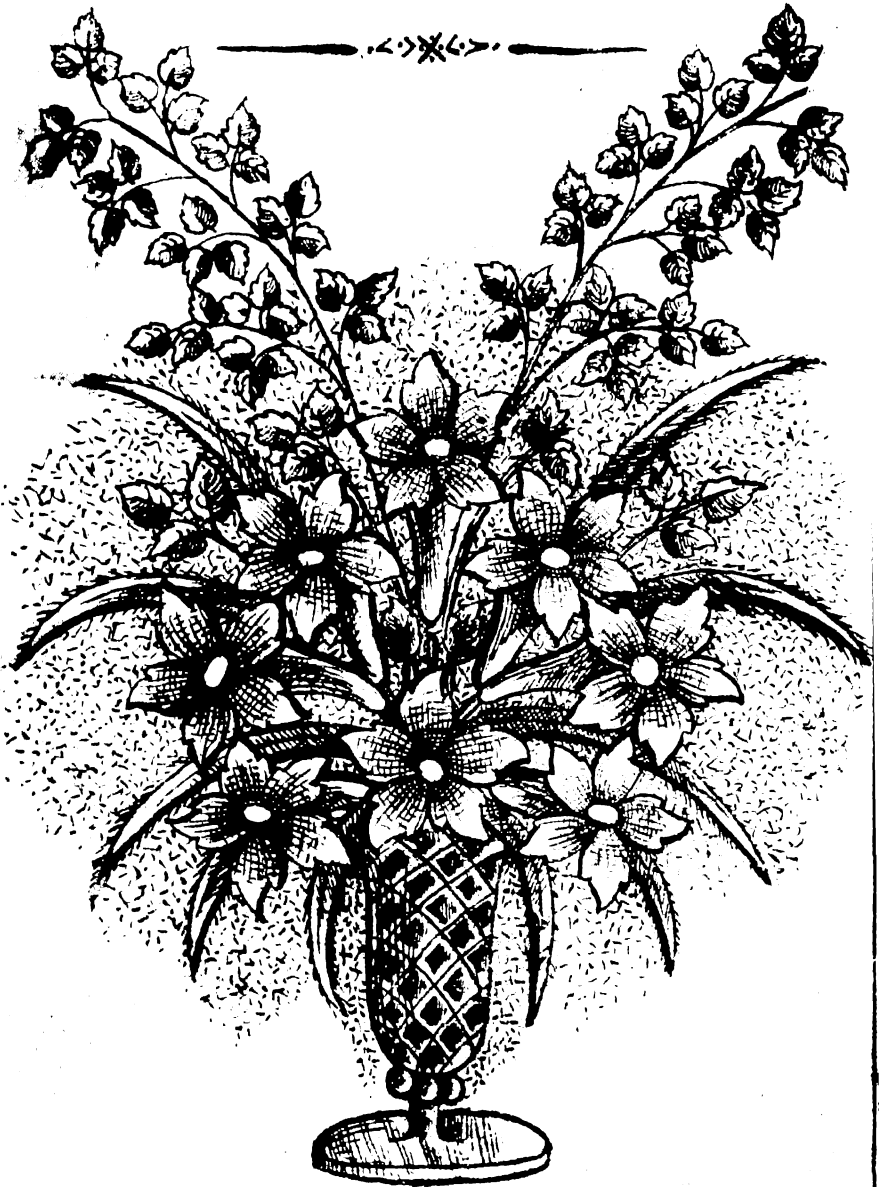
گود میں کانگری رکھے ہے سپر
 ٹھنڈ سے ہے جہان کے دلیں غبار
 نکلے ہے ٹھنڈ سے آسمان کے بھاپ
 پادامن ہیں جس قدر ہیں پہاڑ
 سبز وہ شال کی رصانی ہے
 برف کی ہے رکابی ہر گرداب
 رہتی ہے زیر شیشہ جون تصویر
 بچہ بچہ بھی بچہ سے کم
 آب میں اس قدر ہوئی ہے گزند
 سرد ہے داغ عشق جون لالا
 گھڑی ہو جائے گل کی غنیمت میں بو
 بھرتی پھرتی ہے ہر طرف دم سرد
 رہ گئے اینٹھ اینٹھ ڈنڈ کے ڈنڈ
 بلبلین مر رہیں اکڑ کے تمام
 تیر سی دل کے پار ہوتی ہے
 کہیے تو بابت ہیں دانت سے دانت
 جو ہی جون بید تھر تھرا ہے
 موسم درے ہے یارو یا جو بچال
 گودوں کے بیچ چھپتی پھرتی ہے
 طرح یا قوت کے اب انگاھے
 لوگو یا کمر بانے شمع سے ہے
 لپٹی رہتی ہے عندون ہی بن برن
 جو کوئی ہے سو آفتاب پرست
 غرض آتش پرست ہے جو ہے
 شیخ بھی اپنی آنکھیں یکے ہے

<p>آب آتش کی زندگانی ہے شکل آئینہ خنک رہتے ہیں لب نکلے گدی سے طرح گل کے پار کہتے ہیں وہ نہیں ہے غیش نے شرم سے آگ پانی پانی ہے ملی ہے اب سیاہی لے کے دوات کر دین یون لے جون تو ہے بزنان سر دینہ کو پیٹے ساری رات کیا کہوں مجھے میں کہ شہر شہر اکیا بیتال کی دو ہائی ہے وں بدم اسکی ہے یہی تقریر مجھے بیکس کی اب لگی کو بچائے لگے ہے ڈھر ڈھر جلنے دھر پر فرشتوں کے جلنے لاگین ہیں کرے ذرات پر جہان کے نظر جن دامنان و جنس و طیر و درخت وقتا زبنا عذاب السنار کہہ تو کوئی زندگی کرے سو کمان آگ اور بھوس میں ہے کچھ بھی ربط اب کچھ آرام ہے تو زیر زمین</p>	<p>رنک یا قوت کا نہ پانی ہے کہ پانی کیسا ہی پیٹ میں ہوا ب پھوڑ کر حلق کو زبان کے حنار ہوش جن بادہ خوار و نہیں کچھ ہے بسکہ گرمی کی آن مانی ہے کہ آگ سے دن کی جل گئی ہے رات رات سووے زمین پہ جو انسان پر وجب کاٹے تب وہ مالے بات گرمی پڑتی ہے یا خدا کا قہر بادشاہوں کی بادشاہی ہے بھیک مانگے ہے شہرین جو فقیر کوئی بندہ خدا کا ایسا آئے ٹھیک ہوتے ہیں جس گرمی دوپہر چیلین کیا انڈے پھوڑ بھاگین ہیں مہر ماتھے پہ اپنے پنجہ دھر غرض ایسی ہی دھوپ پڑتی حرکت ہاتھ اٹھا کر کہیں ہیں مثل چنار ہونے گرمی سے جب یہ حال جہان سرخ خانہ پوچھنا ہے خط غیرت خانہ جائے امن ہنسن</p>
---	---

مثنوی یا زوہم در ہجو موسم سرما

<p>صبح نکلے ہے کا پتہ خورشید نہیں یہ لکشان ہے دائہ کیش تو بلکے کیے کہ زمہ سریر ہوا</p>	<p>سردی ابی برس ہے اتنی شدید چرخ کی اٹھنی قبا یہ ہمیش جتنا عالم تھا کا شمع ہوا</p>
--	--

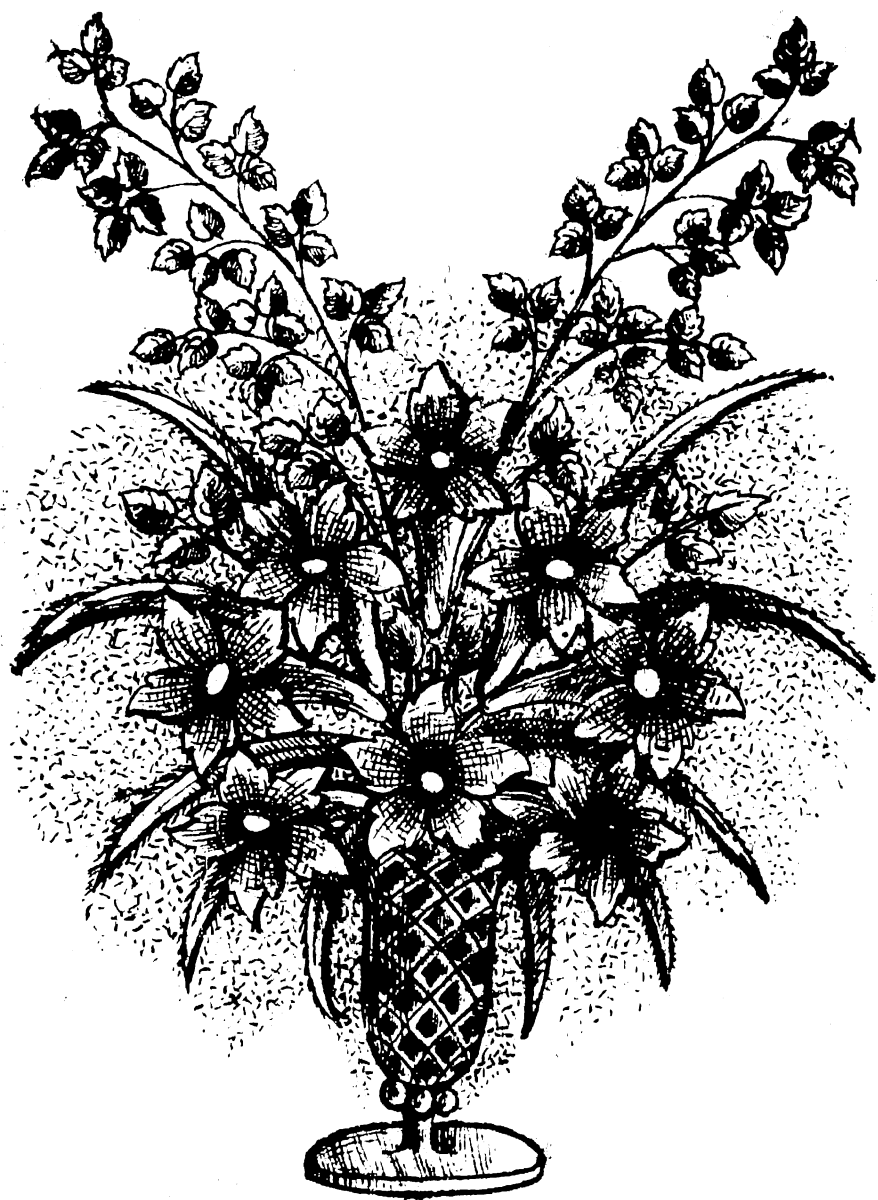
آگے جاتا نہیں ہے اب بولا
ہو گئی ہے زبان بھی اولا



دن کی کتنی ہے دھوپ من اوقات
 رعد سردی کے ہاتھ گرم خردش
 برف نہیں پڑتی ہوں فلک نداف
 شب جو خشنڈی پہ برق آدے
 کیا کر دن ادکی یار دین تقریر
 ہے گرفتار حال ہے جو شخص
 گر کسی شخص کو مرض ہے اب
 فرط سراسے دیکھیے جس کو
 کرے ہے اندون جو کوئی بیاہ
 پڑا سکرے ہے نہ کنا نہ بوس
 منعمون کے گھر دن میں آج اور کل
 پھرتے ہیں سمور اور ستا قم
 تہ جاڑے سے ہے یہ انکا حال
 جھینکا جاڑے کا جو جھینکین ہیں
 کوئی اب جا سے ہل نہیں سکتا
 پھر جو کوئی ندان نکلے ہے
 پئے رہتے ہیں ردی میں مجبور
 اہل حرفہ کو کیجیے جو نگاہ نو
 پیٹ کر سر کے ہے بھٹیا را
 سقا بولے ہر بھر کے آنکھوں میں شگ
 آہ مناد بھر کے یوں بولے
 دیکھو حلوائی کو جو بیٹھے کہیں
 لگے ہے مرنے اب جو بیچارہ
 عرض ایسی ہی کچھ پڑے ہے ٹھنڈ
 سودا آخر ہے سردی کا مذکور

کالے کلم میں رات کاٹے ہر رات
 ابرودش ہوا پہ بالا پوشش
 بھرے ہے واسطے زمین کے لحاف
 ابر میں یوں ٹھٹھکے رہ جاوے
 جون کسٹنی پہ سونے کی ہو لکیر
 نہیں مل سکتے گرم ہو د شخص
 تودہ جاڑے ہی سے کرے ہر تب
 دست زیر بغل سے شل سہو
 ساس سرے کے آگے رو ہر سیاہ
 تراؤ آغوش میں ہن جانے عروس
 ہن پڑے پڑے دے ہے منقل
 ٹھنڈے سے پھینچے ہن بہم سودم
 ناک سے چھوٹا نہیں رد مال
 اک سخن ہے تولا کھچینکین ہیں
 گھر سے باہر نکل نہیں سکتا
 ٹھنڈ کے ماتے جان نکلے ہے
 جس طرح ناشپاتی دانگور
 کار د بار انکا ہو گیا ہے تباہ
 اے اب کیا کر دن میں بیچارہ
 یارو پانی نکالو چیر کے مشک
 بنی تھی قند ہو گئے اولے
 برنی چھٹ کچھ دکان میں اس کے نہیں
 یہی کہتا ہے ٹھنڈ نے مارا
 مٹ گیا زہریر کا بھی گھنٹ
 شعر بھی گر خنک ہوں رکھ معذر

اخلاقیات



<p>جنش پا کے گرد سے جن کے اور جو وقت بادِ سفاہ د گرد نہ تو لے تاج و تخت جاوے گا پس میں کس واسطے گردنِ تعظیم تو ہی اب دین اپنے کراصات غرض اتنا گدا کی باتوں نے ہو پھینک کر سر سے تاج شاہی کو آخر الامر ان نے اے سودا چھوڑ کر بادشاہت دنیا</p>	<p>حرمِ رختی ہے بھگہ خاکِ بسر اس جہان سے کریشے غم سفر کلا و بور یا نہ میں لے سکے تجہ میں کیا ہے کمالِ فضل و ہنر میں ہوں احمق کہ تو ہے کیدی خرم کیا اس بادشہ کے دل میں اثر گر پڑا اوٹھ کے اسکے قدموں پر مال اور ملک سے اٹھا کے نظر باندھی عقبے کی سلطنت پہ کمر</p>
--	---

قطع

<p>سحرِ تصنیفِ سودا سے معنی سنے تھا جو اے سو و جد میں تھا بسان گل کوئے جیب کی چاک عجب گلشن ہے یہ لیکن کو سے گئے یان سے وہ محبوبانِ رعنا لگامت و لکھو بیل اس جہن سے لگی ہے اسکے دیوار دن میں جوش بس جو پر سے جلی کھلتی ہے آنکھ تماشے سے غرض اس بیوفا کے</p>	<p>یہ پڑھتا تھا بیک آہنگ پزرد دردِ دیوار سے لیکر زن و مرد کرے تھا جونِ مہاسر پر کوئی گرد نہر اسکی رکھے ہے سازنے پزرد گل نورستہ آگے جن کے تھا گرد نظرِ جواجِ سبز آدے سو کل زرد حقیقت کی ہے وہ ہر ایک کی فرد حباب اٹھ جائے ہے بھر گردِ مرد جھنوں نے موند لیں نگہیں وہ بین مرد</p>
--	---

قطع

<p>کہا کلامِ یہ سودا سے ایک عاقل نے کیا جو تجربہ ان دوستوں کو بد پایا چکھا انھوں کی جوئے یار دوستی کا ٹھنڈ</p>	<p>کو سے ربط کوئی زیرِ آسمان نہ کرے بدی کا جن کس طرح دل گمان نہ کرے وہ تلخ کام کمزور ہر دشمنان نہ کرے</p>
--	---

تھوڑے کہ در سوال بادشاہ و جواب درویش گوشه نشین پیر واکہ ترک دنیا کردہ بود

یوں سنا ہے کہ ایک خسرو عصر
دیکھا درویش کو جو خسرو کے
روکے آخرت کو بیٹھا تھا
دست مطلب کو کھینچ عالم سے
بادشہ نے کیا جب اس کو سلام
اور بعد از تامل بسیار
دیکھ کر یہ سلوک سلطان نے
کہا درویش سے کہ اے احق
مجھ سے خسرو کے تیں نہ کی نفیسم
کون دنیا میں آج ہے مجھ سا
کون ایسا جہان میں ہے کہ وہ
جگو بہت ہے جامہ نخوت
کہ تو کس چیز پر تجھے ہے دماغ
جب سنا یہ گدا نے خسرو سے
یہ تو روشن ہے آفتاب کی طرح
نہ مرے پاس ملک ہے نہ مال
نہ ترا زور میرے خاطر میں
حق تقالے تے دیکے استغنا
زور اور زر تو سن لیا اپنا
چند حیوان پھرین میں تیرے گرد
کتے انسان بنام اُسکے ساتھ

ایک درویش کے گیا تھا گھر
آیا اس حال میں وہ اُسکو نظر
پشت دنیا سے بدن کو وہ دیکر
پا دراز اپنے بور یا اد پر
سر سری سا ہوا وہ دست بسر
کی اشارت کہ جا کے بیٹھا دھر
ہو کے چین ابرو اور غصہ کر
کچھ بھی تجکو شور سے ہے خبر
باج دیتا ہے جس کو اسکندر
مالک تخت و صاحب افسر
زور و زر ساتھ مجھ سے ہو سر پر
نہ کہ تجھے کو ہوئے زیب آور
کلہ و بور یا پہ اپنے مگر ہو
کہا اے بادشاہ زور آور
پر دیون میں نہ تجھے ذرہ بھر
چھین لینے کا جسکے ہوئے ڈر
نہ میں لاؤن نظر میں تیرا زر
کہد یا ہے طمع کسو سے نہ کر
حشمت و جاہ سے تو پوچھے اگر
خستہ دگاؤ داسپ و فیل و چکر
فی الحقیقت وہ ان سے جو ان تر

	دولت آنت کہ بے خون دل آید بختار دور نہ با سعی عمل باغ خان این ہمیت	
رات آیا وہ منم شے	شور غلغلا میں بچان کے بولا اک بار	کون ہے کہنے لگا دولت گیتی لے یار
	دولت آنت کہ بے خون دل آید بختار دور نہ با سعی عمل باغ جنان این ہمیت	



<p>بذکرِ نخل و حسد چاہیے کوئی مذکور میں اُن سے ملنے نذران اختیار عزت کی تجھے بھی راہ نصیحت کے میں یہ کہتا ہوں وہ آدمی ہے بہت دُور آدمیت سے وہ آشنا میں جہان میں کہ امتحان کے بعد یہ سُنکے اُس سے کہا شکر کے سودا نے بھلے بُرے کے تجھے امتحان سے ہی کیا کام</p>	<p>اٹھو نکام مہمِ موت کے درمیان شکرے دو چار اٹھوں سے خدا مجھ کو جہان شکرے کہ تو بھی ربط کھو با منافقان شکرے جو گوشِ دل بسوے حزنِ عاقلان شکرے زبانِ نہیں کہ وہ من ان پہ نہ زبان شکرے شکایت اتنی کیوں کوئی ایمان شکرے یہ شکر کر کہ کوئی تجھ کو امتحان شکرے</p>
--	--

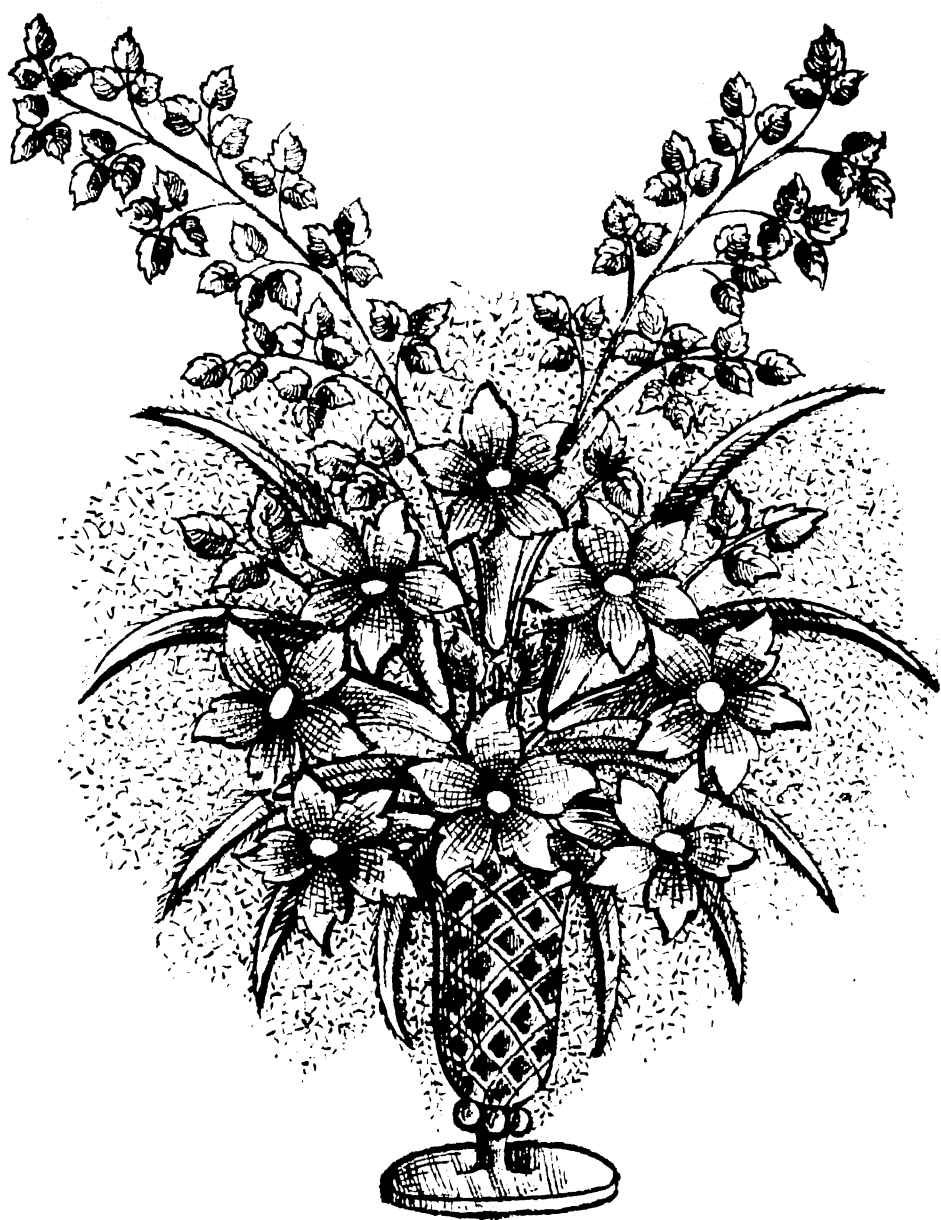
قطرہ بطورِ نید

<p>ابکِ عاقل نے یہ سودا سے کہا از سرِ نید غشِ العینِ بقیہوں نے انھیں لکھا ہے صحبت اُن سے تو نہ کہ اتنی دگر نہ یار سُنکے بولا کہ تول دوست یہ سچ کتاب ہے میں سے انکی غش ہوے بدن میں جو عضو ایسے کہ کیلے نجاست وہ کہ میرا ترا میرے نزدیک یوں یہ جو میں اپنے ہم جس غیرِ خونا ب جگر بارِ بلوث اس کا اور جو اس سے کسی جی کو اذیت ہوئے سو تو یہ رگت جدا تھے ہوانے ہو گا کلنے بی کا تارے رگتے تجھے زورِ یار</p>	<p>دلین پاتا ہوں ترے الفت سکھا ہو فور اُن سے جو ہوئے سلمان سے دوریِ حشر حشر کے دن بھی تو ہو دیکھا انھیں سے محسوس بر جواب اس کا تجھے ددن ہوں میں ہو کر مجبور دھونے سے پانی کے وہ پاک ہونے اہل شعور پاک کرنے کی سطحِ نمودِ مقدر حقِ نجاست سے لکھے انکے رگتِ نفس کو دُور پانی سے چاہئے ہو پاک سو یہ کیا مذکور ماقبت پانے والے کی تباہیِ بظہور اس نصیحت سے مگر دل شکنی تھی منظور رگ مرا بھی جو تجھے کاٹے مجھے رکھ معذور</p>
---	---

مسدس

<p>جس محمد کو جو میں یہ سودا کا گزار دیکھنا گل کا تنگ آٹھ سپر کاوش خار</p>	<p>کہا اکِ مکیلِ نالان سے کراے عاشقِ نار کہہ تو کیا لطف میسر ہو جو یوں فصلِ بہار</p>
--	--

تشریح



عقل میرے تئیں کر یا الٹی ہو
 کہ ملک عقل کو مین دے کے برباد
 رہے روشن مری یون شمع ہستی
 مجھے کر عشق کے خنجر سے دمساز
 زبان سے وہ سخن کر دے سر انجام
 بسان شمع یہ دل آب کر دے
 چمن میں عشق کے یارب ہمیشہ
 کرے یون بلسل نالہ دل زار
 مجھے آتش کی دے یہ طاقت تاب
 تنہا ہے یہ ہر اک چشم رو دے
 روان رکھ تو مرے غامہ کو دن رات
 تری حمد لے چمن آرا کمان ہو
 ثنا سننے کو تیری گل ہوا گوش
 جہان اس باغ میں آب روان ہے
 شرجب سے دیا تین شاخ کے ہات
 چمن کو دیکھ مرغان خوش آہنگ
 بھنور تک دیکھ تجھ صنعت گری کو
 سدا بھر پھر کے ہر اک بھول گے گرد
 تر با رہے گرم سے شمع ہے خم
 چسپاں شام کو ہر شب تری لو
 نہ تنہا خلق کی سر بن و سنبل
 بتان کا حسن ہے تیرا ثنا گو
 رباعی مدح کی تیری ہولے پاک
 عطا کی جب سے مشت خاک کو جان
 رکھے ہے کام میں جب تک زبان تر

جنوں کی مملکت کی بادشاہی
 کردن جا کوہ اور صحر کو آباد
 کردن ہر آن جون پروانہ مستی
 تر پنے کی حلاوت سے نہ رکھ باز
 رہے غمخیز ملک جس سے مرا نام
 گداز تن سے لذت یاب کرے
 یہی میرا رہے تازہ سیت پیشہ
 کہ جون طوطی ہو خون آلودہ منقار
 کہ ہو جاکے سمندر رشک سے آب
 کہ سنگ آبشار اب سینہ ہوے
 لکھن تاحمدین بعد از مناجات
 اگر جون سرد سرتا پا زبان ہو
 دہن میں سوز بان غنچہ کی خاموش
 تو موج ادب کی تری رطب اللسان ہے
 زبان ہے شکر کی خاطر ہر اک بات
 کرین ہن وصف تیرا ب بہر رنگ
 نظر کرتن اور جعفری کو
 کیا کرتا ہے تیرے نام کا درد
 بھب ہے بلبستان ترادہم
 نسیم صبح کو تیری نغم دود
 بنائی خلقت انسان بہ از گل
 خط ہشت لب ان کا اور ابرو
 سمجھتا ہے لے عارت کا اور اک
 فراوان ہے دم آب و لب نان
 نمک گاہے بکھلے گاہے شکر

بسم الله الرحمن الرحيم

مثنوی قصہ در عشق پسریشہ گرز بزرگ پسر بطور ساقی نامہ دیگر حکایت

شیخ و دعا پادشاہ

کیا ہے جن نے حسن و عشق پیدا
وہی معنی ہے طوطی کے سخن کا
گلون کو دانہ شبنم ہے بستیج
اثر ہے نالہ بلبل میں اوس سے
اداؤ ناز کا خوبان کے دمساز
کین سوز دل پر دانہ ہے وہ
کسی سینے میں تاثیر دم سرد
اوس کی نافہ آہو میں ہے بو
کسی جاہو سموم آکر برا زسم
یہ دو لون روشن از یک عالم نور
گہر میں آب پتھر میں شرر ہے
ہر اک ذرہ میں جھنگ ہے وہ خورشید
نہیں وہ شے جو اسکے ماسوا ہو
قتل کو پھرے سوے مناجات

مراد دل نام پر اوس کے ہے شیدا
وہی ہے آب و رنگ اپنے جن کا
چہن میں ذکر سے اوس کے ہے تفریح
یہ جلوہ حسن کا ہے گل میں اوس سے
دلون کا عاشقوں کے محرم راز
کین نور چہرہ باغ خانہ ہے وہ
کو کے دلین پاتا ہوں اوسے درد
ادسی کا جلوہ حسن زلف مرود
کسی جاگہ میں مہیسی کا ہو وہ دم
جہراغ دیر کبے سے نہیں دور
ہر یک جادہ باندازد و گم ہے
نظر بھر دیکھ گم ہے بجو نمیسہ
غرض وہ کیا ہے جو اس سے جلا ہو
شنا ہو کس زبان سے اسکی ہیبت

در توحید خباباری

عنایت کر دل گرم و دم سرد
بغیر از شمع ہے تار یک یہ گھر
پیالی چشم کی لہر نہ کر دے
نہ مجھے کفر و دین میں ہو سکے ذوق

خدا یا ہے تو اپنے عشق کا درد
محبت کا دے اپنے داغ دل پر
خمر دلین شراب درد بھروے
نشہ میں کر اپنے اسقدر غرق

<p>رکھے کوہ گنہ و ان کاہ کا حکم دو راہی سے آمرزش ہو بقدر پھرے جنت گنگا رودن کے دنبال شرن آدم کا غرا نبیا ہے کہ بیون سے ہین بہتر اسکے صحاب کوئی علم و سخا میں شہرہ آفاق سوا اسکے رسول مجتبیٰ کی وصی جس کا علیؑ مرفقے اس</p>	<p>جہان بخشش ہو اوس شاہ کا حکم وہ بیٹھے جب صف محشر کے آصد زبان پرادے کے بخشش سے ہو قال کون کیا خلقت انسان میں کیا ہے کہ جو ہم سری اوس سے کتاب کوئی صدق و عدالت حلم میں طاق غرض طاقت کسے وصف و ثنا کی نہ ہو گا نہ ہوا ہے مصطفیٰ اس</p>
--	---

در مناقب حضرت امیر المومنین حیدر گرام

<p>علیؑ ہی جانشین مصطفیٰ ہے علیؑ مہربوت کا نکین ہے کہ تابع جبکی مرضی کے ہے تقدیر علیؑ ہے زور بازوے نبوت ید اللہ نام ہانے سے ہے اثبات علیؑ کے آگے دو جگ سرنگوں ہے کہ جس بندے میں جھکے ہے خدائی رکھے جون یک سخن نکلے دل سے دو عالم سے اوسی کو برتری ہے جہان بیخین یہ و ددان مایہ یک کنڈہ قلعہ خیبر کا ہے وہ کہیں ہن جیسے کہ اوس کو جہان میشہ ہو دان وہ شیر بردان دل شکستہ کا چیتہ درد بقیہ بخشوادینا ہے منظور</p>	<p>علیؑ برحق امام رہنما ہے علیؑ ہی شہسوار راہ دین ہے کہ دن کیا مرتبے کی اوس کے تقریر علیؑ ہے دین کے ارکان کی قوت علیؑ کی ذات ہے اللہ کا بات علیؑ برحق نمونہ بے نمون ہے اطاعت سب پرادے بندے کی آئی بہ نسبت امر اوس کا امر رب سے پیہر سے اوسکی کو ہم سری ہے زبس حق آگے اٹکا پایہ ہے ایک کشندہ عمر اور استر کا ہے وہ کیا اثر و کردار نے چیر کر دو جہان میدان ہو دان شاہ مردان جوان ہمت جوان بازو جوان مرد و یاد نیا میں سب کچھ سب کو بھر پور</p>
---	---

<p>برائے پوشش تن بھی بہر حال ہمارے واسطے اس رب مہبود ترے احسان بیان کیا ہے ہودین رکھے ہے گرم جب ہو موسم برد رکھے ہے تجھے شیخ و برہمن راہ سغن سننے کو تو نے نکلنے ہن گوش زبان کی خلق منہ میں بہر گفتار بیان کیا کیسے تیری عنایت کہ تا معلوم ہو شام و سحر گاہ زبان کو ذائقے سے دے کر سگین عرض کیا کیا کرم ہم پر ہے تیرا</p>	<p>کھجور کھل اور کھانا ہے کھو غال کرم مان باپ سے تیرا ہے افرد رہے بیدار تو بندے جو سودین بڑے گرمی تو نے ہے گوش ہمد تیری کیا ذات ہے اللہ اللہ سمجھنے کو دیا ہے فہم اور پوش کرمین تا درود دل آپس میں ظہار دیے ہیں جہنم اور نور بھارت چلین پستی بلند دی دیکھ کر راہ کیا معلوم جس نے ترش و شیرین شفیع حشر پیغمبر ہے تیرا</p>
---	--

در لغت سید المرسلین صلعم

<p>محمد باعث ایجادِ افلاک محمد کنت کثر اکی گواہی محمد ہے شیر عالم غیب محمد عادل و کامل و عاقل محمد جگ میں سالارِ رسل ہے یہ بولے روز مولود اس کے اطوار و دعا عالم کی بنادہ رہی سہری کو نہ پیدا خاک سے ہوتا جو وہ پاک اویںکی ذات سے اثبات حق ہے لیا جب نام پاک اپنا یہ تعظیم خدا کا اس کو ہم تمجید نہ ثانی ہمیں کیونکر نہ حمت بہر یقین ہو</p>	<p>محمد علت فاعلی و لاک محمد عالم علم اتھی محمد رازدار حق و لاریب محمد ہے جو کچھ تھا اس کے قابل محمد ماہر ہر جزو کل ہے نبوت کی ہے سند کا سزاوار جلائے منصب پیغمبری کو نہ پھرتے آسمان گردِ سر خاک کہ اس کی ذات عین ذات حق ہے یہ فرمایا انا احمد بلا میسم برائے ہے حدیث من مانی کہ جب ایسا شفیع المذنبین ہو</p>
---	---

خروش و جوش مرغان چمن کا
 اوٹھا کر جلد رکھ کا ندھے پہ طینور
 تراگانا وہ پنی کر سا غزل
 جو بولے عتبب منٹھ توڑ اُس کا
 سخن اس وقت ان کا بے عمل ہے
 کہ ہے دیکھ کر ابراس ہوا کو
 کریم اپنے کو مین کر لون گا لاضی
 سنے ہے ساقیا ملک آن کر بان
 رکھے ہے دست فذق بند کارنگ
 یہ مستی کو گھٹا کی ملک نظر کر
 زریں باد بہاری مین نشا ہے
 گل نخل پہ بیداری ہے لیا ب
 کھلے داؤدی کے غنچہ چمن مین
 اوٹھا سکتے نین سر ہے یہ بحس
 قبا گل بھاڑتی ہے ہو کے سر شاہ
 جھکا دیتا مین بار شمشاخ
 ہوا سے شاخ گل یون جھومتی ہے
 پھری ہے لوتنی سستی سے دنیات
 نسیم صبح تک اتنی ہے ماتی
 غرض اہل چمن مین اس قدر مست
 زریں چھتے ہے باد تند جاروب
 بڑا ہے جس روش پر عکس گلزار
 مفا سے ہر طرف کے ہے یہ امداد
 نظر آتا ہے دوناب بھل و بھول
 سطر ہے زریں خاک گلستان

ہوا ہے پنہ کیا تیرے دہن کا
 مدد اپنی سے ہے تین انکو سیندور
 کہ ہوئے سرمہ آواز بلبسل
 جو ملا کچھ کے سر پوڑ اُس کا
 بہار اب جو کے اُس پر عمل ہے
 جواب میکشان مین دون خدا کو
 دہن سے شیشہ کے لے کرش قاضی
 مری آنکھوں سے کر سیر گلستان
 چمن مین اندون ہر شاخ اور نگ
 یہ آتی ہے پری دوشس ہوا پر
 پڑا کیا بچبر تاک اینڈ تانے
 جہان دیکھو تو ہے آلودہ خواب
 تو کف لائے مین مستی سے دہن مین
 جھکی ہی جائے ہے کچھ جنم نرگس
 رہی ہے لپٹی یان سوسن کی دستار
 نشے سے جھوم جھوم آئے ہر شاخ
 کہ آکر وہ ب جو چومتی ہے
 چمن مین کیا شمر کیا شاخ کیا بات
 خیابان مین بھرے ہے لڑکھرائی
 کہ ہنکے بولتے ہن مرغ یک دست
 ہوا سخن چمن آئینہ اسلوب
 بچھی ہے اوس جگہ قالین خوش کار
 درود یار پر ہے کار بہر سود
 مضاعف ہو گیا باغون کا محمول
 مباسیار پر ہے عینر افشان

<p>علیؑ کا نوح سبحان مروت کٹی بخشش ہی میں اوقات ادب کی عطا ایسے کیے اوس کو دو فرزند وہ ہیں دو را زد دار پردہ غیب دو عامی مصطفیٰ کے دین کے ہیں وہ دو نوبہ حسنہ چشم حقیقت دو بلبل ہیں وہ باغ امر حق کے دو والد ہیں وہ تسلیم و رضا کے دو آئینہ جمال حق کے ہیں وہ دو روشن اختر برج سعادت یہ دو معصوم ملکوت کے ہیں جگر کے امامت کے سر پر آرا ہیں وہ پس رہا ہے سب کچھ ادنیٰ ذات سے محرم</p>	<p>علیؑ ہے مظہر فیض قنوت ز سر تا پا کرم ہے ذات ادب کی غرض یہ ذات حق اوس سے یہ خورند دو محرم کن وحدت کے وہ لاریب دو حافظ عرش علیین کے ہیں وہ دو شمع کلبہ عرفان وحدت دو پردانہ چہرہ باغ امر حق کے دو عاشق ہیں وہ مرضی خدا کے دو دم تیغ جلال حق کے ہیں وہ دو والا گوہر تاج امامت غرض سر و قدر اثنا عشر کے سو ان دو کے نسل ادنیٰ سے یکس وہ بارہ ہیں ستون عرش عظم</p>
---	--

در فضل موسم بہار

<p>نری دوری مجھے اس وقت ہے جبر چراغ گل نسیم صبح روشن مجھے بے کشتی تو ہرگز نہ کر غرق پاک لیکر بفل میں شیشہ و جام تحائف سے زمانے کے ہے یہ سیر یہ جاغان صبح سے تا شام بے دود بگرد لالہ فسرمان کی شاخ عجب ہی لطف سے بھولی ہر یہ شام مننی پھونکے بہر خدا نے نین مطرب یہ ہنگام خموشی</p>	<p>یہ بونچہ ساقی کہ اب دل کو نہیں صبر گلی ہے کرنے آگر سوے گلشن گھٹا آیا ہے ابراز غب تا شرق تفاصل کو نہ اس بندہ مانگو کام نہ اسکو دیکھنا آنکھوں سے ہے بیر تاثر ہے عجب گلشن میں موجود رکھے ہے سیر زیر نیلگون کا رخ ستم ہے گرد نہ ہوا ب شیشہ و جام جھکائے منہ میں ساقی شیشہ نے کہ آپہنچا ہے وقت بادہ نوشی</p>
--	--

<p>مجھے اپنی ملاحت کی قسم ہے مجھے جھوٹی قسم اپنے کی سو گند مجھے ہے اپنی بدستی کی سو گند مجھے نیشہ ڈھلکنے کی قسم ہے مجھے ہر بار کی بخشش کی سو گند قسم ہے نالائے کی مجھے یار قسم ہے تجھ کو میری چشم تر کی قسم ہے میری نسر یا دُفغان کی مجھے سو گند بسمل کے طیش کی میری الحاح و زاری کی قسم ہے مجھے ان ساری قسموں کی قسم ہے تغافل کو نہ اب فرمائے کام مجھے دیوبے اگر تو بادۂ ناب کردن اس تشنگی میں اے کو جب نوش مجھے گویا کرے ہے نشہ کا افق اگر دو چار دے تو سا غرمل کہ جن قصوں کا یہ ہے اک نمونا</p>	<p>مرے دیکے جراحت کی قسم ہے یکہ نے دمدم اپنے کی سو گند مجھے اپنی زبردستی کی سو گند مجھے ساغر پھلکنے کی قسم ہے مرے ہر دم کی آمیزش کی سو گند قسم ہے نشہ کے کی مجھے یار قسم ہے میری آہ بے اثر کی قسم ہے غدیب بوستان کی مجھے سو گند اس دیکے خلش کی میری بے اختیاری کی قسم کی پہنچ جلدی کہ فرصت کوئی دم ہے مران آتش تر خشک ہے کام کہ رین مجلس میں تیرا شکریا جاب گھر سے پر ہو سب کا دامن گوش کلید قفل لب یان سے کی ہے موج قصص مجھے کون رنگین تراز گل ہے جتنا تو سنکر دودے دونا</p>
--	---

قصہ درویش کہ ارادہ زیارت کعبہ کردہ بود

<p>حکایت ہے کہ اک عابد بآفاق خدا کی یاد میں رہتے تھے دن رات بجز تسبیح رہتے تھے وہ بے کل مریدوں کی ہوئیں بدو ز عینین بلا شک اسکا جنت میں ہو ماوا غرض کیا کہیے ادن کی ذات عالی</p>	<p>عبادت کرنے میں تھے حق کے وہ طاق نماز و روزہ میں گزرتے تھی اوقات مصلے پر سے اٹھتے تھے خاک پل کیا جب ادنیٰ سر خاک نفلیں ادھانے جو اُنھوں کا آفتابا نہ رہتی تھی کراماتوں سے خالی</p>
---	---

پُری زلفوں کی سنبل میں مہک ہے
 طمع بہ یار گم تیسری نظر ہے
 بچھاؤں کو ترے مجھ دل کو مقبول
 نہ ہوا سوقت تو مجھ پاس ہے قہر
 بروقت یاں تلک ہے کہ تو باد
 اری ظاہر یہ ہے انصاف سے دور
 بیالہ کر نہ آبِ آتش آئینہ
 نہ آنا یاں تزا میری قضا ہے
 تو آجلدی کہ اب مجھ کو نہیں تاب
 کہ جس کے آگے آبِ زندگانی
 جو سیر باغِ دل تیرا نہ چاہے
 بزیں آستانِ شاہانِ غلگشت
 ہوئی ہے سبز صحرا میں بہر سو
 جہان دیکھو تو وان گلماے خود
 یہ جلوہ آب کا سبز ہے یہ گوہ
 غنیمت جان لے ظالم تو یہ دم
 نہیں رکھتا چراغِ عیشِ بنیاد
 خوشی کا جھلکے ہر جس بادہ میں تنگ
 سخن میرے کو گوشِ اپنے میں نہ راہ
 جو کرتا ہے تلونِ دھڑ کا گل
 خدا جانے زمانے کا ہو کیا طور
 نہ پھر بلبل ہے نہ گل ہے نہ یہ باغ
 ردامت رکھ تو میری تشنہ کا می
 قسم ہے تجھ کو اپنے زلف و رو کی
 تجھے اپنے دہانِ تنگ کی سون

سراپا سرو میں قد کی لچک ہے
 تو آٹھٹی بین ہر غیب کے زر ہے
 چمن میں اشرفی سونیکے بین بھول
 ہوا کیا دیکھ تلک آکر سر نہر
 کہ اوڑھی سنگ نے تختہ پہ چادر
 رکھے تو اس ہوا میں مجھ کو مغدور
 بسانِ دیدہ عشاقِ بسریز
 مرا جیسا اگر تیری رفا ہے
 قح کرے لبالب لیکے وہ آب
 بھرے آنحضرت کے چشمے سے پانی
 جلیں صحرا کو ہم تو گاہ گاہ ہے
 ہوا ہے کیا چمن کیا کوہ کیا دشت
 شجر کے شاخ سے تا شاخ آہو
 نظر جس جاڑے سبز ہے اور جو
 نظر آتا ہے آتش در نظر ہے
 کہ عرصہ اس ہوا کا ہے نہٹ کم
 نظر آتا ہے زیرِ دامن باد
 سدا میں ہے اس کا مورِ رنگ
 ابھی اس صفحہ کی خوبی پہ ناگاہ
 کمان ساغ کہ ہر شیشہ تجل
 ہوا ہے آن میں کچھ اور سے اور
 لبون پر ہے فغانِ اردلیپ ہے داغ
 قسم تجھ کو یہ مولانا جسامی
 قسم ہے تجھ کو گل کے رنگِ دبو کی
 تجھے غنچے کی آبِ درنگ کی سون

غرض دو چار کین تھیں منزلین طے
 رہی جب یا پوچھیں منزل کئی کو س
 نصیبوں کا میں آگے کیا کہوں پھیر
 کیا غارت او تھیں ایسا ہی الگ بار
 تھی ادنیٰ یا تو وہ کچھ غظم اور شان
 کروں کیا آگے اب غارت کی تصریح
 پیادہ کس طرح یہ کاٹتے راہ
 نظر کر بعد غارت راہ کا رنج
 نہ زاد راہ پاس انکے نہ مرکب
 تو گل پر چلین کہتے یہ کیا ذکر
 کہو عامیہ کے جانے کا مذکور
 سلما نی کی کہ یاد آتی تسبیح
 کہو کہتے مصلحتا چکن کا
 کہو کہتے کہ یار دیا عصا تھا
 کہا کیا بٹکا تھا میری کمر کا
 عقیق سرخ کا جو تاسدان تھا
 کہو کہتے تھے ہو مغوم از حد
 کہ میرے پاس جو کچھ تھا سو کھو یا
 لے جب اس طرح اسباب سارا
 مریدوں کی نہ تھی یہ سب زہار
 کیا اس غم نے انکو بسکد لرش
 تری اس امر میں اب کیا ہے تدبیر
 ارادہ تھا کہ وان جا کر میں ہم
 محاسب انکو دیا سودا نے سنکر
 پیر اب اس حال سے گھر کیونکر جاؤں

کہ شیطان نے کیے فراق در پہ
 وہ پہوچے کرتے حضرت کا قدیموں
 مریدوں کے سمیت او سکو لیا گھیر
 نہ چھوڑا ایک کی تسبیح کا تار
 رہے یا ایک پیرا ہن کو حیران
 نہ تھی جزو انہ ہا کے اشک تسبیح
 عصا گر رہ گیا پاس انکے سوا
 لگے کرنے دل اپنے میں شش و پنج
 اب ان سے غم کہے کا بندھکب
 انھیں اسباب کی اپنے بڑی فکر
 کہو تھا فکر پیرا ہن سے دل چور
 ہوئی جاتی تھی جسکے غم سے تشریح
 کہ جس پر تھا چکن کا روکن کا
 بڑے حضرت کے میرے ہاتھ کا تھا
 سفر و ریش آیا یہ کمر ہر کا
 اگر کہتا تو قیمت میں گران تھا
 نہ جانیں کونسی تھی ساعت یہ
 اور اپنے ساتھ باروں کو ڈوبا
 تو ہوا ایسے سفر کا کیونکہ
 جزا مست او صد غم کی گفت
 کہا سودا سے لے یار و فاکش
 ہمیں آئی نظر کچھ اور تقدیر
 نچا ہے کہ خدا تو کیا کرین ہم
 جو فرماتے ہو تم ہووے گا بہتر
 بھلا وان جا کے منہ کس کو دکھاؤں

جہاں وہ گاڑ دیتے اپنی سواک
 ہوئے عازم وہ گنبہ کے سفر کے
 ملے اک روز سو واسے وہ ناگاہ
 مسلمان ہو جو ہے ادسکویہ لازم
 نجات اپنی اگر تجکو نظر ہے
 یہ بہتر ہے کہ چل ہمراہ میرے
 کمانٹک اے دیوانے زیر افلاک
 کر گنگا بادہ خواری بادت دے
 موذن کی صدا سننے سے رکھ ذوق
 رکھینگا تو سخن میرا جو منظور ہو
 اگر یہ بات میری تین نہ مانے
 غرض اسکی کمان تک کیجیے شرح
 نہیں یہ بات خالی از کرامات
 پھر ادسکے بعد سامان سفر کر
 یہ فرمایا کہ مرکب پر کر وزین
 جو اسباب سفر ہے کر کے طیار
 کہا سو واسے ہم تم میں ہجاری
 وہ بولایون سواری کا مری فکر
 جلا گویا لون میں بہر زیارت
 بہت فرما رہے امی کو بت کرا
 سوار اپنے ہوئے مرکب یہ جب
 اوٹھا ہر اک کے عہدے کو پٹ ساتھ
 کوئی لے بیگدان اور کوئی رومال
 مصلہ کوئی سر بر رکھ کے ادسدم
 بوضع خویش اوس مجمع کے اندر

لگے تھے ناشانی صید اور تاک
 کہ چون تاملتف خالق کے در کے
 کہا تجکو ہے قصد کبست اللہ
 کہ تا مقدور ادھر کا ہوئے عازم
 تو آمرزش کا موجب یہ سفر ہے
 جراثیم عفودان سب ہونگے تیرے
 رہینگا میکدے کی در کی تو خاک
 رکھینگا بیخون سے ربط تاسکے
 کہ ہے وہ لجن داؤدی کے مافوق
 پیے گا جام شربت از کف حور
 کرینگا یاد کتنا تھکنا لانے
 کیا ہی ہمسفر سووا کو ہر طرح
 لیا ایسے کو ہمراہ کر کے دو بات
 کیا دونوں نے ملکر قصد ادھر
 کہ ہے دقت سفر سبجے رہ دین
 اوسے ڈالو بہ پشت بار بر دار
 کہیں مرکب بہ پیش و پس سواری
 نہ کیجے آپ حضرت اسکا کیا ذکر
 حرم کو سر سے چلنا ہے سعادت
 نہ مانا اون نے جب تک ہوئے اجار
 مرید اُنکے ہوئے گرد آنکے سب
 عصا کوئی کوئی لے مورچیل ہاتھ
 کوئی حضرت کے آگے کوئی دنبال
 جلا صلوٰۃ بڑھتا شاد و خرم
 برہنہ پا دسر سووا قلندر

غرض حسن ووجاہت میں تھا مشہور
 پدر سے سیکھتا تھا شیشہ سازی
 قضا کا کیا کمون آگے میں نیزنگ
 ہوا مائل وہ اک زر گر پسر پر
 بہار ادس کی خزان کرنے لگی زرد
 کبھو آنکھوں میں اپنے اشک بھر لائے
 جو پوچھو کیوں ہے تیرا رنگ کا ہی
 رہے وہ صبح سے تماشام بخواب
 کہا کرتے تھے ہمد ام اس کو زرد
 سوے کس کردٹ آجی بر بنی تھی
 نگر کرنا تھا جسرت سے بہرہ
 نہ فکر روزی و نہ خواہش قوت
 ہوئی یہ دیکھ مادر تو دیوانی
 پدر تھا لیکن اس حالت سے غافل
 ہوا یقین کرنے کے وہ در پے
 لگا وہ پوچھنے ادس سے بہ نگرار
 بلا کر ادس کے ہر اک ہنشین کو
 لگا کہنے کہ تم ہو اسکے دل خواہ
 خدا کے واسطے ملک کیجیو غور
 ادب خون نے دیکھ جائے کے یہ حالات
 کوئی بولا کہ سایہ ہے بری کا
 کوئی بولا کہ یہ ہوسم غلط ہے
 بنا یا حق ہے ادس کو حور پیکر
 بھرا ہے اسکی آنکھوں میں وہ جادو
 لگا او نہیں سے کہنے ایک ذی فہم

دل ادس پر خلق کا چون شیشہ تھا چول
 نہ تھا کچھ کام او سے با عشق بازی
 کہ مارا ادس پہ ناگہ عشق نے چنگ
 دیا آئینہ دل اک نظیر پر
 نسیم آسا لگا بھرنے دم سرد
 کبھو ہنس کر وہ اپنی آپ رہ جائے
 گئے معقول بوئے گاہ و لہی
 کہ جیسے چودھویں شب کا ہو مہتاب
 خدا کے واسطے تو ایک دم سو
 کہ ہر موت پہ برجھی کی انی تھی
 حباب آنکھیں تھیں گویا بر لب جو
 ہوا زر گر پسر کو دیکھ مبہوت
 پدر کو تلخ ابنی زندگانی
 کہ لے بیٹھا ہے یہ ظالم کہیں دل
 کہ سمجھے ادس کو یہ احوال کیا ہے
 نہ تھا جز خامشی ادس کو سرد کالا
 رکھ ادن کے پالون پر اپنی جین کو
 کر چکا تم کو راز اپنے سے آگاہ
 کہ دفعیتش حال ادس کل کسی طو
 کی ہر ایک نے اک طرح کی بات
 عمل ہے اس پہ یا جادو گری کا
 بری کی آپ ہی قویہ منط ہے
 ہوا سکا جا ہے سایہ بری پر
 وہاں جو ہے علی غر دیکھ جس کو
 کہ گزرے ہے مرے دلین دیونی ہم

<p>چلو گے گھر کو تم اپنے کس اہلوب کہا حضرت نے شکر تم ہو گمراہ حرم کا فرض ہے مقدور پر طوف مرد باز بس تھے گھر چلنے کے مائل سخن حضرت ہمارے کا ہے معقول کہا سودا نے شکر تم ہو محنت دار غرض جب بات بھرنے ہی پٹھنری ہوئے تھے صبح جس منزل سے راہی گئی کچھ شب تو فرمایا کہ احباب کہا سودا سے قصہ ناگسائی کہا سودا نے حضرت کو تو ہی خط کہوں اک شہر کی بن واردات اب</p>	<p>ہے اس سے قصہ اودھر کا کہیں ب نہیں سسے سائل سے کچھ آگاہ گیا یان مال آگے جان کا خوف کہا سودا سے باہم ہو کے یکدل بیین سے حج ادخول کا ہوگا مقبول سخن میرا نہ خاطر بر کر د بار نماز طہر بڑھ وقت پہری بھر آئے شام دان ہو کر تباہی میر تو نہ ہووے گا خور و خواب کسے جو دہ سین اوس کی زبان مجھے قصہ کہانی سے ہے کیا ربط جو گوش ہوش سے اپنے سین سب</p>
--	---

حکایت پسر شیشہ گر کہ در حلب بود از سبب قضا و قدر او بر لہر

زر گر عاشق و فریفتہ گردید

<p>الا اے ساقی میخانہ عشق مے الفت کا پیالے شیشہ لیس کر مجھے اوس مے کے تودہ چاہئے جام حلب میں تھا پسر اک شیشہ گر کا پدر کا وہ دل و جان و جگر تھا بنایا حق نے سب سے دو راو کو چمن کی سیر کو جاتا جو گھر سے سبب ہو گا یہ رود چشم بد کا پیالی بیچ دان زر گس کے جا کر</p>	<p>چھکا دے گر مجھے پیالہ عشق لبالب ساغر زین کو تو بھر سخن کو عشق کے مین دون سر انجام نہایت لاؤ لا مادر پدر کا بن پدر عاشق وہ معشوق پدر تھا پری پہونچے نہ ہرگز حور اس کو تومان کہتی تھی یون اُسکے پدر سے تصدق سرو کو دو اُس کے قد کا کچھ آنکھوں سے بھی تم دیکھو چھو کر</p>
--	---

<p>کسی در پر کرے تھا کھانے کو کر گرے تھا جانبا با جان ناشاد کے تھی اوسکو ہر کوچے میں یوں رات بیان کیا تھے اوس رات کا طول کئی جب اس طرح سے وہ شب تار پدر بالین تلک اوس کے جو آیا لگا کرنے بحس اوس کی ہر سو تب اوس کا نام لے لے کر نکارا پھر اگھر گھر میں وہ حیران دغا نوش ہوئی اوس حال سے مادر جو آگاہ</p>	<p>کسی دیوار سے جالا کت سار فغان کرنے میں اور ادھٹنے میں فریاد کھڑکتا باؤسے پھرتا ہو جون پات فلک گویا سحر کرنا کیا بھول ہوئی عالم میں صبح اوس دم نمودار تو بستر خالی اوس کا اوس سے پایا کسی جاگ رہا یا گھر میں اوسکو محلہ گرد سے سب ڈھونڈھا را گر اہستر پہ اوسکے ہو کے بیوش کہا بھر کر دل ناشاد سے آہ</p>
---	---

از جوش عشق آوارہ شدن از خانہ پسر شیشہ گرد شب سوئے صحر او
آگاہ شدن پدر و مادر و تحس کردن آنها

<p>گھر آجان دل محزون مادر جان ہے وان سے تو جلدی ہو بخواب کسی نے تجکو جانے میں نہ ٹوکا غرض جون رعد مان او کی تھی نالان جو ہمایہ تھے اوسکے ہدم دیار کہا ڈیوڑھی پہ یوں ہر ایک نے آ خدا کیواسطے ملک دلو دے صبر کر بیگا جتو ہم میں سے ہر ایک اسی ہی گفتگو میں تھے وہ باہم پدر اوسکا لگا کہنے کہ باڑو کہا اودن سب نے بہتر اس سے کیا ہی</p>	<p>نہ کر قتل پدر اور خون مادر پدر تیسرا پڑا ہے جان بر لب نکلتے چاند بدلی سے نہ روکا درا نشان چشم ہے جون ابرمیان ہوئے اس ماجرے سے سب خبر دار کہ مادر جنم سے اب فائدہ کیا جدائی اوسکی ہمسیر بھی تو ہے جبر لے آئے اوسے ہر طرح چھٹہ تک کہ اگر ہوش میں با چشم پر غم مجھے بھی ساتھ تم بہر خند الو ہمارا بھی یہی کچھ مدعا ہے</p>
--	---

یہ لڑکا تھا تو شمع بزمِ اندر روز بقدرِ نغم ہر کس یک گمان تھا اوسے تو چڑھ رہی تھی عشق کی تپ نغمہ بڑنی جب اوسکے پیر ہن پر نہ کرتی تھی اوسے تدبیر کچھ سود پر آئندہ سایہ اوس پر سب نے ٹھانا کسو نے اویسہ جب کچھ پڑھکے پھونکا	کیا پیدا دل پروانہ کا سوز سخن ہر اک طرح کا درمیان تھا بڑا دلے تھا وہ کیا روز کیا شب نظر آئے تھا خاکستر وہ تن پر بدن پر موشے یوں آتشِ چوہن دو کوئی لالا کوئی لایا سیانا اٹھا اوس آگ سے دونا بھبھوکا
--	--

بسبب جوشِ عشق سیرِ ارشدنِ پسرِ شیشہ گز بجانب صحرائِ تن
از خانمان آوارہ شدن آگاہ شدن پدر و تجسس گردن

ہو بچ سانی تو لیسکر باوہ درد مجھے اوس سے کہ چون شبِ سیت نہ کرتی تھی اوسے تقشیش کچھ سود کہ یک شب پھاڑ کر اپنا گریبان چلا اس طرح گھر سے بے سرو پا وے وہ شب تھی ایسی تیرہ دتار عجب شب تھی بزمِ چرخ وہ شب جراغِ شمع کالون نورِ نایاب ثابت یوں فلک پر تھے سراسر ہوئی تار یک یان تک چشمِ انجم اور ایسے وقت وہ مجنونِ دلکش تن تنہا وہ اولہ کوئی نہ تھا ساتھ جراغِ داغِ دل جھٹ رونی اور نہ تھا وہ یوسف نانی کچھ آگاہ	کہ ہو راز دل عشاق بے پرد سخن آوارگی سے بولون یکدست ہوئی پان تکت حالت اویسہ فرود بزرگ گل وہ گل روتا بدامان کہ جاتا ہوں کہ صر جا کر گردن کیا کہ ہو روزِ سیہ کو جس سے زہنا بھری بوجھن دوات اندر مرکب سیاہی بین ہوں جیسے قطرہ آب عرق کے قطرہ جون زنگی کے مٹھ پر کہ رہ کی بسوہ سارہ نے کم ہو اور ہی نہ دیکھا کچھ پس و پیش کہ ڈگتے پاؤں کو تھانے پکڑا تھا نہ تھی پستی بلندی جس سے ہو خود کہ میرے سامنے خندقِ بیاچارہ
---	---

دھنسا پہلے وہ اس ویرانہ اندر
 نظر آیا عجیب محسراتن دوق
 عجب وہ موضع خوف و خطر ناک
 بیابان تھا وہ اس دشت انجمن
 نہ جاسے چند کی اس سمت آواز
 کسی روئے کی سے تھا نہ دان پات
 نظر آئیں وہ حالات عجائب
 کھو آتش سے جون دیکھے جنگل
 کہیں نظر نہیں تھے دان نہ توب کم
 گئے دان سوز تھا اور گاہ دان سار
 ہوا کا نام اور جا تھا زہن سار
 نظر آتا کبھو ادن کو جو وہ دشت
 بیان کیا جے یہ انسان تھے یا جن
 بڑے بھرتے تھے دان بیتے ہوئے
 کرناگہ اک نسیم آئی اور دھر سے
 گئی یوسف کی جب بقوب تک بو
 نظر آیا دوسے برن اسکا د بوند
 دل اور کا دان نہ تھا خوف و خطر
 بے تھا گرم ہاتھوں نے خون ناب
 جمی تھی چہرے اس کے بڑبڑ گرد
 وہ آنکھیں جس پہ جمی دیتا تھا عالم
 بڑے تلودن میں خار و دشت سے جمید
 جب اس صورت سے پایا دان یہ خوش
 جو اس کے اور دان تھے ہمد و یار
 یہ بے حال کیا ہے اسے فلاحی

کمر ہمت بہ ادن سب کی بندھا کر
 کہ دیکھے سے مگر بو شیر کا شق
 دیا ادن کو دکھائی زہر افلاک
 کہ دشت جس میں عالم کی خونریز
 کرے بوم اس طرف منہ کر نہ پرواز
 نہ اردن طرح کی اس جا بلیات
 نہ دیکھا ہو کسی نے وہ غرائب
 کبھو اس طرح جون بر سے جو بادل
 کہیں تھے یک جگہ خورشید و انجم
 گئے رونے کی گم ہنسنے کی آواز
 گم تھی اس جگہ اثر در کی پھنکار
 تو جھکتے دیکھتے درم جہان گشت
 کہ ایسی جا نہ تھے رات اور دن
 کر بن دریافت یہ تادہ کہ ہر سے
 جہان میٹھا تھا وہ آوارہ گھر سے
 پرنے ڈھونڈ بھڑکیا پاس کو
 کہ اوسین دشت اس محراب سے دھند
 وہ محراب کہ تھا اس سے حذرین
 کہ تھا گرد اس کے اک آتش کا گرداب
 کرے پاک اس کو ایسا کون تھا مرد
 نہ تھیں کچھ خستہ دیوار سے کم
 قدم تک اس سے تھے صورت بید
 پرتو دیکھے ہی کر گپ اعشش
 تھے کہنے وہ یوں با چشم خونبار
 نہ تو سے قدر حسن اپنے کی جانی

غرض ساتھ اس کے سب بھرنے دم سرد
 لگے کو چون میں کرنے گفت ہر سو
 نہ تھا غیر از تلاش او کی ادھین کام
 بچھا بوجہ ہوئی زائد ز مقرر
 لگی جانے ہوئی جب صورت پاس
 انھوں نے چند مدت یوں بسر کی
 کٹے رمال کے یان دن کو اوقات
 ادھون کو ایک دن رحم ان پہ آیا
 نہ ہو تم زندگی سے اس کے مایوس
 برائے وہ بیابان میں کہیں ہے
 مگر جادے کوئی ایسا ہی جانب از
 کہا شکر بدر نے سودہ ہم ہیں
 خدا پر کر نظر جادینگے ہم دان
 نہیں ہے ہم کو حفظ اس کے سے انکار
 جیفون کے ساتھ ہو حفظ آتی
 غرض وان سے اوٹھے پشاد و نرم
 گھر آکر اپنے یاروں کو بلایا
 وہ بولے ہم بھی ہیں چلنے کو حاضر
 یہ لکھ سب نے مارا ہاتھ پر ہاتھ
 پھر اس کے بعد باہم ہو کے یکدل
 غرض ہوئے یہ جون تون بعد یک ماہ
 بڑے نزدیک جسم ان سے وہ ٹھکان
 لگے کرنے سب آپس میں و پیش
 پھر احسب کیوں نہ ہو دہرہ بدر کا
 اسی پر گردش افلاک ہو دے

چلے روئے وہ جو تھے صاحب درد
 پھر ہے جطیح آب چکا بو
 نہ دن کو چین ہے نہ شب کو آرام
 نکلے ڈھونڈھ اس کو بزدلی دور
 بنجم کے وہ اور رمال کے پاس
 سکونت چھوڑ دی دن رات گھر کی
 بنجم کے پڑے رہتے تھے گھرات
 عمل سے اپنے ان کو یوں بتایا
 طرٹ مشرق کے یان سے ہر وہ لوگ
 گذر انسان کا جس جانبین ہے
 جو اپنی زندگانی سے ہونا ساز
 کہ روز و شب میان درد و غم ہیں
 اور اس کو ہر طرح لاوین گے ہم یان
 ہوئی گلزار ابرہیم پر نار
 بچیں سو طرح کی کھا کر تباہی
 کیا عسیرم سفر دل پر مصمم
 بنجم کا سخن ادن کو سنایا
 جہان ہو وہ چلین گے اس کے خاطر
 کہ ہے یہ قول ہم ہیں آپ کے ساتھ
 چلے گئے یہ منزل بمنزل
 نوحی پنج اوس صحرا کے باگاہ
 جگر کس کا کہ پھر آگے دھڑ باطن
 جہان تک تھے وہ کیا بگاز کی خوش
 کہ تخت ایسی جگہ جس کے جگر کا
 نودہ جی اس کے غیبے کیوں نہ کھوئے

عالم ہر شدن عشق او بر ہنگنان و بیرون رفتن از حسانہ بطرف زر گر پیر

پلا ساقی شراب آتش آئینہ
بجھی کو اد کے ہے پنیے کا یارا
جب آیا تنگ وہ گھر آگے اک روز
چلے ساتھ اس کے رہتے ہوئے زار
اور اس کے والدین ان سب میں غناک
ہوا جو وقت یہ احوال طاری
سہراک اس واردات او پر نظر کر
کے تھا یہ سخن با چشم پر ہم
کوئی تھا دیکھ اس صورت کو گریان
غرض اس دن تو ملکر مرد اور زن
پر آخر آخر اس کا یہ ہوا حال
سحر سے شام تک چمٹا تھا یہ رنگ
سرایا سے وہ جب ہوتا تھا مجروح
گزر اوس کا کنبہ جنگل کنبہ شہر
یہ شب بستی میں گر رہنے کا تھا ٹھاٹھ
اگر جنگل میں رہ جاتا کسی رات
نہ بیم گرگ اوس نے خطرہ شبیر
جو دیکھی والدین اس کے نے یہ شکل
تھکے جب سو طرح کی کر کے تدبیر
پٹری زنجیر تو اوس کے قدم میں
برادرسکو تھا نہ کچھ زنجیر سے لقم

مجھے جلد ہی پالا کر کے لبر ہر
بجھی ہوئے جو آتش پر دو باک
جلا پھر گھر سے بھرتا آہ جان سوز
کہ جون سنگم سے ٹپکین گرد گل خار
برہنا پا مردن پر ڈالتے خاک
درود یوار سے کھتی آہ وزاری
کھٹ فوس مہل آہ بھر کہہ
اس آہوئے کیا بستی سے بھر دم
کوئی انگشت حسرت زیر دندان
لے آئے گھر اسے باجیلہ دفن
کہ جس کو چے بن وہ اطفال مہال
تن نازک تھا اوسکا مور دنگ
اوسے ہوتی تھی اوسدم فرحت مرج
دل اوس کے آگئی جھڑکی لہر
کسی کے در کسی بقال کے ہاٹ
درختوں میں کہیں کٹ جاتی اوقات
ہوا تھا زندگانی سے نہ بس سیر
حرام دن پر ہوا کیا شرب کیا اکل
کیا ناچار اوس وحشی کو زنجیر
ہوا اک خلق کا دل قید غم میں
بیاد دست اپنے شاد و خورم

نظر بھر دیکھ تو حال پدر کو
 اے ظالم تری مان کا ہے یہ حال
 کھو پوچھے مجھ سے کہو تمہارے
 کھوڑ مال کے قرعہ بھنکائے
 جوانی پر ہنسین اپنی اگر غور
 قد اور سکا بار غم نے یہ کیا خم
 ہوئی تحلیل تجھ غم میں وہ یہ دست
 بخر موی سفید اوسین نہیں مجھ سے
 کسی کے منہ کی پھونک اور تک اگر آئے
 خدا کیواسطے اس عمر میں یار
 عنایت زندگی اور سکی تو اب جان
 ہمارے حق محبت کو بھی مت بھول
 او سے سمجھا ہے تھے ملے سب یار
 لگا کہنے کہ سن لے اس مری جان
 کیسکا تو جو کچھ وہ ہی کہہ دے گا
 برابر بہر خدا جل کھ کویاں سے
 یہ کہہ کر اوسکے قدموں پر گر جا جب
 غرض منت سماجت کر کے ہر باب
 اوفین تھا فضل حق از بسکہ ملحوظ
 پسر نے مان کو جب صحت دکھائی
 دے جس روز سے وہ گھر میں آیا
 بغا جوئی میں تھے سب اس کے ہر چند
 جو کچھ بوجھے تھا کوئی گاہ بے گاہ
 زبان تو آشنا تھی گفتگو سے

خدا کیواسطے چل یان سے گھر کو
 ہے ہے خون میں تر آنکھوں نے رومال
 وہ میرا مہ ہوا ہے کس طرف گم
 کہ میرا لال گھر میں کب تک آئے
 تو پیری پر نظر کر اوس کے ہر طور
 کہ ساق پا سے ہے اور کا عصا گم
 نہ اوسین استخوان نے گوشت پرست
 نہیں جون آکھ کی بڑھیا نہیں کچھ
 کہیں سے وہ کہیں اور تھی چلی جائے
 نہ رکھ اوسکو غم اپنے میں گرفتار
 کہ وہ تیری کوئی دم کی ہر همان
 محبت میں نہیں یہ بات معقول
 کہ اسین باپ اور کا ہو کے ہشیار
 میں تیرے ردم ردم ادھر سے قربان
 رضا میں تیری جیون کا مروں گا
 تجھے بزار مت کہ میری جان سے
 ہوا راہی وہ گھر کے جلنے کو تب
 صدمہ رت لے آئے اور سکو گھر تک
 کہ ہے پوچھے بلیا توں سے محفوظ
 بھون سے مان کے تن میں جان آئی
 کونے خوش اسے اک دم نہ پایا
 رکھا کرتے تھے پراوس کو نظر بند
 جواب اسکو وہ دیوے تھا باکراہ
 نہ کہہ سکتا تھا بد دل کی کوسے

جوہن چونکا غرض وہ دیکھ کر خواب
 بے تھے ہر فرہ سے انگ کے خیل
 اوسے دان جذب کامل پہنچ لایا
 جہان تھا وہ محبت کا گزشتار
 سنی زنجیر کی جب ادن نے آواز
 ہوا سنتے ہی شوق ادس کو دو بالا
 لگا کئے کہ میری جان عاشق
 جو تو عاشق ہے میں مشوق تیرا
 اب اوٹھ کر یان سے تو چل گھر کو میرے
 سلاسل تیرے پاؤں سے نکالوں
 پیش سر سے ترے من جن کر دن در
 ترے بندے کو میں نسل کے دھوؤں
 تجھے تن زیب اور خاصہ چھاؤں
 بجالاؤں ترا سب طرح فرمان
 یہ باتیں دوست کی جہم ٹرین گوش
 ترا گھر اس سوا ہے کوئی گھر
 جہان بیٹھا ہوں میں سو گھر ہے تیرا
 مجھے یہ جو مری زنجیر پا ہے
 نہیں مجھ جگرے میں سانس سیری
 کھٹالی دل مرا اور داغ آتش
 مرے سنا قدم تو موہو ہے
 یہ باتیں کر کے مت کر تنگ مجھ کو
 محبت کا جہان سرسبز ہو نخل
 و باحق نے جو کام اون کا سر انجام
 ملے باہم گئے بعد اوس کے رد کر

چلا گھر سے نکل ہو سخت بیتاب
 چلا سر مار تا ہر سمت جون سیل
 چلا خس گہر با کے ساتھ آیا
 کھڑکتی تھی بہار زنجیر ہر بار
 کھلا ہے دل پہ ادس کے پر وہ راز
 قدم پر ادس کے سر جاتے ہی ڈالا
 میں سر تا پا ترے قربان عاشق
 تو میں عاشق ہوں تو مشوق میرا
 کر دن شانہ میں بالوں پہنچ تیرے
 میں تیرے موے سر دھو دھو کے بالوں
 تری خدمت مجھے لوزائے نور
 تری کلفت کو سر تا پا ہی کھوؤں
 تجھے فرش اپنی آنکھیں کر بیٹھاؤں
 ترے جاؤں سدا قربان قربان
 تو بولا ہوش میں آکر وہ مدد بخش
 ترے گھر سے ہوں میں کس آن باہر
 یہ ہر حلقہ قدم میں در ہے تیرا
 ہتھوڑی کی تری اسپین صدا ہے
 یقین ہے مجھ کو وہ پگنی ہے تیری
 محبت وہ طلا جس میں نہیں غش
 میں آپ ہی کو سمجھتا ہوں کہ تو ہے
 دنی کا مت لگا اب تنگ مجھ کو
 من و تو کے نثر کو دان ہے کیا دخل
 اور آپس کے سخن پہونچے با متام
 بے دو بحر آتش ایک ہو کر

<p>نہ شکل ادھکی سے کرنی نہ تھی فرق کرے تھا سجدہ برعکس رخ خویش کہ پیہ میں سرِ غنی کسان ہو ہوئے سر زد یہ شعر ادھکی زبان سے محبت ہے بڑی آتش کش خبر دار کہ اُس آتش کے جلتو نہیں ہو بدنام اسی آتش کے اندر ابھر دے ڈری موج ادھکی سے کالے کی بحر نہ کیجو عاشقون میں نام روشن نہ پکڑے خون عاشق بن کبھو نور مزا لے میں اُسکے بہ خلل ہے بچے گرنیش سے جیتا تو ہے نوش تو جانا ز می میں رہ مردانہ عشق سان شمع بان ثابت قدم رکھ رہ کیونکر یہ راز آتش میں خس پوش ادھ سے عاشق کسی کا ادھ لے پایا کہ دے بیٹھا ہے یہ ظالم کے دل</p>	<p>نصرت میں تھا اسکے اس قدر غرق جو آجانا کبھو آئینہ در پیش چھپانے سے محبت کب نہان ہو عجب آخر ادھکار از نہان سے دلائل کجہ سے کتا تھا کہ زہار نہ مانی بات تو کیونہ وہ کام نہ گریز اب اس سے سخت کو بکو ہے نہ سمجھا تو شراب عشق ہے نہہر چراغ عشق میں توستے کے روغن کہ ہے یہ پیہ روغن سے کین دور جہان میں عشق اگر شان سل ہے جو کیسا ہی کوئی ہو صاحب ہوش ہوا ہے تو اگر پر دانہ عشق تلے تیغ جفا کے سرِ علم رکھ یہ باتیں مکے سب چرن تھے ذی ہوش سنی یہ جو کوئی خاطر میں لایا نہ ہوا غیبتش کا ہر ایک مائل نہ</p>
---	--

ملاقات کردن ز در گریہ از پیر شیشہ گریہ بجزب محبت و کشش عشق

عاشق و مشوق

<p>طرب کی مے سے کر لبر نہ وہ جام کردن پھر وصل سے دونوں کی گفتار کہ آئینہ ہو چون سونے کے گھر میں یہ تخم عشق کی نشوونما دیکھ</p>	<p>الال سامی فرخندہ فرجام کہ جب کو بی کے ہون میں مست مزار ملاقات اسطرح دونوں یک دگر میں تجھے بھی ہو کہیں الفت تو آدیکھ</p>
---	---

<p> بزنگ آفتاب اپنے نسب ہیں کما دے تا ابد یہ شاہ عالم سدا ز یہ نگین اوسکے جہان رکھ رہے آفاق میں یارب سلامت جہان میں آصف الدولہ بہادر کہ ہے وہ روفی جلے وزارت اوسی کو صاحب سیف و سلم رکھ ہو اوس کے ریزہ چین خوان کریم کا زمانے کے رہے آفات سے دور سخن کو زیادہ اس سے طول مست سخن کا رتبہ اپنے آپ پہ جان گھر تیرے وہ خوش ہو نیلے خاطر قبولیت پہ ہے یہ بات موقوف سخن جنکا ہے گوش فہم میں دُر ہنیں یہ مثنوی ہے گنج گوہر حرک ہونے کا اون کے سبب تھا کہ آغاز اوس کا پہو چاتا بہ انجام </p>	<p> جہان پر مہ سے روشن تر حب ہیں ترقی ہوا سے دل خواہ عالم مدام اوس کو آہی کا مران رکھ وزیر اعظم اوس کا تا قیامت کرم کے بحر کا یکتا ہے وہ دُر ہے وہ مسند آرائے وزارت فرو وادسکا سدا جاہ و حشم رکھ جہان میں اب جو ہے خوان نعم کا اوسی کے سایے میں ہو خلق سرور کمیت خامہ کی سودا عثمان کے خرف ریزے کو اپنے مت گہر جان کہیں ہیں گو کہ سب اس فن کے ماہر سخن تیرے پہ ہر اک ہر جو مصروف خصوصاً خان عالم خان بہادر زراہ دوستی بولے وہ سُنکر خیال اس مثنوی کا بجگو کب تھا رہیں وہ شاد یارب صبح اور شام </p>
--	--

مثنوی بطور خط

<p> منظر لطف و انیس و مہربان در جواب نامہ لکھتا ہوں جلی تا کروں دور ریزی منی بیان صفحہ تیرا اس سب گلہ بند ہو بند بند اس کا ہے مثل نیشکر جہہ فرسا ہے سدا یہ روسیہ </p>	<p> خان صاحب مشفق والا نشان بعد اظہار تمنائے دلی ہاتھ میں ہے خامہ گوہر نشان منی رنگین اگر بسری ہو نہ کیون نہ ہوشیرین کلامی کا اثر سرنگون رہتا ہے کیا شام و بکاہ </p>
--	---

<p>غرض دونوں کی سن سنکر وہ گفتار پڑے کافون جب یہ حرف دکش کیا کتنوں نے چاک اپنا گرہ بان ہوئی ج طرح کی اوس وقت تاثیر کسی سے من نے یہ قصہ سنا تھا طلب میں وہ جوان اک نیشہ گر کا رہا از بسکہ عشق اوسکے میں محکم جو کوئی آپ کو اس طرح کہوے ہوا زگرہ بسر جون اوس میں موجود محبت حق کی جس میں یون در آئی جو حق کے عشق میں ثابت قدم ہو جو آگے اوس کے ہو دیواریا در خدا اک عشق کو ایسے کے ماننے سُنی حضرت نے یا رویہ کہانی تو لون میں دوڑ کر ادنکے قدم حرم بھلا لک منصفی کے پو کے در پنے لگی ہو کر بُری تم کو یہ نقشہ سر</p>	<p>کھڑے اوس جاے پر روئے تھے حقار کیا بہتوں نے سنکر یہ سخن غش ہوئے اکثر بروے خاک غلطان نہیں کی جاتی اوس عالم کی تقریر پر اب اظہار سے یہ مدعا تھا ہوا عاشق جو اک زر گرہ پسر کا ہوے اک روح و دو قالب باہم خدا کا وہ خدا تب ادسکا ہوئے محبت یون ہو تو ہو عید مہجود کرے ہے بندگی میں وہ خدائی مکان دیر بھی اوس کو حرم ہو نہ سمجھے حق سے خالی ہو یہ اب گھر جو اوس کو ہر جگہ حاضر نہ جانے اگر سمجھیں ذراہ نکستہ دانی دگر نہ یان ارادت اپنی معلوم کہو یا رویہ سچ ہے یا غلط ہے بے تو کیجیے سودا کی نقیصہ</p>
---	---

دربیان دعائیہ مدح شاہ عالم پادشاہ ظل اللہ ونواب وزیر الممالک
آصف الدولہ بہادر

<p>پہنچ اے ساتی میخانہ ہوش کہ تا سر خوش میں اوس بادہ سے ہو کر سمجھ اے خامہ یان جلے ادب ہو زبان آب گھر سے پہلے دھو کر</p>	<p>لبا لب بے مجھے پیمانہ ہوش کردن کچھ تازگی سے اب سخن سر کہ یہ مدح شہ عالی نسب ہے بروے صفحہ تب کیہو سخن سر</p>
--	--

<p>گر پہونچ سکتے نہ جلدی داک میں بھیبتا با آرزو ہاے تمام کیا لکھوں بس حال مہجوری بھلا اضطراب دل کی یہ میں نے لکھا چاہیے اپنی خبر لکھا کرو تا ابد رہوے یہاں بھی اردو ہاں رد کے کہتی ہے قلم اب مجھ کو تمام</p>	<p>یک قلم ز کس منظ وہ تاک میں اپنی آنکھوں سے تعین لے نیک نام جب قلم کا سینہ خن ہونے لگا موج دریا کا غنڈا بری بنا بے قراری دور ہو سکین ہو حرف رسم خط کتابت درمیان ختم کرتا ہے یہ لکھ کر دہ سلام</p>
--	--

منوی چارم بطور خط

<p>پہلے پہونچے مری طرف سے سلام پھر جو ہے اشتیاق ملنے کا یہ سخن جانو بقیں کر کے جو گناہوں سے ہے ہمیں واللہ رسم دنیا میں ہے یہ مدت سے دل کو دل کی جبر پہونچتی ہے ہیت ہر ایک تازہ مضمون تھی ہوئی دلوں کو مطالعے سے خوشی خط نہ لکھنے کا جو لکھا تھا کلا ہم نے سو طرح مہربان کیا دیکھیے اس میں کس کی نئی تقصیر نہیں اب خوب زیادہ طول کلام لکھی زندانہ اک دوپٹی بات لیکن اب دل کی بیقراری ہے اب قدیم رنج کیجیے جلدی دل جو شوق ہووے ملنے کا</p>	<p>کہ یہی ہے طریقہ اسلام وہ قلم کی زبان سے کب ہوا شوق جس مرتبہ لکھا تم نے راست کہتا ہوں میں خدا ہے گواہ کہ جہان واسطے ہے الفت کے چپ کے کیونکہ دوستی سی شے نئی طرحوں سے خوب موزون تھی آفرین کی ہر ایک جاگہ تھی جب پڑھا وہ تو محض تھا جبا تنبہ ملنے کا کیونکہ گمان کیا جس کی ثابت ہو کیجیے تحریر یہیں تک خط کوین کروں ہوں تمام ہے کبھی ڈراغرابی اوقات وصل کے دن کی انتظاری ہے کہ نہیں تاب مسر کی باقی ہو خط کتابت سے اس کو فائدہ کیا</p>
--	--

گرچہ ہے مہر خموشی بردہاں
غور سے دیکھو نظر آتا ہے صاف
رفتہ رفتہ پاسے لیکر تا بنسرق
سب سے کہتے ہیں اسکے اہل فن
گرچہ سینہ صاف بان کھتی ہے لوح
کیا کون تعریف اوس کی سرسبز
سرسبز خرپر خط ہے دل یہ اب
آپ کا پڑھ کر خط بھرت منتظر
حکمل زگرے ہے یہ چشم انتظار
ہے خیال اس دلیں یا تنک آپکا
کیا لکھوں بیتابی درد منسراق
تاب دوری کی نہیں ہے دل کو تاب
آپ سے صاحب نہیں کچھ دور بین
شیخ سان سر رشته الفت تمام
کچھ نہ پوچھو ماہی بے آب ہوں
تم بن اب با چشم نظارہ کنان
یاد میں شب کو بیاہن صبح کی
چشم طوفان خیز ہے کیا اپنی آہ
دل گرفتہ غم تصویر ہوں
مختصر کر کے کروں میں کیا رقم
آپ نے لکھا تھا ہم نے چند خط
خط اگر آتا تو لکھتے ہیں جواب
صورت مہر لغافہ چشم یان
یہ نہ تھا معلوم کچھ کیسے یقین
خط کے آنے پر نہ کرتا انتظار

یک حکم ہے کام میں اوسکے زبان
جون در مقصود ہے سینہ شگاف
مشق الفت میں سدا رہتا ہے غرق
ہے بحال شیر نیستان سخن
لیکن اس کے سامنے ہے سادہ لوح
آئین سے جھاڑ ہے لعل و گہر
موبو کیسے رستم احوال سب
کچھ ہوئی شکین نہ اس کو لکو فقط
رگینی وا دیکھ کر بے اختیار
ابتدا کو ہونہ جس کا انتہا
دیکھنے کا ہے تھکے اشتیاق
یوں جلون ہوں دن کو جیسے آفتاب
گردش افلاک سے مجبور ہیں
سب پہ روشن ہے کہ رحم سے مدام
تشہ دیدار ہوں بیخواب ہوں
روز و شب حیران ہوں آئینہ سان
چشم اختر سے لگی ہے منکشی
تار مرزاگان ہے رگ ابر سیاہ
واشد سر پنجہ نقد پر ہوں
قصہ فرقت نہیں ہوتا ہے کم
تکو بھیجے بان نہیں پہونچے غلط
اے کرم فرما من وہ ہیں شباب
انتظار خط بین بقی وامر بان
ڈاک بیٹھی ہے اودھر کو یا نہیں
ناماے شوق لکھتے لاکھ بار

لیکے انسانات سے تاحش و طیر یون کلام مولوی دے ہے خبر کچھ نظر آیا نہ غیر اوس کی ذات منی ہم اس شعر کے سمجھے ہیں یون	دیکھنی قالب سے مطلب اونی سیر یہنے بن جس دل میں دیکھا پٹھکر اس قدر پایا محیط کائنات اور کی تمید میں کچھ اور ہون
---	---

حکایت

سلف کے زمانے کا تاریخ دان
کہ ملک عجم کا تھا اک بادشاہ
قضا کاروہ والی نامسدار
طلب کی اطلب کی تجویز سے
پہ او سکونہ ہوتا تھا کچھ سودمند
دو اسے نہ دیکھی جو شہ نے فلاح
کہ دست دے مایہ کیے گر طلب
گئے ملے سب قلندر کے پاس
کہا دست دعوت کروں میں دراز
سنا شاہ نے جب گد اکا سوال
کہ جب جان ہی ہاتھ سے جانیگی
غرض لکھ کے اقرار اک منہ پر
رکھا او سکواور کر کے ادن نے دھو
نہ گزرا تھا اس بات کو ایک دم
جو مسدود تھی ریح رو دوئے بیج
بہر حال تب شہ نے پانی شفا
کہا مرد درویش نے اسے غزیر
کہ خواہش میں اوس سلطنت کے کجاں
یہ دنیا جہان جاے یک چند ہے

یہ لکھتا ہے احوال وارفتگان
خداوند و ہییم و تخت و کلاہ
ہو اور دو قونج سے بقیہ رار
طبیعت کی تسخیر ہر چیز سے
ہر اک لحظہ تھا درداد سکا دو چند
کی ارکان دولت سے اپنے صلح
بہ نسبت دوا کے مناسب جواب
کیا واقعہ اوس سے سب الناس
اگر بادشاہت کرے وہ نیاز
یہ کچھ کر کے دل تیج اپنے خیال
تو کس کام پھر سلطنت لئے گی
دیا بھیج اوس مرد کامل کے گھر
دعائے حق میں کی ہو قبلہ رو
جو زائل ہوا نفع درد شکم
ہوئی دفع کھلتے ہی سد دئے بیج
کہا کر یہ دے دے کو اپنے وفا
اسے چاہیے شخص پر بے تمیز
کہ وابستہ اک گوز پر تھی ندان
عبث دل ترا اس جگہ بند ہے

چاہیے یوں کہ خط کے دیکھتے ہی حد سے افزون ہے اشتیاق مجھے یہی ہے دلیں آرزو دن رات	دوہین تفتیر لایے جلدی نہیں اب طاقت فراق مجھے کہ سدا ایک جا کئے اوقات
---	--

اشنوی نجم در بیان معانی بیت اشنوی مولوی روم

حق توالے نے بہر صاحب کمال مدعا پر وہ مقال اس سے نہیں یا سخن ایسا کہ جس میں ہووے شر چاہیے نکلے زبان سے وہ سخن کئے عالم جس سے ہوئے مستفید نطق کے ہے باغ کا پھل اور پھول یا کلام عارف باللہ ہے یو پس میں اس صورت میں یارویہ سوال یاد ہے وہ شعر مولانا کے روم بیٹھ کر آپس میں کہتے ہیں بیان شعر وہ یہ ہے کرو تم گوش ادھر ہجھو سبزہ بار بار دیکھ دہ ام اسکے معنی سے تنازع ہے پدید مولوی ایسا سخن کیوں کر کہے کلمہ کفر اس سے کب ہوئے ظہور کوئی کہتا ہے کہ مستی کا کلام بول جاتا ہے وہ اکثر اس طرح کوئی کہتا ہے بھلا ٹک کیجے غور مدعا اگنے سے ہے نشوونما ہے غرض غالب دل ہر ایک کا	کی عطا منہ میں زبان بہر مقال گفتگو دنیا کی جس میں ہو کسین ہو بچے اپنی جنس کو جس سے ضرر آفرین جس پر کرے ہر مرد و زن سر بسر ہو فائدہ اوس سے پدید ذکر قال اللہ یا قال الرسول سوے تحقیقات جس کی راہ ہے اون سے کرتا ہوں جو میں صاحب کمال جس کے معنی سو طرح اہل علوم پر نہیں ہوتے ہم خاطر نشان دل کو ٹک لاؤ بفہم و ہوش ادھر ہم قصد دہشتا و غالب دیدہ ام گر یقین کیجے تو ہے کفر شدید جس کو نسبت کیجیے اس حد سے سمجھئے کہ یوں تو ہے نقص شعور مولوی پی کرے عرفان سے جام بن پیے اوس سے کے کھین ک طرح معنی گذرے ہیں مری خاطر میں اور ہر جگہ کرنا خودی سے ہونما خلقت خالق میں بد اور نیک کا
---	--

<p>یہ کچھ کر کے دل بیچ اپنے قیاس رہا اونکی خدمت میں تا چند سال اگر کیمیا آپ کو یاد ہو، کہ کہا ہے یہی گر ترا مدعا یہ اجزا ہیں اسکے تو جا اور لے آ غرض طور جب کر لیے سب بیان یہ نسخہ تو جو وقت لے کر بنا لے کہا ابھی یہ بات ممکن نہیں تھیں اس کا دینا جو منظور تھا نہ سمجھا غرض اوسکے رمز نکات کہ جب دیکھو خطرے پہ تادریا</p>	<p>کیا ایک درویش کامل کے پاس کیا ایک دن وقت پا کر سوال تو بندے کو بھی اپنے ارشاد ہو تو بہتر ہے دینا ہوں تجھ کوں بتا یہ ترکیب ہے اس طرح سے بنا کہا اس میں اک شرط ہے درمیان کہ جو دلیں بندر کا خطرہ نہ لاسے جو خطرہ ہو دلیں وہ جا کے کہیں تو اس حرف کا کون مذکور تھا کہ پردہ بین تھی مرد عارف کی بات تو پھر، سچ ہے خطرہ کیمیا</p>
---	---

بسم اللہ الرحمن الرحیم

<p>اکی شعلہ زن کر آتش دل وہ دل ہے ہو جویش غم سے معمور ہو شور انگیز چشم گر یہ آلود ہے یوں کلفت تن میں دل پاک کر امت کر وہ عشق آتش انگیز مدام اک ناز پروردے جرات ہمیشہ جو نرگ تاک بریدہ ز موی شک دے خنجر گلو کو امید دیکھے ادٹھا خاطر سے دھواں کر ایسا مشتعل داغ جہانی کھلے دل پر بدنیسان باب توفیق</p>	<p>تبت دل مے بقدر خواہش دل مشک سرسبز چون شان زنبور لب زخم جگر کو رکھ نمک سود کہ بہان ہوئے جون اختر خاک کہ تاہر استخوان میرا ہو گلہ نہ کرے خلوت میں دلکی استراحت ہو آنو تا سر مرزگان رسیدہ نیابت جون سان کے موہو کو ایش شخص دل کر شاہد پاس ہو روشن جس سے شمع آشنائی کہ بے پردہ عیان ہو دے تحقیق</p>
---	--

نہ ہوں من بعد محو پوچج بانی
کردن اہل سخن سے موشگافی

ہے درپیش اک عمدہ تجلوسفر کہ بان تو جو کچھ پیش آجائے گی اگر ہے گدا یا بن و گربا دشاہ مسلم ہوا جب کہ ہونا ہلاک	رکھ احوال ملک دان کا مد نظر بہر حال دودن میں کٹ جائیگی ہے دودن کا زیر زمین خواجگاہ چہ بر تخت مردن چہ بروئے خاک
---	---

حکایت

سنا ہے کہ اک مرد آزدہ طور جہان تھا دہان فارسع البال تھا کہا اوسکو اک شخص نے کیا بعید کوئی دن تو اس جا پہ کیجے سواش کہا اگرچہ یہ بات بنے بے و مول لے آیا یہ اوسکو بہ طیب تمام یہ جب تک کہ اوس گھر میں کرنا اند مگرو ان سے جانا کہیں بہر کار کھلی جب کہ ہمایگان پر یہ بات اس عقدے کو کیجے گا ہیرنجی صاف کہا چیز کیا اس میں اشکال ہے محافظ آسی گھر کے ہن سب غریزہ غرض کو سنا ہے مرا اختراع غرض یہ کہ جو عارف اللہ ہن جو غافل تو کچھ سمجھے اپنے تئیں جو رکھتا ہے کچھ اپنے دلین ہوس	جز اپنے نہ رکھتا تھا اسباب اور ہر اک سال کے بیچ خوشحال تھا اگر ہم بھی خدمت میں ہوں ستفید معین ہو یکجا ہم بود و باش دلے خوب خاطر سے تیرے قبول دیا خاص کر اپنے گھر میں مقام درخانہ رکھتا سدا قفل بند کھلے چھوڑتا اوسجگہ کے گوارہ سبب کو یہ سائل ہوئے اسکے سات کہ وضع جہان سے ہے یہ برخلاف موافق تھیں سے تو یہ چال ہے جہان ہے کچھ اجناس یا نقد چیز کسی کی ہے کچھ میں ہوں اپنی متاع وہ کیا ہے کہ اپنے سے آگاہ ہن کوئی چیز یاں تجھ سے بہتر نہیں تو اس رمز سے اک اشارت ہو جس
---	---

حکایت

سنا جائے کہ ایک ہوس کا حال	کہ رکھتا تھا نت کیسیا کا خیال
----------------------------	-------------------------------

دربیان مناجات

خداوند اپنے اکل پیسہ
میں ہون گرفتار بل ناز جسم
شفیعون پر تنگ میرے نظر کر
کہ جس جاگہ ترا فضل د عطا ہے
بحق باطن ہر چار سرور
پہ تیرے فضل کا دریغ کیا کم
اوس آتش کو ٹپک اس بانی سے ترک کر
میں کیا اور کس قدر میری خطا ہے

دربیان شروع حکایت

الالے چاہا ساز بادہ نوشان
ہے عرصہ دلیہ خاموشی سے آتشک
مری اس خاک کی دھو دل سے کلفت
شب اک ماتم سراے خانہ عشق
کہ تھا پنجاب میں اک مردود ویش
ہمیشہ دست دل سے پلے کو بان
حزین عشق مانسہ دم سرد
گداز تن سے تھا از خویش رفت
بتو یز جنون دلدادہ عشق
برنگ شمع سر سے پانوں تک نار
مقام اوسکا تھا اک جاگہ سر راہ
دام اوس جاگہ کھتا اسقدر پاک
اگر تنکا تو دان سے ڈھوڑ نہ دلائے
عجب ہے لطف سے شاداب خم
کئی اک صحن میں اوس کے خیابان
شجر دان کا ہر اک اتنا عجوبی
بہم اس طرح شاخیں تھیں نمودار
زبان گویا کن خاک نموشان
رہے کبتک یہ آئینہ تہ زنگ
کہوں میں داستان جذب الفت
بیان کرتا تھا بون انسانہ عشق
گرفتار بلا ہے حالت خویش
سدا آشفتنہ چون زلف خوبان
بسان جان عاشق سربردور
ہو چون جو چکیدن موم نقتہ
دلے عاشق نہ تھا آمادہ عطش
پہ تھی اک اشتعالک اوسکو درکار
بوغہ تکیہ ہے جس سے تو آگاہ
کہ گوئی آب گوہر سے ہو یا خاک
تن لاغوسا اوس کے ہنارے
کہ ایسا قطعہ دیکھا ہے بہت کم
وہ گویا انتخاب باغ رضوان
نہ ہوئے جسکی کیفیت کو طوبی
گلے میں باہن جون دالین میں دوبار

در حمد باری تعالیٰ

بنام آنکہ عشق آموز دل ہے
عطا کی ادن کے گل کو شکل زیب
جہان ہوا سکا غم ہنگامہ پردانہ
لگا کر موسے تاخار حسن و طور
ہر اک پر فے میں پنہان ہو وہ خورشید
جو دیکھے ہے تو اس عالم میں موجود
نہ ہو اس سے اگر ذرہ کو تا سید
دم ماہی ہے جس صورت سے پانی
جو دیکھے تو ہر اک دم کو بامعان
فضولی ہے اب آگے حزن و گرفتار
اگر دریافتی برداشت بوس

چراغ افروز شمع سوز دل ہے
کیا بلبل کو ادن نے ناشکیبا
ہے ماتم کے تین شادی پہ وان تاز
ہیں اسکے شوق نظر ہمارہ میں محو
تو اس دھوکے میں ہے یہ عمر وہ زید
ہے اسکی بود سے ان سب کی بہبود
لے کیا رو کہ چاہے وصل خورشید
اسی سے ہے ہر اک کی زندگانی
تو کچھ سمجھے ہیں یہ کیدھر کی فیضان
کہ یک مشت نمون بس ہر زخردار
دگر غافل شدی انوس انوس

در نعت حضرت سید اکرم سلیم

الالے ساقی فرخندہ فرجام
کہ یان نقد فضوی نار و آب
ز بے سرو فقر باب ملت
محمد وہ کہ ہیں جتنے پیہر
نہ ہوتا وہ اگر زینت وہ خاک
جہان میں ہے یہ جتنا کچھ ہویدا
غرض جو کچھ کہ اس کا مرتبہ ہے
یہ منہ اسکی ثنا لائق نہیں ہے
بس اب بہتر ہے اس جا کہ خوشی
سکوت بر محل ہے دل کی تفریح

ادب کی مے سے تو آتش کا بحر جام
نہیں یہ حمد نعت مصطفیٰ ہے
سداوی بخش صد انواع علت
ہیں اسکے مرتے سے سب فروتر
نقد خاک کے ہوتے زافلاک
ہوا اسکے لیے سب کچھ یہ پیدا
خدا ہی عالم اسکا یا خدا ہے
شنا کر دانکا جبریل میں ہے
کہ ہو عجز سخن کی عیب پوشی
سخن پر اسکو سودر جہ ہے ترجمہ

نگاہوں میں رہا صد بحث و تکرار
 محبت نے کی دو لون دل میں تاثیر
 پر اس عرصہ میں کچھ دھیمی ہوئی دھوپ
 طلب کی دل سے ہر اکے اجازت
 اللہ ساتی خون جگر نوش
 کوئی یہ بھی دل آزاری کا ڈھب ہی
 عجب رہ رہے یہ راہ آشنائی
 ولے یہ بات اندیشے میں کب آئے
 کہیں دو دل نظر آئے نہ حسد
 چنانچہ لوح سنج بزم تاثیر
 کہ جب وہ قوم اور یہ ماہ رخسار
 دواغ یار نے یہ کی مسادی
 کسے جون زخم گردون نے ہنسا یا
 غرض ایدھر تو جلتی تھی یہ دل ریش
 نہ اس کو کچھ سخن کہنے کا یار
 یوں ہی باہم بکتے یہ محو بلا ہا
 ہوئی وہ قوم جب تکلیف سے راہی
 کہا اون نے نگاہوں میں کہ مختار
 گئے وہ اوسط اور یان ریغناک
 کہ لے گردون دون یہ کیا کیا تین
 کوئی دیتا ہے اس ظالم کو بھی دل
 وہ کیا دیکھی خطا مجھ سے کراک بار
 میں جس خطرے نہ لرزے تھا برہن
 بھلا لے سفلیہ و دورا رفوت
 میں ہوں وہ تشنہ کام دشت حسرت

نہ تھا ہر چند وان امکان گفتار
 ہوا پر خانہ وہ تو دے میں اک تیر
 مس خورشید کا سین ہوا روپ
 کہ چلیے اب نہیں اتنی تمازت
 نہ کر یان تک حق محبت فراموش
 کہ میں مہر تا ہوں تو خصمت طلب ہی
 نہ ہوں گر جا بجا خارجہ ائی
 کہ عشق وصل یک جاگہ گرہ کھائے
 کہ لیون کام دل باہم وہ یک چند
 کرے ہے اس طرح یہ بات تقریر
 ہوئے چلنے کو اس نیکے سے طیار
 کہ یان آخر ہے غم انجام شادی
 کہ ہنسنے میں نہ خون او سکور دلا یا
 اودھر بوٹے تھا آتش پر وہ درویش
 نہ اس کو جز خموشی اور چار
 کہ ناگہ وان سے وہ ڈولا اوٹھایا
 اجازت اون نے اس معذرتے چاہی
 بد اہمت میں کیوں تھا تو ناچار
 کہے تھا زیر لب باپشمن مناک
 وہ دل سافند یوں از زان دیا میں
 کہ جاٹے چھوڑ صید نیم بسل
 کیا تین وقف جان مدیش آزار
 وہ ہی آفت مرے لایا تو در پیش
 یہی ہوتی ہے عالم میں مروت
 نظر آیا جسے پانی بکثرت

غرض سایہ کے دان کے ہوسلاسل
 مسافر جو کوئی ادس راہ آتا
 سرے دہر تھی گویا وہ جساگہ
 وہ ایک احوال سے بیچارہ درویش
 نہ اوس سے دلو اک چوٹی کے آزار
 بسر کرتا تھا جس صورت سے دنرات
 خوش احوال باران گذشتہ
 اک ہمہ بین خلقت انسان بے تنگ
 ہے بدتر مرگ سے وہ زندگانی
 بہشت آنجا کہ آرائے ناستد
 غرض جب تک وہ تھا اس خاکدہن
 بدونیک جہان سے چشم بستہ
 دلون کا پاس تھا آرام اوس کا
 قصائے اس میں یہ بازی اٹھائی
 زبیں دیکھی جگہ مطبوع و جاسرد
 جہان پر قافلہ اترتا تھا سارا
 ہوئی گرمی سے ڈولی کی وہ جب تنگ
 نکالین انگلیان پردے سے باہر
 تعالیٰ اللہ چہ فدیق اوچہ انگشت
 وہ کافر دیکھنے میں آنکھ کے موج
 کہوں کیا بات منھ کی جسے آگے
 جو دیکھے یک نظر وہ روئے زیریا
 دوچار اوس سے ہوا یہ مرد درویش
 نہ جانے تھی نگہ یا تیسرے یا بار
 کوئی یکدم جو تھی یجادہ خرسند

کشان بھی سو طرب سے دامن دل
 وہ دل سے یاد منزل بھول جاتا
 کہ جو آیا وہ بھولا منزل درہ
 میقم اوس جا میں تھا باخاطر لیش
 نہ اوس پر نیک و بد سے خلق کے بار
 کہان پانی فرشتہ نے یہ اوقات
 کہ جسکی زیست تھی رشک فرشتہ
 کسی سے ہم کوئی ہم سے بیان تنگ
 کہ جب ترب دلہ ہویم مسلمان
 کسے را با کسے کالے نباشد
 بخوبی شہرہ تھا سائے جہان میں
 ہمیشہ بردرد اس نشستہ
 تھی خدمت ہر کسی کی کام اوس کا
 کہ ناگہ اک برات اوس راہ آئی
 او تر بیٹھے ہر اک سو عورت اور مرد
 وہیں اک سمت دولہن کو اوتارا
 کیا اون نے ہوا کھانے کا آہنگ
 رکھین اک ڈھب سے پشت بہت ادیر
 کہ دین تھیں خونہائے خلق ہمیشہ
 وہ شوخی میں کہے تھی برق سے گونج
 کیے خورشید کو چمک چوندھ لاگے
 نہ ہوئے پھر کسی رو سے شکریا
 گیا بیچارہ اک جھپکی میں از خوش
 کہ بے تحریک وہ دل سے ہوئی پار
 ہوئے باہم ہزاران عہد و پیوند

یہ ادنیٰ اک محبت کا اثر ہے
 پہ وہ بخت اُسے جلنے سے لے خام
 کہ یہ دو شخص کو ظاہر میں بین دو
 خیال دو ہم اُنکے پنج اس طرح
 جو کچھ اول میں تین دیکھی ہر مثال
 ہے یہ بھی بلکہ اک حزن کدائی
 نہیں اتنی بھی دان آپس میں تفریق
 سنا ہے میں کہ تھا یسلی کا یہ قصہ
 ہوا فساد و ماضی حسب ارشاد
 ہر اک نشر تھا اوسکا شوخ سر تیز
 سلیقے کا کون اوسکے میں کیا حال
 جہاں ہونا تھا گرم و ستکاری
 اوسے خلوت میں جب اُن نے بلایا
 ہوا گردون دون اوس سے مساعد
 کہ جس کے ناز کا انداز محرم
 غرض جس شکل سے تھی خواہش دل
 ہو اجاری رگ لیلیٰ سے یان خون
 ہزار افسوس اوس جاگ نہ تھے ہم
 یہ کیا معنی کہ اک حجام بے مغز
 اُسے لے ساقی خنخانہ ہو کشش
 ہے وہ مے تا سب خطرہ بھلاؤن
 جو کوئی یان لکھے ہے طالع شوم
 اگر گوہر کمین سے ہاتھ میں لائے
 دگر بائے طلائی دشت افشار
 بچنا پختہ نقد کا اس زر کے صراف

کہ دلو حال سے دل کی خبر ہے
 بڑا ہو جو اس صورت سے کچھ کام
 پہ باطن میں نہیں فرق سر مو
 دو آئینہ میں اک صورت ہو طرح
 بعینہ ہے وہی ثانی کا احوال
 جہاں ہوتی ہے باہم آشنائی
 ہے میرے قول کی یہ بات تصدیق
 کہ بہر دفع وحشت کیجیے فساد
 پہ کیا فساد اس فن کا اک استاد
 کہ مرگان سے کو کا فر کا خونریز
 کہ چہرے تھا وہ آنکھیں موج کربال
 رگ خار سے خون کرتا تھا جاری
 یہ لے آلات خدمت دان در آیا
 لی اپنے ہاتھ میں اُن نے وہ ساعد
 اگر ہو گا تو کچھ مجنون میں تاہم
 کیا کام اُن نے اوس ساعد سے حاصل
 چھٹی بے بیشتر دان فساد مجنون
 کہ اپنے ہاتھ سے کرتے ہو کم
 لے اپنے ہاتھ میں وہ ساعد لغز
 میں بد جلوئے کی منزل فراموش
 سخن کوتہ کروں مطلب پیادوں
 جو ہے بال ہما ہو جائے وہ یوم
 بزرگ نرال پانی ہو کے بہ جائے
 وہ ہو جون موم اوسکے ہاتھ میں خار
 کے ہے اس طرح احوال اسلاف

<p>گیا نزدیک جب اوسکے پس از دیر غرض پھر خلق میں آمادہ رہ بخور کھڑے ہو کر کے ادن نے ایک دو غم چڑھا اک پیڑ پر وہ شعلہ آسا جہان تک قوت مانتا نظر تھی نظر آنے سے مطلق رہ گیا جب گرا اوپر سے نیچے وان یہ مخرج اوٹھا ہر سو قیامت کا سالگرہ گر بیان چاک گرداوسکے یک عالم دل اوسکے غم میں لاکھوں کلفت اندر نہایت بعد جس نزع و فزع بسیار کہ یہ جا اوسکے جیتے ہی تھی مرغوب غرض جس طور پر ہے رسم و آئین</p>	<p>تو دیکھا اک سراب خشک اور سیر جو نظر دن سے گیا ڈولا کچھ اک دور کہ حسین بڑھ گیا آگے وہ کچھ اور لقف دل سے لہو کا اپنے پیاسا یہ تھا یان اور نگہ اس کی ادھر تھی ہوا وہ روز اس پر تیرہ جون شب گئی دنبال ڈولی کے چلی روح کے تو پھونکی اسرافیل نے صور کرے تھا نوح و فریاد و ماتم ہزاروں چشم و شرکان گریہ آلود صلا حاکم یہ لگے کہنے ہر اک یار یہیں رکھے اگر اسکو تو کیا خوب کیا اس مرد کا بختیز و تکفین</p>
--	---

دربیان تاثیر عشق در ویش بدل عروس و مذکور آن

<p>الالے ساقی نمخانہ عشق یہ کیا پیسا نہ لب ریز غم یار نہ جانے یہ محبت کیا بلا ہے نہ تنہا عشق اس سے شیون آہنگ جہان پاوے گا تو آشفۃ لبس ہوا پردانہ جلکر کس جگہ ڈھیر چنانچہ واقف راز ہنسانی کہ یان در ویش نے جو قوت دی جان وہ شوخ اس طرح دان آشفۃ ترقی غرض عیش جب کھولے ہر پرے</p>	<p>ادھر سے تک دوسرے بانی عشق ہو جہین سر بسر فرقت کا شکار کہ جسکی آگ سے عالم جلا ہے ہیں خوبان بھی اسی اندوہ سے تنگ پھٹا دیکھے گا جیب طاقت گل دہان کھینچی ہو چنرے شمع نے دیر کرے ہے اسطرح گو ہر نشانی وہی ساعت وہی لمحہ وہی آن گو یا اس حال سے اسکو خبر تھی جو حائل کوہ ہو تو شیشہ کر دے</p>
---	--

اسے بادہ نوش کر دشت دہر ہوں تشنہ لب نہایت مثل خامر	بند و بنا جام مجکو ہے یہ کیا قہر دے وہ ہے جس سے ہوں سرگرم نام
---	--

نامہ نوشتن و فرستادن قاصد بطرف مادر

ویدر عروس

دیر واقف تفصیل و اجمال کہ آکے تاج سر قوم و قبائل وہ گوہر جسکے رشتے سے ہرک یاں نہ جانے کیا ہوا اسکو تب و تاب وہ نادیدہ غزان گل برگ نوخیز تھدا جانے کہ اس کو کیا بلا ہے جہانک چارہ دان تھے سب بین ناچار مگر بھٹے کوئی بعد از تامل کہ کتنی یہ اقربا اپنے سے مالوف سو یہ گھر اور وہ گھر ایک سا ہے کسی کی نیکی ایدہ سر روانہ کیا یہ لکھ کے خط ملفوف جدم لکھا نقدیر کا ہرگز نہ جانا دیا یہ خط کسواک پیک کے ہات ز سے نقدیر ہے اوس کی سراسر ہمارا کس قدر تو یہ سر راسے کرین ہن حسب ظاہر ہم بھی تدبیر ہذا پنجہ یوں سنا ہے من کہ جس دم تھے اوس گھر کے جہانک پیر و مغل	باین تقریب لکھتا ہے یہ احوال سراسر شفقت و اشفاق مائل بخود بالیدہ ستا مانند حرجان ہوا چاہے کچھ آپ ہی آپ بے آب ہے جون شاخ کن ہر دم دھڑکیز بد نقدیر کا کیونکر ہے کیا ہے پہ کچھ سمجھا نہیں جاتا یہ آزار کرے ہے اس طریقہ پر تفصیل ہے محنت اوسکی دان ہونے پہ ہوقوف یونہی نہ مصلحت ٹھہر بھلا ہے کہ لیا اسکو یاں سے سوئے خانہ ہوئے اس مصلحت سے سب وہ غم کرے گا کیا کوئی دم میں زما نا کہ جانا یاں سے وان تک جسکو کیا بات ہے کیا دانش جو ہوئے اوس پر دائر کہ اوسکی کنہ ماہیت کو وہ پاسے پہ کیا جانے ہے کیا اسرا نقدیر ہوا یہ پیک اوس منزل کا محرم ہوئے اوس سے وہ سب پران اجل
---	---

کہ جب وہ نازنین گھر پہنچ آئی تو
کیے سب نے پچھا اور اس قدر دُر
ہوئی جو چشم اس رو پر نظر ہر باز
شعب سے دان ہر اک دلیکا تھا یہ رنگ
زن دم و دو قبال تھے جو کچھ دان
نہ اس کو صبر نہ طاقت نہ آرام
ہر اک دم تازہ ادس کو اک خلش تھی
ہر رنگ زلف گہ آشفتمہ اطوار
جگہ غائب کے منہ او پر وہ بیتاب
بجان سب گھر کے لوگ اس کے تعجب سے
بقدر فہم ہر یک کو چک و پیر
پیر اس کا حال تھا ہر دم تباهی
نسیم آسا اوڑانی تھی کبھو خاک
کبھو نوچے تھی سر کے بال غم سے
کبھی کبھی تھی ظالم سے یہ مظلوم
دماغ اپنا جلاتے تھے زن دم و دو
غرض یہ دیکھ ہے کچھ ایسی ہیبت
نہ ملا پاس کے ہر گز یہ اسرار
عنصر سے ہو کر زیادہ کوئی چیز
نشستہ ہووے جون درد تہ آب
وگر صفر کرے صحت کی غالت
مگر وہ جس کو اس کا لے نے مارا
بہت کیلنجی جب اس دیکھ نے ملازی
کہ اس مجروح غم کو سوئے خانہ
یہ لکھیے خط کہ تالیے کوئی آئے

و یا ہر ایک نے جی روئسائی
کہ صحن خانہ گوہر سے ہوا ہر
کیا اس چشم پر نظر رہنے ناز
کہ مثل غنچہ تھی تن پر قبا تنگ
خوشی سے ہمد گرتے تھیں تنیت خوان
ہیشہ گریہ وزاری سے تھا کام
مقیم سینہ جاے دل تپش تھی
گئے چون نرگس نمود بیسار
کرے تھی گریہ سے تزیین مہتاب
و لے واقف نہ تھا کوئی سبب سے
کرے تھا اس کے ہونے کی تدبیر
تہاں تھی جس طرح خشکی میں ماہی
کبھو جون گل کرے تھی ہر چاک
کبھو نالان تھی فرقت کے الم سے
گیا ہے کن امیدوں ساتھ محروم
و لے افروز تھا ہر لحظہ وہ درد
جہاں حیران ہے سولب اور طبابت
عبث ضائع ہے یاں تنوید و طومار
طیب اس کی کرے تشخیص و تجویز
اگر سودا تو کیجے نفع و جلاب
ہو تبرید دن سے اطفال حرارت
میں ہر مرگ اس کا کوئی چارہ
نظر آئی یہ سب کو چارہ سازی
بہر تقدیر سبجے اب روانہ
اسے جس حال سے ہو گھر کو لیجائے

سنگ اوٹھ اور سرا بنام سفر کر
مجھے کر یک دو پیمانہ میں ایک لال
نہ رخصت یہ کہ اوس مرکی ہو یا نہ
اے لے گردش افلاک بے مہر
وہ کس بنے نے ایسا سرا اٹھایا
کوئی پاکیزہ گوہر یا نہ چھوڑا
ترے ہاتھوں سے بلبل ناکش ہے
دی تو نے جان شیریں لیل میں برباد
ہیں یہ باتیں تو یک مدت تکی جو ہیں
ہے کل کی بات وہ مارا تین درویش
چنانچہ شعل اندروز معانی
کہ جب شب پر ہوا خورشید فیروز
ہوئے اُس خواب نوین سے یہ بیدار
کرین تھے گھر میں اس مہر کی تڑپ
پنھا کر وہ تباہ میں وہ بے باک
یہ ب کرتے تھے ساتھ اس کے مدار
نہ تھا اس کو کسی کے ساتھ آرام
نہایت اک کنیز کہنے عصر
جہان گرم سخن ہوتی تھی وہ زلال
ضعیفی سے کردن اس کی میں کیا بات
جھکا تھا بسکہ پری سے وہ قامت
رکھے ہے بات میں لے جوجہاں
عزیز تھی ڈول پر یہ کاروانی
ہوئے درپے فنون ساز کی یہ جب
نہ جانے کیلی اوس کافر نے تدبیر

صباحی سے لب ساعس کو ترکر
کہ لکھنا ہے مجھے رخصت کا احوال
یہ رخصت ہے اے ظالم جہانے
ملائے خاک میں کیا کیا تو مہ چہر
نہ جس کو خاک میں تو نے ملایا
جسے سنگ جفا سے تین نہ توڑا
بجھی سے گل سدا آشفہ و ش ہے
ترے سر پر ہے ثابت خون فرہاد
کیے ہیں حال میں کیا کیا ستم تین
ہے آج اس ناز میں کا فکر درپیش
کرے ہے اس طرح آتش فشاں
پڑا ہر چار جانب غفلت روز
کیا سب ساتھ کے لوگوں کو تیار
ہے دنیا بچ جیسی رسم و آئین
کرے تھی مثل گل دامن تلک چاک
پر وحشت اس کی ڈھونڈے تھی کنار
وہی دیوانی سے دہم کام
کہ دلکش نظم سے جسکی ہر اک شعر
تھی دان دلائل محال کہا مال
کہ جس نے کی تھی بڑھیا اکھ کی بات
تھی سر پر ٹھوکر دن سے نبت قیامت
کہیں تھی ادبھی اوس سے پاؤں ساق
تھی گویا مادر گیتی کی نانی
ہوئے اوس سے جدا جتنے تھے مان
کیا وہی سخن میں اوس کو بخیر

پس از تلخ چندین حرف جان کو ب
لیا اور بعد پڑھ چکنے کے میسر
کہ یان سے گرا بھی چلیے تو ہر خوب
پس از بس ہو گیا تھا موسم شام
اگر بالفرض تھی وہ عید کی سلخ
عجب حالت رہی اون سب پطاری
ادخون کا حال بد کرنے سے اور اک
شفق نے طرح اوس گل بہرین کی
بڑی پھکی جو تک شب کی سیاہی
پس از قطع مسافت یغزیران
جہان تک اوس جگہ کے تھے اکابر
کھلائین کمرین اور جھارے سردرد
ہین جس صورت سے خدمت کے سلخام
غرض بیٹھے یہ جب وان فارغ البال
کہ اب اون کے مرض کا ڈول کیا ہے
دکھایا ہے جنہیں اس کو مکرر
سرحرف و حکایت بسکہ واسطہ
بہم ملتے تھے سب افسوس سے بات
غرض جب تک کہ یہ اجماع وان تھا
کہ آخر صبح کا چلنا مقرر

دیا اون نے اونہیں آخر یہ مکتوب
ہوئے اس ماجرا سے سب وہ مضطر
کہ ہو معلوم وان کا کیا ہے اسلوب
دقین وان رات بیتی کام و ناکام
شب ماتم سے بھی گذری نہ تلخ
نہ تھا کچھ کام جز اختراشٹاری
گر بیان صبح صادق نے کیا چاک
رنگی لو ہو مین سب پوش بدن کی
ہوئے وان کو کچھ اونٹے لوگ راہی
ہوئے وار وجود ان فتان و خیران
ہوئے خدمت میں اون کی آکے حاضر
بٹھایا اون کو اور بیٹھے ہر اک سو
بجالائے وہ سب انواع الکرام
ہوئے اوس خستہ سے مستفسر حال
ادسی صورت سے ہو یا کچھ شفا ہے
کرے ہین کیا وہ بیماری معتد
کہا ہوا کہ نے جو پچھ ماجرا تھا
یہ ناگاہ اس سے ہے یہ کیا بات
ہر اک اس ذکر سے رطب اللسان تھا
ہوئے یہ مائل آرام یکسر

دربیان رحمت شدن عروس بر بخش در عشق
درویش

رہیگا لب تاک توبے غور و خواب

الائے ساقی جام مے ناب

کہ میں عکین نہٹ پایا ہے اس کو مرض کا اسے میں سمجھا ہے اب بیچ مناسب ہے جو بیان اوتیرے کو ٹھنی م زبس یہ بات تھی مقرون تھیں ہم کہا حضار نے دان سے کنار	سو کچھ ہاتون میں پرچا پایا ہے اسکو اسے اک کلفت خاطر ہے اور بیچ نرو ہوتا دل غزون سے کچھ غم ہر اک نے اسکی کی نقدیق و تسلیم اسے پردا کر اوس جاگہ اوتارا
---	--

دربیان رسیدن عروس بہکان درویش و بجائے درویش گور یافتن و ترقیدن قبر و درآمدن ران عروس

الائے ساقی میخانہ ناز کو غیبت ہے اے ظالم کوئی دم کہ شمع بزم ہستی آہ فریاد نہ کر یہ تنگ عرصہ مجھ اوپر تنگ بجھے اپنی ملاحت کی قسم ہے قسم ہے تجھ کو اپنے زلف درو کی قدح کو آتش ترے کے بھر تو تنگ بہکے جو اوس مے سے مرا کام خوشا تا غیر جذب عشق کا مل نہ لجا کہر با اس طرح سے کاہ نصرت تا شریک آب و گل ہے کیا ہے دل نے آئینے کو حیران کرے عاشق کا یہ ظالم اگر کام فنون سازی پہ اپنی جب کہجوا آئے اسی صورت سے اس کا فر کے ہیں ڈول کہ جب وہ نازنین تکیہ میں آئی	نہ رکھ مے کو لب ساغر سے تو باز ہے عرصہ زندگانی کا نہٹ کم سدا رہتی ہے زیر دامن باد خدا جانے زمانہ کیا کرے رنگ مرے دل کے جراحت کی قسم ہے قسم ہے تجھ کو گل کے رنگ و بوی طراوت دے گل داغ بگر کو حدیث جذب الفت تا ہوا انجام سرا پا ہے اثر جس سے ہر اک دل کرے جو جذب جانان جان آگاہ کشان آہن کو مقناطس دل ہے دیا ذرہ کو دل نے شوق طیران نہ نے معشوق کو بھی ہرگز آرام جنازے پر نہیں تو گور پر لے چنانچہ ہے اوسی راوی کا یہ قول جگہ درویش کی اک دھیر بانی
--	--

جب اس حالت سے آئی کچھ سر راہ
تھا گویا شاق اوس مہ پر کلف وار
مگر وہ غم تھا کچھ اس کے لیے کم
غرض جب وان سے چل نکلی سواری
نہ تھا مبر و سکون اوس کو نہ آرام
کبھو کنتی تھی خوش و قوم کا حال
بہ غم و غصہ و دستاں بسقول
کہ اوسنے دل سے کیوں ہی غم غلط ہو
ہین دل جوئی کے جس صورت سے انداز
کہیں اس میں علی وضع روایت
کہ اک جائے ہے آگے سر راہ
جگہ اتنی تو کیا اک مختصر ہے
زمرہ تو نہ کہیے اوس کو زہر
گلونین سبزہ یون لہرے ہے وان
غرض دانے نیا بان کی ہر اطراف
چل اب بھٹکے اوس جاگہ کوئی دم
گلونے ساتھ وان کرنا تو بازی
پریشان گل پہ کبھو تار سنبھل
نہیں گل شاخ پر ابستہ مر غوب
سنے جو ادن سے وہ حرف خون دم
پر اک غم سے تغافل سے وہ عیار
کہ تیری مصلحت گر ہے اسی طرح
ہے اس سے اور کیا بہتر جو اک دم
اسی صورت سے تنہا یہ ذکر و انکار
ہوئی اوس سے جدا یہ دایہ پیر

سواری میں وہ بیٹھی اور یہ ہمراہ
یہ کیا کچھ ہے لازم گنج کو مار
کہ گردون نے دیا اس غم پہ غم
ہوئی دونی وہ اوس کی بیقراری
یہ وہ باتو نہیں کرتی تھی اسے رام
کہ تجھ بن زندگی ہے اوس پہ نکال
کبھو کنتی تھی اوس وحشی کو مشغول
یہ جو ہوتا نہ ہو وہ کس منط ہو
سر زلفت سخن کرتی تھی وہ باز
کی اوس تکیہ سے بھی اون نے حکایت
پنٹ لپٹ اور مطبوع دل خواہ
عجب کچھ لطف سے پر سبز و تو ہے
یہ خاتم سے ہے عالم کے تمین وار
ہو جیسے مورستی میں پر افشان
ہے سینے سے بھی مہر وینے کچھ صاف
فرد ہو تا دل محزون سے کچھ غم
ہوتا لبلبل کے دل کی چارہ سازی
بہم شرمندہ ہوتا سنبھل و گل
جو ہو پنے ہاتھ تک تیرے تو کچھ خوب
ہوئی دل میں نہایت شاد و خرم
کرے تھی اس سے وان جانیکا اقرار
نہیں سر جینا مجھ کو کسی طرح
خوشی سے لذت کچھ کہ پہ باہم
کہ وہ تکیہ ہوتا کہ منو دار
دیا ہر اک کو ان نے عرض تدبیر

کہ یارب کس طرح اب گھر کو ہم جائیں
 جو پوچھنے کے ہمیں خویش و بردار
 جواب اس کے سوا ہم کیا کہیں گے
 اگر ہم جانتے ایسا سراجام
 بزننگ محل گریبان چاک و مضطر
 کوئی کرتا تھا تن پر پہرین چاک
 کوئی کہتا تھا کھودین اس جگہ کو
 نئے منجے وانکے سب اس منے دلتنگ
 ہوا جو سرد اس حالت سے آگاہ
 سر و شاخ و بن اور جاگہ جو تھی پات
 اک عالم ان کے گرد اگر دہوا جمع
 پھر آخر حشر ہے رسم و آئین
 کہ گویجے ہزاروں نالہ و آہ
 ہے یان دم مارنے کا کس کو یا لا
 جلا آیا ہے اول سے ہی ڈول
 اگر صد سال باشی و ربیک روز
 نہ جان اشکال عالم ویدہ پاہن
 بگاڑین مین ہزاروں ردے و کاکل
 یہ جتنا تختہ روئے زمین ہے
 جو آیا اس گذر گہ مین سو گذرا
 نہیں جز نام کچھ بقیہ مین سے اب یاد
 یہ کل ہونا جو اسے فرستے غافل
 یہی خورشید ہوئے اور یہی ماہ
 کچھ اشیاء دن سے یا نئے کم نہ ہو دین
 ہیں اس صورت مین تب کہے کس کا ماتم

بھلا جائیں تو منہ کیا لیکے دکھلائیں
 کمان چھوڑی وہ تم نے ناز پرور
 کہ شرمندہ سے ہو کر چپ رہیں گے
 نہ لیتے یان کے رہنے کا کبھو نام
 پڑے یونہیں تھے اوس مرتد کے اد پر
 کوئی ڈالے تھا تن پر متصل خاک
 ہو شاید اوس تلک لیجائیں رہ کو
 نہ تھا پھولوں کے منہ پر مطلقا رنگ
 بنا سرتا دم وہ صورت آہ
 ملین تھیں ہمد گرد انوس سے بات
 ہو پر و اون کی جون کثرت سر شمع
 لئے کرنے اور پھول کی لوگ لشکین
 نہیں وان کے لئے کو پھر ادھراہ
 نہیں بندے کو غیر از صبر جا را
 یقینی ہے کسی عارف کا یہ قول
 بیاہد رفت زین کاخ دل افزور
 یہ سب سلی خوردت قصاہن
 بنائے اس چمن کا سنبل و گل
 ہر اک خطہ یہ یان اک نائنہن ہے
 نہ دامت ہی رہا آخر نہ عندار
 کمان شیریں گئی کید ہر بحر فر باد
 کہ ہم مطلق منسل ہوں تہ کل
 یہی وضع زمانہ اور یہی راہ
 پر سب کچھ ہو مین اور ہم نہ ہو دین
 ہے اپنا حال جائے گریہ و غم

وہ نیشِ غم جو تھا خاطر میں مرگوز
 کیا صد آہ آتشناک نے جوش
 پیچھے دل سے نہ اردن نالے تالاب
 نہ اردن گریہ کے اوٹھتے تھے طوفان
 غم دلکا کرے تھی سو طرح ضبط
 شرارِ غم نے کی آخر شرارت
 لگا کر ماہ سے اور تا بسا ہی
 گری بیٹھتی سے دان یہ غمناک
 پکڑتے تھے ادسے ہر چند احباب
 گلوں پر تھی اوسے یوں اضطرابی
 اسی صورت سے یہ غلطان تھی کچھ دور
 اٹھا دو دو ل اُس جا کہ کچھ ایسا
 نہ جانے پھر کہ وان کا حال کیا تھا
 کیا جن نے تامل ایک دم میں
 اسے اُس گور نے اس طرح کھایا
 ہوئی جون آب بہان یہ تہ خاک
 الالے ساتی درود وہ غم
 نہیں یہ دورے دور بہان ہے
 نشانی کر ملک لے ظالم شتابی
 جو کوئی آب و گل سے یاں بنا ہی
 ہر اک کو یاں ہی ہر عقدہ در پیش
 چنانچہ لوحِ خوان بزمِ ماتم
 کہ اس حالت کو گزری جب کچھ کئی
 نہ دیکھا رخِ اُس جا کہ من نے درز
 ہوئے امون نازنین کے اقربا و ان

ہوا جون نیشِ عقرب نار آموز
 یہ غیرت اوسکو کہتی تھی کہ خاموش
 ولے دل جانتا تھا اوس کو یا لب
 نہ تھا اک رستہ لیکن زیبِ شرکان
 یہ ضبط و عشق لے غافل پر کچھ ربط
 بدن میں یک بیک آئی حرارت
 نظر میں چھا گئی یکسر سیا ہی
 طرح بانی کے لرزی ہر طرف خاک
 یہ نکلی جاتی تھی ہاتھوں سے جون اب
 انگاروں پر ہو جون سب کبابی
 کہ جذبِ عشق نے ٹکڑے کی وہ گور
 نظر آنا جسے کہتے ہیں کیسا لڑ
 یہی وہ گور تھی یا اژدہا بھتا
 لیا اوس ناز پر در کو شکم میں
 نہ ما ہی پنج یوں پوس سما یا
 رہے باہر وہ سائے شل خاشاک
 اٹھا ہووے یہ ساری بزمِ ماتم
 تنک فرصت کو بہان عرصہ کمال ہے
 نہیں گرجام لا ایدھر گلابی
 مال اوسکا یہی آخر فنا ہے
 ہو شاہ خانہ یا تیمار کا درویش
 کرے ہے اسطرح سے نالش غم
 لگا آنے نظر درویش کا ڈھیر
 مسلم جس طرح تھا وہ اوی طرز
 ہوئے اس باجرے سے شبِ حیران

ملک دھوان سا اوٹھ رہا جو آگ سے
 نے وہ شوخی نے وہ لڑکا پن رہا
 بڑ گئیں ہیں منہ کے اوپر جھائیاں
 چہرہ مسون سے ہے سارا بدنما
 چاند پر بادل کہ جیسے چھا گیا
 منہ پر سبزی اور سیاہی جم گئی
 ہو گیا اک مرتبہ ہی سبز رنگ
 تب کہا میں یا یہ کیا ہے بلا
 چپ ہی بہتر ہے کہ اس مذکور سے
 بیاہ کے کرنے سے ہوتی ہے خوشی
 جب تک اک عالم تجسید تھا
 کیا کرین ابھی مصیبت کا بیان
 کہ خدائی کا ہے جب سے اتفاق
 ہو جو مشاطہ کا حسانہ خراب
 کیا کہن میں اوسکے رنگ اڑھنگ سے
 ایسا بد صورت ملا یا آدمی ء کو
 دست و دشمن کا نہیں کچھ ہمیں دوس
 رنگ جو ن گل اڑ گیا ہے سرسبز
 درود لکو کس سے ظاہر کیجیے
 گو کہ ہے طاؤس بالفش ذنگار
 گرچہ تھا میں نازنین بدرکمال
 اپنی صورت کا تو اتنا غم نہیں
 جو کوئی آٹھون پہر غناک ہو
 آہ کیا جانے وہ کیسی تھی گڑی
 بیاہ کی تھی رات مجھ پر یون کنٹھن

اڑ گئے ہیں جیسے منہ کے بھاگے
 نے وہ صورت ہے نہ وہ جو بن رہا
 ناک پر بھی آگئی ہیں سیائیاں
 رنگ منہ کا اڑ گیا جیسے ہما
 مورچہ جو ن مغرنی کو کھسا گیا
 جس طرح پانی پہ کانی جسم گئی
 جیسے آئینے کو کھا جاتا ہے رنگ
 کہنے لاگا ذکر اس کا مت جلا
 سینے آواز دہل کو دور سے
 میں نے دیکھا تو یہ ہے مردم کشی
 ہکو جو دن تھا سو روز عید تھا
 ہووے کم بختی کو کی سر بان
 زندگانی ہو گئی ہے جی پر شاق
 ہاتھ سے جسکے ہے اپنا جی کباب
 لعل کو پھوڑا ہے جس نے سنگ سے
 کیے کیا اپنی ہے قسمت کی کمی
 آسمان سے بڑ گئی یہ مجھ پہ اوس
 ہو گیا ہوں غم سے کاٹا سو کھکر
 غنچہ سان اب اپنا لو ہو پیچھے
 پاؤں اپنے دیکھ وہ ہے شرمسار
 ہو گیا ہوں لیک اس غم سے ہلال
 پر یہ صورت ہے تو اکدم ہم نہیں
 شکل صورت اوسکی پھر کیا خاک ہو
 جس گڑی مجھ پر مصیبت یہ بڑی
 چاند کون لگتا ہے جیسے کہ گمن


غرض سمجھا کے اون کو چار دنا چار
 نہ دیکھا جب اونھوں نے بھی کچھ حاصل
 اٹھا یا رخت غم وان سے بصد جبر
 گئے گھر کو بچند بن محنت و غم
 پس لے سو دوا تھو شہی پیشہ کر تو
 کہ اس حسن تکلم پر طوالت
 سخن ہے گر چہ لے دل بیوہ لب
 کہ اکثر بات میں سو دخطا میں
 کہ سو جا کر یہ تین دیکھا ہو تو کہتا
 و گر شاخ سخن طوبی کی بر نخل
 چنانچہ میں جو یہ قصہ کیا نظم
 کئی ہفتہ دماغ اپنا جملایا
 بہر صورت کہا کرتے تو لیکن
 کہ یا رب پڑوا کہ ایسے کیے ہاتھ
 اگر دیکھتے کہیں سو دخطا سے
 بھتر دوس در اصلاح کو شد
 الا اسے ساقی خلوت سر انجام
 کہان تک لب پہ آئے یہ ترانہ
 اوٹھی سب بزم آیا وقت خفتن

کہا ہر ایک نے ہے صبر در کار
 غم خاطر سے غیر از کا جس دل
 کیا صرف گریبان رشتہ صبر
 ہے جس صورت سے رحم اہل باغم
 سخن کے طویل سے اندیشہ کر تو
 مبادا ہو کسی دل کو ملالت
 پہ خاموشی کو کر تین شیوہ لب
 نہ کہنے میں یہ سب مطلب ہیں
 کہ ہوئے موقوف حرف تکلفا
 ہر دایم تباہتھ اوسکے پیشہ کو دخل
 کہ ہووے تا قیامت رونق بزم
 بہت سا خون دل بیوہ کھایا
 یہی اب سوح خاطر میں کر لندن
 کہ جو کھوئے اسے شفاق کے ساتھ
 کہ رہے پوشیدہ دلمان عطا سے
 اگر اصلاح تو اند بپوشد
 کلاہ سرد مینا کر گل و جام
 ہو مشغول حدیث و اہسانہ
 ہے اب گفتن سے ادلی تر تکلفن

مثنوی

ایک متفق ہیں ہمارے مہربان
 ناگمان کہ روز ہم سے مل گئے
 جب ہوئے آپس میں کہل و درہ دو چار
 و کیجئے کیا دن کہ مسالم اور ہے

خوب صورت خوب سیرت نوجوان
 مہکتے ہی شکل چون گل کھل گئے
 آہ نکلی دل سے اک بے اختیار
 گرد رخسار دن کے خط کا دور ہے

ہر طرف سے اک مبارک باد تھی
لوگ تو خوشوقت اور خرم ہوئے
بارے اپنے گھر میں اب رہنے لگے
گذرے جب اس بات کو کتنے ہی روز
تم جو یوں میرے مجازی ہو خدا
جس سے اب فرمائیے اوس سے چھپون
جب سنی یہ بلیں نے منس دیا
جان میرے ہو جیسے سب کے حضور
اپنا منہ سامے قبیلہ کو دکھاؤ
مٹنے مجھ کو یہ دیا اوس نے جواب
روئے نا عزم سے بہتر چشم کور
جی میں سمجھائیں یہ اوس کی زرگری
تب سے یوں بیٹھا ہے جی پر عقدا
گر نشان ہے کوئی مجھ کو ر سے
جب سے ہو نہیں اس بلا میں مبتلا
یہ تو جلدی سے کین یا رب مرے
سن چکا جب اوس سے یہ من باجرا
تب کہا میں عقل سے یہ دور ہے
جب سے دنیا میں  نہاں کی شرت
مانی کی صورت بناوے ہے کھار
بس ہے کیا لازم کہ صورت خوب ہو
جس کو جیسا کچھ بنا یا بن گیا
دیکھ بد صورت کو مت ہنس کھلکھلا
جس کو دیکھا ہے سو محبوب ہے
سمجھ کوئی مار سے خالی نہیں

پر بہن دشنام سے وہ زیاد تھی
یک گرفتار ملکیت ہم ہوئے
چرخ کے جور و جفا سننے لگے
ایک دن بولا وہ ماہ دل سرور
جس طرح سے امر ہولاؤن عبا
کس کے آگے ہو نہیں اور کس سے چھپون
عرض اپنا اون کی خدمت میں کیا
لیک اس عاصی سے رہیے دور دور
پر خدا کی واسطے مجھ سے چھپاؤ
عورتوں کو چاہیے سب سے حجاب
بر نہ دکھلاوے خدا جزوئے گور
عصمت بی بی ستار بے چادری
اوٹھ گیا ہے دل سے اپنے اعتماد
بھاگ جاؤن دیکھ اوس کو دور سے
رات اور دن ہے مری یہ ہی دعا
ایسا بیتا ہو جو بیاہ اب پھر کرے
ہو چکا قہقہہ سے اوس کے آشنا
کو نسا اے یار یہ مذکور ہے
کوئی روے خوب ہے اور کوئی شرت
کوئی بد صورت کوئی ہے تاجدار
آدمی جو ہو سواک محبوب ہو
شکل انسان میں جو آیا بن گیا
اس میں ہو جاتا ہے صانع کا گلا
فارغ اس سے اک ہی محبوب ہے
دامن گل خار سے خالی نہیں

دودنی جہلہ لگی دینے جوہن
 آرسی مصحف لگا جب دیکھنے
 ایسی ہی دکھلائی دی اک شکل رشت
 جوہن پڑتی ہے مری اوپر نگاہ
 آنکھ سے آنسو جیلے بے اختیار
 ابر غم کا دل کے اوپر چھا گیا
 دیکھتے ہی جی گیا اپنا دہل
 جان برون رفتن رتن نزدیک شد
 ہو گئی او وقت اک صحبت عجب
 شکل سے اس کے ہوئی جب آگئی
 کوئی اس صورت کا دیکھانے سنا
 جب میں دیکھی شمع صورت اس کی شان
 منہ قضا کا دیکھتے ہی رہ گیا
 ہو گیا او وقت غم گین اور لول
 شمع بھی رونے لگی وان میرے ساتھ
 چاندنی کا لکے تھی منہ کے تیلن
 ایک میری ہی نہ تھی وان چشم تر
 قطرہ شبنم کہ از گردون چکید
 چشم انجم سے گر پڑتے تھے اشک
 اور تر یا اعتد گویا بار تھی
 استین رکھ منہ کے اوپر کمشان
 ایک تو اس غم سے دل شب تھادویم
 مع صادق نے کیا سینے کو شق
 کیا کوہن جیسی کچھ گزری تھی رات
 آئے اک ماتم زدہ سے گھر کے پنج

اور وہاں ماتھامرا ٹھنکا دوہن
 آسمان او پر لگا تب دیکھنے
 پھر گئی آنکھوں کے آگے سر نوشت
 ہے گویا اک پارہ ابر سیاہ
 جیسے برسے ہے کوئی ابر بہار
 آنکھوں کے آگے اندھیرا آگیا
 لوح قالب سے گئی دودہن بھل
 عالمی در چشم من تار یک شد
 ملنے آپس میں گویا روز و شب
 ہو گیا جون ماہ نو قالب شہی
 دیکھتے ہی میں نے سراپنا دھنا
 رہ گئی انگشت حیرت درد بان
 جو پڑی سر پر غرض سب سہ گیا
 سینک دے سر پر خدا تو ہے قبول
 شعلہ بھی ملتا رہا اس غم سے ہاتھ
 خاک اوپر لٹتی تھی چاندین
 روتی تھی شبنم بھی میرے حال پر
 ہچوا شک از دیدہ پر خون چکید
 جون گہر افلاک سے جھڑتے تھے اشک
 چشم پر خون اشک خون افشار تھی
 روتی تھی بادیدہ ہاے خون نشان
 تسبیہ آہ سرد بھرتی تھی نسیم
 خون دل پینے لگی اپنا شفق
 مع کو رخصت ہوئی وانے برات
 جب رکھا ہم نے قدم کو در کے پنج

کیجیے آگے بس اب قطع کلام یار اس کتنے کا تھا یہ مدعا آدمی کو چاہیے دارستگی زندگانی کا نہ ہو جب اعتبار پاداری ہے اوسی کی ذات کو	دوستوں کا غم نہ ہووے گا تمام تاکہ اپنا دل کسو سے مت ملا صورت فانی سے کیا دل بستگی شکل و صورت کا تو ہو کب اعتبار بس ہے سودا نشی کر بات کو
---	--

امت قصائد و مثنویات

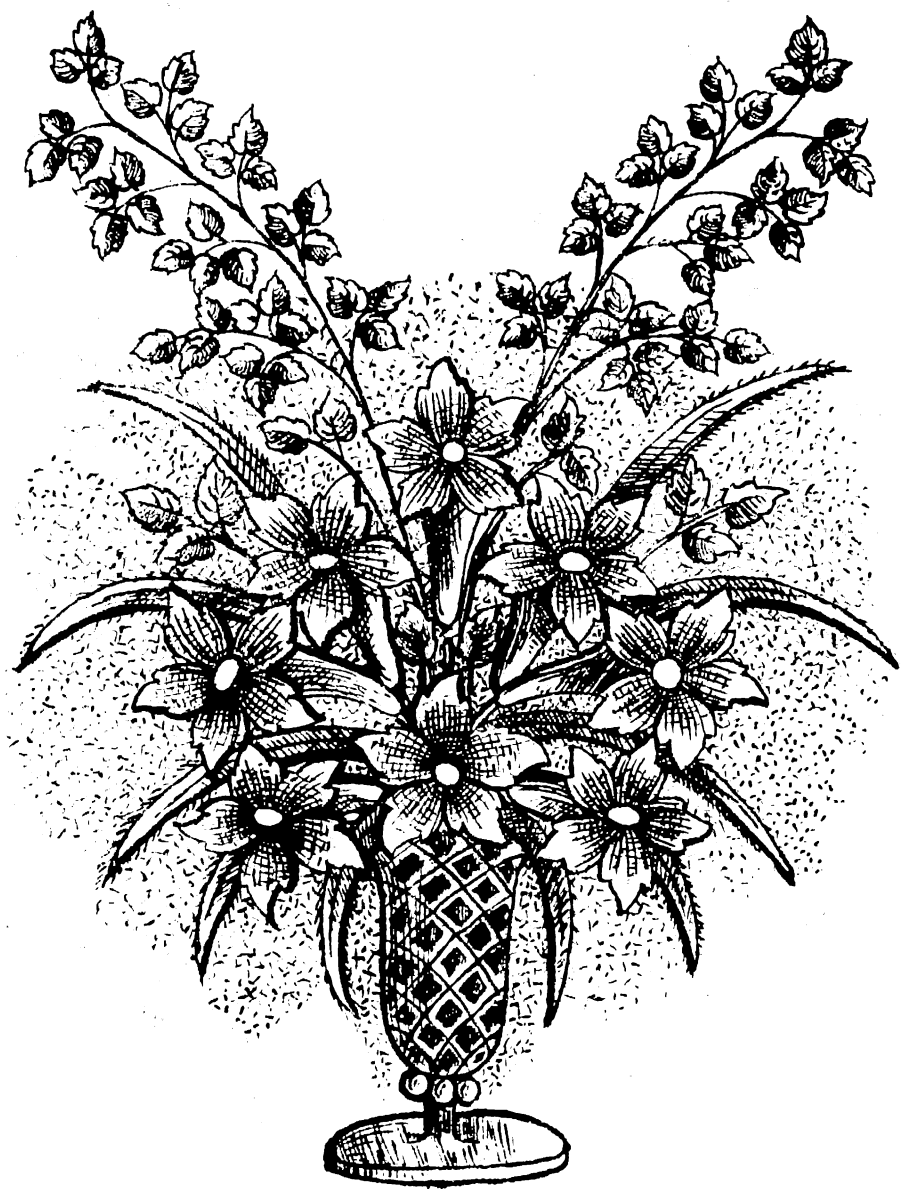
توفیق ناظم امور عالم کہ مصرعہ موزون و شادمان و بیت پر مضمون پر ہے
شوخی نگہبان را بخوے آراستہ کہ آہو گیران را بجائے نیست کہ بروے ناخن بگشت
عیب بینی ز نسد و رباعی غنا ص و خماسی حواس نبوی پر داخست کہ خسروہ بایانرا
یار اے نہ کہ جز قبول حرت گیریش نمایند تا این زمان از مجسمو کلیات
فخر شعراے زمان و مشت نظمیا، دوران میرزا رفیع السواد کہ شاہین بلند پرواز
منکر متیش مید مضامین را تا بعالم بالا نمی گذارد و شتقار سخت گیر خیال الالیش
شکار معنی را از عرش اسلامی آرد خوش خیالی و خوش فہمی کہ دوران را با من
دوران شہار روزی نظیرش در عالم کون بنظر نرسیدہ و بلند فکری و اعلا دریابی کہ
باہیمہ کہ چہرخ چہتری را از کہن سا لگی پشت نجم آمدہ تا این زمان عدلیش را مشاہدہ
نکردہ خاقانے اگر زندہ بود در پیش گاہ شاعریش کاسہ درویشی بدست
گرفتہ در یوزہ تلمب یا ستد عانودے و عرفی اگر بقالب حیات ماندے آوازہ
معروف نظمیش مہجول گردیدے قصائد و مثنویات باہتمام رسیدند و از نیجا
دیوان فارسی شروع گردیدہ واللہ الموفق بالامتمام و بید المرام۔



چاند کو کیا دیا حق نے شرف
صورت اور سیرت کا باہم اتفاق
خوبرد اکثر ہیں اپنے مسربان
آدمی کے پنج سیرت چاہیے
آشنا سیرت سے ہوئے میرتجان
کر اسی سے تو قیاس امیر کے یار
اب ترا وہ رنگ دروغن پر کمان
کیجیے صورت کا بس کیا اعتبار
خوبصورت یا ربھی اپنے گئے
جیسے عبدالحی تا بان ہو چکا
گرچہ تھا وہ ماہ کنعان وقت کا
یوسف مصری سے مصری کم نہ تھا
تام تھا اک خوبصورت کا عزیز
ادٹھ گیا افسوس اپنے عصر سے
ہو چکا مالک بھی ملک حسن کا
میر تقی قطب تارا ہو چکا کو
سا نورون میں اک گمانی زور تھا
حسن و خوبی میں غرض یہ طاق ہے
ایسی صورت کے نہرا دن خوبرد
ایک ہو تو جس کی خاطر روئے
ایسی کتنی صورتیں یاں مٹ گئیں
ہم سے اب کوئی نہیں ہمدرد رہا
کیسے کیسے لوگ یاں سے اٹھ گئے
حسن و خوبی ساتھ اپنے لیکے
غم سے یاروں کے ہر دل ایسا ہی دل غ

لگ گیا ہے ساتھ اوسکے بھی کلف
ایسا ہوتا ہے بہت کم اتفاق
لیک بد باطن ہیں اور وہ بد گمان
پر اسے چشم بصیرت چاہیے
صورت ظاہر تو ہے یہ کوئی آن
کوئی دن تھی آہ تجھ پر کیا بہار
وہ تری صورت وہ جو بن پر کمان
کوئی دن ہے یہ بھی جو نفضل بہار
مولس و غوار بھی اپنے گئے
ساتھ اوسکے اک سلیمان ہو چکا
ہو چکا وہ بھی سلیمان وقت کا
تلخی دوران سے جس کو غم نہ تھا
جان سے زیادہ ہمیں تھا وہ عزیز
کم نہ تھا وہ بھی عزیز مصر سے
تھا وہ بخشش الما لک حسن کا
کیا کمون میں زور پیارا ہو چکا
ہند میں جس کے نمک کا شور تھا
کیا کمون میں شہرہ آفاق ہے
ہو چکے ہیں اپنے رو برو
آہ اب کس کس کی خاطر روئے
کیسی کیسی صورتیں یاں مٹ گئیں
وہ زمانہ اب نہ وہ عالم رہا
خوبرد ساک جہان سے اٹھ گئے
لالہ سان اک داغ دل پر دیکھے
حشر تک روشن رہیگا یہ چہ سراغ

دیوان فارسی



<p>با دل مد باره سودا میکند گلگشت باغ میبرد دیوانه هر طرف مین گلدسته را</p>	<p>خنده زن بر شادی من اهل ماتم تا کجا جان بفکر شادمانی طعمه غم تا کجا از براس منزله سامان بگردم تا کجا بر جراح حتمائے تیغ عشق مرهم تا کجا زین کلمه بر خود حجاب آسا بآلم تا کجا صحبت جنس پری با نوع آدم تا کجا می برد رسوا یتم و اندر اعلم تا کجا گفته بهر که بدو گاهے نگفتم تا کجا در مقام فرقت چندین بگیم تا کجا یک درق گردانی نماندست انیم تا کجا</p>	<p>من بساط عیش خود را بر نه پیغم تا کجا خون دل تا که خورد در سینه اندوه طرب را ضمیم گر چرخ زیر تیغ بنشاندم را جز نمک پاشی بخاطر ره نمی باید علاج همت فقرم نخواهدشاهی ناپایدار اختلاط او بن ناصح در دوزی نیست غافل از بدنامی من مشین که ناموس ترا پیچ سگ چون من بجا تم تابع امر نیست در فراق رفتگان با غم نازم تا کجا از بیاض عمر بمنماید زخمین رفته است</p>
<p>از تلاش سعی سودا پایش پیرانه مسر حلقه در بازون با قامت غم تا کجا</p>	<p>با خس نبود دوستی آتش نفسا نرا باید که باندیشه کشته تیغ زبانا بیند بیک پرده نهانرا و عیانرا</p>	<p>خاشاک شمر و مسمه سباب جهانرا ز خیم دل کس بجای و مرهم نه پذیرد اهل نظر اند که چون شعله فانوس</p>
<p>شایان جرس قافله ریک رولان نیست کے ناله گلو گیم شود مرده دلان را</p>	<p>چشمک حیا ب نیزه نشود نمک ما آزادگی مانده زنجیر پاسبان ما جلای فرشته نیست بخلو سراسر ما تازشت را ملول ساز و صفای ما یک خوشه چین حن تو اینهم سوا ما وام از نگاه دست و نفس از وفا ما</p>	<p>سهمانه موج خنده زند بر بقای ما از کوچه فراغت دل که توان گذشت بسیتم در بدو دو عالم در اسک آئینه ایم و طعمه زنگار گشته ایم میش پیش یار در حق پر دین زبان کشود مار ابدل امید رهایی خیال محض</p>

بسم الله الرحمن الرحيم

غزل

ایک در عظیم بہ صورت تو منظور ی بیا
در ملاقاتم بخود بہتان مجبوری بند
من بدل جوہ ترا بہتر نہ مہر انگاشتہ
مانعت امر و نہ لے چشم و چراغم گر کی است
نامہ وصل ترا خط بر خست آوردہ است
یکسر موشوکت حسنت نخواہد کم شدن
گوش عالم نہ شہتہ عشق پاک من بہت
منکہ از خود میر دم ہر کہ تو می آئی برون
وے بدل نزدیک من از من چہ دوری بیا
منکہ می دانم ترا نو عیکہ مجبوری بیا
گر چہ در ذیل ستم کیشان تو مشہوی بیا
شب کش در دیدہ او سرمہ کوری بیا
رفت ایام فراق و وقت مجبوری بیا
من گدائے کار در دست و نفع دہی بیا
جان من از دارن ان بگرفتہ دستوری بیا
لے بقربانت چہ در خانہ ستوری بیا

بیتو گردون روز سودا را شب مجبور است
لے سربار شک نور شمع کافوری بیا

غزل

گر ملکنت واکند تا آن دو وصل بستہ را
و ادخواہ کیست یارب ایکنہ انگل نوبہار
میکنم ہر چہ پنهان را از عشق اما چہ سود
خاف از حالم مشو میاد ورنہ مشکل ست
چہ صبا بند قباے گل نہ بکشاید کہ حسن
بوالموس کہ خوی تو دواست وحت باز دارا بخوان
مغتنم دان صحبت با ہم کہ می سازد جدا
من امید سرقہ کے دارم ز بیت بہت غیر
کے امان جوید دل بشکستہ از سختی دہر
بادل دیوانہ بر طور خودش بگذاشتیم
نمخر سودا بنقد جان در لبستہ را
ہر سحر بر چوب بند جامہ خون بستہ را
چارہ نتوان کردہ غمازی حال خستہ را
باز آوردن بسوے دام میدہستہ را
آورد و در قید خدمت مردم وارستہ را
کار با آتش دگر نبود سپند جستہ را
دہر چون با دام توام دل بدل بیتہ را
دزد و یاوسانہ بیند حرف نہ بستہ را
اختلاط از سنگ باشد شیشہ لبستہ را
کہ نصیحت پیچ سوئے نیت از خود ستہ را

<p>در سلسله ام نیست بجز درس اسیری بوی که بردهش ز شگفتی کل نیست تقدیر بجا ماند چنان حیرتم نیست بود گر طره سبیل نه چنین است اوقا تل غلق است هر آنکس که نیامد با من بدی ذکر عین زان چو ضرورت بیمار تو میگفت سحر که به پرستار ممکن که لبش تاب لب ما برساند و شد طرف باغ چو سو واکند را</p>	<p>من طرفت می شمرم لفظ را تا او چنین دانکند بند قیام را آن روز که مزگان ترا کرد صف را این عقده که داگرد بهر سید مبار را در جلوه حسن تو چنین ناز و دل را بشناختم لے دوست بخوبی همه بار را در صحت ما دخل دوار نه غذا را در کوزه خضر آنکه کند آب بقا را بودند همه مرغ چمن زمره آمد را</p>
<p>باشد ز گریه ام دل سوزان من در آب مانند شمع ز آتش سودا و جوشن شک زان آتشی که عشق تو در جان من دهشت گردید بکه آب ز شرم لبست عقیق از جوش گریه مردم چشم سب خراق گردو که برفت صدف قطره کلاب</p>	<p>این طره آتشی است که دارد وطن کلب باشد سرمه در آتش سوزان تن در آب گوهر شمر شود چو فندکس من در آب شد غرق بچو خط یونان من در آب گردید بچو مردم آبی وطن در آب شوید چو رقص خویشتن آن گلبن در آب</p>
<p>سودا بگریه شور و فغان شکست کم حرفیست اینک نیست صدای سخن در آب</p>	<p>دیدم بمقامی که لبم فغل در دوست محقق است پس پرده دیرین خبر دوست رازیکه نهانست ز تو در نظر دوست طرف دل عاشق بتلاش اثر دوست در چکل شهبانسی بال و پروا دوست زان در چو منی را که نهانند در دوست</p>
<p>آن شعله که در خرم موسی شراب دوست آتش بدلم میزند این رنگ کان شوخ لے شیخ ز جادو بکش میگه ام پس آن بے که بیک جرعه ز خود برد جهان را که مرغ دلم را هوس مدیده نشینست من مشکف دگر از ان گشته ام لے شیخ</p>	<p>دیدم بمقامی که لبم فغل در دوست محقق است پس پرده دیرین خبر دوست رازیکه نهانست ز تو در نظر دوست طرف دل عاشق بتلاش اثر دوست در چکل شهبانسی بال و پروا دوست زان در چو منی را که نهانند در دوست</p>

<p>حیوان طمع ز جش خوار اصل نمی کند این ننگ بیکیس نه پسند و سواک ما</p>	<p>غور د آب بها هم دل درویش ما سعی امر در کسبم از چه برای فردا</p>	<p>هست بیگانه ز ما را بط خویشتی ما میزند خنده بها عاقبت اندیشی ما</p>
<p>ماننا لیم ز جور فلک دون خود را شانه زلف جفا ساخته دلریشتی ما</p>	<p>کس برون زان کوچه توانم در این دل داده را ما بنفش پای مردم قطع منزل چون کنم کفر و دین در عشق هم یارب نقیض دیگرند مده بهار آخر شد و از ساغر خود بهجو گل ناصح از راه کرم ما را نصیحت می کند عاشق بهجور را از شادی عالم چه سود</p>	<p>با دبر دارد دگر خاک من افتاده را هر که ره گم کرد اوجوید بصحرا جاده را یا بمن ده کفر یا دین آن برهن زاده را من بخر خون جگر گاسی غوروم باده را جز شنیدن هیچ نتوان گفت مر و ساد را روز عاشورست روز عید غم آماده را</p>
<p>بسکه پاسته طلاق گشتم سودا می پرست زندگانی دائم الجسست این آزاده را</p>	<p>ز د شعله بردل از نفس سرد داغ ما آتش بسان سنگ دهن آساید چرخ از بهری عشق بجای رسیده ایم چون لاله از درون و برون بر آتش است از اختلاط اول یک پنجه دانسته اند از تیرگی اختر مالرز و آفتاب ما که شویم یا شود اد کنگ تا کجا آید پیش با که ز مموره جهان</p>	<p>روشن شود ز باد سحر که چراغ ما خواهم به زبان چو شود گرم اوجاغ ما صد خضر گم شود بتلاش سراغ ما طاقت کرا که تا لب آرد ایاغ ما شمرنده رو نیم برون شد ز باغ ما شهباز خالفست ز جنگ کلاغ ما سازد بهر زه کوئی ناصح دماغ ما رو کرده چنبد هم نه پردوسوی راغ ما</p>
<p>شالی ز تنگدستی خود در جهان نیم سودا نصیب شمره باشد داغ ما</p>	<p>چون دل تواند که کند ترک وفا را انگاشته ام مهر به عشق تو بخت را</p>	

<p>بالک من بد روت بادہ ساختیم باید کہ زیر تیغ قوم بر نیا ورد خود را درون پرده کشف چو حاصلست جز چاشنی درد تو دل بجز لذتست بے سوز سینه کس بتو حاشا نمی رسد لیے دشی نماند درین بزم کہ ادب صد کار دست بسته بر آید از دگر</p>	<p>آنهم بکام تشنه ام از مفضل تو نیست بر خاک لبلی کہ طبع لبسل تو نیست مد پرده پیش اہل نظر حائل تو نیست لے دے بر کس کہ دیش مائل تو نیست جز داغ دل چراغ در منزل تو نیست بمحون صفت روانہ پے محل تو نیست رمی بجان و دل شدہ کار دل تو نیست</p>
<p>سو وائے بواقہ دیدیم شاد باش جز تیغ ناز یا راجل قاتل تو نیست</p>	
<p>سخن زما بجان وز دیگران گہرست سپردہ تیر تو پیکان وزان مرا خطرست ز سنگ تیشہ فرزاو ہر طرف خبرست بگل وفا چو نباشد ز باغبان مہرست ز ما پیام بآن گو کہ می بر دہمہات بین مے چہ عجیب ز غم ز عصیان پاک کدام سوختہ را با تو گرم جوئی ہاست کدام گل ز چین رفت باغبان کامروز گمان مبر کہ شد از گریشک چشم ترم بیا بیافنے چہ شمع با لکین شو</p>	<p>بلو کہ گوش ترا سیل ما کہ بغیرست کہ دل ز زخم سنان خانہ نزار درست بداد ما نرسد کس کہ ناخن و جگرست درین حدیقہ ازین ہر دو بیچ در نظرست زبان بریدہ بجای کہ صد پیا مہرست در آفتاب شود خشک دامن کہ ترست کہ شمع نامہ و پروانہ مرغ نامہ پرست صدای مرغ سحر ہای ہای نومہ گہرست ہنوز سدرہ اشک پارہ جگرست کہ خستہ غمت مغب بحالت دگرست</p>
<p>بذیل بے ہزار است کو بہن سودا کیکہ دل ز طلب کند صاحب ہنرست</p>	
<p>ساختم از حال دل آگاہ دیار از دست رفت شہوار عہد غنیمت ولی در کوی دوست گفتگو بے ترک شفت است اما چہ سود انچه ما بردیم از دنیا ہمین ماغت دہس</p>	<p>کردہ ام کاری بنادانی کہ کار از دست رفت ما گذر کردم عنان اختیار از دست رفت میکند با در کسی چون اعتبار از دست رفت گر جفا چہ تو یادی بچو یا از دست رفت</p>

آن شمع که در پرده فانوس خیال است گلدهسته و دوران که باین بنگ بهار است	این مجمع آناسته قربان سرا دست ناز نکه کیست که بسند کمر اوست
نصرت چویم سید ز آب خور سودا منشی قضا گفت که خون جگر اوست	
سده پیش زمانه جو جانها نمیکند داشت شد بی تو مرگ ز میت چو یکسان زمانه کاش دل آن قدر که تشنه دیدار است اگر میداشت گرز تندی خوی تو آگهی جنس دلم که پیش تو خوار است بهر اد بود که کریم را چو احوال ما نظر بستی چو دهر بر رخ صرصر در جهان ترک تعلقش ز جهان می خدی درست باد آن زمانه که پسر را بدر بشهر پشت فلک ز بار تو لعل عشق نمی شکست	ناز تو جان خضر و میا نمی گذاشت به تنان زندگی بسرمانی گذاشت بودی بر آب قطره بدریا نمی گذاشت آتش ز ترس دامن خارا نمی گذاشت اکثر هجوم مشتری این جسامی گذاشت کاک جزای خلق بفروانی گذاشت تا حشر خاک مادر او را نمی گذاشت عنقا چون نام خویش بدینا نمی گذاشت ناصح ز شهرت تو تنهائی نمی گذاشت تقدیر گر بنای تو بر لایمی نمی گذاشت
جاناناز کس ندید چو سودا براه عشق جای که سر زن برد و پایمی گذاشت	
غم زایم جوانی یاد گای مانده است حسن جانی عشق میگرد که بعد از کوکین مغتنم دان در قفس مرغ دلم را چند روز آهوسه چشمش به پهلوار داد و نبال پر خوره هم از عشق مادر دل بود غافل مهانش عشق او نگذاشت تا ناصح بن هیچ اختیار	نشسته می شد برون لیکن خای مانده است نقش شیرین را بین در کو هساری مانده است دانه بر بالش ز چندین ام تازی مانده است آنکه ز نمی نیست از دست شکاری مانده است شعله روزی میکشد سر که شراری مانده است اختیارم گریه بی اختیار مانده است
رحم کن بهر خدا بر غربت سودا که او درد یارت دور از خوش تنای مانده است	
دانم که عشق بچو منی قابل تو نیست	کز مهر و کینه هیچ زمین در دل تو نیست

<p>آزادگی یا من اسیرے نمی رسد مومن ز حور گوید و تر سازد خست رز از فکر زادره چه غافل نشسته از شیشه فلک مطلبی که این دنی میخواست پا بجلوت خافش بند ملک</p>	<p>در گوشه نفس خطر و خوف دام نیست مارادماغ بکشت حلال و حرام نیست این منزل خراب محل میام نیست جله بماه می و دهلین هم مدام نیست دامن ادب کشید که باش اذن عام نیست</p>
<p>سودا بجای نامه ها استخوان برد کس را پیش یار محال پیام نیست</p>	
<p>عشق تو ز پروانه تا نا بکس سوخت در مجمره چرخ نه عودیم نه غسبر گردید شر آشک ز آه دل گریم نه گاهی که بر ویم در خلوت بکشاوی گر نکمت گل باد سحر سوسه من آرد میداول با سبق ناله به بلبل</p>	<p>این شعله چو بر خاست ز جاناکس کس سوخت این سفله و دن بهر چه مارا بهوس سوخت این قافله را شعله آواز جرس سوخت چون شمع و لم پیش تو از ضبط نفس سوخت جاویم بگر قاری مرغان نفس سوخت بود آنچه به گلزار خار و چهر سوخت</p>
<p>اندیشه نداریم ز خورشید قیامت سودا تن تا تاب تب عشق ز بس سوخت</p>	
<p>جوهر آئینه از تاب رخ سوخته است خرن صبر را میزند آتش هر دم بر تن و تو تن مشو غره که خیاط ازل جز غم درو خود از عاشق نمسته خواه</p>	<p>حسن در آب عجب آتش افروخته است برق انداز بسم ز که آموخته است جامه جسم تو از تار نفس دوخته است دیگر از دولت عشق تو چنان دوخته است</p>
<p>سندرم گرفتار از دولت اول سودا شیخ ایمان نه جان امید نفرخته است</p>	
<p>چرا در دم بگلستان درین بهار عبث کسی بکشور خوبان باد دل نرسید هر که بے دمه و مطرب بوجد می آیم بزرگ قل خزان دیده این ست اینک</p>	<p>که هست سیرچن بے زنگار عبث فغان دنا بود اندرین دیا ر عبث سلاح نغمه و صهبای خوشگوار عبث نهال من نقش اندر ت برگ و بار عبث</p>

<p>قدر خاک عاشقان معلوم خواهد شد ترا بال مرغ نامه بر فرسود پلے قاصدان خوبی چشم بتان و ابرو حسن خط است داد از دست تولے میاد قصد میدن باز شوق وصل در اثنائے ره خواهیم نوبه دیشب کردم امر دمنے از جوش خمر</p>	<p>جان من روزی که این مشت خبار از دست رفت چشم شد از کار و کار انتظار از دست رفت باده بی لطف است چون فصل بهار از دست رفت کرده وقتی که هنگام شکار از دست رفت طاقت از پا میبرد و عبرت را از دست رفت آنقدر خوردم که سیر لاله را از دست رفت</p>
<p>موجب خابو نیم سو و اچھ میری کہ من داشتم دل نام شخصی نمگسار از دست رفت</p>	
<p>بچھر راه خط مشکبار نتوان بست تو میردی زیر ما بگو چه چاره کنیم من از معالہ خط و حسن دانستم ولا حدیث خود ان بکس نباید گفت مقر ما تو غیر از حریم جانان نیست بگریه راه نوردی بدیشت غیبت گفت کناد کار من از دهر موجب تنگی است بگردن تو یوسف نمی رسد لیکن</p>	<p>در حدیقه بروے بهار نتوان بست که پای عمر درین رگزار نتوان بست ز خضر شهر ره شهر یا ر نتوان بست که پیشا بده همت بیار نتوان بست کلم بصید حرم روزگار نتوان بست که راه آبله بر روی خان نتوان بست گره چو دان شود استوار نتوان بست بروی خلق در اشتما ر نتوان بست</p>
<p>علاج شانہ زلفش چه سازم اے سودا ره گزند بندگان ما ر نتوان بست</p>	
<p>افسوس پلے عیش جهان را قیام نیست نام و نشان نخواه بجا لم که گشته اند آخر مال کار ترقی تنزل است نهرست روز شب همه دیدم خوش باش با مرغ پر شکسته گلزار عالم ایم قاضی اگر نگه بسوی قاتلم کند افتادگی مشا بده بخت منور نیست</p>	<p>جز گردش زمانه درین بزم جام نیست چندین نشان بخاک بر آید که نام نیست جز کاستن بطلع ماه تمام نیست ایفاے وعدہ تو درین صبح و شام نیست پرواز ما بسوی حین بخیرام نیست خون مرا بکجه اش انقضا نم نیست کے آن عمر بشنخ بماند که خام نیست</p>

<p>بیماری مرا بدلا ساعی کس چه سود کس جز شکستگی بر بردندیم ندید دل برد از من و چه بهیر چیش شکست پیمان یا رفیت کم از رنگ در کمن بهر شکستش ندیم دل چونا صفا بر سربنه کلاه مبادا که گردنت بلبل بخواب باز نه بنید عسدر گل</p>	<p>هر که طبیب خاطر بیمارش کند چون شاخ بر ز میوه که از بارش کند چون محبت کشیده میخوارش کند عهدش دل من است که هر بارش کند ترسم از آن که خاطر دلدارش کند زاهد ز بار گنبد دستارش کند ادگوشت کله چو بگلزارش کند</p>
<p>سودا چشم بسل ز گل راجه غارت جایی که یار طره بر خسارش کند</p>	
<p>شود و لم چو بهدم دو چار نالد و گریه دام این دل سرگشته گرد آن چه غیب سحر دآینه یارب بیدار رخ خود را دل از آن شره خواره دار گشته سبک که چشم تر کند اندر غزای چون من یکس بینه خون شده اضطهاد و گریه خدا عجب مرا ز بیدین جفا دجور که دارد مکن تو جور بکس که بیدلی ز جفایت تو خنده میزنی اید دست بر خرابی عالم</p>	<p>ستم رسیده بر غمگسار نالد و گریه بچرخ آید و دولا ب و ار نالد و گریه چون مباحش بشبهای تار نالد و گریه عجب مدار که چون آبشار نالد و گریه بغیر ابر که او بر مزار نالد و گریه اجانته که دل بی قرار نالد و گریه ز دست ظلم تو گرد زگار نالد و گریه به پیش حاکم روز شمار نالد و گریه عدو چو بیندم از درد زار نالد و گریه</p>
<p>چنان مکن که ز دست جفا دجور تو سودا ز دور شهر تو دور هر دیار نالد و گریه</p>	
<p>هر کی خواهان دل از جنس خوبان میشود کی کند از بیدماعی صبح گلگشت چمن هر شبی مانند تصویرات فانوس خیال در سم ملک عشق را نازم که در حق مر یض تو چیکس یایب بحس باشد علی الرغم آئین</p>	<p>تا بدست آورد عالم لبچه جان میشود آنکه از عکس خوش آینه استان میشود گرد آن شمع شبستان بزم قربان میشود از طبیبان بعد مردن فکر درمان میشود من اگر کافر شوم آن بت مسلمان میشود</p>

<p>زگر و کینه مامان کن دل لے سودا مدار آینه خویش پر غبار عبث</p>	<p>در پرده بهمانا ز سزاوار تو باشد یوسف چو بخر مهره به بازار باز دیند در آینه مهر بچشم هم ذرات دل دارم و جان دارم و دین دارم ایمان بودن پے آزار دل مابو آسان گوشش بشناید بجان این و صدرا گر بایک ملوآه است دگر ناله ناقوس جان دل دین و دین زارم نه غم ز رست</p>
<p>سودا بنگا ہی خسرو دقل هما را تا دور لفظش سایه دیوار تو باشد</p>	<p>در کشور یک ناز و ادا می فروختند داریم سادگی که به بازار خودستان افلاک را اگر بجان قدر مابد یوسف اگر بعمد تو می بود در جهان ایمان بچشم من نه گفتم کشتک در دست از مفلسی بپند بزرگان سرفروش شد تشنه بهشت از تشنگی فتنه از دست شان بریده بدست فتاده ام</p>
<p>سودا از ان بلاد سعادت نشان بزم کا بجا بجا بچند هما می فروختند</p>	<p>شادم اگر بهای دلم یابد بشکند جنس دل مرا تو بمن باز پس ده یارب به پیش آن ستم آموز من بباد</p>
<p>این شادی دگر که به بازار بشکند این کار قدر فهم خریدار بشکند میاد بال مرغ گرفتار بشکند</p>	

<p>خار زره ففیدہ ام و نشہ لب برق گم شد بطریقے ره دیر و حرم از من در عشق تو شهرت که بخواری نگر فیتیم از وسعت طرب دل عشاق بپسید از گوهر انسان چه بگویم که ز دریا در وین و دل و صبر خرد تفرقه روداد هر راه نوزد که بکوی تو قدم زد در شعر چنانست تو ارد که بگر و ن هر عضو من از من بجان تفرقه گیرد گر جان ز تنم بردی و گرن ز سحر جان گر دین سخن پیر حشرات نگر دیم</p>	<p>چشم طلبم کے بہ غم آبلہ افتاد کز شمع و برہمن بہیم ست افلا افتاد رسوائی ما از نظر غفلت افتاد عاشق ز چو منصور تک حوصلہ افتاد روزیکہ جدا شد بچہ منزلبہ افتاد عشق تو پلنگ است میان گلہ افتاد از آتش عبرت بدلم آبلہ افتاد گویا پسر از عقد دن عالمہ افتاد دستہ کہ میان من و تو فاصلہ افتاد لے عشق بدست تو عب مشغلہ افتاد امروز بگو شمع سخن از سئلہ افتاد</p>
<p>سودا از حرم تا بخت رفتم و دیدیم دور در کف پایم عوض آبلہ افتاد</p>	
<p>لے گلے در بلخ رنگ بلبلے و در خوابید شد ملک دیوانہ گشت از دست طفلان گشت بر سر لاش فدا و آشفته خاطر صبح و شام سرد از خاک مزارش سر کشد تار و حشر یہ چکس را بخین بہا بہ بیداری گذشت و اعطای باز آرز بند خود کو کیش چشم من حق بدست دست مفتون گشت اگر براہم جز سینه سختی برای او در کفر تبسیر نیست</p>	<p>نے گل محل صفائے روی او در خوابید اگر بوش ز گس جادے او در خوابید آنکہ بر رخساره اش گیسوی او در خوابید ہر کہ کیش قامت دل جوی او در خوابید من نہ انہم چشم من چون سوی او در خوابید بہ ز غوغائی اقامت کوی او در خوابید کے زینا این رخ نیکوے او در خوابید آنکہ چشمش دسمہ برابر دے او در خوابید</p>
<p>چشم مانا لید سودا قابل زنجیر گشت صبح آ یا زلف مبروہ او در خوابید</p>	
<p>در دم ز دولے تو فرون شد شدہ باشد عشق تو بصد رنگ چو بگدخت ظلم را</p>	<p>آنہم اگر از بخت زبون شد شدہ باشد این شکستہ اگر بقلون شد شدہ باشد</p>

از پریشانی درین بتان دلائل نمین مشو بارها گفتار نمی آید ز پند خویش باز	غنچه گل میگردد اینجا گر پریشان میشود ناصح از گفتار خود روزی پشیمان میشود
مے مخور سودا که آخر زاهد ازین عصا بر در حجت بر دزخ شرد زبان می شود	
چون قدم بیرون ز مجلس آن بت بیاک زد خلقت آدمی چه نسبت داشت با بجان تن روح پاک ما سر دار تن خاکی نه بود مشت خاکی نیست در کوفتش که بر سر آکنند ولے بر زاهد که صائم ماند و فصل بهار بتو اکثر داداشک من بطوفان ابر را	حلقه بزم نکور و یان گریبان چاک زد بیخ ازین آتش چرا بر توده خاشاک زد دهر اندر بجز بیری بر گوهر ما خاک زد بر زمین آب افتد در این دیده نمناک زد لے خوشا زنده که دوا غنچه بر تاراک زد شعله اندر جوهر برین آه آتشاک زد
جز بقصود نهم خود سودا پیش پی بند پشت یا آخر بے قوت اوراک زد	
گر نهم را جو بآن تیغ سودا کار افتد کار از دست من افتاد و از آن تیغ هم بهرسی اذ در خود گر نهم با بیرون شده وصل تو لے شوخ بدان میماند قصه گلگشت چمن بتو گر آید خیال سکن ناله تقلید من سوخته دل شیخ در موم و اخلاص بیان را دیدیم نمده بی ده بن لے عشق که از دولت او خم درین باغ نکرده بطمع قامت ما میفرود شم دل خود را رنگا بی لیکن	لے خوش آمدم که رسم در قدیم یاد افتد که سر بخت ز بون دست من از کار افتد خار در راه طلب از سر دیوار افتد خبر عفو چو در گوش گنگار افتد بای این دل شده چون سرور ز قمار افتد آتش لے مرغ سباد که بگلزار افتد لے خوش آن مست که در برد خمار افتد گاه بتیغ گردن گئے ز ناز افتد زیر هر گل اگر از ثمر انبار افتد ترسم آن راز که در سمع خریدار افتد
پیش این متریان حال دلت لے سودا بجو کلا لے بدی کو سر بازار افتد	
اما کار من دل خفته با سلسله افتاد	در بادیه قیس مجب ز لوله افتاد

<p>دل و دست تور و زنجش وجود بچو بحر محیط ابر گفت آستان تو باد قبل خلق روے بهبود از تو باد مرا دشمنیت بهجو چشم تر با نئے هر یک از ادیای دولت تو صد هزاران ثواب حج یا بے باد و مدد فرخی مبارک عید دشمنانت کنند قربانی</p>	<p>رنگ عمان و غیرت کان باد بر همه خلق گوهر افشان باد بر درت روے حق پرستان باد مشکلم جمله از تو آسان باد بر سر حال خویش حیران باد چون گل ترهیش خندان باد لطف حق بر تو قبل جان باد بر تو تاد در چرخ گردان باد دایم این رسم عید تران باد</p>
<p>این دعای تو میکند سودا دعوت اد قبول نزدان باد</p>	
<p>هرگز نمیرود ز تنش تا که جان رود در گوشش از زرقه بین آستان رود رفتن ز باغ دهر بود ماتم عظیم ز نفس چون متغیر شود از نبش انیم سرگرم غلب گشتن آرا خوب نیست چون شعله هر کسی که کشد بر آب سمان شاه بخت گرفت درش قبل مراد بر درکش نشسته ام امیدوار لطف</p>	<p>عاشق کجا ز کوے تولی مهربان رود آن گل نیاز باش خواب گران رود گل میدرد قبا جو ازین گلستان رود آتش شود بلند بیالاد حسان رود دولت که آوری بگفت را نگان رود مثل شرر شتاب ازین خاکدان رود یابد مراد هر که بران آستان رود نوید بنده زین درد دولت چنان رود</p>
<p>یا رسم بهزم غیر رود و گر ز روے قهر سودا ستم بجان من خسته جان رود</p>	
<p>پیت الفت کیسا کاند جهان شاد شاذ در فراموشی شادان کم بود یاد آورے گردش دوری بود در آسایے نه بهر خالی از حکمت نخواهد بود ربط تازه اش</p>	<p>دوستی در دوستان این زمان شاد است شاذ تو نویسی خط بمالی مهربان شاد است شاذ خلق را آرام بر آسمان شاد است شاذ بانمش این خندان عالم دوستان شاد است شاذ</p>

<p>در عاشقی از مرگ چه پروا که بے دل آن ساقی بیدرد من اندیشه ندارد هرگز برامیب بچیدیم ازین باغ گلے بدل از سحر شد رام خیالش گفتم ز غم عشق تو دیوانه ام که شوخ که داشته بودیم ازینها مع خام کس موجب قتل من آن شوخ چو برسد</p>	<p>جانم اگر از جسم برون شده باشد گل در نظرم با غر خون شده باشد از باغ شتر شاخ نمگون شده باشد در شیشه پری گر بفسون شده باشد گفتا اگر ت خط و چون شده باشد گو کاسه نه چرخ نمگون شده باشد گفتا خبر نیست که خون شده باشد</p>
<p>از رفتن سو و اچتم آن شاه بتا کرا دیوانه از شهر برون شده باشد</p>	
<p>آنانکه بدست تو دل زار فرو شدند گر حور توانست بجانب که دگر بار از حلقه بخوبان بدر آن رخ بیفزا ما صورت داد و دست دل چه بگویم عزت نگزید چه کند شیخ که رندان مردم چه بیازار چرا غره بفصل اند گر لذت درد کف پارا کنم اظهار اندیشه ز کالای دکا کین بیان کن مایوس ز اقرار شود دل که حسد یار</p>	<p>مهر درخوردین همه یکبار فرو شدند عشاق ز جنس دل اگر تار فرو شدند آن گل بود از زان که گلزار فرو شدند چون مرغ اسیری که باناز فرو شدند ناکنده ز تن خرقه ببازار فرو شدند رحمت خرمناز تو دگر دار فرو شدند هر خار بر رخ گل و گلزار فرو شدند اینما همه یک دست خرمیدار فرو شدند چپان چو شود جنس بانکار فرو شدند</p>
<p>از خوبی سو و اچوز دم حرف بفرمود بالله که صاحب چه قدر یار فرو شدند</p>	
<p>عید شد حالت شش خوان باد تا قیامت ملازم در تو بر جناب تو تا بروزیام خوان نعمت بگستری در دهر خلق گردند حلقه در گوشت</p>	<p>دشمن دولت تو تیر بان باد عید با عشرت فراوان باد کرم و لطف شاه مردان باد خلق مرهون لطف و احسان باد حکمت از بهر تا بایران باد</p>

<p>از دم که بر و جلوه میاد در قفس شادی ناز بهار نه غم از خزان بدل گل را نمی شناسم و نه روشناس گل نکشود کس بسلسله ام چشم در حین باشد نصیب سامه صید پیشگان تیرست از برای دل در دانشنا سودا شنیده ام که بعد اسیریم</p>	<p>نکلی بنیاطرم ز حین باد در قفس زین هر دو این اسیر شد آزاد در قفس همستم ز تخم مرغ قفس زاد در قفس از بیضه تا برون شده افتاد در قفس از بلبلان شنیدن فریاد در قفس بهزانه ز مرغ چمن زاد در قفس روزی عیب حادثه روداد در قفس</p>
<p>من مردم از لاف اهل داو شد بقید غم آزاد گشت بلبل و میاد در قفس</p>	
<p>در میکده ماچور سیدی ز حرم باش در محفلستان با زین پیشه نیست شب طفل بشکر ز غضب پتو جانرا قربان غلط کردن راه تو شوم من</p>	<p>این خانه چو آن خانه تنگست تو هم باش یک جام بیک از من هم پیلو جم باش میخواست سکنه غرق که فریاد ز دم باش گر آمده گرد تو گردم دوسر دم باش</p>
<p>سودا تو قوت بزم زور ندارد لے شوخ بخت بساجت بقسم باش</p>	
<p>باشد ز هر آب بی تیغ زبان خلق گشتیم سر بر سر باز در دهر را گوهر معین بجگر زور یا جدا بود زان پیش کاغذ تاب شود مع بزم دهر اگر از طینت اهل جهان شود آن شوخ چون سوار شود بر سمن ناز</p>	<p>لے واسے بکے گفتد درو بان خلق خالیست از دماغ محبت کان خلق عارف خداست گرچه بود میان خلق پردانه چراغ رخت بود جان خلق هرگز غبار سنگ نخورد اتخوان خلق از دست اختیار را بد عنان خلق</p>
<p>گر خواهی اینک دهل رگه حق شوی سودا بکش تو بای خوار آستان خلق</p>	
<p>از بس زبوی زلف تو گوید حواری مشک جز زلف یار من که چکد مشک تر از د</p>	<p>مانند عاشقانت بر روزگار مشک هرگز نه دیده ام که بر آید ز مار مشک</p>

بود کے چشم کہ شریف آوری از صین لطف
 این کرم لے بایہ آرام جان شادست شاذ
 بیونایا شکارا بود خود و یدہ نو کو
 ایدل انداز و فاذ وستان شادست شاذ
 اور اہصاف از نقش و دہس نادرست
 از تو یا بداد دل این خستہ جان شادست شاذ
 کم کسی در کفر بر گردد بایسان درست
 در و یار ہند جنس اصغنان شادست شاذ

گفت سودا شنید اذالہ من تم کرد
 گوش از دزد مودن شور و فغان دست شاد

سے ہمین ندان بمل خدانت مہمان گہ
 بانماد ز دے سرفاک تو طوفان گہ
 صاف دل پر گزنا شد اپنے آزار خلق
 لب از دین یاسے آید زندان گہ
 آب میگردد بر گنگ نالہ سرتاپا ز شرم
 تاب حسرت گر بہ بند چشم حیران گہ
 در جہان قدر سخن از مستمع گردد بلند
 میشود پیدا بگوش دل نواشان گہ

را زار و شندلان سودا بہن پوشیدہ نیت
 بہت سولخ جگر زخم سنا یان گہ

عشرت مطلب بباغ لقویر
 کے ماہ دہد ایاغ لقویر
 غم نیست ز جرخ بے خبر را
 این زکمانست زاغ لقویر

لفظ راہ مجوز چشم حیران
 بے نور بود چراغ لقویر

سوئے ازین جہان خرابی ندید کس
 گو بہر بخت زمونج حیرانی ندید کس
 کے لذت عنت بہنگ ایگان دہند
 خون جگر بطرف حبابے ندید کس
 تخم امید کہ ترشح نصیب نیست
 بہ کشت ماگزار سحابے ندید کس
 یوسف بگرد شمرہ حسنت نہیں
 با آنکہ صورت تو بخوابے ندید کس
 مردم بنگساری دل تفتگان نہیں
 تراستین ز اشک کتابے ندید کس
 کاوش ترا باست فقط دور محتسب
 چون چشم یار مست خرابے ندید کس
 آئینہ را مقابل رویم گرفت رنگ
 حالی مرا بہ چشم پر آبے ندید کس
 اشک از گداز دل چو شکر غیبیت
 خوبی رنگ گل گلچل بے ندید کس
 سودا خوش نمرود حرفت شرح عشق
 در باب این مقالہ کتابے ندید کس

کہ کعبہ راز کو تو بہتر گفتہ ام
 احوال خود رتیخ تو دیکھ گفتہ ام
 زینین ترست قہقہ دل خون خندنگل
 دل را اداس شکوہ ہر کہ گفتہ ساخت
 سانی بگو کہ دست کشیدی زن جرا
 نا محرم ست خضر بجائے کہ میروم
 در شمشاد خا دل من از جہ برفتہ
 آتش خوش کنذہ کند کہ مزاج تو
 خون مرا بریز اگر بہر دعویش
 از بہر دستگیری خود در میان آب
 مے گشت چون دو آتشہ از ہوش میرو
 سودا بر آب جبرئیلے درین دیار ق

است بخاک او کہ براہتر گفتہ ام
 است کین دل بدان کہ مکرر گفتہ ام
 لیکن بیاس خاطر دبر گفتہ ام
 حرف از شکایت تو بجز کہ گفتہ ام
 پیر سیدہ زیبا اگر از سہر گفتہ ام
 نام مقام دوست بر بہتر گفتہ ام
 دل گفتہ دادہ ام تو گوہر گفتہ ام
 گاہے سخن بروے سمندر گفتہ ام
 ناصح ترا نوشتن محضر گفتہ ام
 جان دادہ ام ولے بشا وہر گفتہ ام
 ندان وصف چشم مکرر گفتہ ام
 سرگز بخضر ہچو سندر گفتہ ام

احوال تشنہ کامی خود را بہیچ کس
 گاہے بغیر سانی کوثر گفتہ ام

بیستم مردمان از رہگذار سرمی آیم
 خراش بر دہ گوش کسی نبود دال من
 در دیانے فیضم را نگان ہرگز خواہم شد
 بنوعی نیز بان افتادہ ام در دامن گیتی
 جز این جائے پناہ نیست از گفتار کج بخلان
 ز حرف ہرزہ گویناں لعل غلو شیم چندان
 ز عشق آرایش خوابان دلم را باز میدارد
 بیستم کم مبین نہار اوج خاکساری را
 رسانی نیست فریاد دلم ہاے گوش من

منم آن نور گز بہتہاے تار سرمی آیم
 گدای بے زیانم از دیار سرمی آیم
 شکستہ گردید دور ان بکار سرمی آیم
 کہ گویا لعل شکم از کتب سرمی آیم
 بزرگ مرد یک اندر حصاہ سرمی آیم
 کہ نزد سرمہ دان بہر شارسرمی آیم
 کہ تلاش آنجا نم زید بار سرمی آیم
 غبار را ہم و در رہگذار سرمی آیم
 مگر آن داو خواہم کرد دیار سرمی آیم

بیاد بیستم او سودا چنان از خوشی تن رہنم
 کہ من آلودہ چون انک از غبار سرمی آیم

<p>دار و ز بسکه نیم شب خون ز خط یار خوش خلق را ز بخت سیرج باک است آب سیاه گشت و ناله تنه ز حال بخت آهنانه سنبل است از زلفش بر بیتاب</p>	<p>بر گرد خود ز ناز کشیده حصار مشک نبود ز تیره بختی خود بے وقار مشک از بس ز بے زلف تو شد ریشا مشک در خون نشست از آن خطا غیر بهار مشک</p>
<p>سودا غیر طره او کرده بر مسبا خیزد ز محن باغ بجای غبار مشک</p>	
<p>دوست در عشق تو مارا دشمن جان در بغل در فراق از دامنهای دل مرا عیش عیش تاله میخیزد و بجذین رنگ از دل و زو شب افشای سیر دارم ز خاک کوی دوست بر سحر و قافم و بخت پست پا ز دم در دول را با که گویم آه ازین سبزان هند پای عیش این جهان در لغزش است آینه خمر می برد جز بیج از دنیای که الا که من</p>	<p>تیر مرغ گان ترا دل گشت پیکان در بغل بیتو شبها می کنم سیر چراغان در بغل ساخت عشق تا دمر است شیر نستان در بغل گوشه خاطر از ملک سلیمان در بغل می گذارم دست هنگام زمستان در بغل بهر رخس هر یک دارم کد ان در بغل گو که جام شب بخت است چنان در بغل برده ام چیر تنانام پنهان در بغل</p>
<p>ان بهار عمر کو سودا با پای که من صبح میرم سوک کتب گلستان در بغل</p>	
<p>جان ستم ریده من داوخواه دل بستانم از که این دو عدد خون بهل جان یا یب بدرد بے اثری تاله جرس دل گشت ناتوان و نداریم در نظر هر برگ هر گل نمین رنگ حسن دوست الکشیخ که سوک حرم میردی چه بود بکشب اگر بزم خودم جادی چه شمع دلدار حزن ما شود خلق سوک دوست سودا بلو کجا بردم من ز دست دل</p>	<p>دل انچه کرده است بجان من گواه دل دل جرم چشم گوید و چشم گناه دل گردید بهر قافله اشک آه دل جز نوک خنجر خمره اش تکیه گاه دل صاحب دلان چو سیر کنند از نگاه دل با صاحب حرم تری جز براه دل روشن شود بجان تو روز سیاه دل گویم در جهان بک حال تباه دل باشد اگر صلاح روم در پناه دل</p>

<p>بخرام که خواهم سرشما و قدان را گفتم که من از عشق تو دل برکنم ای شوخ</p>	<p>پا بال حرام قدر لبوس تو بستم تا که بسر خودستم از خوس تو بستم</p>
<p>گفتا که بود باور من حرف تو سودا بان زدو کن قوت بازو تو بستم</p>	
<p>یار را بر دیدن آئینه مال کرده ام شعشع بیابی فراوان بود میر خستار دعوی خودم بفرزدندان من که میرسد ساکن دیر و حرم با هم غبار خاطر ند بالمحان زاهدان اکنون که مانع میزنم داشت خط بندگی از من رخ بموس تو خاک کوش تا نگردد سرمه چشم رقیب سینه من کان محمد جوهر ملا در دل</p>	<p>مهر و ماهی تازه با هم مقابل کرده ام نامه بر امروز مرغ نیم بسیل کرده ام منکه خون خود بخت قفل قفل کرده ام من بهر جای که رفتم خانه در دل کرده ام من نمک نرمی ز شبنم تو داخل کرده ام آرزو خط نشن آن شوخ بل کرده ام من زخواب جگر آن خالک گل کرده ام این در کیتا ز بحر عشق حاصل کرده ام</p>
<p>بسکه سودایت تنم کا بدنگام بهار من ز موج شک خود ریاسلاسل کرده ام</p>	
<p>هرگز ندان بوصل تو بجا گریستم از پرده تا برون نقم از عشق دوست گشت مجسم نشد از آب دیده ستر چون چشمه چشم من نشد از گریه بهر مند یک غلغل را بگریه در آورد گریه ام چون غلغل آب دیده ز باران بیابخ دهر کردم ز بسکه بر سخن ایلمان مسل</p>	<p>آمروز بر جدائی فردا گریستم رفتم بیرون ز شهر و بجا گریستم گویا جوار بر بر سر و پا گریستم روزانه گریه کردم و شبها گریستم گاسه نشد سیاه تو کتفا گریستم یادش نموده از همه اعضا گریستم آخر جنت مردم و انا گریستم</p>
<p>سودا و مال را بهرے خودست داد در بر کشیده تنگ من اورا گریستم</p>	
<p>بلوه محنتش بهر جا بود من می سوختم آتش جگر آنچنان تیرست کاب چشم من</p>	<p>دلخ عشق او بد لبها بود من می سوختم از سر میک نیزه بالا بود من می سوختم</p>

<p>خاست بجز از گل رخسار تو دارم چون شاد دل چاک و درشانی خاطر فقیده لب زخم یک قطره تمنا بر لب گل بستم و نالان ددل انگار خاموشم و نقد دل جان سخن امروز خاموشم و گنج گهر ای اشک بدامن تا زلف فروخته بر عارض چون ماه</p>	<p>زردی رخ از رخسار تو دارم از تیغ و خنجر طره طار تو دارم از آب دم خنجر خونخوار تو دارم بلبل بنوا سنجی منقار تو دارم لے سیمیران قیمت گفتار تو دارم از بهر شمار سب گفتار تو دارم بس روزیای زشب تار تو دارم</p>
<p>آن شکل دل آخر سر بالین تو نامد حیرت زده از مردن دشوار تو دارم</p>	
<p>دل را کشید جانان تا در بر بستم بیجاست لے جاجو بریا کشیدن تیغ هنگام ناز دار و یزد از خنده ردی کو چشم تا به بند انداز شویش را شادیم که گز نهملے تیغ ماورق یک جا هر گاه می نشستم کو ما هر بستم تا گویش به پسند اندا زنده او با غیر سوخت مارا</p>	<p>ز دمی رنگ گلش گل بر سر بستم مارا که نمی توان کشت از جوهر بستم چین حسین او هم بال و پر بستم سرتاپا چو برقی است یک پیکر بستم شد باز بر دل با صد جاور بستم با سخن به قشعک با او سر بستم اینجاست دست قدرت یان گر بستم دایست سینه ما از احسگر بستم</p>
<p>کاریکه بر نیامد سودا از جوهر تیغ آن کارے بر آید از گوهر بستم</p>	
<p>در قتل گم آنی و من رده تو بستم صد باره بر دیا بگذاردم برگشت کو طالع بیدار که هر صبح من از خواب سرخواستن آینه بشیر چه حاجت تا از من بچنین مرگ عوض عمر ابد را بکشاکش از زلف که کلاه بختان را</p>	<p>یک خلق بر امید من سوی تو بستم نقش قدم خویش چو در کوی تو بستم تا چشم عالم رخ نیکو تو بستم آرم بکف از جنبش ابرو تو بستم سر را چو دم نزع برانوس تو بستم تا حلقه بگوشش خم لبوس تو بستم</p>

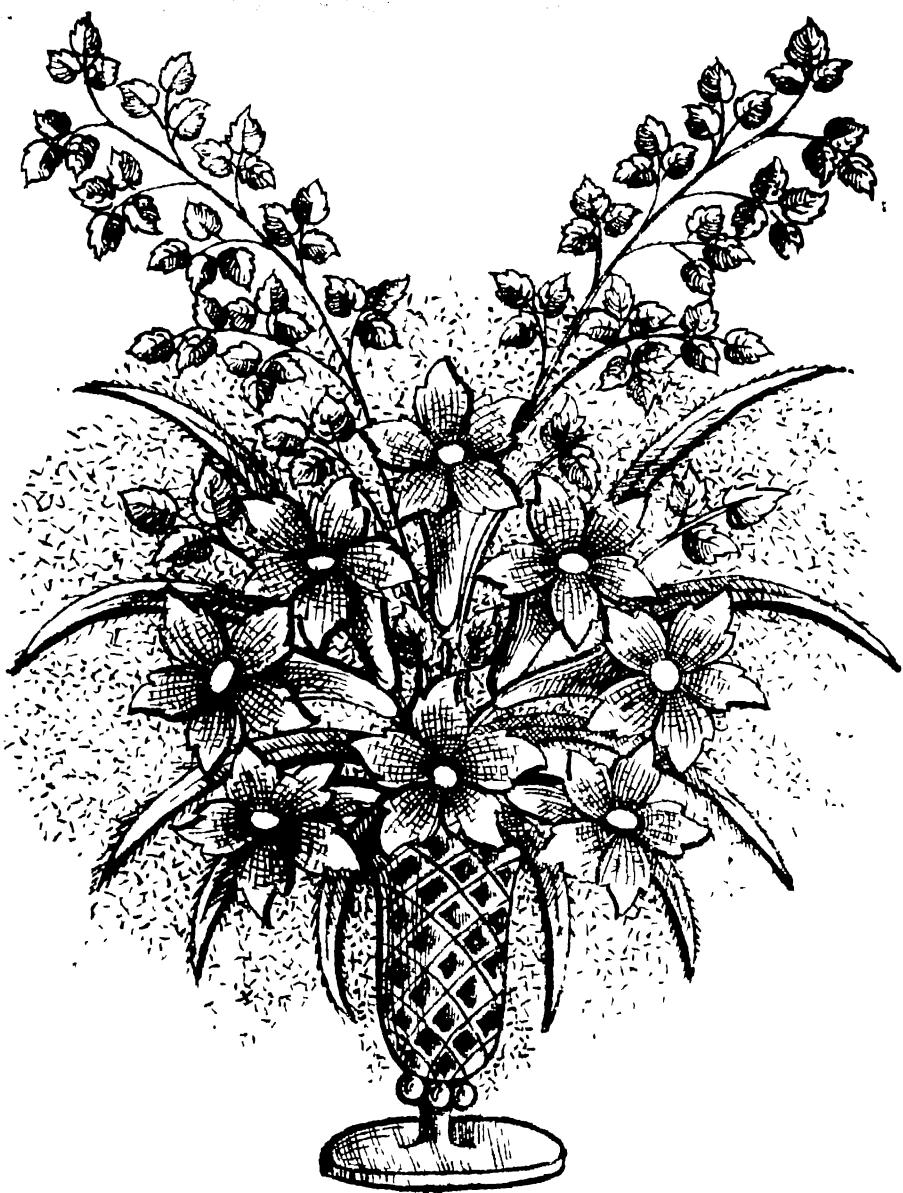
آئینه غبار از نفس مانده پدید رود	بر خاطر کس اهل جهان بار نه داریم
ماز دنگه و غشوه بهای دل سودا است	زین هر چه خرد یار که انکار نه داریم
<p>شک از بسکه گزاشته مرا بر مژگان شب خیال ز نعل تو بچشم گذشت بسکه بر یاد بشش گریه خونین کردم نه همین دیده تو خود خورشید خوش یافته نور چشم از سخت جگر غیرت آتش گذشت</p>	<p>بنماید بنظر رشته گوهر مژگان گشته چون سنبل فردوس منظر مژگان سرخ چون نیل مر جان شده کس مژگان همه چون خط شامی ست منور مژگان بنماید بنظر بال سمن در مژگان</p>
این قدر آب نماند از نعل لب سودا	که بافترون چشم بشود در مژگان
<p>از دلم چون آتشک می آید برون می بر آید آبخن از کلبه احزان من طاقت و صبر و تحمل را غافل می برو صیدگر دیدم با نماز که بر احوال من شک را نسبت نباشد هیچ با چشم صدف تا لب از برون را غنچه تن غنچه برون فاصلی از حال آن بیمار کاندرا ندان آخر شبها بگویم او نمیدانم که گیت حرف لعل سودا بگفته ام تر از من</p>	<p>دود از هر یک حرف خاناک می آید برون چون زخم خسته جان پاک می آید برون جان زن زان غمزه جالاک می آید برون خون زخم حلقه فقر اک می آید برون این گهر از دیده نناک می آید برون مے بدوق بوسه ات نناک می آید برون هر که خرم می رود غمناک می آید برون یک صدک از دل مدحاک می آید برون از زبان هر یک بیبک می آید برون</p>
از قومی پرسم بگر من ترا لطف از سخن	تا باشد قوت ادراک می آید برون
<p>لاله بید و چراغ ست چه می بینی تو سینه نقشه آدول سوزان دد دد گل دین باغ نمیدست کی اهل نظر چشم را بسته درون فل یک خلق در آ</p>	<p>اینهم از دست بود است چه می بینی تو آبجو از کمر با وجانت چه می بینی تو نعلن بیل با باغ ست چه می بینی تو این عجب کج فراغت چه می بینی تو</p>

<p>یہ ہر ہات را شعلہ کس میگفت کس لاند شمع عالم آب امشب آتش زومر در بزم د وعدہ ہاے وصل با اغیار ایفا می نمود بسکہ باز دے تو نسبت داشت شمع آہن بیتولے رشک گل گلزار در فصل بہار خط برگد عارض آن شمع رو چشم ندید</p>	<p>ہمچو تشبیہات یجا بود و من میو ختم بارقیبان بادہ پیا بود و من میو ختم باش امر و زو فردا بود و من میو ختم در رخس پر دانه شیدا بود و من میو ختم لالہ آتش زن بھرا بود و من میو ختم دود از یک شعلہ پیدا بود و من میو ختم</p>
<p>جنس حسن او فتاد آخر چو در بار از عشق ہر یکے سر گرم سودا بود و من میو ختم</p>	
<p>اگر خاکم کنی یارب بگوے دلربا فتم غور یا دایمے کہ ہرگز سرفرو نہ آرد تو ہر جوی نہ خواہی کہ من ہرگز نہ خواہم گلستان بلبل طبع مرا شد معنی رنگین احل از جنت و جوئے او مرا کہ باز میلند عشق خوش نگاہان ضمیمہ گر صد جفا بینم آب خضہ کے لب تشنہ ناز تو رو آرد الباس ماری آزادی من بر بنی تا بد</p>	<p>بیاسے رہ نور و ان تا کجا فتم کجا فتم اگر صد بار چون رنگ خدا شد دیا فتم میان داو خواہان تو در روز جزا فتم چو شاخ گل بگر و مسخ من از لونا فتم شوم گر خاک در عشقش کہ نہال مباح فتم خدا آن روز نماید کہ از چشم وفا فتم لب خود سازم تر چو در آب بقا فتم کہ چون من سایہ میخوام از چشم خود جدا فتم</p>
<p>باناسے زنان کے ہمت من سرفرو دآید برفے خاک لے سودا اگر از پشت پافتم</p>	
<p>ہرگز بھان ما غم دستار نہ داریم چون گوہر ناسفته از بہاب معیشت در کعبہ بیو دیم و مسلمان بدر د بہر بانالہ بسازیم عزیزان کہ دل خوش ماندہ عشقیم و متبر از مذاہب بلبل دل نالان و خیال رخ او گل بر عرض تنابہی گوش چو امر وز</p>	<p>چون ہر ز عریانی سر عار نہ داریم ویشگی خویش بیک کار نہ داریم آرام بجز خانہ خستار نہ داریم در سینہ کم از مرغ کہ تار نہ داریم باشیخ و بر بہن سر پکار نہ داریم بالبل و گلزار جلیان کار نہ داریم فردا است کہ ملاقات گفتار نہ داریم</p>

پس از عمری که با صدخو در راه برخواستی	افغان گزستی طالع مرا نشستی رفتی
نزارت آفرین کا نذر قمار عشق اد سودا	جگر دارانه چون منصور سر را با سختی رفتی
<p>دارم من آشنائی که روز آشنائے بر نامدن ز منت از خانه گریسم راست تختت بروز محشر در جرم بخشی شکل که دل بر آیم از تاب طره او امید وصل جانان این طالع نباشد ویر و حرم بجا لم فانوس یک چراغ اند بار ابر تو از ما هر جا دل نخواست گر سدره همت شد تنگدستی ما ور پرده دو عالم دل برده بعد رنگ</p>	<p>هر که دو چار شستم پرسیدم از کجائی ما میردیم از خود بیرون در چو آئی خط سفاقتش آورد و عالم جدائی گر دوز جنگ شهاب از کی مرغ را ربائی عمر رسید پایان در بخت آزمائی بر هر در کیه آئی پر دانه اش در آئی اے عشق در ره خود تو بشیله مائی تا هم ز خار بخشد پوشش برهنه یائی اے لکله لکله رونے بے پرده خنائی</p>
سودا چنان ز نیم من لاف خدا پرستی	رو جلوه بت من گرداند از خدائی
<p>هست از مایه نجاتش افتادگی پخته چون گردد کمر از شاخ می افتد بجاک از تو ناز و عشوه می زید زین جزو نیاز ورن افتادگی از بسکه کامل گشته ام بول طپید ناز خاک آتاش برده بود</p>	<p>زلف مشرقم می زید ز ما افتادگی هست شاید غنچیا بے مرا افتادگی سرکشی از شعله آید از کب افتادگی از من آموزد سرشک نقش با افتادگی دشگیری گزین کردی مرا منتادگی</p>
سر خرد خیزد بر روز شر سودا چون شهید	هر که میدارد دغا که بکلا افتادگی

<p>چون نظر کردی نامہ من گفت رقیب گفت رسید بجمال چو ترا دیدم شیخ ہنشین دور زدور نظر ما گلشن</p>	<p>خلل اور ابد باغ ست چہ می بینی تو برنخ انس و لاغ ست چہ می بینی تو مخلفن امر و زباغت چہ می بینی تو</p>
<p>سوے دنیا منکر زیر فلک لے سودا جیفہ بہر گداز غ ست چہ می بینی تو</p>	
<p>بسکہ بر یاد قدش بگریم در پای سرو ہست پیش چشم تو دم نیک ال قامتش دردیا حسن میدارد بہار بے خزان رنگ آن شاد قامت بسکہ آتش زہل</p>	<p>زد سر شکم خویش چون فوارہ از بالا سرو ماست میگونیذ باشد بر لب جوہا سرو ہج مشوئے نباشد در جہان ہتہا سرو قد بزرگ شمع صفت سوختن عفتا سرو</p>
<p>سر دم سرکش زاکین تو افع فارغ ست نخت دوار ست سودا خرمید ہا سرو</p>	
<p>سلاش موم و نانہ کردی کاش میگردی نریخ بند نقاب واکردی کاش میگردی سر راہے بامید نگاہے بر تو بگر فتم ز حرف خوشیت لے ماہ کفان چاقائی دل ز دستت میدہہ پرفری کرد تسخیرش بین تاثیر آہ گرم باطلم کہت کردی بخلوت ہم گے بند قبا از ناز بکشوی تو لے مراے خود خوش خود بر آسمان رفتی</p>	<p>سراغ خضر چون موسی نکردی کاش میگردی جہان را بہر من شیدا نکردی کاش میگردی نغان کز شرم سر بالا نکردی کاش میگردی راخوان را ز خود انضا نکردی کاش میگردی تو رام این مرغ وحشی را نکردی کاش میگردی حذر از شعلہ دہا نکردی کاش میگردی مر این عقدہ از دل نکردی کاش میگردی تا اشارہ زیبا را نکردی کاش میگردی</p>
<p>بدست تختب آخر گرفتار آمدی سودا تو فافل تو باز صہا نکردی کاش میگردی</p>	
<p>بنادانی دل ما را دست امتحانی رفتی قیامت رفت بر سر آن زمان مغل نشینان را بن بسیار نیز و شیخ لات از عقل دیوانائی در اول چشم روشن ساختی لے گوہر کیلتا</p>	<p>نغان انگہر شہوار را نشان ساختی رفتی تو چون از تخمین قامت بنا ز افروختی رفتی سرت گردم یک نظارہ کاش ساختی رفتی در آخر چون مدف در سہنہ پاک امتحانی رفتی</p>

سلاطین



قبول ہونے عبادات روزہ دار دن کی جناب اقدس خالق سے روح کو تیری رکھیں تین بات سے تیری یا رز و ملکوت غرض زمین سے تا آسمان کی خلقت تک تیری وہ ذات مکرم ہولے امام شہید	نہ تجھ پہ جب تین نیچے مہ صیام سلام ہمیشہ نیچے ہے لے شاہ دین پیام سلام کہ سرنگون ہو کر نیکے اس کجام سلام سجوں پہ دین تری بندگی ادا م سلام کہ تجھ پہ بھیجیں گے ماحشر خام م سلام
---	---

یہ سودا عرض بخیز دنیا ز کرتا ہے
شرع مرثیہ ہو نیکو اب تمام سلام

سلام دیگر

حسینؑ تجکو یہ عرش برین کرے سلام نقطہ گردن ہی تسلیم تین تیرے خم و خوش خاک پہ جتنے ہیں اور بوائیں طور فلک پہ جو ہے سو کرتا ہے بندگی تیری جو اہل شرع کا ہے رکن وہ سدا تجکو ترا وہ نور ہے جسکے تین چہ مہر و چہ ماہ تری وہ ذات مکرم ہولے شہ و جہان تری جناب تو دہ خلق کی ہر خالق نے عبودیت ہے تری فخر ایک عالم کو یہ نقش صفحہ عالم پہ ہے ترا جس کو نہ موج آب ہی پیاسی ہر زندگی کی تری کسی خوشی مین ہو کوئی سنے جو تیرا نام	دہانے آن کے راج الامین کرے سلام تجھے تو عیسیٰؑ گردن نشین کرے سلام جہان ہے جو کوئی تجکو دین کرے سلام ہر ایک ساکن دے زمین کرے سلام سمجھ کے صاحب شرع تین کرے سلام ہر ایک خاک چھسکو جین کرے سلام کہ جسکو خلقت دنیا و دین کرے سلام جسے ہمیشہ تمام آفرین کرے سلام ترے غلام کو لغفور چین کرے سلام ہر ایک صاحب تاج و تاجین کرے سلام جسب بھی بیم و اطمین کرے سلام تو جان و دل سے دہ ہو کر خین کرے سلام
--	--

تری جناب مین ہوئے قبول یا نہ دین
ادب سے سودا بصدق یقین کرے سلام

مرثیہ چاند رات محرم

دن سے محشر کے نہیں عالم میں کم یہ چاند رات
 صفحہ ادراق دین پر تھے جو وہ مطلب کے حرف
 نام کو شدے محرم بن کھڑے کرتے ہیں لیک
 بار سے غم کے نہ تنہا نیست ہے رے زمین
 کام میں اسکے جہان میں ہے جو کوئی نئی حیات
 آب بوہتا ہے پتھر کا جس کے کسار میں
 محل گریبان چاک نالان مرغ و گریان آبار
 حال خلقت کا خدا کی پل میں کرے ہے تباہ
 منحوس ہستی یہ کیا انسان و کیا حیوان کے
 غافلہ کو خلدین لگوا بیبر کے گلے یہ یہ
 سر تقدیر قضا سے محض خون حسین
 تن جگر گوشہ کا پیغمبر کے خاکِ خونین ڈال
 سناڑہ کرنے کیلئے داغ غم سبط رسول
 سر پہ اہل بیت کے گندے ہو کچھ ظلم و جور

کہہ نہیں سکتا جو گر گزری ستم یہ چاند رات
 کر گئی حکم اذکو دان سے یکقلم یہ چاند رات
 غم کی ہر اک دلیہ کاٹے ہے لم یہ چاند رات
 پشت نہ افلاک کو رکھتی ہے خم یہ چاند رات
 زندگی کے شہد کو کرے ہے سم یہ چاند رات
 اسطرح کا خلق کو دیتی ہے غم یہ چاند رات
 ہے باغ دہر کو اتنا الم یہ چاند رات
 سطح پر دنیا کے رکھتے ہی تدم یہ چاند رات
 رکھتی ہے خون جگر سے چشم غم یہ چاند رات
 اشکِ نونی سے رولاتی ہے بھر یہ چاند رات
 لائی تھی دنیا میں گویا کر رقم یہ چاند رات
 کر گئی ہے سر کو نیزہ پر علم یہ چاند رات
 از سر نو پیر برس لے ہے جنم یہ چاند رات
 یاد دلوانی ہے اس کو دم بدم یہ چاند رات

ضبط کرنے پر تجھے روئے سودا ہر کھڑی
 دیتی ہے شاہ شہیدان کی قسم یہ چاند رات

سلام

ادب سے بھیجے ہے تجھ پر تراغلام سلام
 تو وہ امام ہے جس پر کہ روح نبیوں کی
 بری و دیو دود و آدمی و جن ملک
 جو عرش پر ہے مخاطب جبریل امین
 تو وہ امام ہے جس پر نماز کے بعد از

قبول ہو تری خدمت میں یا امام سلام
 درد و بھیجے ہے دن رات صبح و نام سلام
 ہر ایک بھیجے ہے تجھ پر علی الدوام سلام
 ہمیشہ بھیجے ہے تیرا وہ ایک نام سلام
 جو مقتدی ہو سو بھیجا کر نام سلام

ہوا ہے سب سے سیارہ تک یہی اب حکم امام برحق و مطلق پہ حق تعالیٰ کا	کرفاطمہ کے قمر پر کہو درود سلام ہے امر شام و صبح پر کہو درود سلام
یہ حیرتیں کا مطلب ہے یعنی اسے سودا حسین کا نقشہ جگر پر کہو درود سلام	
سلام	
تین پھبتیاؤں تھے فاطمہ کے لال سلام تمام حورو ملک صبح و شام جنت میں نہیں ہے بدتر ہی تجھ دیکھ کچھ جہین سا ہمیرا ان سلف چاہیے کہین تسلیم بزرگ پر جہنم زمین پر یہ جتنے ہیں ساکن سما درود پڑھے کرے تاروں کی تسبیح	علی اکبر کے باغ کے اس سر و فضاں سلام کھین میں دیکھ ترا سر خرو جمال سلام تری جناب میں جھک جھک کر لال سلام جو بیچے ہے تجھے ہر گاہ و ہر حال سلام وہ لے جنوب سے بھیجیں میں تاشال سلام ہمیشہ بھیجے ہے ہم رقیں ہم چال سلام
غلام ادا دل و جان ہے برا جو یہ سودا بدن کا اسکے تجھے بھیجے بال بال سلام	
سلام	
مددۃ السلاسل لے پے سلام صدق دل سے مدام بھیج دلا روشنی بخش چشم امل یقین خاک حق میں ہے البقعتہ منی لحمک ٹھی جسکی شان میں ہے متقی ہووے جسکی یاد سے خلق صورت شمر دیکھ شہر مایاء کہتے ہیں ماکنان باغ بہشت کو	منی حرم امتنا پے سلام صاحب شان قل کفئی پے سلام منظر نور کبریا پے سلام فاطمہ سید النساء پے سلام بھیج اوں جزو مصطفیٰ پے سلام کہ تو اس شاہ اتقیا پے سلام کہ تو اس صاحب حیا پے سلام گل دگلزار مر لٹکے ایہ سلام
صدق دل سے یہ گستاخ سودا	ہر دم اس شاہ انبیا پے سلام

سلام

کین مین ساکن جنت زین سلام علی کے تخت جگر اور بنی کے نور بصر کے ہے ناز سے حور بہشت سے آکر ہمیشہ مشرق مغرب سے ماہ اور خورشید امام ہر دوسرا شاہ شش جہت تم ہو تین سلام کرین پہلے تو ہے باوین غلات	ہوی جناب مین یا حضرت حسین سلام ہماری حضرت زہرا کی دل کے مین سلام مرے محمد عربی کے نور مین سلام روح دل سے کرن مین زجا مین سلام شفیع روز جزا تم پہ فرض مین سلام اوی سے فرض ہوا رب بند مین سلام
--	---

امید و ارتفاعت کا تم سے ار سودا
بقول ایک سے ہوا کاتا بہ مین سلام

تھرو رو جب کے ابرسیہ پوش اسلام ماہ ادھر دیکھا محرم کا کما یہ مہر عزم ترا دیکھ کر ہر آن تیرے اہل ماتم کے تین غم دولین رات دن تسلیم کرتا ہے تجھے طوطی و غنچہ یہ گلشن کے مین موقوف کچھ کچھ نہ تھا دیکھ کر تجھ کو طواف کعبہ مین یاد کر تیرا جمال اسے ساتی کوثر کے پور	بولے اس کے ساتھ برق خنجر بردن اسلام بولتا ہے ہو کے ہر دل سے ہم آغوش اسلام در دینے مین کے ہے مار کر جوش اسلام بولتی ہے شادی خاطر فرا موش اسلام بولے تجھ کو دیکھ کر گویا دعا موش اسلام بولتا ہے زامہ و مجاہدہ بردوش اسلام میکرے مین کہتے ہیں مست و موش اسلام
---	--

اس جن مین جب تیری سودا نے تمہا اور ملو
بولتا اس آواز کو کر گل نے درگوش اسلام

سلام

بنی کے نور بصر پر کودر و سلام کے ہے عرش کے رکان سے جبرائیل سلام شجر جو باغ بنی مین ہے بہتر از اشجار خدا کا امر ہے لے توئی سے تابہ ملک	علی کے تخت جگر پر کودر و سلام امام جن و شر پر کودر و سلام اباؤں شجر کے شر پر کودر و سلام سحاب دین کے گہر پر کودر و سلام
--	--

<p>گذرایہ جسکے تن یہ زبیرا و اہل کین ماتم میں جسکے روتے تین انسان اور ملک یہ غلغلہ سما سے ہوا جا کے تاسمک نانا ہے جسکا حضرت پیغمبر خدا مان جیکی ہوئے حضرت خاتون کبریا جسکے پدر کو لمحک لمحی کسا بنی حضرت حسین تمکو کین میں سبھی ولی جن نے خدا کی راہ میں اسطرح سرد یا غیر از رضائے حق نہ کیا اون نے جو کیا سودا محوش اب کہ جگر آب ہو بہا جس شاہ ادلیا کا لکھا تو نے ماجرا</p>	<p>اُس کشتہ جفا کو خدا کا سلام ہے پیٹن میں اپنے سر کے تین تار نہ خاک اُس غم کے مبتلا کو خدا کا سلام ہے او بر باپ ہے علی ولی شاہ مرتضیٰ اُس شاہ قل کفا کو خدا کا سلام ہے نازل ہے اُسکو ناد علیا مینبلی اُس لطف لافا کو خدا کا سلام ہے گذرا جو اسکے تن پہ اُسے صبر سے لیا اُس حامل بلا کو خدا کا سلام ہے جزا شک کچھ بھی آنکھوں میں باقی نہیں رہا اُس رمز انما کو خدا کا سلام ہے</p>
---	---

سلام

<p>مہین کی جناب کا جو کوئی غلام ہے وان عرض بندگی کامری صبح و شام ہر کتبے جبریل اٹھو نہ کو بصدیقین من بعد اسکے بولے ہر یون بادل حزن پریدہ ہوا تمھارے لیے جنت النعیم نازل تمھاری شان میں آیات عظیم سب ساکنان جنت علی بن ابی ام آپس میں متفق ہو یہ کہتے ہیں یا امام وہ جو تمھارے واسطے جنت برین کہتے ہیں پھول پھول نبی ہر گل زمین تم نے جو کر بلا میں سے رنج اور تعب روح الامین کے ہر جگہ دیکھ خشک لب</p>	<p>اُنکے غلام کا یہ غلام اب امام ہے جسکے جناب بیچ خدا کا سلام ہے حق کی طرے سے آن کے سوار آفرین یا شاہ تمکو عرض دسما کا سلام ہے اللہ نے کیا ہر وہاں کا تھین مقیم تمکو وہاں کے صبح و مسا کا سلام ہے یا ذکر ہے درود کا یاورد ہے سلام تا حشر تمکو اہل وفا کا سلام ہے نازداد سے اسیں خدایان ہر جو عین تمکو وہاں کی باد صبا کا سلام ہے کسی مجال ہر جہاں کر سکے وہ اب یا شاہ تمکو صبر و حیا کا سلام ہے</p>
---	--

سلام

ادب سے دور ہے ایسا پہلے محرم سلام اپنا
خدا بھیجے ہے جن اشخاص کو ہر دم سلام اپنا
وہ عالم میں یہ کچھ رتبہ وہ ذات پاک رکھتے ہیں
اگر سچ پوچھیے دان ہم تو حکم خاک رکھتے ہیں
ہیشتم نم نم دیکھو کہ انکار تہہ ہے کیا کچھ
انھوں کے رتبے کے آگے سلام اپنا ہر ایسا کچھ
جان ہے بداد کے جھکنے میں کونش کا عالم ہر
جدھر دیکھو گئے ٹہنی گل کی وہ تسلیم میں خم ہر
جنون کا مرتبہ نزدیک حق دو جگہ میں ہر خالق
جناب لیے میں تم بھیجیو سلام اپنا نہین لائق
ملوۃ امیر خدا بھیجے محمد نام ہے جس کا
ادب سے دور ہر وہ اور مانع کون ہر اسکا
غلامی بندگی چھٹ گہ نہ لے سودا کچھ بھاگہ
نظر چشم عنایت کی کرے وہ مہر جس جاگہ

خطا اس میں ہے کہتا ہے جو ان عالم سلام اپنا
کرین جز بندگی وان عرض کس منہ ہم سلام اپنا
کہ سرور پر انھیں کے سجدہ کیو افلاک رکھتے ہیں
نہ بھیجیں چاہیے وان حضرت آدم سلام اپنا
انھیں کیو اسطے یہ وہ عالم میں ہے جتنا کچھ
کہ جیسے جبرے باپان کو بھیجے انم سلام اپنا
جو پھل ہے شاخ پر سر اسکا وان بھیکین ہر دم ہر
کیا بارغ جان نے انکو کس موسم سلام اپنا
ملائک کے نہون جو کونش و تسلیم کے شائق
تھیں زریا ہر بار و بھیجنا باہم سلام اپنا
سلام اولاد پر اسکی ہے کب مقول جس لشکا
جو ہو پنے مرتبے کے کہ گہر جم جم سلام اپنا
کہ رتبہ ہے امت کا کمان اور تو ہر کس جاگہ
سمجھ دان خاک کے درے سے بھی ہیں کم سلام اپنا

سلام

اُس منج حیا کو خدا کا سلام ہے
اُس راضی رضا کو خدا کا سلام ہے
آتے تھے جسکے در پہ دینے میں صبح و شام
غلطان ہر خاک خون میں دجگا وہ امام
سو کہ ملا میں ہما کے شہید اسطرح ہوا
کہ بل کی خاک خون میں جو تہا پڑا ہوا
چالیس روز دشت بلا میں مہ شاہ دین

اُس معدن سخا کو خدا کا سلام ہے
اُس شاہ کہ بلا کو خدا کا سلام ہے
آدم سے لیکے حورو ملک جلا خا من عام
اُس شاہ اولیا کو خدا کا سلام ہے
باقی رہا نہ جسکے کوئی خویش و اقربا
اوس مصدر غزا کو خدا کا سلام ہے
بے سر ٹپا رہا تھا فقط بر سر زمین

عرصہ دنیا پہ سارے تزار و زحشر	نور چشم شاہ بازار لا مکا کی اسلام
دین و دنیا میں یہی امید ہے اس شاہ دین	رکھو سووا پر تو اپنی مہربانی اسلام
مرثیہ حضرت امام حسین علیہ السلام	
نہیں ہلال فلک پر سہ محرم کا	چڑھا ہر چرخ پہ تیغ مصیبت و غم کا
دل اس طرح سے یہ گھائل کر کجا عالم کا	کہ وہاں نہ لگ سکے ٹانگانہ بھلا ہر دم کا
و تو نہیں آتش غم یہ لگے ارباب تہ تاب	کہ مورخاک میں اور مرغ ہون ہوا میں کباب
کر اُسکو یاد جو آل نبی یہ بند تھا آب	ہر ایک چشمہ روان ہوگا چشمہ بر غم کا
زمین پر یہ فلک ہے جو طقت آدم	نرون پڑالین کے خاک اپنے اپنے ہلک دم
جہرہ کریم کی خوشی منجھ تو یوں کیسکا غم	ادھر نہ آیا ہرگز یہ گھر ہے ماتم کا
نوحی رہی نہ موجب سے اس کے پوچھے بن	کیسکا غم اوستے آسودگان کی اسے ساکن
اسی مہینے کے مارا پڑا وہ دسویں دن	شرف جو آدمیوں کا تھا فخر آدم کا
کریم نہ اہل جہاں کی طرح شیون و شین	سرن کو اپنے نہ پیسے سو کیوں وہ کر کے میں
ہوا اور آج کے نین قتل کر بلا میں حسین	یہ تقریب ہے روزِ زخرا کے محرم کا
بڑا کیا تھا محمدؐ نے جسکو گود میں پال	بھرے تھاسانی کو تیر کے دوں کو رسال
گیا جہان سے یہ اسادہ فاطمہ کا لال	عطش، رتن سے ہوئی حق کی بہیم کا
نہر ا طرح کے دریا روان تھے دنیا میں	جو کوئی تھا سو وہ سیراب تھا ہر کان میں
کئی غریب جو تھے کہ ملا کے صحرا میں	نصیب اُنکے نہ قطرہ ہوا کسی بیم کا
یہ ظلم کسی نہ بانگو ہے کہنے کا یارا	نبی کا قتل کیا ظالموں نے گھر سا راز
جو انہیں طفل تھا شمشادہ اسکو بھی مارا	کیا نہ عمر نے کچھ فرق زائد و کم کا
قتل کی تیغ کا جب سبکو کھانچا جو ہر	رہا نہ اس شہ مظلوم کا کوئی یا ور
زبان نکال کے بولا یہ شعر کا خنجر	کہ میں ہی اتوں ہوں اک آشنا ترے دم کا
کہے جو تو مجھے جد کے کہنے میں لجاؤں	جو مرضی ہوئے تو والد کے پاس بھلاؤں
تزارخی جو کر کہ اسے ساتھ ملواؤں	ملاپ چاہے جو تو اس شہ کرم کا

<p>جتنی ہے کائنات جہان زیر آسمان سو داتا غلام ہے شاہ و جہان</p>	<p>مجھ پر خدا ہے لے خلف شاہ اس جہان اس خاک پائے اہل دلا کا سلام ہے</p>
سلام	
<p>ہر سحر لہجہ ادب سے اے صبا میرا سلام اولاً لہجہ پیر کے تین مجھ سے درود جا کے پھر مرنے پہ ادائے فدا بعد عجز و نیاز بعدائے دیبجو جا کر بدشت کر بلا اُسکے پھر فرزند کو کہ باہر راغزوہ و غم حضرت باقر امام پچھین برحق جو ہیں بعد از ان پہونچا لیو جا کر شہابی سے صبا موسی کا ظم امام رہنا ہیں گے جو وہ بعد اُسکے پہونچ کے شہر خراسان کی طر بعد حضرت تقی کو کہہ بکد اب تمام عرض کیو پھر نفی سے باخشوع و باخضوع اُسکے بعد از کہنے کو جائز و حسن العسکری</p>	<p>پہونچے انکو جو ہیں دین کے رہنما میرا سلام بعد ازین نزد علی مرتضیٰ میرا سلام جو ہوا ہے کشتہ سیم و غا میرا سلام ہے جو وہ مقتول شمشیر خا میرا سلام وہ جو تھا اک مورد پنج و بلا میرا سلام خلدین خدمت میں انکی کیکے میرا سلام حضرت جعفر کو بامدق و صفا میرا سلام جا کے انکی بندگی میں کر ادا میرا سلام کیو جا کر جانب موسیٰ رضا میرا سلام وہ جو برحق ہیں گے شاہ القیام میرا سلام ہر دو عالم کا ہے جو وہ پیشوا میرا سلام دو جہان کا ہے جو وہ اک ہنما میرا سلام</p>
<p>مجھے کہتا ہے یہ سو اس جن کو مدبر مہدی بادی سے کہ صبح و سما میرا سلام</p>	
سلام	
<p>اے محمد کی دو عالم میں نشانی اسلام کتے ہیں قرآن ناطق شیر حق کی ذات کو فخر ہی آدم کی خلقت کو تھائی دولت سے بضعتہ منیٰ لما خیر النساء کو مصطفیٰ کتے ہیں جسکو شہادتِ ربی علی ہر وہ</p>	<p>اے امام رہنا حیدر کے ثانی اسلام اُس کلام اللہ کے تم ہو معانی اسلام اے خدا کے مظہر راہ نہانی اسلام اُس سرور سیئہ احمد کی جانی اسلام اے امام رتبہ علی کے بانی اسلام</p>

خزان باغ رسالت میں مجھ کو علم نہیں	چمن یہ پھول رہا ہے کد ام موسم کا
یہ وہ حسین بے سر ٹپا، جس کا تن	یہ وہ حسین ہے جس پر چین ہے پیرا تن
یہ وہ حسین ہے جس کو ملانہ گورد کفن	کہ جس حسین کا تو غمگسار ہر دم کا
چمٹ کے اس سے گئے آبدیدہ ہوئے تھا	گدا بنے شک سے اسکا غبار دھوئے تھا
ہر ایک زخم سے یوں منہ لگا کے روئے تھا	کہ جس طرح سے گرے گل بہ دانہ مش بنم کا
کہا یہ روئے نہیں سر جو بے پدر تیرا	بین سر کے تیرے قصد کی گمان دہر تیرا
علم یہ سرا دکن اس جا مدینہ گھر تیرا	مجھے نظر نہیں آتا ملاپ باہم کا
برہنہ اونٹوں پہ بے جان خواہر و مادر	گلے میں اس کے نہ کرتا نہ اس کے سر چادر
چلے ہیں شام کو یوں چھوڑ کر نبی کا گھر	بہان انھوں نے ہے یہ صورت مجسم کا
عمل یہ کیا کیا ان شقیات امت نے	انھوں کو بیان نہیں گھیرا ہے انکی شامت نے
کہ فائدہ نہ کیا کچھ تری نصیحت نے	مجھے نوا سنا نہ سمجھے رسول اکرم کا
غرض وہ نقش پر سے یہ حرف کہتا تھا	اور اسکا خون دل آنکھوں کی راہ بہتا تھا
نتیق اس کے ایسا وہ کون رہتا تھا	لو جو پاک کرے اس کے دیدہ غم کا
اگر خوشی سے کمی غم نے یہ حکایت سب	تو پھر جہان میں یار و دوستی رہی کب
ہر ایک رو دیکھا تار دزد حشر روز و شب	بجا کرے گا دغا دہ حسین کے غم کا
نہ ہے نصیب جو سودا رواں یار و	جز اشک نامہ اعمال کس طرح دھوئے
یہ رو سیاہ تو ایسا نہیں جے ہوئے	تلاش مرثیہ گوئی سے دام و درہم کا

مرثیہ امام قاسم

یار و دستم نو بہ شوخ رخ کن کا	ٹھکانا ہے عجب طرح سے بیاہ ابن حسن کا
بنوگ یہ کچھ باندھا، دو دھات سے دلہن کا	جو تار کفن کا ہے سو ڈرا ہے لگن کا
دھڑا لگن اس بیاہ کا زہنار نہ مالوں	کردار فلک میں یہ بھٹا ہون تو جانوں
گرد آئے کھڑے پیٹے ہیں بس نہ دلاؤں	بہر طاس دھوا خون کا ہے نام لگن کا
عمر دل بہ خلافت کے عوض منڈھے کے چھایا	سرتہ کا جگہ تیل کے نیزے پہ چڑھایا
دو دلہن کو بل جوئے کے زندہ سال بٹھایا	ہے خلعت نوشہ کیلے فکر کفن کا

سخن یہ سننے لگا کہ وہ شہ آفاق	انھوں کا دلگو مرے ہندو نہیں ہر طرف
ضامے حق کی ملاقات کا تو نہیں شتاق	جو ہوئے ایسے میں تو ہوا لب باہم کا
خدا کی مرضی سے دلگو مرے محبت ہو	جو اب کچھ میں کہ کچھ شلب کو سرت ہو
جنھوں کے ذائقے سے دورا کی لذت ہو	اثر مزاج میں ان کے رکھے ہے یہ ہم کا
ہمیں یہ سب پشیمین سے چلا آیا	مرے پدر کو بھی حق نے یہ جام پہلایا
اور اب جو مجھ تک اسے تیرے ہاتھ پہلایا	ہمارے واسطے احسان، یہ یہ ہم کا
سن اسکو دشمن گلے شہ کے لگ اور دیا	غبار تن پہ جو تھا اپنے شک سے دھویا
شہ اس سے مالک فراغت کا طرح ہوا	کہ تا اب نہ ٹھلے پردہ چشم پر ہم کا
حرم کی اور کہوں پھر کیا نصیبوں کے	گریختے تخت جگر چشم سے جیہوں کے
فلک نے پھینک دیا سربان غریبوں کے	سمیٹ کر ستم و جور سارے عالم کا
پتے جو شام وہ افق رسید ہوئے اسیر	نجانے انھیں کس طرح سے کیا بکیر
سنا کیے ہیں کہ عابد کی تابہ عمر اخیر	نشان کیا نہیں گردن سے طوق رجم کا
یہ ساتھ تھا کوئی ایسا بجز خدا کی ذات	تھکے جو پاؤں تو اس نا توانے پر نہات
یہ تھی جتنی رفاقت سے راہین نرات	جگر پہ داغ پدر دل میں غم نبی عم کا
بیاد وہ حرم اونوں پہ بچا اب سوار	ہر ایک پلو میں نہ بکیر ہاتھ بیچ مہار
برہنہ پاؤں غریب اور دشت یہ بر خار	غبار ہوئے تھا گل خون کے مقدم کا
کھجور تو مانے تھا پانی کو سے وہ مقصوم	کھجور تو جاتے تھا ہونٹا دیہیاس مقصوم
کھجور کے تھا کالے دلے منت محروم	یہ الہ بانی کا لب جھک جامہ رجم کا
کوئی جو ویسے تھا پانی بھی تو اس میں سے	کے تھا اوک سی بی نہ اڑو نگانین سے
گرا فٹ تھا وہ بٹنے میں خاک کین سے	کہ تانہ بھر کے چلاؤ شہ معظم کا
ہر ایک عضو میں ندرت سے تپ کی ایسا در	کہ رنگ چہرہ کھو سیر اور گاہے زرد
ٹھہرے تپہ نہ دیتے تھے تلک کین نامرد	چلو جلوی سخن تھا ہر ایک اظلم کا
گزار انھوں کا بوا حرب گاہ پر نا گاہ	بڑی جو اس تن بے سر پابین کی نگاہ
بھری تھیں دل پر سوز سے اک ایسی آہ	کہ ہم سب کو ہوا شعلہ برق کا چمکا
زمین وہ دیکھنے پھینٹوئے خون کے زرخیز	کہا دینے کو ہم کر کے اے ہول امین

گستا تھا ہر اک رد و یہ بھر بھر کے دم نہ	تھا عقد کہ عقدہ تھا یہ پانی دیون کا
گستا تھا سر سینہ بجائے دہل دوت	نام کی بھی شادی کے مزدے کے صف
تھا عود کے بھر کے عوض سینہ رقت	ہر ایک کا دل آہن تھا انگارا آگن کا
دولہن کی گل انجھوان کی لڑی موتی کھلا	دولہا کے لیے سہرا تھا لہو کی ہر اک مہار
چھانی پر نظر آتا جو جس تیر کا سو فار	دیتا تھا نشان خلق کو بان خوردہ دہن کا
شریت کی تو وان نکم کا گیا ذکر تھا اس آن	پانی کیلے سائے قبیلے کی کئی جان
جو بھون کی جگہ خون جگر کھائے مہمان	شادی تھی کہ طوفان تھا آگ بج وخن کا
دولہا جو سلامی کے لیے ساہوری آیا	گھوڑا تو کمان تھمڑا تابوت بنا یا
لاور اسکے لیے خلعت شادی جو رنگا یا	ڈوبا سو میں بیاہ کے دن رخت بدن کا
بجائی دھن کے مین کیا لاؤن زبا پیر	آگے توجہ اتان سے ہو دولہا کا چلا سر
پیچھے تھی دھن زانے یہ بے مقنع و چادر	تھی ہاتھ ہمارا اسکے جو تھا بھائی دھن کا
بان گھستی تھی دولہن کی یہ رد و کے لہریم	ٹیٹی کے زنا پے سے بھی ہر جگو بڑا غم
اب لوگ کٹم کے ہی کہتے ہونے باہم	اس دولہا کو یہ پیرا نہوا نیک دھن کا
یہ بولتے ہوئے جو وہ ہیں لوگ جوانی	کہتا کہ شب محنت کوئی ٹھہرے جدانی
دولہا کے تین ٹکڑے دولہن کی خوشامی	دیکھ آرسی مصحف جو کیا قصد عدن کا
کوئی تو کمینگا کہ عجب بھاک کی دولہن	یہ وہ یہ کہانے لگی ہوتے ہی سہاگن
بولی کوئی مین کیا کون شادی کا یہ وگن	گھر بھوج رسالت کی مٹا سر و دہن کا
چھیدے ہیں عجبے کو مے خلق کی بائین	سن سن کے گذری ہیں بھے پیسی راہین
اور خلق سمجھتی نہیں یہ دہر کی گھاتین	کیا فکر کروں انکی زبان اور دہن کا
بیٹی کا جلا یا جو ہے کیونکر وہ بتاؤن	بن سرتن دامدین کس سکود کھاؤن
آنکھیں کو کسطح من سمد من سے ملاؤن	اس شادی من جب نور گیا اسکے مین کا
منہ دیکھنا بیٹی کا مری اسکو ہوانگ	اس بیاہ من اب زناہ کی اپنی سے وہ کٹنگ
شیشے سے فلک کے شب عقد کہ رنگ	تن ٹکڑے کیا جن نے کہہ یوں اسکے رتن کا
کرتے تھے جہان من عرض لب لور و خیر	انجاہ نظر آئے تھا ہنگامہ محشر
جھٹ اسکے کول کیا کرین ان بانو نکو آکر	ہوتا تھا جگر آب زمین اور زمین کا

اور کیا کمون بن بیاہ کی نوبت خود طہنی	پنجابی ہے زن و مرد کی دن رت پٹائی
گھر کو بوجھ روٹھنی کے آگ لگائی	لے سٹلی سے ہرگز نہ بچا تار رسن کا
یہ کو کہہ رہا ہے نہ کرے ہر رخ نطاسے	آہن تو ہوالی ہیں اب ادر شک ستاسے
ہر مالے سے لٹے ہوئے آتے ہیں تھراسے	منہ دلکا انا رز کی ہوا رشک دہن کا
ارائش اب اس بیاہ کی کیا ہیں کون انھار	کس طرح تھی وہ چہرہ خلایق میں نمودار
ہر زخمی کے وان گھاٹ تھی اک تھنہ گلزار	ہر لوتھ پہ چادر تھی گویا رشک جین کا
سینے کو یہ بچہ دیکھ زن و مرد سنے کوٹا	میں کو جو ہم آ کے تماشا فی کا ٹوٹا
ارائش شادی کے بدل گھر کو یہ لوٹا	چھوڑا کسی سمن کے نہ پھر رخت بدن کا
رنگ کھینے کا شادی کے دیکھا یہ عجیب طور	جز خون کی چھینٹوں کے نہ تھا برون پہ کچھ اور
معلوم ہوا تب جز برائی میں کیے غور	رنگ کھینے کی جا انھیں میدان تھلکا
کاٹا ہوا وہ سر تھا جو ساجن کا جٹا دا	گردن کا خطر زخم تھا منے کا کلا دا
دو لہن نے لیے استین دھاک کی بڑھا دا	سلجی کا یہ دستور ادا کہ کس کے دلن کا
جو جوان کہ دو لہن کے لیے ٹھدی کا آیا	تھا خسرو سرورہ کا خون اسین جمایا
دو لہا کا لہو ہاتھو نہیں دو لہن لے لگایا	یہ رنگ ہر شادی میں نہ لانے کے چلن کا
دو لہن کو شب عقد جو میں ملے سنوارا	بولایہ زڈا یا کہ خدا سے نہیں چارا
جسکے لیے سب کچھ تھا گیارہین وہ مارا	کیا فائدہ اب اسکے سنگار اور برن کا
تھہ کو تو امارا اس سے کہ میرے حوالے	ادر خاک کو اسکو سر پہ میں یہ ڈالے
لو تھ آئی ہر اسکی بہن کمان سینے والے	اب وقت نہیں اور کسی حرف و سخن کا
کیا تھ کی سواری کی کوئی نصے کو بانہے	بن سر لیے آتے ہیں اسے چار کے کانہے
سہرے کے تین سیرجے سے کھانچا بانہے	اس طرح جڑھا یا ہے شہزادہ دن کا
گرد اسکے براتی سر صورت سے ملے خاک	سب جاگ کر بیان کیے بابیہ نناک
فریاد و فغان افکی سے پر گند افلاک	نے شک تھامر کا یہ دیکھ نہ زن کا
کستا تھا ہر اک دیکھ کے لو لہا کی برکت	اس گہو کی شایہ ہوئی ہر کور سے سبت
مان باب کی رڑکی کی گئی ہائے کدھرت	چھوڑ گیا سہاگ اسکا نشان اسکے زن کا
دو لہن کے جو گھر ہو چکے تو سب جہیز بیل گرد	ہے سر و صورت کو بھم ملے زن و مرد

ہم نے نہیں تھا راگناہ و خطا کیا	ہوے حرم کہ مائے تم اپنے گناہ گار
لوٹے لٹائے رکھا پہ بیٹھ میں گھر چلے	کائے ہلکے وار توں کے نئے ابگے
چھوڑ دین کہ اپنا تم اب مدعا کیا	اب یائے تم بناؤ گھر ہکو لے چلے
آنسو نہیں ہوائے ابھنے میں ایک چین	گڈے ہن وار توں کے مٹا جین دن
جنگل کا چار یا یہ بھی بانی یا کیا	کائے ہماری خلق میں پڑ گئے مین یزین
قطرہ تھکائے ہاتھ کا ہر ہکو خون خوک	پانی نہ بھی نہ مٹنے کیا آج تک ملوک
اس غم میں بسکہ سینہ ہمارا کٹا کیا	آتی ہو تھپہ بولنے میں لو ہو کی بلوک
جگ میں کوئی موا نہیں بن اب تہلک	سمجھو جو یہ گناہ کہ جتے ہن آج تک
مروت نہ گئے یہ آب کو ہم ادھوا کیا	مر نکو تو مرنیکے کھوا میں کیا ہے شک
جیدھر کو چاہو پھر میں ادھر کو لے چلو	لو تھیں ہم اپنی کار لین فرصت تم اتنی دو
جو کچھ کہ کر چلے ہو سو تم نے بھلا کیا	آل نی پہ اتنی تو اب مہر تم کر دو
بڑھو اگے استردن یہ بنو دار مت کر دو	اس سے زیادہ ہکو تم اب زار مت کر دو
کم ہے یہ جو تم نے جو ہم پر روا کیا	رسوائے شہر کو جو دوانا زار مت کر دو
دل سے بھلاؤ آل محمد کے کہنے کو	بہتر ہے کہ کر دو میں رخصت مدین کو
دلت ہوئی کہ ہاتھ تھکائے جلا گیا	ٹھنڈا کر دو تلک ایک تو نہرا کے سینے کو
رخصت انھوں کو تم کر دو لیجاؤ محکوم شام	کستا تھا ماہرین یہی بامنت مستام
اپنا ہی اُن لعینوں نے آخر کہا کیا	ماین تھے یہ سخن کوئی وہ زادہ حرام
اہل حرم کو جبر سے اونٹونہ کر سوار	العقنہ بختونہ وہ عارت کو کر کے بار
چالیس دن میں آب کو وان یہو بخنا کیا	نقارہ دے روان ہوئے کرل سے نابکار
پہوچے حرم جو شام میں بار بج دبا عن	لکھتا ہے آگے ناقل جانشوز یہ سخن
اس دعوے سے فوج نے محکوم رہا کیا	بولایا سن یزید وہ ملعون لگے ہن
اس خرمی کو میرے سر پائین بھر دیا	آلہا انھوں نے دلو مرے شاد کر دیا
جو کچھ کر دن اب لئے ہمیں سب بجا کیا	لا کر مجھے حسین سے غاصب کا سر دیا
رکھ فطنت زر کے بیچ سر شاہ دو جہان	جس دم سنا یہ نیر سے شقیوں نے یہ بیان
اُس سر کو دیکھ دین تلک وہ ہنس گیا	اسکے حضور نے گئے بس ہو کے شادان

سودا نہ لرزائے تو اعمال کجوں بید جس روز تازت پہ قیامت کا ہونو خورشید	اس مرنیہ کے گننے سے رکھو دین پر امید سایہ ہو ترس سر پہ شب روئے چرن کا
مرثیہ	
احوال روزگار موصخ لکھا گیا مختر یہ جب سے واقعہ کربلا گیا	کوئی بڑھایا اُسے کوئی سُنا گیا ملی کہین میں بڑھکے ملائین نے کیا گیا
راوی کے جنگ نے پایا جب انصرام کاٹا تھا بڑھکے جھاتی یہ جن نے سرام	اُل بھی کے خون سے دھو کر کے اُل شام پیچھے کھڑے ہوا کے دو گانا ادا کیا
بڑھکر ناز جمعہ کی اور خطبہ یزید لوٹا سب اسطرح سے کہ دیئے شہید	غارت کی واسطے دھسے حیمین وہ پلید گھریں نے بھی یون کسی کا صفا کیا
یہ دخل کیا بچا ہو کسی پاس تار زہر باہر کیا نکالے سب کو برہنہ سر	جادو رہی حرم میں کو کے نہ سرو پر جتنے تھے اہل بیت انھیں بے ردا کیا
پہلے یہ چلتے تھے لیسان کر بلا بولا انھو میں ایک نہیں کام یہ بھلا	خیمہ سمیت اہل حرم دیکھے جلا شاید کہ یزید مری بے رضا کیا
آپس میں بھریہ بولے کہ مت لوٹ پر مڑ نیز دن پر اپنے اپنے انھیں جلد تم مڑ	لو تھوں سے بو ترا یون کے سر جدا کرو مال و منال تھا جو کچھ ہم ایک جا کیا
القصہ پہلے کاٹ کے سرانکے وہ لعین پھر کاٹ سر انھوں نے جو تھے اور مومنین	اُن لو تھو میں جو تھے کوئی ذی رحم شاہین نیز وہ اپنے لکھکے انھیں بربلا کیا
بیسرین جو تھیں یا خاک و خون ڈال پہونچا جو ایک شیر تو ڈرائے وہ شغال	جا با کہ انکو گھوڑ دے کر داوین یا مال اپنے خیال خام کو دل سے جدا کیا
بھابھن سعد پاس وہ آئے سیاہ رو نیز وہ سر کے میں یہ ہم انکو دیکھ لو	بولے کہ کیسے وہ بھی جو کچھ اور کام ہو کچھ دو میں کہ کام یہ ہم نے بڑا کیا
سکر یا اس لعین نے دیا انکو یہ جواب اب گھیر لاؤ جا کے اسیر دن کو تم شباب	جاشام میں یزید سے تم ہو گے انضیاب میں قصد اس مکان سے اس کو کج کا کیا
لانی کو جب جسم کے کتب وہ نابکار	اوٹو نہ مار مار کے کر لے گئے سوار

چاہے جو کو کہ کشتی میں مجھ کو کہے غنیمت	اس امر میں سوکب میں یہ تیرا کما کیا
میری جو آزمائے تو یہ مان میری بات	اک تیغ اپنے بیٹے کو اک تیغ میرے ہا
آپس میں ہم لڑیں کریں نظارہ کائنات	دیکھیں کہ کس کی تیغ نے کس کو دنا کیا
کشتی لڑوں میں اُس سے جو جھسا ہوا امید	باب اک کا میرے باب کے مانند ہو شہید
قاتل ہوا اُس کے باب کا بھی تجھسا اک یزید	تب کشتی لڑ کے مجھوں کہ میں نے بجا کیا
نانا بھی اُس کے باب کا ہو ختم مرسلین	داد اعلیٰ سا اُنکا ہو سالار مومنین
زہر اسی اُسکی دادی ہو سجود اہل دین	جسکو خدا نے حامی روز جزا کیا
اور باب کے الم میں گرفتار مجھسا ہو	غربت میں بے برادر و بے یار مجھسا ہو
بیدست دیانی اپنی سے ناجار مجھسا ہو	اتنا سو کس کو دہرنے سے اقربا کیا
طے ٹیر یوں میں کس نے کی چالیس دن کا	کھینچی مہار اڑھوئی تاشام از بگاہ
تیرے پہر کو باب کے کہتا ہوا اُنکا	یوں کن نے چھٹک اپنے متلین ہو چکا
ابا اُھنور تیرے جو کوئی ہو مجھ سوا	تب کشتی اُس کے ساتھ تو میرے سین لڑا
بیٹے سے تیرے کشتی کی نسبت مجھے سو کیا	تکے وہ کام تاکے کوئی بھلا کیا
خاموش ہو رہا یہ سخن کہہ کے عابدین	تاخیر حرت اُس کے سے دے تھے حافظین
دیوان سے اُٹھا وہ لعین ہوئے سرنگین	عابد کے حق میں بھرنین معلوم کیا کیا
سو و انخوش ہو کر یہی نظم دل فکار	روئے بہت ساء اقل و جذب ہو شیار
محشر میں اسکی دیوے جزا لکھ کر دگا	حق مرثیہ کے کہنے کا تو نے ادا کیا

مرثیہ حضرت امام حسینؑ

فلک نے کر بلا میں ابر حبدن ظلم کا بھایا	کمان جو رکھ قوس قحج کی طرح جڑھوایا
سوا پیکان کے اک قطرہ نہ اس ظلم نے برسیا	کون کیا تیرا ران سے نبی کے گھر کو ڈھوایا
صدائے اعطش فریاد سے موز فتنی بھی کیا کم	زمین پر عنکبوت سرخ خون کی بوند سبھی ہر دم
کیا تھا بے بے چلنے سے وان تیر فتنی عالم	گھٹا میں دار کہ بیکون کی یہ گیری کو دکھلایا
نظر کر کو کلا کو کے غمی اوس ساون کی اندھیری	بھرے ہیں حل قتل اور بانی جہان دیکھو بان جاری
و فوراً بے براتی فلک ایسی جفا کا رمی	جگہ کوستہ کو بے غیر کے بیاسا ذبح کر دایا

من بعد ایشا ط کے کہنے لگا وہ یوں بیعت مری قبول کریں جون چائیں توں	میں چاہتا نہ تھا یہ قاتل اس جفا سے ہوں پر اپنے جل سے نہ مرا مدعا کیا
پھر بعد اسکے اہل حرم وان کیے طلب عابد انھو غین ضعف کے مائے تھا خان	اے حضور باغل زنجیر سب کے سب آگے سب ان اسیروں کے اسکو کھڑا کیا
پوچھا یہ اس لعین نے ان سب کے پیشوا بولے وہ عابدین ہر بیٹا حسین کا	یہ کون ہو تاؤ تم اسکا ہے نام کیا ان سب کے اسلئے ہم سے پیشوا کیا
سن اسکو عابدین سے ہنسکر کیا خطاب اکثر لڑائیوں میں ہوا ہے وہ تیاب	داد اتر کر کہتے ہیں سب جسکو بو تراب تیرا یدر بھی تادم آخر لڑا کیا
بھائی ترے بھی آنے میدان میں لڑے مر نیکو بیکر گر کے نہ دیکھا کیے کھڑے	ہو کر رفیق باب کے سب ٹکڑے ہو رہے تو نے ترود آگے لڑائی میں کیا کیا
عابد نے یوں جواب دیا اسکے وہ کلام مضی بغیر حق کے نہ وہم سے اور کام	میں بھی امام اور مراباب بھی امام جو کچھ کیا ہے مجھے سو حق کے نفا کیا
دنیا میں تمہارے طمع کی دق کو معلوم روز حشر یہ ہو دیگا خلق کو	کاٹا ہے گو کہ باب ہمارے کی خلق کو کن نے عمل بھلا کیا کن نے بُرا کیا
ہنسکر لعین بیٹے لگا ہو کے زہر خند تدبیر سے ہوئے ہیں سدا ہم تو بہر مند	نقدیر اور رفا کے نہایت ہو باے بند جس سے تھک باب کے سر کو حد کیا
عابد یہ سنکے بولے کہ مجھے ہو جسکو ہو یاں ج طرح سے چاہے کر سیجے نمود	آئی ہو اس سے نار جنم کی بوسے دود نقصان ہو دہ جن نے تمہیں فائدہ کیا
اتنا ہی اس کلام کے تگئے میں را دیان تو بھی تو اسکا لو تا ہے آخر لڑو خان	بولا نیرید تھا ترادوا بھی پہلوان کشتی سے تو بھی آپکو کچھ آشنا کیا
میرب بھی ایک بیٹا ہے تیرے در نہال دو نوین دیکھیں لنگو اس فیاب کمال	مجھے وہ کشتی دیکھا رکھتا ہے خیال تم میں سے کس نے کشتی کا حق خوب کیا
سجائے غضب کہا ہو کے چشم تر کشتی ہو کلام اسکا جو تر سا ہو سر	کشتی کا لڑنا کار ارا ذل سے بخیر یہ کام کس امام نے کہہ تو بھلا کیا
یہ بات تین کی ہے بھکیہ نچے تحیف	نزدیک حق قومی ہو تو مجھے جسے ضعیف

جو بیو بچا مشک اب لیکر تو اسے جاوے دوئے	اسے بھنے دیا تم نے تو سب کو قتل کروایا
یہ لشکر فوج شام اُس پر گھٹا سی چھا گئی اگر	پیراُن نے بھی علم کر تیغ اس کے سامنے جا کر
کیا جون رعدیہ لغزہ طرح بجلی کے بل کھا کر	کہ بہتوں کا جگر پھٹ کر ہوا نکھو لئے تر آیا
کنا اتمام حجت کے لیے عباس نے اُمدم	سنو میرا سخن اس بہترین خلقت آدم
جو اس بانی کو تم دو گے تو کیا دریا سے ہو گا کم	دو اب اپنے کو جس بانی سے تم نے سیر کروایا
حرم کے بیچ ستورات میری راہ تکتی ہیں	زبا نین نشانی سے اولیٰ التو سے جھٹکتی ہیں
بخی کی دختر ناک لونڈ کے خاطر بلکتی ہیں	انھیں بانی ہے کو آج یہ دن تیسرا آیا
کیا ہے بندہ فرزند و نیا اب از جا رسو تم نے	جلد رکھی نہ بغیر کے دکھلائے کو روئے
سخن میرا یقین ہی جان لو اس مشک کو تنے	جو خالی آب سے کی گور کو آتش سے بھروایا
اگر اس مشک کو میں جلا کے دوں فرزند حیدر کو	قسم لو کہ قصاص ظلم کا لون روز محشر کو
عوض اس آب کے دوں بلکہ آب حوض کوثر کو	غرض کب طرح ان غیور کو اُس سہو نے سمجھایا
نہا نا جب تو پیٹھا فوج میں وہ اسج عالم	تلی تب صف بعف لشکر کی ہوئے دم و دم
جبر کو رخ کیا کشتہ کنے پتے دان مجھے اُمدم	اُدھر خون کے بہنے لے جبر کا ٹکڑا سایا
کہوں کیا جطر ح چھایا تھا ابرہہ کا سچا پر	سنان پر تیغ برسے تھی بڑی اور تیغ پر خنجر
نہ جائے آہ واویلا کہ اس میں کن نے دان اگر	حوالے تیغ کی اس کے کہ دست چپ لٹاک آیا
جو اخر دی سے وہ بہن مشک ست دست پر یوں کی	کہ بلند بہن سے پائیلی زمین او پر نہ گرنے دی
فلک ناخوش ہوا اتنا شجاعت دیکھ یہاں کی	کہ دست راست بھی اُس کا دوہن شانے سے گدایا
جو تھا بھی مشک دانوں سے تو کی بوجھا تیر فکی	گلی جا رہا لظرف سے ہوئے مارا مار تیر و گلی
ستم کشوں نے کی بیکان اپنی پار تیر دن کی	کہ اُس کو مشک سے اک بل میں کر غزال دکھلایا
سبب زخموں کے حالت اُسے جلدی ہوئی خوشی	نہا کرتے ہوئے کی یا اخا اور گنی اور گنی
سدا جو میں یہ شاہ کربلا کے کان میں بیو بخی	لسان ابر گرہان آکھواں پاس بیو بخی
پراس احوال کو راوی لے یوں اخبار میں لکھا	کہ جب تک بیو بخی ہی ہوئے سرور سینہ نہرا
بطعن نیزہ تن کا گوشت اس کے لے گئے اعدا	نشان جز استخوان اُس کا نہ شاہ دین نے کچھ پایا
حش سودا و گزریان بہائے جانیکے نالے	ہوئے مین ادنیٰ فرکان خلق اور چشم پر نالے
جانکو دیکھتے آئے جہانکے دیکھنے والے	فلک نے نیکن ایسا میٹھ نہ دیکھا ہونہ کو مٹھایا

یہ موسم وہ جو چین ہر کوئی چھپر چھوڑتا ہے کوئی اس وقت چھوٹے سے بھی ظالم گھر چھوڑتا ہے	پکھیر و سنکے جن گھوٹلا اپنا بٹاتا ہے پڑا ہر سردر دین وان جہان نہ سر جو نہ سایا
مقام ہو نظر آتا ہے وہ دشت بلا سارا پڑا ہے آسین وہ بجان وطن سے ہو کے آوارا	جو شب کو برق جگے تو اجمالاً در نہ اندھیا را کہ جب کو خاطر نے برین پیغمبر کے بلوایا
فرہم اُس جگہ حشرات اس موسم کے سالک ہیں اندھیری رات ہے چاروں طرف جھنگ جھنگار و پھریں	تن نازک پہ اسکے دانن جا ڈنگ مارے ہیں پڑا ہر اس طرح نہ بوج وان زہر کا وہ جایا
زمین اس دشت کی جن کے فصل آئے جوانی جنی کے بھیت کے کشتے کی صورت یوں نظر آئی	کھجور اسکی زراعت دین سے اک پتی نہ مرجھائی جو سر کو بیان پڑا دیکھا تو پاؤں وان پڑا پایا
پہیا منہ میں لا کر وان کین سے بوند بانی کی بے بانی تو وہ کوئی کہ جسکے تن میں ہوسے جی	اڑے ہوئے کے ہر اک لٹش پر کھتا ہوا پی پی پی ترجم لیکن اُسکے دلین اُس کے حال پر آیا
رودیت ہو کہ جہاں کا فزون نے روک کر بانی حرم پوشنگی کی دیکھ کر عباس طغیانی	کیا تنگ اُس جگہ عرصہ زراہ نامسمانی سلح ہو کے بانی کے لیے مشکیزہ سنگوایا
طلب کی رخصت بجائی سے کر میدانی تیاری یہی آئی اور دلین لہر عورات کی زاری	کیا عرض اب جسے چاہو لے سو بنو عکداری دیا سر پا تو دین دریا پر جایا مشک بھولایا
سنا عباس سے جب اسکو شاہ دین دنیائے کہ آجان برادر اپنے جیتے جی نہ ددن جانے	کر درون در کر ورون تنگ کھوٹے آئے کیسی خلق سر بھانی کا آگے دیکے کٹوایا
غرض رخصت پر یکدیکہ زمین الحاح فراری تھی کھجور اند برق آسین انکو بیراری تھی	کھجور جون ابراہیم منہ پہنھ رکھ نکسباری تھی مرض اسطرح سالار دین نے اسکو فرمایا
جلا عباس جب قریب زین پر شک کو دھڑک رکھا جن نے قدم تنگ کے اپنا چھوڑ کر لشکر	تولائے رد بیدان کا فراسکے قصد پر اکثر جسم کو اُسے دفن اجل کے ہاتھ بھجوا یا
جگہ سے اپنی کوئی خوف کے ماسے نہ لٹا تھا کوئی دیکھ اُنکے حربہ کو وہ اپنے دین مٹا تھا	چلے لٹھانیزہ اُس جاسے جانے تیر چلتا تھا لب دریا تنگ اپنے تین ہر طرح پہونچایا
جو تین جاہا ہے جلو میں بانی بیش کم بھر کر جلا بیاسا ہی وان سے شک کو کسے عدم بھر کر	بیاد تشنگان وہ رہ گیا پھر سرد دم بھر کر عنان کو بھر کر کمر ب کے دریا سے نکل آیا
یہ ماری ہانگ تب لشکر یہ ابن سعد لمون نے	کہ تینا جلا کر خانہ زین سیکڑون کو نے

دے عدو عوض آب چاہتے ہیں سر	عوض نہ ال سے بافضل نے خربے سے
نکال ہاتھ سے انگشتی کو پھر شہ دین	کے یہ کنے اُسے ف کے عابدین کے تین
اسے دہن میں رکھا اپنے خدا یہ کر کے یقین	بجھگی پیاس تری اسکے اب نینے سے
کھسے ہے آگے یہ راوی کہ شاہ دین نے پیام	دیا بجانب سرگرداے لشکر شام
عوض تو مجھے رکھو نہیں کسو سے کام	رکھو نہ تشہ لب اور و نکو میرے گینے سے
قصاص میری عداوت کا اور کچھ کجوا	عوض اس آب کے کل تم مرا مو بیجو
بخار دل جو ہیں میدان میں دور کر لیمو	آل کار تھیں کیا ہے بانی مینے سے
مخالفوں نے دیا نئے عابدین کو جواب	سبب عطش کا جو کیا ہی تپہ بوت قباب
اور اپنے قبضے میں ہوئے اگر جہانکا آب	رکھیں گے باز مجھے ایک قطرہ پینے سے
عیش کرے ہے تو بانی کیواسطے منت	بغیر اسکے تو ہرگز بندھے نہ یہ صورت
اگر پونہ میں نہ چلے شام کرنے کو بیست	کہ جھڑ سے تو آیا ہے بان مینے سے
سچن سینے لعینوں سے شاہ خلق پناہ	موش ہوئے گراں کی سمت نگاہ
اجل کو اپنی جو کچھ خوشی و قوم تھے ہمراہ	دین سمجھ گئے اس بات کے قرینے سے
آب آگے کیا ہی کہوں امین آہ وادلا	سوائے عابدین ہر جتنے تھے ہمراہ
برائے آب بدریائے خون سمیت از شاہ	ہر ایک کو دہرا بھر کے سینے سے
خبر ہے یوں وہ لعین بعد قتل ان سرور	ہوے شام چلے رکھے سر کو نیزے پر
زمین پر ڈال گئے دھوپ میں تن بے سر	دیا کفن نہ اُسے جاہ گز گزینے سے
علی نے سجدہ میں لوہو سراپے کا چاٹا	حسن کا ریزہ الماس سے جگر بھاتا
حسین تشہ دہان کا گلے سے سر کاٹا	چڑھا ہے تیرے پر سر اس ستم کے نینے سے
جفا جو گزری ہر آگے سواب کہوں گس سے	خوشی خوب دے اظہار کرنے سے اسکے
یڑا وہ سوکھے ہے عریان دھوپ میں جسکے	خوشی تھی فاطمہ کو پیرہن کے سینے سے
فلک نے کرتے تو کی سودا اگرچہ بیداد	برائے گلے پہ جلا جب سے جگر فولاد
سمجھ نہ مہر کو بالائے جرخ بد بنیاد	یہ رہ گیا ہی ٹھنک ہاتھ مار سینے سے
تیرا تو دے مجھے توفیق گریہ و زاری	اور اُسکے ساتھ ہی مملکت کی سرداری
کیا کروں میں ترے غریب کی تیاری	ہمیشہ آگے محرم کے اک مہینے سے

مرثیہ

کما آساڑھ نے یوں جیٹھ کے مینے سے کیا ہر باد یہ بیانا فلک نے کینے سے	طیش یہ یوچھ بنی کے سر در سینے سے جسے نکالے اس ہویا مین مدینے سے
جو چار پایہ جو جنگل میں بہ ہپاتا ہے گھر اندون کوئی چوٹی سے بھی چھڑاتا ہے	بنکھیر ویا نون میں ردھون کے منھ چھپاتا ہے ہوا ہے کیا یہ عمل سرزد اس کینے سے
نشاں آگ کے تپا ہے کوہ اور ہامون سوار گھوڑے پہ باجند کس دل محزون	زیادہ آنج سے ہر گرم ان دون کی ٹون چلا وہ جاتا ہے منھ یوچھت اسینے سے
کجاے اہل حرم کے کئے ہوئے دنبال نڈھال شدت گرمے انین وہ اطفال	مخدرات سرسیمہ اور پریشان حال کہ دل جھون کے مین ناز کتر آگینے سے
غبار راہ سے چہرہ مستام کرد آلود ہوا ہے سوچ مین دونوں جہانکا وہ مسجود	شعاع مہر سے سائولاکے ہو گیا اڑکبود نراس جاے ہے پھوٹے بڑے کے جینے سے
تمام روز اے اس پر متازت خورشید جہان ہوشام تو نزل کی پھر نہیں ہے قید	جو چاہے چھا تو مین ٹھہرے تو رکھ اڑنا پید سحر لے وہن ہو جائے ہے شینے سے
غرض مین کیا کون اس شکل سے شہ مظلوم وہ رورو دان گیا آخر جان رہا محروم	کرب تھا قطع منازل کٹاے کو حلقوم تن اس غریب کا چالیس دن دینے سے
اڈاے شکر کیا جب وہ کر بلا ہو چکا مین اور وقت مرا یان برابر آہو چکا	کہ امر حق کا وہ لینے کو پیشوا ہو چکا کسے یہ جا کوئی ہر سا کن دینے سے
ندان گزرتے جب اس باد مین دن و چار طبیب سے مرے یوچھو کہ اے یہ کیا آزار	لگا ہر ایک سے یوں کہنے عابدین بیمار کہ اس بول مین کیا منع بانی سینے سے
خدا بوا سٹے گرمی بہ ملک کرد و توقیاس یہ بات سنکے نہ کر بلائے جا کر یاس	جو ہنگا کیونکہ نبھے گی اگر نہ میری پیاس کہا اس اپنے جگر کو شہ نہ دینے سے
طبیب کا سخن اس مریج و اہی ہے تریب تریب مین مرنے مین بادشاہی ہے	ہماری پیاس مین کچھ حکمت آگئی ہے سواے مرضی حق پانی پیکے جینے سے
جو کھو مین کہلے آب یان فیے سے زر	تو باس بردگیان حرم کے ہے زیور

کہ کہ یہ عمل کرنا قسمت میں ہمارے تھا	نزدیک خدا جس سے کھینچیں گے پشیمانی
زینب نے کہا اس سے گرتو یہ سمجھتا ہے	مخالف جھانے کے تو کس لیے مہر پہ ہے
بولائیں رہنی تم باس تو اب یہ سٹے	بستر کی مین ہی لون متے تو ہے یہ جانی
اسطرح کیا غارت گھر اپنے پیسہ رکھا	زبور کی جگہ ہرگز جھلا نہ رہا نہ رکھا
چھوڑا نہ کھینچوں نے کٹر ابھی بدن پر رکھا	لٹنے سے بچا وہ کچھ کہے جسے عریانی
نکلیا کے حرم سے اور آگ دی تھمے کو	ایک ایک شتر اوپر بٹلا کے اٹھیں دو دو
مقتل کی طرف لا کر کئے لگے اب مل لو	نقشیں تمہیں اینوں کی جاتی ہیں جو بھجانی
زینب نے کہا روران شیون سے یہ سنکر	تم سر تو ہمارا دیکھو رکھے ہی نہیں تن پر
دکھلاؤ ہمیں تن سے ہر ایک ملا کر سر	صورت ہمیں اپنی جانی کی جاتی تھی جانی
سنکر یہ لگے کہ وہ حضرت زینب سے	کچھ باس بچا ہو تو اجرت میں وہ ہلکے
سر کر دون کی بے مرضی تیرا جو کما تھے	کیون کھینچتی ہے محل ناحق کی پشیمانی
مب کئے لگی زینب لے قوم ہمیشہ	سر کر دو ملی مرضی کا آیا تمہیں اندیشہ
پھر مرضی حق لیکر تیغ و تبر و تیشہ	وان جان نبی مارا جس جاگ نہ تھا پانی
فرزند کیے ٹکڑے فرزند بھمبر کے	لو ہو میں کیے غلطان اعضا علی اکبر کے
مہر آئی نہ ذرہ بھرسن پر تمہیں امیر کے	اُسکا بھی بچھوڑا جی ہو کر عدو ہے جانی
لٹ سر کی قاسم کے تیرے سے لٹکتی ہو	سراونٹ کے کو ہاں سے وطن بھی کہتی ہو
اور تو نے جس کی خاطر مال اپنے بھگتی ہے	آلودہ ہے ہو ہو سے اس بیوہ کی پشیمانی
ناب جو بھجرا رہی اس بیوہ کا وہ بھائی	طوق اس کے گلے سے من ایک کی بنائی
اُتری نہیں تپ اس کی جہن سے اسے آئی	اس حال پہ اونٹوں کی سوئی اسے سر بائی
عباس جو دریائے بھر مشک نکل آیا	دانٹوں سے اسے پکڑا جب ہاتھوں کو کٹوایا
میٹھ تیرا کاتب تم نے اس مشک پر رسایا	چھلنی کی طرح اٹھیں آخر نہ رہا پانی
کیون طنز و تعریض سے بائیں یہ بناتے ہو	جلمو نے تین ناحق کا ہے کو جلاتے ہو
آپس میں عزیز و نکو اس طرح ملاتے ہو	یان لاکے گر حالت یہ تھی ہمیں دکھلائی
بہمن گرم ہے گر اسطرح سے ملو او	کہ قتل ہمیں بھی یان ساتھ آئے ہی گرو او
نیز وہ ہمارے بھی سرشام کو لے جاؤ	خوش ہوئی گئے ہم تم سے یہ بات جو تم مانی

مرثیہ دیگر

مین ایک نصاریٰ سے یوں از رہ نادانی
عیسیٰ کے نواسے کو ہم عید کی قربانی
فرزند اگر ہوتا اپنے بھی پیسہ کے
کتے کہ مسلمان ہیں تب ہم بھی بیٹھ بھر کے
جو قوت کسی مجھے یہ بات نصاریٰ نے
سوچا میں جواب ایسا کیا دون کہ جسے مانے
تم بعد تامل کے یہ اس کے غن کارو
نزدیک ہمارے تو کا فرسے بھی ہیں وہ بد
سکر یہ نصاریٰ بے بولا مجسم ہو
مومن ہو یزید اسکی لعنت کے مزارحم ہو
از روے کتب ہم بیستے بن تمھارے بیان
کی سعد کے بیٹے کے فریاد کی ان یاران
سر جلدی سے کاٹ اسکا نیزہ پٹھا لو تم
مست وقت نماز اپنا اس جملہ میں کھو تم
شکر یہ اے صفت باندہ وہ بد آئین
القصد زمین اوپر کرتل امام دین
کتے لگے پھر با ہم غارت بھی چلو کر لین
نیز وہ اور اونٹوں پہ آگے اٹھو نکو دھر لین
یہ منورہ کر طعون بھر آگے جو جسے پر
اوقت ہوا بر پا ہنگامہ صد شہر
چادر سے حرم میں جو چہرہ کو چھپائے تھا
شمیر برہنہ کر اور اس کو ڈراوے تھا
ہاتھ ایک لعین رو رو سر پہ پھانے تھا

پوچھا کہ مسلمان ہے بولا یہ وہ نصاریٰ
کرتے تو ہمیں بھتا دعوائے مسلمان
سر کے تین ہم اس کے رکھتے تلے خنجر کے
احد اب تو ہیں وہ کا فر جن کا کہنیں ثانی
ہر موم سے لگا میرے سنتے ہی عرق آئے
یہ پوچھ کے کیوں ناحق کھینچی بن ہشامی
لایا کہ عمل ایسا جن سے کہ ہوا سر زد
کب راہ مسلمان ان شہیوں کی ہم مانی
یوں دین میں تمھارے ہم جسبہ کہ قالم ہو
ہر چند کہ وہ عاصی اس امر کا ہے باقی
گھولے سے گرا جسم فرزند شہ مردان
ہو دیگی یزید آگے تم سبکی شش احوالی
فرست نہ ترپنے کی ذرہ بھر اسے دو تم
آخر تمھیں شکل اپنی ایزد کو بے دکھانی
شمر آگے ہو ب کے لے ہاتھ میں تیغ کین
سب شکر کے سبب میں گھنے لگے میثانی
تھاب کچھ اسی خاطر سیم لین اور زلین
سر کاٹ کے مردوں کا گردن دکنڈانی
مینوں سے سرا پر دو نکو پھاڑا دھے اندر
جسمانی سے لے کر ذاتا عالم رو حانی
ہر ایک لعین اس سے چادر وہ جھانے تھا
کی اپنے ہمیر کے گھیر پیستہ رانی
اور پاؤں سے زینب کے حمال تارے تھا

اگر نے کو یزید اور جولمن کے مانع ہیں	ہیں نسل انھوں کی وہ کیا ان کی مسلمان
سنگریہ نصارا کو جب شک نہ رہا مطلق	بولا کہ مختار ا دین سب دیون ہیں اور برحق
ایجاد سے تب نکلا کہ کفر کا یہ وہ شوق	آیا کلمہ پڑھ کر اسلام میں نصیرانی
لکھا ہے جو سودا تین یہ مرثیہ اس کد سے	محفوظ رکھے خالق بچکو نظر دید سے
یاوے کا صلا اسکا محشر تین محمد سے	رد تے ہیں صدا سنگر ایرانی و تورانی

مرثیہ بجناب حضرت امام حسینؑ

کیا تیرخ داؤ گون کا ستم اب کروں بیان	تار یک کر دیا ہے محمدؐ کا خانمان
سونا ہے بے کین مینے کا ہر مکان	بیٹے ہیں سر کو آج ہی کیسے نس و جان
نور شید آسمان زمین نور مشرقین	پر درودہ کنار رسول خدا حسینؑ

کاری رین دراؤنی گھر میں ہے تراس	جنگل میں جاسوے سے کوؤ اس شایس
جب رہیں آگے ٹھور وہ سالار دین را	یوں بیک غم نے آگے دین گھر بگھر کہا
آل بنی نے ہائے کیسا ستم سہا	اہل حرم پھرے اور یہ کستا بہا بہا
کشتی شکست خوردہ طوفان کر بلا	در خاک خون فتادہ بیدار کر بلا

دارد سے یان نیز بن کیو بٹا کو مار	برہی بھیے یا ناؤ گے بیچ ٹیک کے فہار
-----------------------------------	-------------------------------------

جب تیر بیخ آجے دشت بلا میں سب	بجز عابدین رہا نہ کوئی زینت نسب
ہیسات کیا بیان کردن اس وقت کا لقب	جو وقت گرد خیمے کے پہونچے وہ بے ادب
آن دم فلک بر آتش غیت سپند شد	کز نیم صہم در حرم افغان بلند شد

پیری پہونچے آگے کے تیری دہلی پاس	بیک خبر تو یا بتی اپیت کی نین پاس
----------------------------------	-----------------------------------

جس دم گرا وہ زمین سے صحراب کر بلا	جس خطہ اسکے سر کو بدن سے جدا کیا
جس آن سب شہید ہوئے اسکے اقربا	جو وقت خیمہ گاہ میں بیٹھے وہ شقیہا
کاش آن زمان سردی گردون گون سرد	این خر کہ بلند ستون بے ستون شیشی

عقبہ میں محمدؐ کو منہ کیونکر دکھاؤ گے	حیران ہوں کہ محشر میں کس طور سے آؤ گے
لعنت کرینگے تہ کو کیا انسی کیا جانی	افعال یہ پوچھیں تو کیا بات بناؤ گے
خاموش ہوئے بعضے دل اپنے میں مل کھا کر	یہ حرف سن کر اکثر کے آنسو چلے تر کر
خاطر میں لگے لانے یہ دسوسہ شیطان	گتھے ہی شقی انہیں اس بات سے جھجھلا کر
اُس نفسِ مطہر کو سمون سے گھنڈ لوادین	چاہا یہ یمنون نے دان گھوڑوں کو گر مادیں
جس ظلم کو دنیا میں کیے کہے لانا فی	عزت کے تئیں اُگی یہ ظلم بھی دکھلا دیں
نزدیک یہ تھا بودین اور اقی فلک برہم	یہ ٹھکان کے وہ ملعون گھوڑوں پر چڑھے جدم
اُس نفسِ مطہر کی کرنے کو نکسائی	اک شیر ہوا پیدائشیت میں بہ از رستم
دے غسل و جازہ بڑھ سوئے بریں سائے	میں بعد کہ دان انکے جتنے تھے گئے مائے
بے دفن و کفن چھوڑے انکے تن نورانی	اور آلِ محمدؐ کے تھے قتل جو بیچارے
عزت کو محمدؐ کی کرنے ہوئے سرگردان	اتس کام سے ہو فارغ بھر لیکے وہ ملعونان
اُسکے تئیں کیا کیے قصہ ہے یہ طو لانی	گذری جو غریبوں پر دن رات مصیبت وان
تو دیکھ کتبِ اپنی دان کن نے لکھایا ہے	گر سمجھو کہ نقشہ کچھ ہم نے بنایا ہے
کچھ یہ بھی عمل ہو گا مشروط مسلمان	سنا کیسے اپنی تو خاطر میں یہ آیا ہے
یا تنگ بین رو داسکر غش مجھ کو لگا آئے	قصہ یہ کہا مجھے جس وقت نصارا نے
دون انکا نشان رہ جو اسلام کے ہیں بانی	بھرا آئے افاق میں بولائیں جو تو مانے
ہر قوم کو حضرت نے اسلام کی دعوت کی	خلقت جو محمدؐ کو دی حق نے نبوت کی
ہتھوں نے کیا سکر انکار مسلمان	ایمان کی لائے تب راہ صداقت کی
پر انکی نہ خاطر میں سرور کا سخن آیا	سکر جو ہے انکو ہر طرح سے سمجھایا
بار داسے راہ دین جن نے کہ نہیں مانی	تب اُنکے لیے حق نے سرور سے یہ فرمایا
گتھے ہی جہنم میں ہمیشہ سے بہو نچائے	جو آمر آئی تھا پھر اُس کو بجا لائے
یہ تھی وہ محمدؐ کے دل میں عدلے جانی	تب مصلحت ڈر کر اسلام میں تو آئے
آئے تھے یزید اپنا سردار مقرر کر	اولاد وہ انکی ہیں جو آلِ محمدؐ پر
آخر وہ قصاص ایٹا لے جاگے ہوئے فانی	لڑنے کے لیے لیکر تیغ و تبر و خنجر
یہ بات جلا شاک ہی منتا ہے نصارا میں	فرقِ امین نہیں درہ جو کہ کہا در میں

متر رہی بہت کمی کھوندیکھو سکھ بھرتے آئی بہین بہین جنم جنم کو دکھ	
اس دشت پر بلا میں تہ تیغ آب دار بالاں بنیں ہر جگہ اُن اذو نہ ہم سوار تا پنج سفلہ بود خطاے چنین نہ کرد	لیکر ہوئے جوان سے تا طفل شیر خوار عابد پرہیز یاؤنگی سے ہاتھ میں مہار بر ہج آفیدہ جفلے چنین نہ کر
دیکھیں نے مسسار کی ہون دیکھ کمی کن نے جگ میں آئے کے ایسی بہت سی	
گو کو فیان ستم سے ہمارا بھی جان لین جتنا دیا جو دکھ کہیں اس کے زیادہ دین اگل بنی چودست لظلم بر آوردند	اظلم اٹھا اس جگہ لو کسی سے نہ ہم کہیں معلوم ہو رہیگا مزا حشر میں اچھیں ارکان عرش را تیر لزل در آوردند
جب گھماری عرش کو یاد دل کمر ہلا میں تب بین تم کو اپنی کرتب جانن جا میں	
تریب غرضک کرتی بھی جو قوت بیان کہتے تھے ہر جبار طرٹ نالہ و فغان اسے جہنم غافل کہ جب بیدار کردہ	سن سنے اُن کی باتوں کو روتے تھے اُن جان بھر سر اٹھا خطاب کیا سوئے آسمان وزنیں جبار دین ستم آباد کردہ
کھو یوتن نے نیر بن بنی کے من کو چین جالم تیرے ہاتھ سون پیسا کیو حسین	
ہر جذب ذات حق ہر مبرا الم سے اب مطلب نہ فحک سے غرض حیم نام سے اب ہست از لال گر جہری ذات زاد الجلا	کیا کام اس جناب کو شادی و غم سے اب لیکن یہ ایک روضہ حیم سن لو ہم سے اب او در دل ست و ہج وے نیست بیلا
شکے یغم نیر ہو بہت جا میں بھہ جب ہی رہا میں سودا آگے کچھ مت کہ	
مرثیہ خمسہ جناب حضرت امام حسین و قاسم	
کہا یہ دل کوین راہی ہو کیون تو حیم پریم	محبت تجکو شادی سے نہیں الفت و نام سے

کچ کچ چوں اور سے پرستہ عالم کوٹ بیرون کو درپائے کے لئے گئے گھر کو لوٹ	
یوں لیلے حرم کو سوے شام جو رکش نیز دین کی نوک پر سے سراقہ باوجودش	اوندونہ پیمیان بین دل افکار و سینہ ریش سر شاہ دین کے دیکھ کر ان کے پیش پیش
نوح الامین نہادہ بزاؤں سر حجاب	تاریک شہزاد دیدن اوچتم آفتاب
کین حرم سر پیٹ کر کھا کر اپنی لاج مائی میں تو رل گیا دین دنی کے تاج	
جہدم کر قتل گہ میں حرم کا ہوا گذر دیکھا کہ تن اری خاک میں لوک سنان پر	بھائی کے تن یہ جا پڑی زیب کی نظر منہ کر طرف مدینے کے بولی یہ پیٹ کر
آین گشتہ فنا وہ بہاؤں حسین ست	ابن میدست دیا زدہ در خون حسین ست
سیس کاٹ کے لئے چلے تن مائی کے پنج اکست حینا دیکھ لے جگ کی اونچ اور پنج	
ایدهر پڑ حسین ادھر اصغر حسین بشت ستر پہ بیٹھی ہوئی خواہر حسین	اگر داسکے ٹکڑے ٹکڑے علی اکبر حسین اکستی ہیں اس سے ہوئی اگر لاور حسین
اے مونس شکستہ دلان جال ماہرین	مارا عزیز بے کس بے آشنا ہرین
بھائی بیٹے سب رہن جو بچے آئے کو دھنیں جو آئے کے منہ میں بانی چو آئے	
مرجان کے پیرے چھوڑا ہم سب بطن نے پیر تن ہیں نہ اُنھوں کو دیا کفن	کر بل میں قتل دیندے سائے مردوزن چھو میں جو اس میں سے تو ہو بخیرین کو ملن
بالقعة الرسول زبان زیادہ در	کو خاک الہیت صالت بباد در
جیت دیں کو پہونچو کفن، دیا کی ہاتھ ہو شگھالی مار گئے پری دینی ہاتھ	
زہر اکلم مجھے ادا سے تھا غم بنی پشتین سے ہیں تو صورت نصیب کی	عابد کو غم حسین کا اس کو غم علی رد زائل سے ہکو مصیبت ہر دلی دی
دیر خوان غم چو عالمیان ملامت زدند	اول صلابہ سلسلہ انبیاء زدند

فغان کرنا مانا تھی اس میں کے دم سے	
مکمل لاش کے تختہ پر ہوئے بجائے شہید ہوئے	اول خون تھے سینے رنگ کے ان برگزیدہ کے
بجائے مشکیان نیز دیر سر تھے خون جگر دے	اب تھے کیا کون احوال ان آفت رسیدہ کے
جو بچے خون دل سامعوں کی چشم پر ہم سے	
کون کیا نقل مہدی کی جو مہدی لایا تھے	سباہ شام کی کثیر خیر بھالے تھے
طبق مہدی کے اس صورت میں نیا سے آئے تھے	زمین پر مہدی ہر اک جگہ لوہو کے تھالے تھے
زبس کے تھا خون ہر ایک جا تھنا ہے بدیم	
لگا ناشہ کی فتنہ سے کہاں مہدی کا ملتا تھا	قبیلہ بکھڑا کھسکو کھڑا سب ہاتھ ملتا تھا
نظر کر رنگ مہدی کا جگہ دھن کا جلتا تھا	زیر تباہی ان کا آتش غم سے بجھتا تھا
مقابل تھی دھن اس تہ تیغ پر ہم سے	
سوارین خون نشہ کی ہول شادیاں تھے	فلک کو سینہ وزاں دوسر غم میں بنائے تھے
صد ہر ہونہ کر کے وان بدھا کا در شاہ تھے	یہ بوبت اور نو بیو کو شور و غل بچانے تھے
کر زے تھی زمین ہر ان سینوں کی دھما دم سے	
دونوں آہ آتش چھٹا تھا انارون کا	جو قطرہ اشک کا تھا گچھا سواہ ستارون کا
ہو اکالہ تھا ہر ایک ان غربت کے رونکا	بیان کس منہ سے کجا و حال ان بقراؤن کا
جو دم آنکے تھے زیادہ تر بھولنے کے تھوڑے سے	
سواری چلنے کا اسلوب غوغا حشر کا سا تھا	سرو زمین جھومتا تیرہ ہر دو لھا کا جاتا تھا
غبار اور گرد اس رہ کا چھاؤشہ کے سر کا تھا	نہ تھا کچھ بیاہ وہ آفاق میں اک فتنہ پر با تھا
کہہ سکی شادی بدتر تھی ہم سے غم سے ہم سے	
کوئی نہ دیکھے بوجھے تھلا دھلا کا کہاں جو سر	کوئی کتا تھا اس دیکھ دہ جانا جو تیرے پر
کوئی سر دیکھ کے بولے کرتن اس کا جو کیدھر	کوئی اس کے یان دھونڈو ہو گا خان خن اندر
کوئی بوجھے حدارتہ کا شرین کیون جو با ہم سے	
کہو من کز بانے حال اس شادی کی مجلس کا	مشابہہ بغیر از ملخ تھاب ہو کس کا
پڑا تھا انکے ٹکڑے دانہ تین ہر ایک عیس کا	زمین پر بظرف جاری تھا خون خلق جس کا
یہ مجلس اور وہ منجھی ابس فحش ہم سے	

یہ دل بولا کجا شادی نہ کب لے بغیر ہے	اُسے پامال کر دیا فلک نے پوچھا عالم سے
قدم بھر نکرو دے کس سال کے ماہ محرم سے	
ہوئی تھی ایک شادی اب سے گئے سو برس آگے	اگر کیجیے بیان اسکا فلک نادادرس آگے
نہو مریخ کو قتل و قلع کی بھر ہوس آگے	عجب کیا ہے کجا درود کو وہ اسے یا برس آگے
فلک بہ جا بیگا بانی ہو اس نیکو رہیم سے	
تھے اس شادی کے جو جو کارکن سو کیا تباؤ میں	غضب آفت بلا رنج و تعب ان تو دکھاؤ میں
وگر نہ منکر دئے پاس کاذب کیوں کماؤ میں	کیسا کہہ کوئی یہ بات کجا طرس لاؤ میں
اٹھئے کب بیاہ ایسا خلقت انسا میں رہیم سے	
وہ شادی کیا کہوں کہ جو انکی گندھائی تھی	نہ تھی وہ شادی یار و بلبل آفت میں تھی
قصا شاطہ ہو نسبت کا اسکو قد لائی تھی	مصیبت بہ تحقیق نسبت تھ اسکے آئی تھی
لگے دکھ درد غم نے نسب میں پوچھ لے ہم سے	
نسب نامہ یہ اسکا اٹھئے جو کبکی یہ شادی	حسن ہر باب اور داد اعلیٰ اذ فلط زادی
وہ عبد اللہ عم گردنیہ جس کے خط آزادی	یہ نوشا جانیسا کر گور کے گھر خاندان مادی
کہ تا بھولے زمانے کے جفا دور ہر دم سے	
مصیبت نے سنا جب یہ تو ازراہ فاداری	یہ بولی کام اس شادی کا آنکھوں سے رون ہی
کسا غم سے دل عالم پر کونھدی کی تیاری	لگن لو ہو سے رکھ بھر کر بڑے چرخ رنگاری
وہ ردین کہہوے ہو جوتک عہد دم سے	
غرض حقیقت منگنی کا نشان اس نے گواہ تھا	اُسے شربت کی جا قیمت نے خون لے لیا تھا
عوض مصری کے دوہن نے مگر کاغذ چھایا تھا	اور اسکے بیاہ ساجی کا یہ سامان کر دکھایا تھا
کرایا کچھ نہ دیکھے گا کوئی بھر نہ عالم سے	
غم دل کے اس مجلس میں تو نے جتا تھا	جگہ جو تھے کے وان خون جگر ہم لپکھاتا تھا
بیمبو کے کسی کو کوئی شربت بلاتا تھا	ہونٹنگ آنکھوں سے ہمسائے شکان کے منہ کو آتا تھا
مجھے تھے اُسے بہتر وہاب چاہ نہ مر م سے	
نہ تھی کچھ دفعہ وہ شادی کی تھا صد زمانے کا	کہ جب بیور ہو دو طعن کے گھر ساجی کے جانیکا
حوالہ دست اور سینے کو تھا نوبت بچانے کا	صدائے شناسا آہ و نالہ تھا بجا شناسنے کا

مرثیہ بنجاب حضرت امام حسین علیہ السلام

وہ چاہتے ہیں نہ بان سے مری سنا کچھ اور	جو مجھے کہتے ہیں کہ مرثیہ سوا کچھ اور
الم سے آل محمد کے ہی بھلا کچھ اور	کہو نہ میں تو کون لے سکے اور کچھ اور
بغیر مرثیہ سمجھوں یوں اسکو میں اتحاد	حدیث آتی ہے جب من کی کی مجکو یاد
ممانعت ہی بھلا اسکی کفر یا کچھ اور	اس امر میں جو ہوا ہونی سے یوں ارشاد
وہ دل نہیں نہ ہوا ہوا الم سے جسکو فرق	برسا دغری زمانہ ہوا ہے جب سے خلق
غزا، لاکھ طح کی یہ یہ غزا کچھ اور	پراس تم کو تو دیکھو کہ کاٹا کس کا حلق
علی وفاطمہ بین ماور دہد جس کے	سمجھتے ہو کہ یہ با تم ہی واسطے کس کے
مرے حسین کو مجھے نہ جاننا کچھ اور	کہانی نے جسے ہیں نوالدین اس کے
رسول کا ہے وہ قاتل جو کہ کندہ آل	یہ گفتگو ہے محمد کی اس سخن پر دال
میں اس گلے سے گلا وہ نہ مجھو نکا کچھ اور	گلابہ کاٹ بنی کا کیا ہو خون سے لال
دوئی جو جا ہوا بنی اور علی بن سو معلوم	حدیث یحکم لحمی سے یوں ہوا مفہوم
سرنی ہی تھانیز یہ وہ نہ تھا کچھ اور	حسین جو کہ لے چلے وہ مر تر شوم
ہن حسین نہ تھا تھا تن رسول پاک	جو اشقیائے ٹایا میان خون و خاک
نہ تھا وہ سینہ بجز صدر مصطفیٰ کچھ اور	کہا جو ظلم کے دشت سے سینہ اسکا چاک
غریب وہ جو نہ کئے نہ طعمہ شمشیر	کہا حسین کا جب کام ظالموں نے اخیر
کون بن کیا کہ پھر ان پر کیا ہی کیا کچھ اور	پنٹ قسادت قلبی سے کراٹھو نگو ہیر
بتا دو وہ بھی ہیں کہ گھاسے مخفی مال	جو انکے پاس تھا سب لو کہ کیا یہ سوال
ہر سنگی کے سوا ہم کئے رہا کچھ اور	کہا انھوں نے تمھارا غلط ہو دم خیال
ہماری کٹی ہوئی وزانہ دھوپ میں اوقات	کسو طرح کا نہیں یہ جز خدا کی ذات
نہ فرش خاک میان ماسوا بھلا کچھ اور	جو سو میں شب تو جگہ نیلے کے سر نہ بات
لگی یہ گئے متم کیشوں سے وہ پردہ نشین	بٹھا کے اونٹوں نے جب لے چلے حرم کے نشین
جفا و جور کے درجے سے رہا کچھ اور	جفا تو ہو چکی ہم پر گر وہ دشمن دین
پس کری کا مواہم بن اور کسی کا پدر	دیا جواب بے نون نے انکو یہ سنکر

جو شربت نرم بن پوچھو تو آب تنیخ قاتل تھا	غنا آواز تھی مذہب کی قاصد سبل تھت
تکلیفیں یا سب کے زخم شمشیر حمال تھا	پر از خون جو دین تھا پان کھانے مقابل تھا
یہ نرم و خضر کچھ باہم نظر آئے تھے تو ام سے	
یہ بندھو ارشاد کی بندھی دھوا دھن کے گھر	قبیلہ کٹ گیا زخمیرین دونوں کا سراسر
منڈھایا تھا کہ غم چھایا کیا آفاق کے دلیر	پڑھایا تیل دھوا گوا مو سر تا قدم ملکر
بندھا طرہ جو اسے سرو وہ نیز بنی رحم سے	
بوقت آرسی مصحف نامی کی بیان بن ہو	کہ دھار و نمائی جان کا دوا ہو دھن ہو
سرفروش تو نیز بن پر ہوا خاک خون تن بن ہو	بیکھلجائے یہ سنکر حال جوں مثل آہن ہو
جفا و جور جیسا اپنے گدیز چرخ اظلم سے	
ستم کی تیغ سے سب اقربا دھوا کا جھوٹا	پھر اس کے بعد لشکر شام نے دھن کا گھوٹا
جھا کیٹھون نے آرائش منطاطح کو لوٹا	کہن کے کپڑے کوئی نہ سوت ظلم کو چھوٹا
گری گھاڑھا ٹک جھوڑا نہ تے تریج بنیم	
جفا و جور کیا کیسے اس قوم سنگر کے	کہ جب جی بن ٹھیکے طمع پر بال درزر کے
نہ جھوڑا تھیں جھلا دھن دھاک کی مافر کے	ردا تک سب کے سر سے لیکے وہ جھان کے
جب ان غریب زدوں سے بچھ پیا دام دردم سے	
غرض میں کیا کہوں دھوا کا سراسر تھو دھن	کیا نیب یہ سوتے شام زمین زگر من کو
ہلایا غم ناس شادی کے اکل ظلم کے تن میں	تا سفت خضر تک اسکا رہیگا حذر اور زن کو
اوٹھی شادی سنی کی میں قاسم کی حرم سے	
محبو اس گھر انجمن جو شادی کی صورت ہو	تحت کیونکہ شادی کو مجھے ہوا رت پو لو
کہو غور اسکو تم کہتا ہوں جو بیت میں	سخن کا میرے نوان جولیا نصا کر تم
مجھے الفت زمانین ہو کسطح باہم سے	
جو دھویا جا تہا ہر نامہ اعمال سودا	تو درود کر اچھو کو مال پر دہا ل سودا
خوشی کو رات دن کر غم کہ تو بال مال اسودا	ام سے اپنے رکھ سنے کو مال مال اسودا
بچا تا ہر اگر تو آب کو نار بہنم سے	

اپنے اپنے لمبے سے اُنکے سب کے سوہے اُگے ہیں لوگ کہیں یہ دودھا ہو یا بوتھ کسی کی آئی ہو ناک سے نتھ ماسکھ سے بنیا یاں روڑکے تارین ہیں جون کھنی کر جاگ کر یاں خلعت برین پہنائی ہو پریاس کے ماسے مرین براتی تال لیان ہون مہمور شریت کا مذکور سو کیا جب پانی پر یہ لڑائی ہو یاں جو بھل میں سو جھڑکے بھول جو بین دھلا کے بھول ہارون کے بدلے اب ہر اک زنجیر بہن کر آئی ہو نن دد لھا کا خاک بن لوئے سر جانا ہو نہر نوشہ کے لوہے سے مہدی بھر بھر ہاتھ لگائی ہو لموکی جھینٹون سے وہ جاگہ ہوئی کرو یا رنگ جن چاؤ سے جس نے ہر کی یہ پھولوں کی بیج بھائی ہو اس شادی میں ہم نے ارب جو دیکھی سوائی بات مائیوں بدلے دودھا کے ماتم بین لاٹھلائی ہو اُنکے آگے طبقہ میں یاں کے ہے آگے میں سر کوئی کہتا یا ہو میرا کوئی کہے یہ بھائی ہو نوشہ گردلو یاں بلو کر شہ کو نیل خرچاے بین پشت شتر براس کے پیچھے محل پر مٹھائی ہو یہ بھی ہو کوئی ریت ہماری حیف ہلکے جینے کو اب خیر نے دودھن کے بابا کی پیاس بھائی ہو جوڑسکی جا پئے ہو کھنی گھوڑے بدلے ابوت سر دودھا کا لٹس یہ دھنگا نا جو را کھ دھلائی ہو بنانی آجسین کسی یہ دوری کے دکھ سہتی ہیں پھر تم نے منہ کیا نہ ایدھ جیسے بیٹھ کھائی ہو لیکن وہ یہ سمجھ جی ہو یوں جو کھٹے سونے	نوشہ کے ہمراہ براتی وہ جو پیچھے آگے ہیں اگر بیٹن میں سر اپنا کر خاک اڑانے لاگے ہیں بلوہ کی رات اور دن کے گھر میں ہیں گھر میں تارین دودھا کے مکھ اوپر دیکھو سہی لموکی دھارین ہیں کسی گھر میں بیاہ کا یا روکین یہ دیکھا ہے دستور کاندھے سے نوشہ کے چپا کے ہاتھ پین میں کھڑا دور اتک دیکھا ہو یہ کسی نے بیاہ کی شاد کیا مہمور مہندل کی جاہ مہمور نے منہ سے اپنے پیٹے پائے بھول بیاہ ایسا دیکھا ہو کسی نے جب سے ہو دو دور ہرے ہرے بکڑے توڑ دودھن بٹیکر اپنا منہ دور ٹپ ٹپ کر پڑا ہو جہاں سر کے اس دودھا کا تن بچھو ہو یہ کون ہو دودھا یعنی قاسم ابن حسن اُنکے بھی ہوئے کیسے بین لوکھنے گھر بیاہ رات کوئی دودھن چھٹ اس دودھن کے تھن لاکر گرن کٹ شادی میں صف کو باہم بیٹھ کھلا دین شیر و شکر لوگ کٹم کے پیٹ سر اپنا اُنکے اور کر کے نظر لوگوں کے گھر مذھے کے نیچے بیٹھ ٹھانا لگاتے ہیں کسی کے بھی دودھن کو گھر سے ہون لیکر کے جاتے ہیں کے دیون دودھن کی مان اب کو لکے اپنے سینے کو شریت میں دودھ کی مان کے لمان لاؤں پینے کو کیا کہتی ہو گی کہ جسے مجھ گھر بیاہ اپنا پوست وان دہیز آگے جو بوجھو لا نہیں پاں کچا سوت مان یوں بولی دودھ کی اب ہو کے انوان نیسے بین سامجھ پڑی جنگل کے پتھر پر چمک گھر سے بین روٹھ گیا ہو برا تیرا کہتے ہیں سب بتی گئے
--	--

عقبن اسے جہانِ بنین دیہ قمر جو بیاباں کو آتا ہے پابِ بنیہ کو یاد	بھانڈ بھینڈ تم اسکو ہے جہانِ کچھ اور تو ایک ایک کی خاطر کسے ہر بیان فریاد
زمین پر بنے نہ دین ہاسخی کی ہم بنیاد ابسطوحِ تمھیں لجا بن گئے بنزدِ بنزد	عوضِ من اسے نہیں ہو سو جھٹا کچھ اور تب اسے ہاتھ کو دیکھو گے تم جہاں تنہید
تھامے ناگہ رکھتی نہیں یہ گفت و شنید نصاقرِ من تھیں اپنے نہ جتیا جھوٹے	خوفِ نہ کہتے ہو تم بیانِ دردِ عا کچھ اور نہ منہ کو قتل سے زمینِ الباکے موڑینگے
تھامے خون سے دامن کو سب جوڑینگے نہ کی حرم کی انھوں نے یہ تشنگی پہ نظر	نہین تلی دل اپنی اس سوا کچھ اور کہ قطرہ آب سے ہو خلق خشک انکارت
غذا کا ذکر تو کیا ہے بغیر خونِ جگر تھکے پیاس سے اسکا بدن کیا ہو کھ	ملی نہ عابدِ بیمار کو دوا کچھ اور بغیر بانی کے ہو جائے خشک جیسے روکھ
لگے تھی جس کھڑی منزلِ من اسے نہ کھو کھ نہ ایک ہنستی کیا کیا ناس سے بکتا تھا	غمِ بدر کے بن اسکو نہ تھی غذا کچھ اور جو کچھ کے تھا کوئی منہ وہ اسکا نکلتا تھا
نہ تنگی اس سے وہ از بس بول سکتا تھا نہ کوئی محرم حال اسکا نہ کوئی ہمارا	بغیر پاؤں کی زنجیر کے صبر کچھ اور سخنِ دلا سے کا اس سے کرے نہ وہ دھارا
کہیں سے گوشِ تلک اسے پہنچی یہ آواز سوال کر کے رواں کا غرض وہ دشمنِ دین	نہ ان نے طعن و تعرض سوا سنا کچھ اور کشان کشان گئے لیکر سے زبردستین
نہ لے گئے وہ نکال آئے اپنے دکا کہین نہ کر لے گئے تو سودا یہ ذکر رہ خاموش	سولے من کے دنیا سے بھیجنا کچھ اور فلک کی پشت سے گذر رہ سامنوں کا خرو
لوہر لک کے جگر کا یہ تار ہو جوش کراؤ کی جہنم سے جز خونِ جگر بہا کچھ اور	

مرثیہ بجناب حضرت قاسم

نئی نہ بشاردی بیاہ کی سکی تو نے فلک اٹھائی ہے سر چھپاتی نقائے بین فریاد و فغانِ شنائی ہے	کس نہ کھیاری کا ہو جایا کس دکھیا کی جانی ہے سوزِ جگر ہو آتش بازی ہر ایک آہ ہوائی ہے
آرائش کے تختوں اور پر بہا ہو مین بہنِ شمع و چراغ عجب طرح کا وقت سوازی نوشتہ آ کے بھولا باغ	اسکے بدلے یاں ہر ایک کی چھاتی ہیں گھول لٹ روشنی کے جھاڑو کے بدلے گھر کو آگ لگائی ہے

رہن تن سے جوئے خون ایسی عزیز دیکھی ہی	کیا جواب اسکا کوئی دس جب کوئے یہ کی
جب فلک نے موثرین طمع وہ دکھلایاں	اب تاسا نکھو نہیں بھاری کیونکہ بینائی رہی
بہنیں جیتی آئیں سر بھائی بھتیجیوں کا گنا	طعن اگر وہ یہ کرن ہر تو ہم بولیں سو کیا
بچ چلیں دانے بھاری ہو جان پر چھایاں	منہ بھارا دیکھنا ہلکو نہیں یاں ٹک روا
کھوکے وارث سب کے اک عابدی کوٹھنے کی بچ	طعن ہر سب درست انکے نہیں لیکن یہ سچ
ورنہ وہ کب جوے یا یذا میں جن نے پایاں	وہ شکش زندگی اپنی ہی سے آیا ہے نہ
پر اجل اسکی حفاظت کو ہوئی اوس پر لعن	کس یقین تھا ہلکویں جیتا پھر کیا عابدین
بچھ کو کیا جائے کیوں وہ جھائیں بھائیوں	لیگے کر مل سے جون ناشام اسکو اہل کین
کردن اور پائونہ اپنے طوق و پیر کیا نشان	دیکھ لے کوئی رکھے ہر آج تک وہ ناتوان
دیکھتے ہیں یہ کین ہم خج کی دکھ پایاں	اور تپ بھی اسکو نہ تے پیادہ بھارا وان
اڈٹوں پر بیٹھے تھے ہم اور اٹھ میں اسے ہمار	یادن کے سر پہ نہ جات تھا وہ دلفگار
نوکین کا ٹوٹتی بھری ہو ہو ہی میں دکھلایاں	پشت پاپنے سے ہر منزل میں ان نے بار بار
وہ مریض ناتوان جاتا تھا منزل نشہ لب	صبح سے ناشام تھا اس پر کچھ رنج و لعب
بر چھپیوں کی آبدار انیاں اُسے بتلایاں	گر سیاہ شام سے پانی کیا ان نے طلب
پیماس کے ماسے سے ہر بار آجاتا تھا عش	بسکہ اسکو ہاتھ سے تھی غالموں کے کشمش
بوندین شک لینے کی منہ میں اس کے ہم ٹیکاں	رد کے ہلکوجب بھارا وہ کہ بھپیوں لہٹش
پکے ہون سیراب اور اس سے کو وہ خانہ خراب	پانی ہر وہ سے کہ جسکو آدمی سے تادو اب
تھے مسلمان وہ خدا ناترس ناتر سائیاں	نہجین فرزند محمد کے نہ دینے میں ثواب
لاکھ اذیت اس سوا خواہان تھی اسکی جانکی	بیاس کی حالت تو یہ تھی اس جگر پر یاں کی
واسطے غارت کے جب خیمہ پہنچن دھایاں	اور ہم اپنی مصیبت کیا کین اس آن کی
مجھے ہم کیا فتنہ محشر اٹھا سوتے سے جاگ	آئی ہی تھیوں نے دی جو بچہ کر حیمے کو آگ
پھنس مرن آسپین تھا نزدیک یہ گھر امان	یکے لڑکے بالے مستورات خلیں دانے بھاگ
نے زرد زور نہ چھوڑا جس سے کلم بیکار	دست بردو اس طرح بھر کرنے لگے وہ نابکار
وقت رخصت بھائی لے جو چاہیں اڑھوٹاں	آخر ترش ان چاہ دیں تک بھی سروتے ہا تار
لائے وہ لمون بارے شامیان رویا ہ	بدلائان اڈٹوں پہ بھلا ہلکوں کے قتل گاہ

کے دیوان سرپٹ کے اپنا لوگوں سے ہے	بلا نیکو مجھ دکھیا کے کیا کیا بات بنائی ہے
کیا جائے کس گھر پر کس ہو کوئی بد وہ بیک تھا کھا	دھوپ تھکے تن پر تو بایں گل کے رو کو ٹھولی چھا کھن
نہیں ہو معلوم اب جگو کچھ حال تھا ریکار یوں	جلد بدن کی ڈھاری یا بانی بن مر جھانی ہے
گل سا تو کھڑا تھا تیرا سبل سے تھے تیرے بال	سو جھا بوجھ کا پیاسے انکو ہم کرے میں خیال
حسن تیرا ایسا ہی تھا پر کیا ہے اب میرے لال	گردن کو وہ شکل نہ بھائی یہ صورت خوش آئی ہو
میں دکھیا جاگس سے پوچھوں کون تھا ہے ہائے پھر	میں میں میں ہوں واقف دھونڈنے جاؤں کو کو
نکلون یاں سے میں کس کو لیکر ساتھ اپنے رہا	لوگ کہیں گے مان قاسم کی گھر سے باہر آئی ہو
کو نہیں کس سے بہت کی ماری کون نہ مجھ دلی ہر	گھر سے تو باہر آئیں تو شرم ہوئی ہے دامنگیر
جو دکھ میں تھے اپنے سنگھائی تھانے سے بھا کر تیر	خبر تیری لائے سو کس کو ایسی ہر پرانی ہے
میکل میں ڈالے تھے تیرے لاکھ طرح کے میں تعویذ	بڑی گھڑی کچھ کام نہ آوے جو حفاظت کی کچھ چیز
تجھسا بیچہ مارا اٹھوں سے سب ملکہ جو تیر وہ چیز	قتضائے ہاتھ ایسے تیری گردن اب کٹائی ہو
عرض کہ جدم مان قاسم کی رودر کرنی تھی میں	حلق ت چاروں عضو کی سیاب کی صورت تھی میں
لمو نہ جبنے برسا ہے ایسے تھو وہ کس کے میں	ان باتوں نے دنیا علم کے دریا بیچ ڈبا ئی ہو
بھیج درو دبا ال بنی پر سودا کر تو ختم کلام	روئے بہت اس نظم کو سن کر تھے وہ محل مام
ساتی سے کو تر کا لیکر بھرا ہوا ایسا ہی جام	آنکھ ہلکے کما آنسو سیتی جیسے بھر بھرا آئی ہے

مرثیہ بنجاب حضرت امام حسین

کر بلا سے شام ہو کر جب مدینے آئیاں	زینب و کلثوم و ولون فاطمہ کی جا بیاں
رودر و کشتی تھیں کہ طعنہ دینا کون ہسایاں	کھوے کے سائے وارث اک بد کو جتیا لایاں
دیکھ کر جگو ہی آپسین بولین گے وہ لوگ	کیا دلوں کو آگ لگا یا ہو اٹھوں نے عم کار وگ
کہلا جا کر بھیتے بھائیوں کا اپنے سوگ	تحقیات اہل وطن کو واسطے لیے آئیاں
تشنہ لب بھائی کو جہنم ذبح دریا پر کیا	اور پھینچوں سے تڑپ کر اٹھوں آگ جی دیا
رات باقی تم نے اسدن جبنے کی خاطر پیا	حیف یہ کچھ دیکھ جتنے کر نہ تم شرمایاں
جگمگ و بلند و ملی لائیں تم نے دیکھیں خاک پر	اور نظر آئے گئے تلو جگر گوشوں کے سر
کیونکہ تم جیتی رہیں وہ گل ملی نکلیں دیکھا	نیز دن او پر تابش خورشید مر جھایاں

ہاتے کچھ بیٹے کی حالت سے بین غافل مر لہی	کیون نہ آئے اب تلک امویں ہے شیر خدا
کیون نہیں لیتے خبر پیادوں کی اس جنگل میں آ	کیون نہ پانی لائے ان ساتی کو فریسا لیاں
حضرت زہرا تری امان فی کیا یہ ماجسرا	پیاں سے مرینکا فرزند دے ملے مطلق نہیں سنا
کیا عدن میں جا کسی حور و ملک فی بین کہا	بتلک آئی بنین زہراے اطہر سائیاں
دیکھیں کچھ بیٹے کو جو مرنے جلا ہے رہنیں آج	عجب ہو کو دیکھیں ہوگی رائد جو اس بین آج
دیکھیں معصوموں کی روحوں کو مسافر بنیں آج	دیکھیں گھاٹی آ کے ہوں خاتون محشر سائیاں
دیکھیں آکر کس طرح اکبر مر مارا گیا	کس طرح ہو کر وہ زخمی جو رگھوڑ سے گرا
بے کفن بے گور، ہر خیمے کے اندر وہ پڑا	جسکی صورت تھی بلا تشبیہ ہمیں سائیاں
وہ شاہت انگنی ثانی اور لہوین اٹ گئی	ہائے تن پر سے پکایا گردن انگنی گٹ گئی
اُسکی حالت دیکھ کر میری فوج جاتی بھٹ گئی	رات دن ہوں لٹکے غم میں خاک ہر سر سائیاں
پھول سا کھڑا پکایا اسکا کون کھلا گیا	بند بند اسکا برنگ شاخ گل کا مارا گیا
کیا برادران ہائے عجب مان کو نہیں دکھلا گیا	ہائے یون مارا گیا جب کردہ دلبر سائیاں
دیکھیں آکر اپنے پونے شیر خواہ کی طرف	دیکھیں حق انگنی من کھپ کے گذار کی طرف
دیکھیں اُس معصوم کی تقصیرات کی طرف	دیکھیں اور کہہ کہہ کے رو دین دی ہو فرسائیاں
ہائے اب جھوٹے بین لیکر جھلاؤں گی کہے	ہائے بین تو پی شلو کا سہی بیخاؤں گی کہے
ہائے بین دودھ پلاؤں کو جگاؤں گی کہے	ہائے ککو کہہ پکاروں جان مادر سائیاں
دیکھتین اسکی غمی سی گردن کے دھل جائیکو ہائے	دیکھیں اس بچ کو لو ہو بین نہا آئے کو ہائے
دیکھیں آکر میری پھر چھانکے پو انیکو ہائے	پار ہو گدی سے اسکی تیر کا سر سائیاں
ہائے وہ بالی سکینہ پیاس دی جان بسب	مرتی ہو پانی کی خاطر بے ستم ہو غضب
جیہ پر اسکی ہن کانٹے پڑ گئے یکمنت سب	ہر کوئی ساعت کی نہان اٹھ دھڑ سائیاں
اکت طرف شافی کتا عباس دی خیمے کے پنج	لاشہ اکبر کا ہو اسکو باس ہی خیمے کے پنج
سخت دہشت ہو غضب سواس دی خیمے کے پنج	ایسے جیہے کو تواب مرنا ہے ہتر سائیاں
منشک لیکر کیون گیا پانی کی خاطر ہو غضب	کیون نہ آیا وان سے وہ جیتا ہوا بھر ہو غضب
کیون گیا ان ظالموں کی فوج میں گھر ہو غضب	کیون کٹا کر شائے آیا وہ دلاور سائیاں
وہ صوبہ بین لاشہ بین دی گور دکن عربان پرے	خاک مانی بین انی لو ہو بین سب غلطان پرے

جا پڑی جدم ہاری جانب مقتل نگاہ نہ کیا کمون آگے غرض کے سرانے نیزون بہر اور یقین وال ساری خاک خون میں ڈا کر ظالمون نے یوں تم مہمب کے عزیز و پیر کیے لعنہ زن کا جرم کیا اگر ایسے کو لعنہ دیے ہیں سزاوار اسے ہم جو دین وہ لعنہ بار بار مرگ کو دھونڈھا کیے پھر دن سے ہم سر بار بار اس طرح با ہم وہ کتنی تھیں بچشم خون نشان ساموئیلین مابین سودا نہ کر آگے بیان	سب کے لاشے نام لے لے کر ہمیں بتایا حضرت خیر البشر کے جو تھے ولہند جگر اپنے خویش و اقربا کی لاشیں سب دفنایا دیکھے کچھ اور وہ دنیاے فانی میں پیچھے کہ زیست نے باتیں تعرض کی ہیں سنوایا مرنے جیتے میں ہیں یہ کچھ کسی کا اختیار تن سے جی نکلا نہ اور لاکھوں بچھاڑن کھایا جو جو سنتا تھا یہ باتیں اٹک تھے آنکروں دان ابر مرزگان فی تو بنو دین خون کی برسیاں
---	--

مرثیہ حضرت امام حسینؑ

بآؤ کتنی تھیں کرن کا قصدت کر سائیاں ایک تو تہا رہا جاتا ہے کیدھر سائیاں تو جلا مرے ہمیں کسے حوالے کر چلا کیونکہ تھیں جہکواس جینے کو مرنا ہی بھلا تھو تھو کا کسا ہو اس جنگل میں ہم کو آسرا رحم ہمیر کسکو آدے یاں بغیر از مصطفیٰ کون ہو جسکو ہمارے حال پر امنوس آئے کون ہو کواس بیت میں آگے کھڑے ہونے آئے تو ہمیں یاں چھوڑ کر جاتا ہو تنہا یا نصیب و شمنون کا ہو ہمارے گرد و لبوا یا نصیب حقیقت تیرے ناما فی نہیں شاید سنی دیکھیں ان معصوم بچوں کی ذرا تشنہ لبی کیا نہیں پہونچی جان میں مر لہنی کو یہ خبر ظالمون نے سب کو اس بن میں رکھا ہو بند کر	مر چکے تیرے تو سب خویش بر اور سائیاں تجھ بن آفت آگئی ام سب کے سر بر سائیاں کاٹ اپنے ہاتھ سے پہلے ہمارا بھی گلاؤ لوٹ لیونگے ہمیں یاں سب تنگ بر سائیاں کون ہو حامی ہمارا یاں بجز ذات خدا کون ہو بخلاف مدینے ہو کو پھر کر سائیاں کون ہو کو لگا چھانی سے پہلوں بٹھائے کس سے اپنا دکھ نہیں پس بن کے اندر سائیاں آسرا کس کا کریں ہم و اور نیا یا نصیب دیکھتے ہیں آنکھ اٹھا کر آج جیدھر سائیاں جو نہ آئے اب تک لینے خبر حضرت نبی مرتے ہیں پیاسے پیس آل پیر سائیاں ہمے سر بر ہو ہمارے ظلم ناحق کس قدر کی علی کی تھل سب اولاد اطہر سائیاں
---	---

مرثیہ پنجاب حضرت امام حسین علیہ السلام

آج وہ دن ہو کر سب اہل بنی ہاشم روتے ہیں	خاک بن مور جہاں دیکھو تو وان روتے ہیں
آؤ کیا کوئیں حواس اور نہ نبیوں میں ہوش	سزنگون گر محمد کے ہم دوش بدوش
عش کر حورین تو دیکھیں یں دیوار کو پشت	اور روح الامین افسوس کے مائے انگشت
شرح اس غم کی سی طرح نہیں کی جاتی	لکھنے بیٹھے ہیں تو کاغذ کی پٹھے چھاتی
ہوا وید اور دست فلک دون پرور	صورت کار جہاں دیکھ کے سوزینزون بدر
جو بلا بر میں محمد کے سوا سکا تن پاک	اسکو دیا اہل حرم کر کے گریبان کو چاک
اسکی عترت کو کہوں کیونکہ میں لٹنے کا حال	پاک کرنے کے لیے شک بھڑا رد مال
روزِ نسب پیتے ہیں وہ خون جگر کر پیالے	ہل میں بندھ جاتے ہیں اس جاریہ لو کو تھالے
نہ کوئی مونس انھوں کے نہ کوئی ہے مخوار	ہر دم پینے کی طرف لاکے یہ دن میں صدار
یا نبی اپنے بیٹیوں کی جبر لو آ کر	گو غم داغ اشفاق سے بوجھو آ کر
جسکے بن دیکھنے نہ تھا ایک گھڑی لگو بین	رن میں بجان تمھارا ہر سودہ نور العین
خجرا اس بیاسی کی گردن پہ دو دھارا پود بچا	پانی میٹھا نہ اسے اور نہ کھار پود بچا

سب بزرگ و خرد میں اس دشت میں کیسا بڑی	یہ مصیبت سر پہ پہنچی ہے سراسر سائیاں
تیرے جانیکے الم سے جان اپنی کوئی ہیں	پیشانی میں سر کو اور آنکھوں نے آنسو دہی تین
کوئی دم میں جان سے بچان و لون ہوتی ہیں	زینب و کلثوم ہر اک تیری خواہر سائیاں
ہائے اس دشت بلالین یہ مصیبت تھی دھری	ہائے ہنس و ہنسی قسمت نے ایسی کچھ کری
ہائے روئے ہیں ہائے حال پر جن و بری	ہائے تھا تقدیر میں یہ کچھ مقدر سائیاں
ہائے وہ فرزند میرا عابدین بہا رہے	چار پائی سے جسے آٹھنا بہت دشوار ہے
ہائے وہ مرنیکو تجھ سے پیشتر تیار ہے	ہونٹہ سوکھے اسکے ہیں در حقیقت پتے تر سائیاں
تو سنا میدان کو جب تک امین حضرت مصطفیٰ	یا کہ آہو بچیں نہ اس دشت بلالین مرضا
یاد ہے جب تک بلالین یہیں تھے ان کے خیر انسا	بجگو جب تک چھوڑ کر مت جا و مضطر سائیاں
بجگو یہ تبار تو اس سرور کہ جب نور میں جاگے	دشمنوں نے ہاتھ سے کیسا غضب وان بچھڑ گئے
کون یاں تیری خبر تحقیق بجگو آئنا	نزد ہر یامر گیا بانو کا شوہر سائیاں
آنا ہی بجگو اب میدان میں جانا شتاب	ہائے میرا سب طرف سے ہو چکا خانہ حراب
دیکھیے ظالم دکھا دین اور کیا کچھ عذاب	تھام رہے سر پر ترے سایہ کا افسر سائیاں
ہائے میں بیکس ہوئی اب سب طرحے نا امید	کیونکہ اس جاگہ مقدر ہی مجھے ہونا نہیں
ایک ساعت میں نظر آتا ہے یہ قوم یزید	پیراس میں بجگو پلا دین آب خنجر سائیاں
بجہ کر نیکی بھی دین فرصت نہ بجگو اہل کین	بجڑھکے جانی پر ترے اس کاٹ لے کمر لعین
خون تیرا اس قدر جاری ہو بر دے زمین	جس میں بال دید و بونیکے کبوتر سائیاں
جب کریں وہ قوم ظالم سر تر اتن کی جدا	تب کریں دل میں نماز جمعہ کا قصد ادا
رکھ کے نیز پر ترے سر کو کریں قیلہ نا	پھر کہیں تکبیر سب اللہ اکبر سائیاں
وا اس ظلم و تعدی کی خدا دلوائے گا	یا رسول پاک اس کا مصطفیٰ دلوائے گا
یا دمی اسکا اعلیٰ مرتضیٰ دلوائے گا	فاطمہ لکھوائے گی اس خون کا محضر سائیاں
مر جہا ہے بجگو سو و ام رشہ ایسا کس	سکے پتھر بھی جسے کیا بار پانی ہو بسا
دین و دنیا کے ترے بر لائیں سائے مدعا	حضرت شیر شاہ بندہ پرور سائیاں

بہیمان سلف پر ہوا ہے کیا کیا کچھ	جھٹے چرخ بھی پر نہیں ہے تنہا کچھ
اس امر میں نہیں طاقت زبان ہلا حسین	عوض میں اس کے کسی نے کبھو نہ مانگا کچھ
دیا ہے پھینکے عیسیٰ کو دار رنج و محن	ہوا ہے آ رہ سے دو گہریے ذکر با کائنات
کہ سب ہیں تالبع مرضی حق وراے حسین	تھیں پکتے کٹاتا اگر نہ میں گردن
کہ روزِ حشر کہیں جگہ یوں نہ مختریان	دیامین اس لیے سر نہ پر بخسہ بران
کہڑا ہے آج سوئے حبیب سر نو ہے حسین	تو ابوعین رضاے خدا جہان میں و بان
بنی کی گوہ میں بیٹھے کھڑکے جاسیم	کچھ ہی یاد کر اک روز زمین اور ابراہیم
یہ دونوں آنکھیں ہیں میری ہیں فدا حسین	تو دیکھ دو فون کو کس نے لگے رسول کریم
خدا کے ہو کہ مرگ انہیں سے کہ کس کو قبول	کہ امین تم سنے لے آئے پیام کر کے نزول
کہا کہ لے جسے چاہے تو اوراے حسین	تو دین سوچ کے اسدِ خدا کا وہ مقبول
کرے گادل کو علی کے علم حسین و دیم	جگہ مہر ہی جلا دیگا داغ ابراہیم
کے کی خاطر یوں جھگڑا ہے وراے حسین	بے ٹکی چھاتی حسن کی یہ سنے رب کریم
کہ میں یوں سر و ملن میں امام ابن امام	امور مرتبہ بس مجھ پر ہو گئے ہیں تمام
کچھ اس قب سے یہ کیا معنی دین لاؤ حسین	وے ہی میرے تین ابنی بندگی سے کام
بر ب کعبہ کے جاؤنگا یہی میں سخن	جو مجھے بوجھو بوجھ الامین دیت کے سخن
یہی ہے امر اسطرح سے کٹاے حسین	کہ خلق گر کرے مجھ روم روم پر گردن
گلوں تشنہ سے میرے لہو چو تو چو	یہ جو کہ راہ خدا میں ہوا جدا تو ہوا
کہا کہا کہ دم آب از براے حسین	لب فرات یہ عباس جا مواتو ہوا
کہو تو پانی بھی کچھ حیر ہے دیا نہ دیا	یہی نہ پانی سے تر کر کے لب کیا نہ کیا
سہے رہے کوئی دن تشنہ اقبالے حسین	کیسے ہی بیاس سے شکوہ کوئی پیانا نہ پیا
رہیں گے دھوپ ہی میں حیرہ گولٹا ٹوٹا	غریبی بس ہو وطن کی حرم جھٹا تو پھٹا
اگر گئے تو گئے دن میں دست پائے حسین	تضا کی تیغ سے میں بھی جو آب کٹا ٹوٹا
سان نیزہ یہ سر بھی اگر چلا تو چلا	بھاگ معرکہ گر یہ بدن رلا تو رلا
اگر روئی تو زدنی کر کے ہے ہاتھ حسین	مرے لہو سے جو زینب نے منہ ملا تو ملا
برہنگی تو ہر تن پر تباہی نہ رہی	زمین ہی بس ہو پھونار دار ہی نہ رہی

حال یوں دست نظم سے ہمارا ہوا بچا	دیکھ جنگل کے ہین جانوران روتے ہیں
نہ رہتی باقی ہر اصغرین نہ اکبرین دم	اور قاسم کی کہین کیا جو ہوا اسپہ ستم
رن میں بجان پڑے اُنکے تن نازک در ہم	دیکھ کر زخمی شمشیر دستان روتے ہیں
آقربا اٹھے جھٹکتے بزمیر شمشیر	نہ رہا ایک کبیر انہیں سے نے ایک صغیر
دیکھ دیکھ اُنکی بڑی خاک میں یونین ہم اسیر	ابری طرح بفریاد و فغان روتے ہیں
بلکاس دشت میں اگر وہ حق اپنی پلڑے	چور زخمی ہو بدن خاک میں بے سر ہن پڑے
ہم مصیبت زدگان قتلہ اُن کی میں کھڑے	تن پہ ہر لک کے جون نوحہ گراں روتے ہیں
بہر رخ کی ہر عداوت کو مین کیجے سیر	دستی سیراب ہیں جنگل میں ہوا میں ہیں طیر
اور فرزند تھکے جو ہیں سو آب بغیر	لب دریا وہ کھڑے تشنہ لبان روتے ہیں
دین کا جسے خلافت کے تین دعوائے	اسکی اولاد کے سر پر یہ ستم برپا ہے
پوچھتا ہو جو کوئی تپہ مصیبت کیا ہے	دشت غربت میں پڑے بو طنان و قریب
کربلا سے ہمیں جاتے ہیں لیے شام لعین	ہاتھ سے ہمو ستم کشون کے آرام نہیں
کرتے ہیں خاک گئے سر پہ اتر گہ بزمین	گاہ ہم چڑھکے بہشت شتران روتے ہیں
مزعن اب کہتے ہیں اسطرح کہ دھما اہل حرم	تھر تھراتے ہیں پڑے سُن کے جسے لوح و قلم
دیہ جن دملک خون کردل کے ہیں غم	روز و شب نحت جگر آدمیان روتے ہیں
اس ارادی پہ تو کر ختم اے سو وایہ کلام	کہ تجھے حشر میں بخشائے وہ مظلوم امام
شام کی صبح تلک صبح کے لیکر تاشام	اُسکے عالم میں اسے عالمیان روتے ہیں

مرثیہ جناب حضرت امام حسینؑ

بدن پہ زخم ستم رن میں جب اٹھائے حسین	گرس بردے زمین پشت زمین کا کرد حسین
اٹھائے سر کیا بت کہ لے خداے حسین	جو کچھ کہ تیری رضا ہو سو ہو خداے حسین
چنانچہ یوں اکر وایت کہ بعد قتل امام	دیا یہ نقش کو ریح الایمن نے اُسکے پیام
کہا کہ حق نے یہ سو گندہ مجھ کو بعد سلام	جو کچھ سین کے دون میں خون بہاے حسین
دیا جواب یہ اس نقش نے معاذ اللہ	وہ مین ہوں خاک سے جسکے جو سز بجا گیا
اُسکے اور اُسکے تین کاٹیں بھر کے یہ گمراہ	تو کبریا مئی سے اُسکے نہ منہ پھراے حسین

یہ سن امام سے حج الامین نے بھروسہ کر دیا	چلا یہ عرش کو کتنا ہوا بروئے سرہ
حسین جان گرامی خدا سے امت کر دیا	رد است امت اگر جان کند فدا کے حسین
بجی شاہ شہیدان ذبح تیغ سے	آئی غم نہ ہو سودا کو چھٹ حسین کے غم
نہ ہوئے چشم بھی اس کی بجز حرم غم	جو بعد مرگ ہو مدفن تو کر بلا سے حسین

مرثیہ حضرت امام حسینؑ

جسکو دیکھا زیر فلک غم سے آج گم رہے	اب جو صورت نظر پڑی کہ خاک کی ٹھہری سر پہ
بھگیا ہوا غنائب دل سے جسکا دامن کیا نگاہ	جسکی اشک آنکھوں سے چلے ہی تخت جا کر پہنچ
غصہ کرو دیوار سے دیک جس گھر کو فٹانے بیچ	بھرا ہوا ہو سے سر کے اشک ہر اک تھیرے
آہ و فغان سے بھری ہوئی ہر گز گز کی گلی غلی	جوں کو چہ زنجیر کا ہوئے یوں شیون اب گھر گھر
غم نہ کر کس کا جی بن بکا بہترین برہنہ شاہ دنگدا	بڑے ہوئے مائی میں کیا ن شکل کلاہ و ہر نہ
ماہ رکھے ہو داغ جگر پر مہر کے دلوں کو تباہ	جتنے ثوابت ہیں سو حیران جو تیار ہوا مضطر ہی
آمد و شد شادی و الم کی راج تھی یہ سب زمین	خوشی کے انیکو اب دلیں یہ غم سد سکندر آئی
سو چون ہوں یہ دلیں اپنے غزا کی کسی جس سے	چھوٹے سے لے ٹوٹ نک احوال بھوکا بد توڑ
ایسا کوئی اور نہیں جو جی مصیبت یوں ہو	گم رہے جس کا باپ علی ہو فاطمہ کی مادر ہے
سو مصیبت جان بیاں کی نہیں و اعدا سستی	پیدا وہ بانی پیاسا اسکے خون کا سارا لشکر ہی
ظلم کے دریا میں کیوں یار دُوب گیا ایسا نصیب	حال یہ جسکا سنو ہو تم سوا بن مانی کو شہ ہے
بانی آج جاگے پیوں مور و تلخ بسمان لہر	پیاس کے مارے ان جیب انکی طاق و دین کا بھر ہی
قطع ہوا ہر تن پر اسکے مظلومیت کا جامہ	واسطے اُسکے تیرے لیکر بیخ و تیرا بھر ہے
ایک تن تنہا کی خاطر تلخ حربی ہوئی جمع	مہر تلے کیا آج تھنا کے قتل کا اُسکے محضر ہی
تیر جو بیٹھا سینے پر اسکے جو روحانی چڑھنے گمان	ایہ صحر تو سو فارسی چکا بجالا سرے بباد دھڑ
تیغ و تبر کے زخم نہ کا میں حال لکھو کیا ہے ستم	سر سے لیکر تا بقدم سب ٹکڑے ٹکڑے بیکر تو
خبر کا کیا زخم نہ تادوں اب مصیبت و اد بلا	قمر کیا ایسا لکھ ان کے جسکے سبب بیکر ہے
فاطمہ لیکر جنگلوں میں کہے کیا ممت کی بات	سودہ خاک کے اوپر یوں اب لے بال شجہ بستر ہی
دودھ سے دھو دھو پالا جسکو ظلم نے تاساں سال	سو پرچم اب نیزے کا وہ ہر بیوے منہر ہے

یہ خاک و خون بھی فرشتے کے لیے حسین	جو چیز کام سے ہوا سوار ہی نہ رہی
تو یہ دعا کی کہ تو سرخ رو کی روز قتال	اگر مرا ہے محاسن بھی لہو سے لال
کیسے طرح نہ لگی اس سخن سے رب حسین	جلال ہے کہ سمجھتا ہوں اور کا عین جمال
وہ ہے بن ظالموں نے کاٹے یہ نیرے پر	مرے ہر ایک موالی کی آج صورت دوسر
ہے سر بلند دو عالم میں آشنا حسین	یہ وہ کہے کہ جواضافہ پر رکھے ہے نظر
وطن جو ہو گئی بیوہ تو کچھ لال نہ حسین	ہوئی جو شادی قاسم تو کچھ خیال نہ بین
کہ حرف شکوہ شکایت زبان پر لائے حسین	بجز سکوت پر اس امر میں مجال نہ بین
ہر اتھوان ہو تبدیل یہ صغیر کا	نیام تیغ ہو کر عضو عضو اکبر کا
حقوق حق نہ کھجور دل سیتی بھولا حسین	لکھے میں طوق پڑے عابدین کو من بھر کا
تو خوش ہوا اُسے یوں دین لینے کے خیال	ہو چھوٹ بھلی مرے تن سے ایک تیر کی مجال
زبان تازہ ہوئی خلق از برائے حسین	کر دنگا اس ہی پہ میں شکر قادر متعال
کھلا وہ زخم بدن پر شکل دست قضا	ہو زخم تیغ کا اُس آن پنج مجھ پہ لگا
صلوات اس کی نمک ہوا اگر تو اپنے حسین	تو میں بھی کی بنجاب خدا یہ استدعا
یقین ہی جانور بیچ الامین نہین یہ بعید	غرض کہ ایسی ہی لذت اٹھائی ہو کے شہید
بجائے بنہ اگے خاک سے فٹائے حسین	بنے جو داس اگر ٹوٹ کر کے تیغ بزد
فوج تیرے کا میں نے ادا کیا ہے قرض	مری طرف سے کر دو جگے جبریل یہ عرض
دیت لی تب کی سر پہ کو جیٹائے حسین	ادا ئے دین پدے پسر یہ کرنا فرض
جو عرض میں کر دن ارشاد ہوے بار دگر	کہا امام سلوح الامین نے اسے سرور
شہید تیغ ستم دہ جو ہے سوائے حسین	دیت یا نہ تین دیوے خالق اکبر
دیت کے دینے میں لگے مجھے نہ شادی و عہم	کہا امام سلوح الامین نے بھر احمدم
اگر ہوئے تو ہوئے غولش از اقرابے حسین	خدا کی راہ میں اگر قاتل تیغ ستم
نہ فکر بی بی کا دل میں نہ غم جوانی کا نہ	نہ درد بیٹے کا جگہ نہ دکھ ہے بھائی کا
حسین اُس پہ خدا سے یہ سب بڑے حسین	ہر روم روم تصدق ہے کبریائی کا
دیت ہی دینے میں حق کے اگر غوثی جواب	بجے تو عین ہی راحت ہوا یہ رنج و تعب
تو ہو یہ امر کہ امت کو بخنوا سے حسین	ہر اس عطا سے بھی منہ پھیرنا کہ سے ادب

مظلوم کی تیغ سے کرل کی زمین کے اوپر	سویا لو ہو میں بہا آج حسین مظلوم
سب میدانین میوں کا پڑا ہے نیارا	مکڑے داماد کا دیکھو تو بدن ہے سارا
ادسکا بھائی لب دریا پہ پڑا ہے مارا	لے عزیز دن کو گیا آج حسین مظلوم
راوی لکھتا کہ جب چور ہو وہ زمین لرا	کہا گھوڑے کہ جا کہ یہ سوئے زین عبا
امر بر خالق اکبر کے ہو راضی بر صفا	کر گیا جان فدا آج حسین مظلوم
جس طرح سے ہو راضی لی تو راضی رہو	گدھے سے تیرے رنج و محن سب سیو
گاہ میں حزن شکایت نہ زبان سے کیو	یوں بچھے کہ گئے گیا آج حسین مظلوم
تاج مرضی حق میرے الم میں رہو	جو بعدی ہو تیرے سر پہ اسے تو سیو
اور دعا دستوں کو میرے وطن میں رہو	یہ سخن کہ کے ہوا آج حسین مظلوم
جانا قسمت سے اگر ہو مے دینے کو تین	یار اور دوست کی کیو تو مر واپس آئین
سب جیسو نکو کیا کشتہ اعداے دین	کہ سلام اور دعا آج حسین مظلوم
بوجھے گر تجھ سے سیکھ نہ بابا آیا	کیو میں منزل مقصد میں لے پہونچا یا
بھیرے کیو جو نہ مانے وہ ترا بتلانا	رہن جا تھو رہا آج حسین مظلوم
کیو زینب سے سیکھ نہ کو کیا بگو پیار	اسکے تم درپے دل داری ہی رہو ہر بار
تم ہوا اور کوئی اسکا نہیں اب غمخوار	اُس سیتی دور پڑا آج حسین مظلوم
اس وصیت کے ہوا بعد جو مقتول ہوا شاہ	بھر جبین لو ہوئے لی کھوئے لڑنے کی راہ
یوں زبان اپنی میں کہنے لگا وہ بھر کر آہ	گیا گنوا کے گلا آج حسین مظلوم
ہو گیا دیکھ اسے عرش کا حرم میں آئین	کہ نظر لو ہوئے گھوڑی کی بھری ہوئی جبین
رورو کہتے ہیں حرم اس کی آباد از حزن	تین کمان جا کے کھو آج حسین مظلوم
بولی زینب کہ جبین پر ہی ترے خون کسکا	جلد کدے تو بچھے اب یہ لو ہو جس کا
بولا گھوڑا کہ نشان خاک میں دن اب کسکا	پشت سے میری گرا آج حسین مظلوم
خلق کے کٹنے میں اسکا جو ہوا خون روان	میری پیشانی پہ اس کے ہی لو کا ہر نشان
وانے کہنے کو وصیت کو میں آیا ہوں یہاں	ہی پڑا خون سے جا آج حسین مظلوم
سب گھوڑے سے وصیت کو حرم میں بر پا	ہو گیا روز قیامت کا سا اس دم عوفا
تاب آگے نہیں سووا مجھے بولوں سو کیا	حیف یوں جگ سے گیا آج حسین مظلوم

<p>اسے تو دون پکس کو راکھ کو کیا، کیون تا لرج برگ سے گل کے تلوے نازک تر بہن کے وہ سہا اسکے سوا اک اور مصیبت پہلے اسکے کام کام نہیں گذرنا اتنا سرگرمی میں اہل شقاوت کے جانی بہن جو خوار و زار اونٹوں کی پشت پہ محل جنھوں کی جانب بائیں اوجھ سے نہ کی ماکے کھجور نگاہ شام لیے جلتے ہیں اُنکو اس صورت کو اوستم پرے پہلو تنناٹے بکارتین ہک ہمسای اہل عناد کون ہو ایسا رحم کرے جو مالہ نکلے آجے دن غرض جو کچھ گذرے ہو اس پر تاب کے ہو سننے کا عقل فلامطین جگر میں ہو کون اس جو کجای موجد اشک کی جاگہ خون کے نظروں ہر کجیم کر گئی بہن</p>	<p>نہ بیٹے کے سر پر چہرہ نہ بیٹی پر چادر ہے پلے بہن نہ جاتا ہے ہر خار جنگل کا شتر ہے دھوپ کی شدت سے بہن کن کرے زمین پر اٹھ کر قتل کیے سب بہن باقی ایک سبط بھیر ہے کوئی بان انہیں ہو اسکی کوئی اسکی خواہر ہے صورت دوسرے ان لوگوں کے لئے متعہ چادر ہے کوئی نہ اب مویش ہو انکا کوئی نہ انکا پادر ہے نئے تاثیر نئے نئے الے میں نے فریاد موثر ہے کس کے کہیں وہ درد کو لپے دادیں کجا درد ہے بس تو اب خاموش ہو سو و احالت مبر کی تہر ہے جو ظلم اس پر آج ہو ا مقدر فلک سے باہر ہے خوب زلا یا سب کو تو نے اسکی جڑے اکبر ہے</p>
---	---

مرثیہ

<p>کیا ہوا اے خدا آج حسین مظلوم کشتہ تیغ جفا آج حسین مظلوم کھنے سے کوئیوں کے کرب و بلا میں آکر تیغ اور تیر کے زخم اپنے بدن پر کھا کر مکر سے شامیوں نے اسکے نعین بلوایا آخر الامر سر اپنے کے تئیں کٹوایا لڑنے میں دامن سبھی جو کوئی جاتا ہے مکڑے اسطرح کوئی آپ کو کرواتا ہے لاڈ کی بات بنی جن کی سدا سنا تھا جسکو آفاق حسین ابن علی کستا تھا وہ جگر فاطمہ کا اور علی کا دبیر</p>	<p>آشہ کربل میں ہوا آج حسین مظلوم کس جگہ ہو گا تیرا آج حسین مظلوم خوش فرزند و برادر یہ سبھی کٹوا کر ذبح خنجر سے ہوا آج حسین مظلوم قول و فعل انکے سے وہ کرب و بلا میں آیا کھا گیا ان کی دعا آج حسین مظلوم یوں بھی ہوتا ہو کہ لڑ بھڑکے وہ پھر آتا ہے ٹھور جو نر نعین رہا آج حسین مظلوم رات دن دوش مبارک ہی پر جو رہتا تھا اسکو عالم نے کہا آج حسین مظلوم خاک پر دھوپ میں فن اسکا پڑا، کبے سر</p>
---	--

یہ ساتھ ایسا رفت کوئی سنبھالے اس نا تو انکو آکر
 سکیستہ دختر جو لگی ہر سو مو کر آنسو رو در کر اب
 سوا داسکی ہو مصیبت اب اپنے بارو کیا کو نہیں
 کہیں بہن زینب کن یہ ہر دم طوفان کو منہ کر اپنا
 سوا تھا ہے بہن اب ایسا کہ جل کو یہ مصیبت اپنی
 زمین کر بل کی آل تیری کیوٹے اب ہوئی ہر مسلخ
 ہر تخت دل امین کوئی تیرا کوئی تیرے جل کا کلاڑ
 بڑے کھڑے لظالموں نے حیات کھانہ چھوڑ تلک ہمارا
 انھوں نے امت کو کہا کہ تیری علیہم ہم کیا ہر امتو
 غم نہ زینب یہ باتیں کرتی تھی رد و مشکل شاہ بین

نہ ساتھ اس کے عشا ہر ایسا چلے وہ جکے ذرا سہارے
 سر پہ بابا کا دیکھ نہ رہا بابا بابا کہ کجا ہے
 ہنوز تکی ہو خون کا نونے بن کر پینے کو ڈارے
 خبر ہماری لویا محمد بنین کہ تم بہن کوئی ہمارے
 جو دلی وارث تھو تن انھوں نے بڑی بہن میں سر و نیاز
 کہ اس جگہ میں ہوں میں تیغ ستم کی اگر بیج سہارے
 جتنی لو تھیں بڑیں بہن نہیں تیرے سب میں عزیز کیا
 کیسے ہو گئی یہ شقاوت جو چھہ سے کا طفل مانے
 یہ روز عشر میں منہ کو انہوں نے دکھاؤنگی جگہ خاک ہارے
 رشک گزرا تھا یونین بن کے ملک کو تو میں جوں سارے

بہن کے خاموش ہو تو سو وا زیادہ اس میں ہر کجا
 کیسا کینک کہ اس بیان کہ ہو تو میں ہیوش سزا ہے

مرثیہ منفردہ

کیا نظر بھر بھر کے دیکھو ہو محرم کا ہلال
 تیغ غم پیچھے ہوا ان نے جس کو نہ پہ خلق کے
 آب ہر آتش نشان بھین کہ ہر اس تیغ کا
 داغ بستیج خاک پاک ہے ہر داغ اشک
 موجب اس غم کا نہ پوچھو محسوس کی بارو کہ میں
 سو تو بولی آب فے ظالم صدف کو کام میں
 سننے والا اس سخن کو شرط الیاسی بہن دور
 روز عاشورہ بھی کچھ کم روز عشر سے نہیں
 گوش تک جبریل کہ پوچھی یہ جتنی جلی صدا
 یا رسول اللہ وہ کیسے بھون آغشتہ بہن
 شامیان کہتی بہن سرترہ پر کھ ازراہ طنز

یہ مینا وہ ہر باہر جس کو در گردان ہر سال
 پہنچے شکر گان کی ہوا تو ہر انوار کی ڈھال
 دھم کے ہر ہم دون پر زخم شعلہ کی مثال
 قطرہ جو گر تپے آنکھوں سے ہر از گرد لال
 کیا کہوں تاثیر دور آسمان بد خصال
 تشنہ لب مر جا میں زمین سانی کو شکر لال
 پہلے آب سرد گر آنکھوں سے آوے انفعال
 دین کا خوشید دنیا کی کیا وقت زوال
 آج رو رو یوں بکارتیں ہر سر بخاک ڈال
 دیکھنا جکا عبار آلودہ تھا چہرہ بال
 بار لایا شاخ ہر باغ رسالت کا مثال

مرثیہ

چمن بن آئی ہو کسی یہ رت مر دین سے کوئی نہ سار
جو جیسے اک ٹھٹھ جگ میں آدھ نہیں کھینچ خوشی کو
بحال آئی نہیں ہو کیوں ہی نسیم گلشن میں ضعف غمو
نہن سے تر گھس کے نیند ایسی گئی الم سے کہ پھر نہ آئی
تسام ہر آج یادوں پر کھڑی ہو آہ بھر رہی ہیں
یہ رنگ نالے کا الم کہ ہر ایک بلبل کا تلخ ادب
کوئی یہ سوچ کر یار دوسن کی تلی گوت کا کیا جو سب
معتق نہ لایا کہ بھول ہی کچھ جا رہے تھیں داغ غم کو
لائے مائی میں جیسے پانی لکڑے بھرنے کیو سائے ہیں
نہ آہ گلشن میں سوسہی ڈر کر کو تنہا کر دی سوسہن
بندھی و نہر گس کی لٹکی یوں طرف نہر کی ہر چین میں
حساب کھلاتی جو کھنکھوتو تو کھنکھوتے دھننے ہیں
ادھر جو دیکھو تو صحن گلشن میں ہاڑ مارا گناہ و دین
سنہن ہو جو بوجھ کچھ یہ حالت خبر ہو جلدی کہ آج کوئی
مجھے تو معلوم ہوئی ہو یوں ہی بخش وہ کہ جسکو جب تب
سکھاکوئن پر سولے شمشیر و تبر و نیزہ کو زخم میں یہ
کناہ و مہیا کو بیوا ظلم پور سائی کو شر ادب پر
بگڑ کا بونہ فاطمہ کا بڑا دیون آج حوض خون میں
بڑی دین گرد آکر ٹکڑی ٹکڑی جو خوشی فرزند خاک خونین
سر سکا ان کیو دوسری باندھا جو ظالموں نے سنا کو ادب
سرو نکو مہاتھ اکر سر کے نیزہ نہ آکر کھیلچے میں ظالم
جو ایک فرزند تیغ کین کے عزیز دین اکو کچ رہا ہے
ہو حال اسکا کہ کنگی کو بنیر پانی و تدم تدم پر

ہوا کی چھاتی پہ بال ہر مرغ کھینچتا اس الم کے آرسے
فلک سے گوا غم ہم کو لیا ہو باغ جہان جا کر
پھر مرگ چھڑک کر چمن کے مائی سکھاسکا کہ حساب یہ
کھاتی کر کہہ کے طوطے اسے تھکا کر ہم بد بھی کھنکھاکر
بیک ڈاؤنگ اپنی بگڑی برہنہ سر ہو کر ہیں سارے
کیسی جھٹجھٹش ادب پر کھڑا ہو نوحہ کرے بکاسے
سبب اس اشتعل سبب کا دین اپنے کوئی بچا ہے
تمام ٹکے ہوا کہ اپنا الم سے نوحہ میں نہ ہزارے
چمن میں رد و مکر ات شہم اسطرح کر کر دیگا کاسے
جو لغوہ قمری کا جا کو سینے تو وہ بھی لگ کر ورق آتے
کہ لوتھ جھٹجھٹ خون ناحق کی ہو کھیران کوئی نہا ہے
جو اور غیب کہ اوہ کھلی ہیں کھنکھوتے ہیں ہ انبارے
لوہر کناری کی موج جو کے جاب ہر ایک بیٹا ہے
ہوا ہو بیاسا ستم کو خنجر کونج دریا کے جگناک
رسول کہتے تھے گو دیکھ کرے نقد حق حسین بیاسے
قیاس کچھ تو نہ فلک پر نہ ہوئیے اس قدر ستارے
کہ دھار بانی حلق اسکی گئی نہ غیر از خنجر و دھارے
کہ اسکی رگ رگ کو چھٹ ہے ہر لو کو سر کا قدم پہا ہے
نہ گور انکو دیکھن اب نہ لکھوتا بوت نہ گوارے
کہ جسکو دھو دھو کر شان کر کہ مدام نہت نبی سوا ہے
اسیر انٹونہ اسکے پیچ میں الہیت اسکو سب بکاسے
کوئی ڈاٹا تار اسکو برجمو کر کوئی لے نازانہ مارے
کلیک قطر کی واسطے جو نہن کو اپو نہ پسا ہے

لکھ کر راوی جانوزاب بایں آئین کما بلا کے یہ سرگرد وہ ہاے شام کے تیریں	سوم کے روز شہ دین کے ابن سعدین اٹھاؤ خیمے کہ یان سے مرا سفر، آج
اسیر مین جو انھیں نصف پیاس پانی دو اب آب و نان سے اپنے انھیں نہ باز رکھو	غذا جو چاہیں تو آدھا ہی پیٹ تم دیکھو کہ فائدہ نہیں اسجا مین اُن اُپر ہے آج
کمانیں اسلحے تم سے یہ تانہ مرجسا دین جو ہونچیں جیتے یہ انعام تو تو ہم پا دین	ہم انکو جیتے تو پیش یزید پہنچا دین جو ان مرن یہ تو قصہ ہی مختصر ہے آج
زیادہ اس سے بشر بھوک پیاس سہا نہیں تھکے نفع کی پر بن کے مین رہتا نہیں	کچھ انگلی دوستی سے مین یہ بات کہتا نہیں سخن مرا تو یہ قابل بہ آب زر ہے آج
غمنگہ لگئے پانی حرم مین ملعونان لگے کہنے انھوں پانی تم پواؤ دیہان	پڑے گئے غش ہوئے سب تنگی و خود و کلان کرم خلیفہ کے نائب کا تم اُدھر ہے آج
یہ سنگے عابد ہیما لئے دیا یہ جو اب ہم سے باپ کو جس آب سے کیا سیراب	کرم، یہی جو بلاؤ تم اب ہمیں وہ آب یہ آب ہلکو تو خوننا بہ جس کے ہے آج
ہم سے باپ کے مر نیو تمیرا ہے روز ہمیں جو بوجھو تو یہ آب، ہی ٹیٹ جانوز	بریدہ حلق سے جاری، ہوا کے خون ہنوز ہم سے دل یہ ہر اک قطرہ جون شر ہے آج
پھر آگے اسکی مفصل خبر نہیں معلوم غریب بکس بجائے وہ جو تھے مظلوم	ہوا کہ یا نہ ہوا امدان انکا تر مظلوم کہیں تھے بانی ہمیں زہر سے تھر ہے آج
ندان جتنے وہ مظلوم تھے کہ انکو اسیر سوار کر انھیں اوٹونپہ لوہے وہ بے پیر	جد اجد کیا ہر ایک کے تئیں زنجیر چلو شتاب ہمیں عزم بدیشتر ہے آج
جو گزری اتنے معوبات وہ کمون سولیا تمام روز و شب ایسی ہی گزری تھی ایذا	کہ تھا سرائے پتا باز گشت حشر بپا بیان جسکا سبھوں کی زبان پر ہے آج
سوم کامرثیہ کیا خوب مین نے سو داکما ہوایوں مین ترانام تا بحشر را	دیا، خون جگر چشم سامعون سے ہما سنا ہے جن نے اسکا دیدہ تر ہے آج

مرثیہ دیکر

جب کہا ہو کہ نبی نے زار امت کے لیے
بعد میرے کون ہے غمخوار امت کے لیے

لیچے میں آج ہم اس باغ کا میوہ رسال
 ناقہ صالح سے تو بہتر کہیں ہی تیری آل
 اسکی امت پر خدا کے امر سے آیا زوال
 کاٹ نیری بر رکھا اور تن لیا لوہو میں ڈال
 لیچے میں شام کو زنجیر کر یہ بد سگال
 جس گھڑی وہ قافلہ دار ہوا جائے قتال
 منہ بقیہ کی طرف کر یوں لگی کرنے مقال
 آسان نیچے نظر لگجانے کا کہ احتمال
 آج تک اُسکے نہیں دفن و کفن کا کچھ خیال
 آج رہیں آکے دیکھ اُسکو کہ ہی اُسکی حال
 یوں درخت خشک کا کالے نکولی ڈال ڈال
 ٹوٹ کر تن میں رہی ہوئے تن کو نیا دہ جال
 کمری مگر یہ جید رہن میں جو ہی اُس کو سنبھال
 بعد اُسکے خانہ زنجیر سے ہسک کو کال
 رات دن ہمیں پرسی میں محبت ہی کمال
 یہ روایت رکھ جو کہ نہ ہوں تیری یا سوال
 خون سے سودا ہوئے تزلزل مجلس زوال

اُسپ دھلت لینے کی امید پر پیش یزید
 داد و لودا دی ہماری اب کہ نزدیک خدا
 ناقہ جو مرکب تھا صالح کا سوا اسکے واسطے
 یہ نور اکب دوش کا تیرے تھا جگے سر کو آج
 اہل بیت اسکے جو ہم باقی رہے سواب ہمیں
 لگتے ہیں اکثر کتب میں راویان معتبر
 جا پڑی نفس برادر پر جو زینب کی نگہ
 یہ جگر گوشہ وہ تیرا ہے نہ لانے تھے جے
 تابش خورشید سے سوکے ہی گرد و خاک میں
 خلد میں کیا فارغ البال اسکی حالت ہی تو
 عضو خضواسکا جدا کیا ہے تیغ نے
 کھینچ ڈالے تیرے اسکی کس کو ہے خبر
 آکے جنت سے شباب اب کہ ملا کوشت میں
 اولاً تجھ پر و کفین آکے کہ اس نفس کی
 جلد ہلکو بھی چھوڑا ان ظالموں کی قید سے
 بسفٹہ منی پیسہ برنے کما تیرے تین
 گفتگو سے دختر زہرا سے کہ ختم سخن

مرثیہ دیگر سوم

کہ زیر جرخ سے دیکھو چشم تر ہے آج
 سوم خنی کے جگر کا نگر نگہ ہے آج
 ہی نہ اُس آج بیالے کا رنجی کے ہول
 چین میں جو کوئی بلبل ہی نوہ گری آج
 جگر کے خون سے بھر نہی کھلی کا دہن
 مرنے وال محمد کا خاک پر ہے آج

میں تم سے کیا کہوں یا رویہ کیا سحر ہی آج
 ہر ایک سبت جہان میں یہی خبر ہے آج
 جو بھول باغ بن میں آج سوئیں گی بھول
 صلوات بھیجے ہی ہوئی بھی اُسے ہو کے ہول
 روے ہی سنگ سے سمر آتشا یہ چین
 سواے نا املین باغبان کے لب پہ سخن

گود خالی شہر باونگی بن اصرار کے رہی جان کا خطرہ تجھے زہنِ رامت کیلئے	تجھ کو خونِ مفلوم ہے اگر کے اس بھائی بھی کچھ نہ آیا صد ہزار افسوس ان طفلوں کے بھی
عابدین تنہا جیے گا کیونکہ زیرِ آسمان بے برادر بے پدر بے یارِ امت کیلئے	سوچ رہتا ہے یہی دل کو مرے ہر ایک ان کر دیا اک بل میں اس کو توڑا دی خواہ کچھ بیان
غیر تسلیم و رضا بانی نہ تونے کچھ بحال یاں تلک تو ہو گیا ناچار ہمت کیلئے	جب کیا نانائے بخشائش کا بند و کم سوال نے تجھے بیٹی کا فکر آیا نہ بیٹے کا خیال
سر حوالے کر دیا ان ظالموں کو مثلِ دین ایک ذرہ بھی نہ کی تکرارِ امت کیلئے	چیز کیا قاتل تھے سمجھا تو شہادتِ فریقین ہو گیا راضی رضاے حق یہ اکی میرے حسین
ہیش پیش ان سب کے سر جاتا ہی نیرِ علم ہائے ان حیدر کمرِ رامت کیلئے	میں سوارِ بختیان بی بی حجاز اہلِ حرم تن پر خاکِ خون میں غلطانِ جگہ یہ بھایا تم
مجبو جیتا بچر خنے رکھا دکھانیکو یہ چور سر ترزا ہو نیزہ کی دستارِ امت کیلئے	کاش میں بھی مرقی جسم تو رہا میدانِ بھور سر پہ نہ تو پڑا ہو خاکِ خون کے بیج اور
سر سخنِ ارض و سماں شگے روتا تھا امو کرے جو دین کے سردارِ امت کیلئے	حضرت زینب غرض کرتی تھیں ان یہ گفتگو چپ ہو سو واکب بھلا اس مژ کو تجھے کا تو
جو سخنِ منہ سے نکالا تھا کیا اسکا نباہ ایسی بد اعمال و بد کردارِ امت کیلئے	کیون نہ آخر ہو ہمیر کے نواسے واہ واہ جان تک اپنی گنوا پیدا کی آمرزش کی واہ

مرثیہ حضرت

پڑھائے بھی وہ احوال اور سب کو ٹرھا دیکھا فولے دیکھا نہ وہ جابر لے کر بلا دیکھا	غزیر و رفتہ الشدائین مہنے جو لکھا دیکھا معیت اولیا و انبیاء کی سی نہ کیا دیکھا
عداوت بھائیوں نے کی ہو کیا یوسف کو بھائی سے ہلا کے آئے سے تن ذکر یا کا بھی دوتا دیکھا	تعب آدم نے کیا بھینچی ہو خوالی جدائی سے بڑے بھین تن میں کیم الوب کے مبارکائی سے
کہ اب چشم سے گئے سد اسیر لب حیوان تھے کہ انکی چشم میں نورِ نظر کن نے رہا دیکھا	غمِ قوت سے حوالے یہ آدم زار و گریان تھے اور ایسا بھرمین یوسف کے روتے پیر کنان تھے
نظارہ ہر دار پر عیسیٰ کو ہمت لے چڑھایا تھا	منا سو کا جو کچھ فرعون سر موسیٰ کے لایا تھا

تب نواسے کر آئے اقرار امت کیلئے	سر بھی ہر حاضر جو ہو در کار امت کے لیے
ایک صاحب نے قبول دس زہر کا پالہ کیا	جن نے ٹکڑے سب جگر آنا فنا کر دیا
دوسرے نے بعد ازین غربت شہادت کا پیا	ظالموں پر باندھ کر تر و ار امت کیلئے
کچھ نہ آیا عم اسے اپنے جوان و پیر کا	کر دیا سینہ پیر سب نے جفا کے تیر کا
کر بلا میں آنکھ طعمہ کی انمشیر کا	ساک خویش اقرار با انکار امت کیلئے
آپکے جانی بچتے جب تہ تیغ و تبر	تب لگا یوں کئے اپنا رکھو سر پر بجز
آج فرزند محمد نے کیا ہے آپ پر	سب طرح کے ظلم کو ہوار امت کیلئے
یوں روایت ہے کہ بعد از قتل شاہ کر بلا	خیمہ لٹے دیکھ کر بھر آہ عابد نے کہا
گھر کی تلاچی کو اپنی نور چشم مصطفیٰ	ظالموں کو کر گیا مختار امت کیلئے
اور ہلکا اوقت سر پر چادرین اہل حرم	خیمے سے باہر گئے آنے کی تہ دم بدم
اسے فلک اس سے اگر وہ چند ہو تیر استم	اس سے بھی ہلکا نہیں انکار امت کیلئے
کیا کون لبانیکا اہل حرم کے میں ہوں	یہ ادب سے دور ہو کر دیکھو اس قہر کو طول
بوجھے تھا جو راہ میں یہ کیا ہے فرزند رسول	یوں کے تھا عابد بیمار امت کیلئے
دیکھ کر یابی کے تھا رو کو یوں زین العباد	کیونکہ پیوین پیاس بابا کی مجھے آتی ہو یاد
لیکن اتنی تشنگی سے میں ہوں خرم وہ ہر شاد	جام کو تر کا ہوا تیر امت کیلئے
پیاسے مرے کے فوائد پوچھو اس مظلوم سے	حلق تر جھکا ہوا ہے آب تیغ شوم سے
قطرہ خون جو گر مانی ہے اس حلقوم سے	خلد میں ہو گا گل و گلزار امت کیلئے
جب ہوا اس کار و انکار کہ پر سو گزار	دیکھ کر غش برادر بولین زینب آہ مار
یوں پڑا ہر خاک پر تیغ ستم سے بیشمار	اس تن نازک یہ گھا کر در امت کیلئے
ہوا اگر فرستے ہو وہاں اشکوئے تیر زنگی خاک	سوزن مرگان سے میں اکا سیوں پر لنگال
کیا کروں پس نہیں چلتا میرا دکھان پاک	یوں لایان تجھے تو گھر بار امت کیلئے
ہائے بھائی تجھ بن لب بھر تو میں سب ہم در بدر	کون ہو ایسا کہ دیوے مصطفیٰ کو تیر سر
کر بلا کے آج میدان میں مع خویش و پسر	جو مرادین کا ہے سالار امت کیلئے
غرق یہ خونین بدن تیرا دین بوتراب	یا شفق لیکر زمین پر گر پڑا ہے آفتاب
تجھ سوا تھی اس جفا سے کی کسکے دکھ تو اب	تو ہی سمجھا سہل یہ دشوار امت کیلئے

جنت شادی تھی حسین خون دل شربت کیا تھا	مکونین ملک کی لڑکیوں نے سب کے ہار ڈالا تھا
بکاسے پان دہان پھل کا کٹاری کے حوالا تھا	مقام پانڈان کاٹے سردنگو وان دھوا دیکھا
سکون کیا آہ لے یار وشت سبائیں مجلس کی	جدا سر سے بڑی تھی خاکِ فخنین لاش جس لٹکی
جو کچھ صورت تھی دو لہا کی مصیبت کیا اکون کی	کہ با ایدھر نظر آیا تو دست او دھو ٹپا دیکھا
جھون کی شادی بیکچہ ہو تو انکے غم کو کیا کیسے	جسین ہم سنکے ایسا کچھ تو یار دھو کیا کیسے
پھر انکے عشق میں اربین ہیں ہم ہم کو کیا کیسے	کیا جو غور ہم اپنے تین دوراز وفا دیکھا
بیمبر کا جگر گوشہ برائے آبِ دون ترسے	بہین ہم آبِ سرد اسجار کھین امید کو ترسے
شفاعت پھر طلب کیے گئے عتبے میں ہمیر سے	نہایت کفرم دین سے ہم دل انی کو جدا دیکھا
سویں فرزند انکے خاکِ فخنین ہم نہالی پر	حرم خاک سے پڑھین اور ہم فرشتہ قالی پر
مسلمان بھر کاتے ہیں ہم اس بے لغالی پر	مروت سے نہایت آیکونا آشنا دیکھا
نہ ہونا موسِ ہمیر کو ز یہ جرحِ حسب پر دا	بٹھا دین اپنے ہم ناموس کو پر دھین اور دا
نہ جانین کیا جواب اس بات کا دیو گے ہم دروا	کہ ہم اس امر میں بہر ایک کو دوراز جدا دیکھا
کے انگوٹہ نان خشک دہ بھو کونے دکھ پاوین	اور اپنے واسطے ہم اطمعہ اقسام پواوین
سے بھر صبح کا خطرہ جو بعد از شام ہم کھاوین	غرض اس طرح کے جلے کو اپنے بے مراد دیکھا
محبو چشم تو وہ ہی ہے جو اس دکھ کو کُن رودی	جہا میں دل اسے کہتے ہیں حسینِ فردیہ ہوئے
مسلمان دہے عمر اپنی اسی غم بچ جو کھوئے	نہیہ دین اب ہمارا سا کہ کفر اس سے بھلا دیکھا
ترسے اس نظم پر سووا خلافتِ آبِ زب دہی	سیا ہی یقظم نامر سے عالم کے کئی دھوئی
یہ دستِ آوینا مردش کی ہے مائثریہ کوئی	کہ ہر اک بند پر جسکے درجنت کھلا دیکھا

مرثیہ دیگر

آج روتے ہیں احمدِ جنت سار	ہاتھ ملتے ہیں حیدر کمار
آج ان کے جگر کے ٹکڑوں کو	ظلم کی تیغ سے لیا ہے اتار
راکبِ دوش کا محمد کے	آج لوک سان پہرے سوار
دھوئے جن گیسوؤں کو پیسہ	سودہ آلودہ ہیں گہرِ دو غبار
آج سرِ زند سانی کو تر	لشہ دریا کے جاسوس بکنار

ستم کی تیغ سے صلیح کا تاقربیٰ مین آیا تھا	تن یچی سے ہر اک عضو عالم نے جدا دیکھا
جی جو تھار ہا ہر ان مرضی اسکی مین	صوبت پیچھی کیا یونس کو جا کر بطن باہی مین
پڑی طوفان کے باعث نوح کی شتی تباہی مین	جو گزری ان یہ سوال جہان نے بر ملا دیکھا
خیال آتے تین دلیر اپنے لاکھوں رات اور دین	کہ سختی کے زمانے کا درد اگر ہوا کن مین
یہ کچھ دیکھتے پر ایک نے دیکھا نہ وہ انین	جی کی آل نے جو اپنے سر پر ناروا دیکھا
تعب اک طرح کا ہر ایک پر عالم مین ہو گذرا	کوئی فرزند کی خاطر کوئی بان لک کو رو گذرا
سین کسے کے قابل مصطفیٰ کے گھر یہ جو گذرا	نہ کا تو تے سنلے آنکھوں نے وہ ماجرا دیکھا
انگو مین کاے کو گزری کسی کی یہ جفا سر بہ	کہ ہر اک کو تھہ پر بھائیگی جا اپنا کٹافے سر
سیر کا تن نظر آیا یہ کو خاک و خون اندر	بدر کا سر سیرے لوک نیزہ یہ دھوا دیکھا
کسے سر بہ کا بیگو جہان مین یہ غضب ٹوٹا	بغیر از جی ڈیئے ان طفل ششماہ مین چھوٹا
مرے برادر تو تے کسے یون ناموں کو لوٹا	کہ ہر اک یہ وہ کے سر پہ چادر پیڑا دیکھا
ہو ایسا ستم یو دین کسی دختر و زن یہ	کہ بعد از مرگ والی عیضت ہو ابل شیون یہ
جو بیٹی کا بڑا ہاتھ اس گھڑی مان کو دامن یہ	توان نے ہاتھ بیٹی کا کسی کو ٹھنپتا دیکھا
بن بیٹی کا مان کو بیٹی کے عریان نظر آیا	سر ماور بھی دختر کو برہنہ دان نظر آیا
سین کو بھائی کا تن خاک پر غلطان نظر آیا	بھیسے نے پھو بھی کو اونٹ پر سر پٹیا دیکھا
پھیچھی کو یون بھیتے کی طرح گردون نے کھلائی	گلے مین طوق تھا ہر پاؤ مین زنجیر پہنائی
چھجا تلو دین کا تانوک پشت پا نکل آئی	ہر اک منزل مین یون اس نالو انکو پیادہ پا دیکھا
سر دا دینرپ پر نظر مین ساس کے آیا	ہوئے ساس کو شوہر کے عم مین پیسا یا یا
الم مین مدھی کے مدھن نے سو خون جگر کھایا	گلے کو بھانجے کے اپنے خالائے کٹا دیکھا
کو تو سخت کی رات سطح کے سکی آئی ہے	کہ شہ کے باندھے ہی سہیے گردن لٹائی ہے
کچھو دولہن نے مہندی خولنے دولہا کو لگائی ہے	کسی نے سطح کا بیاہ دنیا مین سنا دیکھا
نہ جو بس بیاہ مین نوبت بغیر از سینہ کوئی کے	جو روٹن متعلین دیکھین تو وان جٹے ہی جھپکے
گر آرائش سے پوچھو کچھ کنول جلتے تھے دل کے	کون کیا جا بے انتہائی مین عالم کو کیا دیکھا
جو پوچھو بھلجھڑی سے کچھ تو ہر دم تنگ یز ان تھے	اگر متاب سے کیے تو سائے جہم حیران تھے
اتارون کی جگہ دے شہزادے دان نمایان تھے	ہوائی کے عوض دان نالہ سرور ہوا دیکھا

پنڈی نون لے جانے ناہیں کنول ہوند جان کنول	جان دسا تو جتنی گھرو تھی کنسون بھیج منگاؤن
بیرا تندی حال دی بن کھرب پائے	اُتھی حینون بھیجے اُتھی پھیر نہ اُتے
روس تو جاندا لوہن بیرا کھن لون جے منادے	ہت پیرون مین پی کی تندی مذکور جون گلاندے
کھرب تو سانو جو کنڈا ہی کل س دی رو لاندے	ان گلان تین کھنک لے مینو باس لودوی اندے
بن منادون اوندی رس جالے جس کھن لؤ	کیا جانے کت ہو سی وحب ہرات چھا لؤ
ساو دی کول پھرا دور یون پھندی بیو جانے	کس گن چھانڈ گیا وہ مینو جس لے تون باجائے
کنون دج اس کلے بوندی موت نہ سالو لے	اُس دکھیا تو مکی سمجھاوان سمجھے کب سمجھائے
ننڈل او سنون بھائی لیکر ہن سمجھائے کھ	سامین جہا مٹھ پھیر کھ پھیر ناد کھلائے
شتر مینا جب تین چھدا تھی وہ کھری کلندے	کاش کھے لون پھوندی مین ہی جگہ سر سندے
لوٹھ تو تندی جنگل دی دج یون تو یی زہندے	اصغرون لے گود مین یا نور دور و ہن یون گندے
کون شتر دمی پیٹھ دج بھٹے پورے ہو	بٹھے نفع لون رو دندے پوچی تھ سی کھو
تیکر تندی لو دج بیرا چین دلا ند کھوندے	کھل کھلونے چھد کر اپنی بیو پور کھ رو دندے
کب کب اپنی کل مین تندی بر جھی میکا چھوندے	سوئی نون مین جون جون ٹھیکون تون تین کل ندے
میداوندے کی اکسی بن لے جون پیکھ	پھوک پھوک شک جال دج بٹھین نیکھ پیکھ
تندی کھاطر آج سیکند پیٹ پیٹ سر لے	بانو دے سلائے بھائی میکا بل تندی سوئے
اکھو تو وہ دکھیا رو دو کیکر چند نہ کھوئے	جہا بابا دشت بلا دج ذبح پیا سا ہوئے
کھ دکھ تندی مرن دا بھالے مندی نال	دو جے سا لے میر پیا نتر دا جھنکال
تیر تھا جونیکا جہا مفر تندی اپسا را	اُس لون بھی گودی دج تندی د پیا سا تیر لون را
اکھرو دی کل کی اکھونین اسد پیس اتا را	کس کس لون مین و دان شالا مارا کنبا سارا

آہ افسوس آج صیدِ حرم	ہو گئے رہن شاہیوں کے شکار
جن کی خاطر بنا ہے ارض و سما	دو جہان جہنم میں ہے ان کی تار
خاک و خونین پڑا ہے میرا لال	کسین بہنِ فاطمہ پکار پکار
بدنِ نازنین پہ اس کے آج	لگے تیغِ ستم کے وار یہ وار
ہوئے وہ گیسو برچھی کے جھبٹا	جن کو دھوئی ملتی بن سنوار سنوار
آج میدانِ کربلا کے پنج	گھر کا گھر ان کا ہو گیا سمار
ہاتھ سے باغیوں کے اب ہبیات	لٹ گیا دین کے باغ کا گلزار
آج بے کس ہیں اہل بیت تمام	سہین کو فی انہوں کا یاد و یار
رور و سکتے ہیں وہ بچکے اب	کیا ہوا آج دین کا سالار
جسکے مرنے سے ہم بھی بیکس	ہو گئے سب طرح سے اور ناچار
چلے جاتے ہیں افسترون پہ بھی	قید میں شامیوں کے زار و نزار
جسکا خادم تھا جبریل امین	کھیرے جاتے ہیں انکو یوں کفار
حیث مدحیت آج طوقِ گران	عابدین کے ہوا گلے کا مار
اور وہ پاب رہتا جاتا ہے	آج اس دشت میں جو ادھر خار
تشہ اب پھینچنے کو مد افسوس	ہاتھ میں دی ہے اشترون کی ہمار
ہے اس بکسی و غربت میں	کون اسکا ہے مخلص و غمخوار
طعن و تشنیع سے لعین ہر دم	کرتے جاتے ہیں اس کے دلوں کا کار
باپ کے غم میں ہو وہ اتنا غرق	سہین رونے سوا اسے سر دکار
دن اسے چین ہے نہ شب آرام	یونہی گزرتے ہیں اسکو لیل و نهار
تاب آگے نہیں ہے سننے کی	خون اشکو لے روتے ہیں حصار

سودا اب تفریہ میں اسکے تو
عمر طبعی تنگ ہو ماتم دار

مرثیہ مسدس حضرت امام در زبان پنجاب مع دوہرو

لوکری زینب پیکے سر لڑنا دے جہنم کپاول
تجہ جیسا کہ پیر گزوان کر گسوں مکہ دکھلاؤں

حاکم ہو جو منصف کوئی امدی بیڑے جادوان	لو ہو بھرے جائے نوں تیزی کنون جے دکھاوان
بہنوں جادہن ہو تیزی کنو کوک سداوان	لاب نہیں کچھ آہین دسا میتو لچ لگاوان
کنون ایسی گندی نیا دھکین دے آس	جائے نہ جسدی لو تھ دی کوئی بہوسی پاس
جب دنیا دج رہا نہ کوئی داد دیون ہارا	تب کر بل وچ بریتون پیاسا تیر وں مارا
لٹ لیا گھر بار اساد مار کے کنبا سارا	داد جو مانگے کوو گوسے کنون یہی یارا
کردی پھران بن بھائی ملی جو سالو داد	لو تھ نوں کاندھے ڈاکر نگر نگر ساریاد
بن تو سالو بچھدی بھائی یہیتون بی بہویاؤ	جو تو سمجھ جھاد بھرا داماٹی اد بر سویا
جانا تو سی یہ لال جو کیندا کا ہی دج ڈیو یاؤ	تن تیزا بے پسینا ہر سر نوں تول کھویا
بچھدے ہون کی کھڑی رو رو تیزی کول	مان جائے سے بھائی صدم کے تیز دے بول
جھاڈ کے تیزو کول جانوان بیرا بن گھر کھوئی	غم دج تیزی جنم جنم بن رو داگی اور کوئی
تینائی نے تیزی بر جھی ساوی جگر جھوئی	نامین کیدا سچ ہر جگہ وچ وقت بڑی دا کوئی
ایسا بچھیر تفر کا پیاسرگ دے ہاتھ	سرتنڈا تن چھانڈ کے چلا، کر تیرے ساتھ
ہوتا تیزی قسمت داجو وطن دی دج یہ ہونا	خاصی دانہ کفن لدا نوگا رھا دھو تر جھونا
یان تو پیاسا نوں تیزی گور گدھی دادا نا نا	مینو بھی ہن چھانڈ بھراوا پلو تیزی سونا
سکھ دج تیزی بھائی کیتی تیزی رنگ	یکسر بھڑے دکھ ہر جنم جنم واسنگ
موت کا تیزی بن نے دیکھا جگت چل نلا	لے بھائی نوں کفن لے نے بھادج نوں نڈالا
ایسا قمر کسی دے سر پر دیکھا کتنے ستالا	گور بنا تیزی بیٹھو لگی کر جگدا منہ کالا
جھاڈ تیزی گوردی کرو لگی اسپے کیس	کستی جادوان چھانڈ کر یہ ہریان پر دیس
مطلب زینب یون اٹھے تھی لٹ لٹ اپنا سینا	کندی تھی من پچھین ہوگا کیکر ساوا جینا

دل نون اپنے بھائی اب ہے وہ لوگ	کب تک کھڑے ہو یا بنے جہنم نہ کتے تی لوگ
میں تین نواصف دی ہیں بول یہ بولا کری ۛ	کیون انھیں بن تیزی مندی بن کھ پر کیون کر دی
گرم نہیں کیون چھاتی تیزی دوج کیون کر سدی	کسندی کر یہ رو رو کر اور کھندی سانسین بھردی
پیو نوسا لولے گیا چکا جیسا نال کو	تھون دوج یل مارے بلا کساتن لال کو
جانندی بن جو کافر لینگے عبدنی واکینسا	چھدی دیندی کاہر تینو ہیرا شہر مدینا
بچی تیزی پالیدی سیکر مزدوری داسینا	عمر داما بی ٹکٹ جاندا وان یون بھی سال مینا
یہ تو کھ نہ دیکھ دی اس بن اے بیر	اکبر وی گل ہو چہرے حلق اصغری تیر
ایک وطن دلا کی سرکے کر بل دج بکایا	دریا یان بہتا تھا شیر پانی ناد لویا
کب تک تنے او پر اپنی جو بردا پھل لایا	بہ پاری واسیس اسانو بر بھی پر دکھلایا
ساتھی جنڈی بیچ کر گدے کھے دکھ سکھ	سواری تین حلیم دی کت گئے دے رکھ
موت سے مینو نال جو تیزی ہو جاندا سنھ پھرا	سادا بھی یہ جگ جاندا ہرا عمر عمر و جھیرا
دب گیا پانی رنیں جب پیارو ندا ہیرا	جگے دطن نون سونا دکھو تیکر وسدا کھیرا
جگ لچ جو دم ہوتی تھی انکو یون موت لے	زینب یہ کچھ دیکھو وطن نون جو مندی جائے
لاڈلا اپنی اما دا تو بود اپنی پیارا	نانا تیندا دیکھ کے کھ نون جاندا تھا بلارا
بنانندی تو جگ اجاری انکھیاں داتھا مارا	کس پانی نے مار کے تینو جگ کیتا اندھارا
چڑھ چھاتی یہ کل تیری کھنڈینا پھیر	کسی نہ پوچھا کی ہوا ایسا پیسا اندھیر
میلادیکھ کے رو رو ڈھونڈیں جن نون بی بی ہرا	سوختول سے کیو تیزی بر بھی دی کر چھیا
پھل سنی پر مچھایا ساسر نرے پردندا	کھنڈینا گل چھپا سور ہے دھب تین کھلا
کتول تین جو فاطمہ اپنے من کا چمین ہرا	ہن دیکھیں اس حال وچ کھین ہائے حسین

موت کی نیند آئی ہر کھوکھو کو تو اب کھین لے	بیٹھے دھب نہری کی اپنی رشتہ کی طرح ہر کو
چپکے ہو جانے سے تیرے ہنچل ہن لاکھ لولے	مچانی میں ہن شوخ کے باعث غم کی آگن ہر پڑھنے
قاسم کس سے دوس کر رہا ہے بن میں سو	گھونگٹ میں نہری تیری جی دیوے رو رو
روئے روئے باد میں تیری انگلیا ہر نہر کا دم	انگڑے جگڑے کو دی میں اب دے اسی سیم پر غم
انگلی صورت دیکھ لی ہر میرے دل پر بھجی پیچیم	جی میرا بھی تن سے میرے کانٹے لجاو دات غم
بیا تو بے جان ہے یہ ہو کا حال	کیا اب جی کر میں کر دن ہر زلیست و بال
تیری ہن پوچھ کر اس کو بھابھی میرے ہر کمان ہر	بتلائے تو اسکو مجھے بھی معلوم اسکا اگر نشان ہر
وہ من مائے چپ ہر ایسی منہ میں بن گویا کو زبان ہر	بست جو پوچھو تو گھبر کر پھر اُس دم فریاد و فغان ہر
دل میں اپنے وہ غریب کر بیٹھی یہ غور	جس جاسے آنا ہو گیا ہے وہ اس غور
کیسی کری وہ فول بیابی دکھ سستی ہر ہر ہر	لو ہو کی ندی اسکین سے اب سستی ہر ہر ہر
بٹیتی ہر سر اپنا ہر دم وہ رکھتی ہر ہر ہر	بڑھ ہو کر یاد میں تیری یون کتی ہر ہر ہر
جو میں ایسا جانتی چھوڑ جائے گا موہ	تو نہرے میں بیاہ کر پل پھوڑتی توہ
جرمی چسکیتن کو بھی سکر غم کو بھولا چکنا چوگا	ظلم ایسا جو گدرا اپنر دنیا میں فی ہوا سوگا
قسمت میں تھا اس نہری کو ایسا نہر امر فی جوگا	جو نہر ہو گیا رو رو میں سختی وہ کتا ہوگا
جس نہری کا بیاہ میں نہر یون مر جائے	کیا گدرا اب ہو یگا اسکے دل میں ہر
غم کی شدت سے وہ پوچھ سرائے کو بوجھ ہو	اور بھچار میں کھا کر دکھیا زخمی کر کر ناخن ہر
ودست نہیں ہر کوئی اسکا دیکھتی کر دشمن ہن سو	کون جہاں جو راہ بتائے تیرے غم کتنے کی سو
روتی ہے نہری تری لے لے تیرا ناؤں	کستی ہر تھکوتے چھوڑ کدھر کو جاؤں
جڑی نہ جانے کس سمت میں بڑھتی ہر کھنگ کی کٹی	پاؤں کے رکھتے اسپر تری اب جو قنبار کر دن کاٹی

لو ہو گئے وان نیند احس جائنڈا اگر پینا	سو تندی ہین کول کرونگی چھدا شہر مدینا
کہنے دی آگے نہیں ان گلامی تاب	سُن ہوندا سن سن سے اہل حرم دا آب
گھلان نے زینب سے سودا میں لاند کھویا	جن نے سنا یہ حال اُس جگہ میں بھڑکھڑایا
ابھی نون ہمال دی اپڑ مل اُن نے بھویا	امرزش دا محکمہ تو نے خاطر سب دکھلویا
رہو تو نت دین وچ احمد و اکھبول	دنیا میں سایہ تلے آگے بھل اور پھول
مرثیہ مسدس دو بہرہ بند	
جاو بھڑکے تیرے قاسم تیری گورن دوسے	سیس لٹا کر لاند کیے تو بن ہین کھنڈون سوسے
نول بیاہی تجھ بن دیکھے نول بیاہی جیکو کھوویا	جو تو صدمت مان دکھائے تو اب اسکو تکیں دے
لوک کسم کے سب بھو یون کہتے ہین بات	جل نہرے مل نہری سے آج بھت کی رات
لو تو ہین رنگ کر بیاہ کے کڑی زبک لورا کھایا	کس ساعت تین باندھا سہرا جن نے تیرا سر کھلایا
مان تیری سر شگ کے ہر ایسا جیورا مفت کھلایا	جو ہر کر تو مجھ کو مرنائیوں یہ تیری دل میں آیا
مجھسا بٹا بیاہ کے دل سر کو جب کھو اے	مجھسی دکھسا مان تیری کیون پھارن کھائے
تیری لگن کو دن اسے نہرے موت مشاہد ہو کر لی	جن نے کر بوند نہری کو بھم ہین تیری بھلائی
کھوئی تین باندھ کے کنکنا تھکی اپنی آج کھلائی	کیونکر منہ اب اسکو دکھائے تیری نہری کی جانی
آر سی صفحہ دیکھ کر ٹوٹی اُس کی آس	رو دے گی جب تک ہے سانسند کے پاس
کون ہو ایسا جو کوئی لب تن سے تیرا سر لگا دے	اورس تو تیری بنی گورن سے لھا کر دکھلا دے
ڈالے میجر جی تن میں پہلو اسے جگہ بٹھا دے	کسک دیکھوں ہو کا یہ دکھ کاش مجھ بھی موت آ دے
بیا ناخہ یہ سنگا سب بل میں دیو گھو اے	چا اور اوڑھے بلکی بیٹھی سیس لوا اے

	قاسم کس کے گھنے سے آج رہا ہے روٹھ سب کتے بین مر گیا بین جانوں ہوں جھوٹھ	
کستی آریوں کستی میں اس کو ہوتا جو دان جانے والا غم کر پیا جو غمب طرے اس کھیا کو دلو پالا	دے مائی اسکو چھوٹا ہو جیتا ہو تو اسکو منالا بیٹھ کے جس جاگہ روٹی ہو لوہو کا انجانہ ہو متالا	
	کرتی ہے غم میں تیرے روز و صبح و شام بیٹھے غم زدہ دم دم لے لے تیرا نام	
گمہ زرد و کر سر بیٹے ہر گاہ کو آریوں گھبرا کر چھوڑ دو جھکو واسطے رب کے ڈھونڈوں کہوین کی بک	تم میں سے جو کوئی اسکی خبر نہیں دیتا ہے لا کر مجھے دلیں یہ باتیں انکی بر بھی سی گنتی ہیں آکر	
	کرتی ہے اسطرح سے رو رو کر یہ بین خلقت میں سے جو کوئی رہتا ہے بیچین	
جو غم کی اکن سے جی بیتے تکل اسکا جوں مرغ بیگا اس دھوکہ کوڑھ پوڑھا وہ سب اپنا ہر آن دسنے گا	جو غم نفس اس دکھیا کی شادی کا قصہ یہ سنے گا وہم کر اپنی غم خوشی رو رو کر بھر عمر چنے گا	
	یہی دعا یا رب مری مستجاب اب ہوئے جب تک جو بے ساناں تک جو بے ہوئے	
سودا ال بنی نے نت اٹھ دکھا جور فلک سے وکیسی بدی بڑ مطلب اسنوں فی ساتھ بنی طر فلک سے	کب نظر آیا ظلم و ستم بن سونکو کچھ درد فلک سے شاد بین بھی غم کی صورت آگونی بنی فی انور فلک سے	
	شادی کا جن کے ساتھ نہ کچھ حال غم کا اُن کے کیا کمون پوچھو مت احوال	
	مرثیہ مسدس	
خامہ ام حرفے حکایت می کند عالے را ابر غارت می کند	غنم بد لہا کار آفت می کند گر یہ بے حد و نہایت می کند	
	برق چمک زن اشارت می کند بشنوا زلے یوں حکایت می کند	
شاہ دین نے جب مدینہ چھوڑ کر	اگر بلا کے غنم پر باز نہ ہی مگر	

کیا کیے جو بیان گری ہو منہ سے وہ ملکر مانی	اُس شکر یہ باتیں اسکی چھانی میری بچانی
کیوں نہ ملوں میں راند ہو لکھ کراچ بھبھوت	جسکی بیابی ساس جی مو اتھارا پوت
نتی نہیں ہو مجھے ہرگز یوں کہ کہ میں بہت منایا	بیٹا بوجھ چچا کا ترے پوت اپنے سے بیاہ رچایا
کیا جانے کیوں اسکا قہقہا نے سہر کو دن سیں لگایا	اپنی جو قسمت میں لکھا تھا اس شادوین سو میں پایا
باندھا گنگن ترے سکھ کرنے کو ہاتھ	کیا میں جاتے تھی بہو یوں بچھریگا ساتھ
نوشن سو نہ بدی وہ کی میں چرخ فکی جو مجھے کوئی	دولہا کی ان بیاہ میں خوش ہو ہو ہو کچھو کچھو نہ دنی
چاؤ میں شادی میں تیری راتوں کو بھر نیند نہ سوئی	نستمت کا جو لکھا ہو پیاسے میٹا کو کب ہو کوئی
بیاہ کی شب سارا کٹم سر پر ڈالے دھول	دولہا کی چوتھی کے دن تیجے کے ہونچول
ایسی کسوڑ بھی دیکھی ہر کہنے کی نوشہ کی حالت	ناتے بڑے میں گرد براتی تو ہوئی اپنا جا کر شربت
آہی مصف بھی لگ دیکھیں دی نہ فلک فزائی مہلت	لو بھی نیٹے یہ دولہا دولہن وصل ہو روز قیامت
دولہا کی قسمت میں مرنا بیاہ کے روز	جیوے دولہن جب تک دولہا کا ہوسوز
کوئی بھی مان نہ بھی دے ایسی بیڑ کو جو بیاہنے جاوے	بدلو ہو کو گھر میں انڑیٹے کے تالوت کو لاوے
لکھا نا جو اس بیاہ میں چاڑی خون جگر وہ اپنا کھاوے	پانی اتنا ہو نہ میر حلق میں جو مر تو نکا چاؤے
یہ شادی دیکھی نہیں کہتے ہوں گے لوگ	جس شادی کی رسم میں لو ہو رس بھوگ
جو رجاؤں دولہا نے سہاے کون بچا یہ ہستا ہوگا	کس نوشہ کے آٹھ ہر یوں تن سے لو ہو ہستا ہوگا
آتش غم کو شادوین اسکی دل عالم کا دھتا ہوگا	پوچھتا ہوگا جو نام اسکا سننے والا کستا ہوگا
بیٹا تھا حسن کا قاسم اس کا ناؤں نہ ہو	بن میں جو بے سر پڑا چھوڑ دینے گا ڈن
دولہن تیری کسی ہو کجود دولہا سے یہ میرا کیسا	دولہا اور دولہن کا جب میں دیکھا کسویں جوگ ایسا
یا دور مجھکے نہیں وہ آتا الہ کا کہتے ہیں جیسا	میری طرف سے اس کے یہ کون ہے میری پاس ایسا

	اب ہم ہر اک بحالات عجیب از جدا ایہا شکایت می کنند	
عین لطف اپنے پیچھے ہے ستم جب جزا اس کام کی ہوگی رقم	آل تیری اسے زسرتا پاکرم پر مجھے اس بات کا ہر سخت غم	
	راقم امت سے کے کا دمبدم بشنوار نے چون حکایت می کنند	
چشم حاکم بن بھی کسبیاں صبح و شام اقتدی کہتے تھے زور و کبرستام	شاہ دین القصر کرتا تھا کلام ڈالتے تھے خاک سر پر خاص و عام	
	آگے پیغمبر کے اسے یار و امام از جدا ایہا شکایت می کنند	
یون کے تھا بھر کے آہ سرد شب سر کئے ہو دوست بن تار و زشب	جب چلا رخصت ہو وہ عالی نسب دیئے یہاں دل عنایت طلب	
	خامہ تقدیر کیا گستا ہے اب بشنوار نے چون حکایت می کنند	
ڈالی دان بستی مدینہ گر خراب تب کیا رو کر محمد کو خطاب	آخرش جس خانہ پایا قطرہ آب تفنگی سے جب ہوا سینہ کباب	
	سب طرح شاکر ہے ہندہ حیراب از جدا ایہا شکایت می کنند	
کر بلا کے بن مین باچندین جفا مین مفصل کیا کمون وہ ماجرا	آہ جس صورت سے ابن مصطفیٰ ظالمون کے ہاتھ سے مارا پڑا	
	دلیمہ آگے خامہ اب گستا ہے کیا بشنوار نے چون حکایت می کنند	
شاہ دین کا سر کیا نیز پہ چہ ہوئے اکثر تو حیران گر عجب	ظالمون نے کر کے قتل بے سبب دیکھ مشغول تملادت اُسکے لب	
	از جدا ایہا شکایت می کنند	بول اے بھنے لیکن بے ادب

تب کامزدوت سے با چشم تہ	حق نے یوں چاہا نہ تھا قصہ سفر
سب سے یہ بندہ چلا سٹا کر مگر	
از جدا ایسا شکایت می کند	
میرے جینے کی خبر جب تک سنو	در گذر خطا کھنے سے مت کہو
بھول جانا تم نہ دو رانقا دون کو	پہر اٹھا کر جب قلم کھنے لگو
بھر کے آہ سرد یک دیکر کو	
بشنوا ز نے چون حکایت می کند	
جد کے جامر قد پہ بولا پھر ا مام	دل میں تھا زیر قدم ہون میں تمام
دہرنے چاہا نہ یاں میرا قیام	شکوہ ہر چند اس سے کرنا ہی حرام
پدیر دل آرزوہ اسے خیر الا نام	
از جدا ایسا شکایت می کند	
اتس سفر کا دکھ گرون میں کیا بیان	ساتھ ہے عابد مرے وہ ناوان
تن پہ جسکے میں رگ لے کا نشان	سر سے لے تا پا ہی اک خشک آخوان
بات کرتا ہے تو کہتا ہے کمان	
بشنوا ز نے چون حکایت می کند	
صفت کے مالے اب اسکا ہی حال	اٹھ پہر اسکو پڑا رہنا نڈھال
اس مصیبت کو مری کیو خیال	ساتھ بیجا نا تو ہے اسکا و بال
رہنے کو کہتا ہوں تو میرا وہ لال	
از جدا ایسا شکایت می کند	
میں تو ہوں سب طرح راضی بر رضا	پیر تاسف ہے تو اتنی بات کا
راقم تقدیر جب کھنے لگا	خامہ لیکر میری قسمت کا بدار
کیوں نہ ان سے مجھے اتنا کد یا	
بشنوا ز نے چون حکایت می کند	
عرض یہ کرتا ہے شیر غریب	کہ مرخص جلد اب حق کے حبیب
کر بلا تا پہونچے یہ نعمت نصیب	میرے سر میں نہ خیر میں شکیب

دل میں آخر صبر کو دے کر تیار رہ	پھر سدھارین ہو کے محل پر سوار
خامہ جو قسم سخن پر ابکی بار	بشنواز سے چون حکایت می کند
سووا تو خاموش ہوا بیک تل	کہ قلم کو اپنے کاغذ سے نہ مل
اشک سے تنہا سنیں ہر خاک گل	آب ہے اس حرف کی بھر کی سل
حال ہوا بیک کہ دل سے تخت دل	از جدا یہاں شکایت می کند
مرثیہ حضرت قاسم مسدس ترکیب بند	
کیا کر دن شادی قاسم کا میں احوال تم	واسطے دیکھنے کے آرسی مصحف جدم
بیاہ کی رات رکھا تخت پہ نوشتہ قدم	گائے تقدیر و قضا نے یہ بدھا وری باہم
قاسم مرگ جو انا نہ مبارک باشد	جلوہ شمع ہو پروانہ مبارک باشد
ہوئی ہر بزم جہان کو الم افزایہ برات	اود بے ہم لوہو میں دھین میں بیگ بھئی رات
ای شہادت بصفا جلدی کو حل گول نبات	جام شربت کو بھراور کہ کو ایک ایک کو بات
ساتی و شیشہ و ہیما نہ مبارک باشد	ہو غلطیدن مستانہ مبارک باشد
لا کے لے النیان دن کی چن سے چلو اور	گوندھو نوشتہ کیلئے آج کل خم کے ہار
تار گھٹنے کا کر دھر کیے ہو ہو کی دھار	گاؤ دروازے پہ تم باندھکے یہ بندھنوار
غم این خانہ بہر خانہ مبارک باشد	درد کا شانہ بکا شانہ مبارک باشد
آغ بختن کو زمین ہو یہ باب سرور	سینہ پہ ایک کھڑا کوڑی دت کے دستور
غم بجاتا یہ ناخن زن دل ہو طہنور	اجل آتش میں گاتی ہے یہ نوشتہ کے حضور
غم جان تو بجانا نہ مبارک باشد	چہ بخوش و چہ بے یگانہ مبارک باشد

لے گئے سر کو تو دین کے راہزن	تھلا کر رہ گیا لو ہو میں تن
دور از تالوت و محروم از کفن	شب کو تھا جس ماجرا میں وہ بدن
خامہ یون کرتا ہے تفصیل سخن	بشنواز نے چون حکایت می کند
انصاف شب گذری کا زوئے فلک	وارد اک محل ہوا فان یک بیک
ماجب محل نے سراپا ٹٹک	بولی اے فرزند سینے سے تنک
انکھ کے لگ میرے کہ یہ دل آج تک	از جدا ایسا شکایت می کند
کہ تو اب اس سبط حتم المرسلین	کیا ہوا مجھ سے گناہ اہل کین
فوج ناحق کیوں کیا تیرے تین	سرتواں مظلوم تن پر تھا نہیں
نوحہ را بولا با و از حسنہ	بشنواز نے چون حکایت می کند
اسے کہ سرتاپا میں بچہ چون پسند	غم نہ کر اس امر میں دل کے پسند
سربو از دیک حق میرا بلند	شکوہ تجھ دل ہی کو ہر اے درد مند
مجھ سے جو پوچھو تو میرا بند بند	از جدا ایسا شکایت می کند
سر مرا نیز بہ تن بد روئے خاک	اقربا بیخ شتم سے سب ہلاک
عابدین زنجیر میں معصوم پاک	عزت اٹھو نیرا سیر اندوہ ناک
بولے گی آگے قلم ہو سینہ چاک	بشنواز نے چون حکایت می کند
تیغ گردن پر میری جدم چلی	سر کے کٹنے تک نہ جاگہ سے ہلی
میں یہ سمجھا ہر زمانے حق بھلی	سائن بھی اس واسطے ذرہ نہ لی
تا کہ کوئی نہ یہ ابن مرسلے	از جدا ایسا شکایت می کند
فاطمہ بیٹکے ہو بے حمیت	روئیں اس تن کے گلے زار زار

سودا اب مرثیہ تو نے جو کہا اسے علم	ہے یہی موجب آمرزش نوع آدم
بدلِ عامل و دیوانہ مبارک باشد	چہ بشرد چہ بویرانہ مبارک باشد
مرثیہ مسدس ترکیب بند	
کس سے لے چرخ کون جا کے تری بیداری	باتھ سے کون نہیں آج ترے فریادی
جو ہے دنیا میں سوکتا ہے مجھے ایدادی	ہیں تیکن پہونچی ہے ملعون تری جلا دی
کوئی فرزند علی پر یہ ستم کرتا ہے کہ	کیون مکافات سے اسے تو نہیں دیتا ہے
وہ علی ابن ابوطالب و داماد رسول	وہ علی جس سے کہ بیابھی محمد نے بول
وہ علی جس کا سخی ہو دیگا محشر میں قبول	اسکے فرزند تری تیغ سے ہو دین مقول
آدمی ہی نہیں تنہا ترے ہاتھوں غمناک	جن اور حورو ملک ڈالتے ہیں سر بھاگ
یہ وہ فرزند علی تھا کہ جسے صبح دشنام	آکے روح الامین کرتا تھا مدینے میں سلام
اور کہتے تھے سبھی خرد و کلان مل کے تمام	جن و انسان ملک و حور کا بیشک ہے امام
اسکو کہ بل میں کیا فوج پیا سا ہیما ت	کیا دکھا دیگا محمد کو تو اب رو بد ذات
خویش و فرزند عزیز اسکے تھے جتنے پیارے	دشمن و تیغ سے تین ظالموں کے سب مارے
اہل بیت اسکے جو باقی ہیں سو ہیں آوارے	قید میں کو فون کرجاتے ہیں وہ بیچارے
نہ انھیں چین و دل کو نہ انھیں بات آرام	اس مصیبت میں چل جاتے ہیں کر بل سے شام
یہ جا ڈھین وہ جس راہ سے خارستان	نہیں تالاب کوئین کا کسی منزل میں نشان
پا پر ہنہ چلے دان زمین مہاشنہ و مان	سر کھلے اور وہ اشخاص بہ پشت شتران
جنگِ عمل کی طرف دیکھ نہ سکتا تھا فلک	مہر و مہ کی نہ پڑی جن پہ نظر آج تلک

کپڑے جو پہنے کیلئے بیاہ کی رات یوں بدلتا کہ اسے جاہلین کفن روز کو ہات	کیا گھڑی تھی وہ کہ نوشہ کی ہوئی قطع حیات شہ نے پہنے تو کما موت نے کر تسلیمات
بفقت خلعت شاہانہ مبارک باشد جامہ پر خون شہیدانہ مبارک باشد	
ریت اور ہم من ہی جان بڑے تسیر نیگ بین جاکے دھنگا نیگے دیا اپنا سر	دیکھنا اسکو بنو کا نہ ملا بھر کے نظر لینے والوں نے کما خرم و شادان ہو کر
بتو این ہمت مردانہ مبارک باشد بکفت جو در کیا نہ مبارک باشد	
پاس و وطن کے بٹھایا تھا اگر لاکہ جان یوں لگی کہ نہ کلاٹھ جلد ہو تو بیٹھ نہ یان	دیکھ کر خصلت دوران فی بہترین مکان عیش دائم کے لیے تیری جگہ دشمن نشان
جملہ ات گور عزیبا نہ مبارک باشد مقامیت تو آن غایہ مبارک باشد	
تیری تو بات کا اڑا لے کھیلین چننا دوبدم غم کے انگار و تہ جگر کا بھننا	دیکھ دیکھ اور بنی کے تئیں سر کا دھنا بہر ایک کہ دمہ سے یہ سہلے ستا
بدلت حسرت جا مانہ مبارک باشد آشنائے ز قویگانہ مبارک باشد	
چاہنا کھانیکا اس بیاہ میں ہی ناوانی چلو پھر مانگے ہو نوشہ جو کسی سے پانی	بجز کیا بدل حمان نہیں بیان یریانی کستی ہی چاہا کے یوں سامنے آ معانی
نادنوش غم جانانہ مبارک باشد تو این خوردن شکرانہ مبارک باشد	
آخر کار کمون کیا میں زبانی کے کھوڑ جس گھڑی جہا بد غور کیا سہرا توڑ	دیکھ اس چہر کیو جو بد سحر کھتا تھا ہوڑ اٹھ چلا کیسے بنی سول مدیاک کو چھوڑ
بہزلفت تو ہمیں شانہ مبارک باشد زینت وزیب عروسانہ مبارک باشد	
یہ وہ شادی ہو کہ خوش ترین جس کا ماتم یہیچے اس اسپک کی کو کرے گا عالم	

مزد تو دے مہین کس چیز کا ہر یان توڑا	کسی کو بخش تو گھوڑا کسی کو دے جوڑا
اسنے ہی واسطے کرتے سپاہی محنت	تا کہ محنت کے عوض دے لئے آقا راحت
مستے ہی اسکے یزید اُس سے یہ کہنے لاگا	کیا حسین ابن علی کا کوئی ایسا نہیگا
جسکو پھر مجھے خلافت کا نوٹ دےوا	ایکاکھون نے انہن سے یہ سنکر کے گھما
ایک بیار لڑکا ہے کوئی عابد نام	طوق و زنجیر میں رہتا ہر وہ اب صبح و شام
سودہ اس حال کی البتہ نہیں جینے کا	کمان مقدور ہے اب اسکو دوائینے کا
جینے دیتا ہے کوئی داغ اُسے سینے کا	کیا ہے وہ اس بجھے ایسے کے اب تینے کا
وہ بھی حاضر ہی جتنی اُسے میں چلے سوکر	جس طرح جاتے انہیں مزدین دے خلعت نذر
مُن اُسے عابد مبارک کو باخیل حرم	رو برو اپنے طلب کرنے لگا وہ ظلم
کیا کمون جیسی نصیبت کروہ آئے اسدم	تاب عابد کو نہ اُس آن جتنی رکھنے کی قدم
سرسے لے پاؤں تک ضعف کروہ لرزان تھا	دیکھ نیزنگی گردوئے تین حیلان ہستا
اُس لعین نے یہ کیا دیکھ کے عابد کو خطاب	کیون تر اباب لڑا گرد تھی لڑیلکی تاب
ردو بیت کو مرگم کو کیا اپنے خراب	آب توجی کو کیا تجھ پہ یہ ڈالاسے عذاب
سے گلے طوق تیرے پاؤں میں تیرے زنجیر	دیکھتے ہیں بجھے اس حال کی برناؤ پیر
مستے ہی اسکو وہ سرور یہ زبان پر لایا	گمایا ہوا گردش و رانے جو میں دیکھ پایا
جو کیا باپ نے میرے وہ خد کو بھایا	مفت اپنا تو جہنم میں مکان بنوایا
راہ میں حق کے مرے باپ ذابندھی تھی کمر	گو کہ کاٹا گیا اس راہ میں اب اسکا سر
اُس سخن سے جو ہر آشفہ ہوا و بشداد	قتل عابد کیا امر بلا کر جلا دیا
دیکھ ہیں حال کو زینب لگی کرنے فریاد	اے یزید اتنا نہ کر ہجہ تو آگے بیدا

اسطرح جاتے ہیں گردانے چلے وہ کفار	کیسے ہاتھ میں ہر دین کسی کے ہاتھ ستار
مست و سرشار ہر اک کیفیت میں کھینچے تلوار	مادین کے تین جاتے تھے ڈرانے ہر بار
کیا کرے ہے وہ اسکا کوئی غمخوار نہیں	
اب سوار و نیلے کچھ اسکو سرو کا زمین	
لیے جاتی ہو جو اسکو یہ ظلم کی صفت	کوئی انہیں نہیں ایسا جو کرے انکی طرف
پیٹ کر منہ کو یہ کتاب کے شاہ بخفت	سر بنا یا ہے مرے باب کا تیرے یہ دفت
گھوڑے دوڑا کے اکو مارے جاتے ہیں تیر	
جو کہا نذر تھے اس فوج ستم میں بے پیر	
ایک تو آتش غم سے جگر اسکا ہے کباب	دوسرے شدت گر اسے پیٹ ہو بیتاب
اور مانگے یہ کسی سے وہ اگر قطرہ آب	حوض آب وہ دیتا ہے درستی سے جواب
جو جگر ساقی کو تر کا ہو سبحان اللہ	
بیاس کے غلبے کو اس شخص کا ہو حال تباہ	
غرض اسطرح کی ایذاؤں کو عابد کشتیں	لے لے کئے شام تلک ساتھ حرم کو وہ لعین
داخل کفر ہوئے چھوڑ محمد کا دین	آخر کار لعینوں نے بطشت زرین
لے لے رکھے بشارت کی سر شاہ شہید	
جس جگہ بیٹھا تھا دیوان کے ملعون بزمید	
جز بڑھتے ہوئے آئے وہ لعین لے کر سرا	اسپ مانگے تھا کوئی ان میں کوئی خلعت زر
شمر ملعون عمر سعد بھر آگے آ کر	عرض کرنے لگے یوں ساٹے اس طشت کو دھر
لائے ہیں آج سرا اسکا گھٹ فرمائے سے	
اجس کا تیرے بڑا عرش کے بھی پائے سے	
یہ وہ سر پہ جو یہاں دوش محمد پہ مدام	لائے کر بل سے جسے رکھ کے سان بڑا نام
اہل بیت اس کے یہ زنجیر میں حاضر ہیں تمام	دے شتابی ہیں جو جگہ کو دینا انعام
کام ہم نے یہ خلافت کے لیے تیرا کیا	
کہ سبب جسکے سے دین اپنے کو برا بدیا	
مستقل تاکہ ہو تو دین کر ہم منہ موڑا	ایک کو آل محمد سے نہ جیتا چھوڑا

کہ تیرے بعد نہ ہم کھینچتے یہ رسوائی	خدا ہی جائے کہ کس کس کے ہاتھ ہونے اسیر
تب اس گھڑی یہ کمارو کے شاہ نے جون ابر	کہ میرے بعد ہو کیسا ہی تم پہ جو رجسہ
کچھ اور چارہ نہ تم ڈھونڈ ہیو بغیر از صبر	تھاکے حق بن یونین چاہیو ہے اب تدبیر
منکا کے پھر کھا عمامہ رسول بسر	زرہ بہن کے حامل کی ذوالفقار اس پر
امیر حمزہ کی پشت اپنی سے لگا کے سپر	جے جو حرب کا کہ قصہ حضرت شبیر
کہ شور آہ و فغان خیمے سے اٹھانا گاہ	وہ شور مٹے لگے کہنے یون حرم سے شاہ
ابھی قومت کرد اتنی فغان و وادیلہ	سبب یہ کیا ہو کہ روتے ہیں ملے جمع کثیر
کہا کہ دودھ بن اب جان لب بھو صفر کا	ہوا ہے خشک گلو طفل ناز پر در کا
اور آگے کیا کون احوال اس کی مادر کا	کہ قطرہ بھر بنین پستان میں تشنگی سے شیر
منگا کے مان سے تب اس شیر خوار کو تروین	لے اپنی گود میں آئے درون حسانہ زین
گئے اوھر کو بچم تر د دل غم گین	کھڑے تھے دشت میں جدھر کودہ گودہ شیر
کہا یہ اتنے کہ اس قوم ملک خدا سے ڈرو	ہلاک آل بنی کونہ تشنگی سے کرد
تم اپنی لہو کو آتش سے اس قدر نہ بھرو	برائے تشنہ لبان آب دو قلیل و کثیر
بھلا جو نزد تھاکے گناہ گار بن اور	تو خوب تشنگی اس طفل پر کو دو تم غور
روائین کسی مذہب میں اس پر کہ ناجور	مرے ہے پیاس کا مارا عیش یہ بر تقصیر
سکن اس سخن کے نین شاہ سے دیا یہ جواب	ہماتے قبضہ میں ہووے اگر جہان کا آب
نہ ایک قطرے جھکو کھو کر بن سیراب	کرے نہ جب تین بیعت حضور جم غفیر
پھر آگے کیا کون یار و عداوت عدوان	کہ ایک آئین سے نام دے بکڑ کے گمان
جدھر کھڑے تھے بے طفل گوشہ دو جہان	للا کے فاق سے سو فاء دھر کو پھینکا تیر
وہ تیرا ہ نصارا بخلق آن معصوم	یون آگے کہ چھدا بازوے شہ مظلوم
تب اسکو کھینچ کے شہ نے ز بازو و حلقوم	گئے بسوے حرم لے کے نقش طفل صغیر
حوالے کرائے مادر کو اسکی فرمایا	میں اسکی پیاس تو کوثر سے جا بھجا آیا
تو شکر کر کہ خدا کو بہت یہ خوش آیا	رہی رضا پر رضا مند ز وجہ شبیر
یہ سنکے مادر صفر تو ہو رہی خاموش	پراقربا سے گیا تان فلک فغان و خروش
کوئی تو خاک بسر تھا کوئی بڑا بیخوش	بچشم اہل حرم روز ہو گیا شب قیر

<p>روزِ محشر سے تو ڈر اور خدا کا کریم</p>	<p>رخم کر حال ہمارے پیہ بکیں ہے یتیم</p>
<p>بوسہ لیتے تھے ہر اک آنِ محمد کس کا ظلم کی تیغ سے کٹے کیا تین تن کس کا</p>	<p>جانتا ہے یہ ترے سامنے ہے سر کس کا گیسو دھوئے نہ کبھو بالِ جگہ سے کس کا</p>
<p>مقل پر ایوں کے رہتا ہے تو اتنا سر گرم لاج کچھ بھی ہے مجھے حق سے محمد سے شرم</p>	
<p>ایسی تاثیر کی ان بالوں کے کچھ مطلب نے اُس شکر سے شفاعت کی کھڑے ہو ب نے</p>	<p>راوی کہتا ہے غرض جب یہ کما زینب نے ردیائہ چرخ پہ خون دیدہ ہر کو کب نے</p>
<p>تو کے ناچار وہ اس خون سے تو در گزرا دغذبنہ بیٹے کا عابد کے دلے اس کو رہا</p>	
<p>پاؤگا اسکا محمد سے تو محشر میں صلا سننے سے جسکے یانک آنکھوں نے آتا ہو پلا</p>	<p>سودا اب چشمِ محبان کو ہے نظمِ جلا محبوبت میں ہر اک میت پہ گھر دینکے دلا</p>
<p>سنے اس مرتبے کو بزمِ منِ جور و دے گا آبِ چشمِ اسکا گناہوں کو ترے دھو ویدگا</p>	
<p>مرثیہ دیگر</p>	
<p>کہ تھے خاکِ بسر ہوں جسے جوانِ و پیر رہا نہ اصغر و عابد سوا صغیر و کبیر</p>	<p>کرتے ہے خارِ غم یوں روایت اب تحریر شہید کر چکی جب سب کو ظلم کی تشہیر</p>
<p>کیا خطابِ زائلِ حرم سوئے زینب کہ وہ حلقِ منِ باقی جو آنے کی تدبیر</p>	<p>یہ حال دیکھ نہ دینے آہ بھر کر تب کوئی نہیں ہو کہ بیمارِ عابدین کی اب</p>
<p>سجھو لکھو مارِ قضا لائی ہے مری باری مجھے نظر نہیں آتا بغیر اس کے گزیر</p>	<p>نہیں رہا کوئی باقی کہ وہ کرے باری سلاحِ دو کر اب اپنی کردن میں تیار</p>
<p>سیکندہ پر مری شفقت تم اپنی رکھو بدام نہ ہو پون کہ مرے بعد یہ زمین و لکیر</p>	<p>میں جا کے زمینِ شہادت کا اب پیوں ہوں جام تھینچن میں سو پ جلا ہوں یتیم اپنے تمام</p>
<p>ہمیں بھی آج کے دن ہلے کیوں نہ موت آئی</p>	<p>دیا جواب یہ زینب نے رو کے اسے بھائی</p>

جس دم اتاری پاؤں سے زینب کو پاؤں زینب	گذری جو فاطمہ پہ اُسے ہم سے پوچھیے
پھوڑی نہ سر پہ ایک کے آن سٹیون نے ردا	واس نہ تھا کس کے جوتن پر رہے تبا
بد کاؤن سے سکینہ کو جب دُسلے چھنا	گذری جو فاطمہ پہ اُسے ہم سے پوچھیے
زنجیر کر جب اہل حرم کو اسیر دار	اونٹوں پہ لے حجاز و عمار سی کیا سوار
اوردی انھوں نے عابد بیمار کو مہار	گذری جو فاطمہ پہ اُسے ہم سے پوچھیے
جاتا تھا وہ غریب جلا خاک منہ لے	زنجیر اس کے پاؤں میں اور طوٹی تھا گلے
جو وقت عابدین کو اس طرح لے چلے	گذری جو فاطمہ پہ اُسے ہم سے پوچھیے
تھا اُس پر رحم تک نہ کسی روسیاء میں	منزل تمام کھٹی اسے اشک آہ میں
جب پاؤں بیچ اُس کے لگا خار راہ میں	گذری جو فاطمہ پہ اُسے ہم سے پوچھیے
آز بسکہ ناتوانی سے کاٹے تھا اسکا تن	چلنا تھا اسکو راہ کا ہر یک قدم سخن
چلنے کا جب کس نے کہا سخت اُسے سخن	گذری جو فاطمہ پہ اُسے ہم سے پوچھیے
جس وقت تشنگی سے ہو کر خشک اُک لب	انگہا جو ان کے پینے کو پانی کس کو جب
اور کوزہ دیکے آگے لیا چھین اُس کو جب	گذری جو فاطمہ پہ اُسے ہم سے پوچھیے
اُس محنت و صعوبت و سختی سے وہ لعین	زین العبا کو لیکے پیش قدم دین
جب بول اٹھا وہ قتل کروائے بھی تین	گذری جو فاطمہ پہ اُسے ہم سے پوچھیے
حور و ملک یہ سب لے روئے مشکل مین	مکلی مدایہ سنگ کو بھی منہ کرا در مین
بہر جس گھڑی بٹھائے لگا اسکو زیر تیغ	گذری جو فاطمہ پہ اُسے ہم سے پوچھیے
جس دم سر حین کو مجلس میں وہ پلیس	لائے تو دیکھ کر مبسم ہوا یزید نو
اور چمپڑے جب اسکو لگایکے چوب بیہ	گذری جو فاطمہ پہ اُسے ہم سے پوچھیے
یہ حال دیکھ زینب دگلتوم نے فغان	جس وقت کی تو کاٹے زین اور آسمان
جو کچھ کو دوست ہی پر سکے وہ فغان	گذری جو فاطمہ پہ اُسے ہم سے پوچھیے
اسے مہربان خبر نہیں مجھ کو بھی من و عن	بیٹی جو فاطمہ پہ اُسے گاہ دو الحسن
دعوا مرا غلط ہے جو گستاخوں یہ سخن	گذری جو فاطمہ پہ اُسے ہم سے پوچھیے

کھاسکینہ نے اس لاش کو لگا کے گلے	بہت شتاب تم اے بھائی ہلکو چھوڑ چلے
زمان کی گود میں ششماہ سے زیادہ پہلے	متھین نہ دیکھ سکا مائے یہ فلک بے پیر
بیان یہ کرتی تھی رورویکینہ بادل زار	سے متاجو کوئی اسکی بھی جہنم تھی خو نبار
جگر ہر ایک کا مجروح اور سینہ فگار	کرے تھی دمدم اسکی زبان کی نقت سر
زیادہ اس سے نہ کراب تو سودا طول کلام	درو د بھیج غنیدوں یہ کر سخن کو تمام
جزاہر و جہان اس کی نجلو دینگے امام	سخن تو ترار دلاتا ہے شکل ابر ماطر

مرثیہ دیگر

کھتاؤ غم نہیں نہ کسی دم سے پوچھیے	یہ بات وہ نہیں جسے عالم کو پوچھیے
گر پوچھنا ہو تو کسی محرم سے پوچھیے	گذری جو فاطمہ پر اے ہم سے پوچھیے
نوع بشر میں ہی بشریت کا یوں اصول	جودل ہو سو غریز کے جا نیسے طول
برے گئے جہان سے تشریف جب مل	گذری جو فاطمہ پر اے ہم سے پوچھیے
آدم کے جب فراق نے حوا کو رو دیا	اسکے بھی دلو گر چہ نہایت الم ہوا
پر جب علی سے فاطمہ ہونے لگی جدا	گذری جو فاطمہ پر اے ہم سے پوچھیے
روح الامین نے جب بدرسد لا نام	آکر دیا شہادت حسین کا پیام
گر بیان سب اہل بیت تھی پر نگر کلام	گذری جو فاطمہ پر اے ہم سے پوچھیے
دنیا سے کھلے زہر جلے جس کھڑی سن	حور و ملک نے چاک کیے اپنے پیر ان
منہ سے جگر کے ٹکڑے جیسے سو دگن	گذری جو فاطمہ پر اے ہم سے پوچھیے
مان بیتی ہے بیٹے کے مرنے پہ کر کے بن	یہ بھی عجب نہیں ہی اور دین اسکی بن
پر کاٹ کر سن ان پر رکھا جب سر حسین	گذری جو فاطمہ پر اے ہم سے پوچھیے
گرج اس غریب کو جدم وہ رو سیاہ	فارت کیواسطے جو چلے سو خیر گاہ
وینا تو جن و انس یہاں تک تھی پر آہ	گذری جو فاطمہ پر اے ہم سے پوچھیے
فارت پہ چمے بیج کیا دست جب دراز	نزدیک تھا کہ غرض تلک غم کو ہو گزار
ہر چند اس مقام میں جو کیسے سحر باز	گذری جو فاطمہ پر اے ہم سے پوچھیے
اہل حرم بہ واسطے دہشت کو کر تہنیب	ٹھوڑے حین مگر وہ کس کو گریبان کی تہنیب

گر یہ دھوپ کی تابش نہ ملے میں تھا طوق	کہ اسے طوق کمون یا بگریبان آتش
وہ لعین در پے ایذا کئے ہر اک جا اسکے	کرتے جاتے تھے ستم سر پہ وہ کیا کیا اسکے
کتنی یہ شدت سے تپ اسکو کہ ہوا تھا اسکے	خون کف پا کا پیے خار منیلان آتش
کتنی نظر چار طن اس کی بخشش پر غم	ناگمان باپ کا سر نیزے پہ دیکھا جو علم
جوش عورتاں دل اسکے نے یہ مارا اندم	کہ برسنے لگی از دیدہ گریبان آتش
بھر کے اک آہ جگر سوز کہا واسے بدر	اسے میں قربان ترے سر کو ترا تن ہی کدھر
کچھ ترے حال سے میرا ہی نہیں داغ جگر	کرتی ہی غم کی دل فاطمہ بریان آتش
اندون کیلئے اخلاق کے کیالے شہ دین	بطن سے فاطمہ کے حلق کیا ترے سین
ان سلوکوں سے جو پیش آئے ہیں تجھے یہ لعین	سرودنخ کی گھر تجھے میں سوزان آتش
سہر ترا صبح سے نیزے پہ رہے تے تا شام	رات جب ہوئے تو رکھ بیچ اسے گرد تمام
ہا سحر بیٹھ کے خالی کرن میں شیشہ و جام	بھرمین ہیں گور میں اور اپنی لعینان آتش
جان حیدر تھا لو اور چشم پیمبر کا نور	کتنی تھیں تھکے بتول امی جیسے کے سرور
ذبح وان ہوئے تولے ساتی کوثر کے پور	نہ جان قطرہ ہو یا فی کا فرادان آتش
بھائی میرا کیا ششما بہ ملا عین ذہاک	ان مری آہ بھر کرتی ہے ہو کر غناک
بیٹے ہے سینہ تب اس طرح کہ جون شعلہ ہو چاک	کیا مگر ظلم کی تھا تیر کی پیکان آتش
جی مرا سوز تب غم لیے بن ملتا ہے	تن مرا سمع مطرا لون کو اب گلتا ہے
استخوان یون مرا ہر ایک بڑا جلتا ہے	جس طرح دی ہو کسوئے پو نستان آتش
دست اعدا سے اگر زنج کے دطن جاؤنگا	گذری جو تجھ پہ وہ کس کس کو میں بتلاؤنگا
طرح گھر جلنے کی گودان زبان لاؤنگا	سمجھے کون اسکو مگر ہوئے زبانان آتش
سایہ انداز تھا جو گھر کہ صفت محشر کا	صاحب اسکا نہ ذریغ آب رکھے کوثر کا
نقشہ کا فربھی نہ سنگ دیکھ سکین جس گھر کا	عوض آب دین اس گھر کو مسلمان آتش
غارت و قتل نہ بیان کچھ سبب ناشر ہے	مال اور جان کی کب اپنے تمکین خواہش اور
بد بیغم ہو کہ جہان دفتر آمرزش ہے	دیکھے اٹھ جائیں محرومہ کنین دان آتش
دیکھ کر سربستان باپ کا مطلب وہ اسیر	حال جانوز کچھ اس طرح کرے تھا تقریر
جس طرح شعلہ کی کینچی ہو کونے تصویر	سکے راجلے یون اس حال ہو حیران آتش

مرثیہ مربع

رکھتی ہے داغ غم شاہ نمایان آتش	شمع کے بھیس میں راتوں کو ہے گریان آتش
بھڑکی جہدم حس و خاشاک آہ سوزان آتش	کہ نظر خلع یہ آہ جاک گریبان آتش
جھلکے اس غم سے کیا اپنے تئیں خاک سیاہ	پھیر بہ باد دیا ہو کے صبا کے ہمراہ
چشم دے کر دیار و تنک اس غم کو نگاہ	اپنے جس غم سے نت اٹھ دیتی آہ لیون جان آتش
یہ الم کرنے میں اظہار لبان قاصر ہے	سوز غم عیش سے لے فرش تلک دائر ہے
کولنا خالی دراب آگ سے دل ظاہر ہے	ہوئی ہر جگہ جگر رنگ میں ہنسان آتش
اسکی گردش سے یہ دیکھو جو جو جہنم بے پیر	لشہ لب آل نبی ذبح ہوئے بے تقصیر
شفق اب اسکو نہ سمجھو ہوئی ہے دامگیر	جائے گردون کی پلے خون شہیدان آتش
شیخ حملائی بی بریہ فلک نے سر کی	دھڑکے سر کی خبر اور سر کو دھڑکی
نہ رہا خانہ دل جس میں نہ جا کر بھڑکی	بسکہ اس غم کی ہوئی جگہ میں بریشان آتش
جگہ میں جھسٹ ہوا اس گوش فلک کا طور	بے تمیزی کو زمانیکے تنک سے عور
موسیٰ کو مرتبہ در بانی کا جن کے تھا اور	اونکے خرگاہ کی ہو کر دنگہ بان آتش
آہ روایت کہ حرم کو وہ لعین بعد قتال	گر سوار ہونٹون پہ لے شام چلے دقت زوال
اور اُس وقت یہ تھا تابش خورشید کا حال	بر سے تھی چرخ سے گویا بربابان آتش
تجے حجاب اذنون پہ بھی ہوئی ردنی بھی خون	تشنگی سے تھی زبان سب کے دہن سے بدون
اور آتی تھی چلی سامنے سے ایسی لون	جسکی ہو جائے حرارت کہ گریزان آتش
خورد کھا حشر کا رد و جو کیا آب طلب	تو وہ ناری سی کہنے لگے منس منس کہ سب
ہیاس سے پوچھے اگر حمان بخاری برب	اچھ نہ دین آب تھیں میں ہمیں گودان آتش
گود کا طفل طرح پھول کے مر جھاتا تھا	سیسے میں اسکے نول مان کا جلا جاتا تھا
آب کو انہیں سے دے رحم کے آتا تھا	دی رسالت کے جنھوں نے بگھلستان آتش
ان غریبون پہ شب و روز یہ رہتا تھا عذاب	تشنگی سے جو اٹھیں میں کوئی ہوتا بیتاب
اسکو دیتے تھے لعین پینے کو گرم ایسا آب	جوش میں جسکے برابر ہنوں جہان آتش
رتبہ خازن عبا کا جو بھول کے مافوق	پیادہ وہ جلے تھا اور گرد سوار دنگے جوق

تفنا فرمائی ہر جب سے بنائے تیغ ستم	بنا دی اسکے پے امتحان حسینؑ غریب
غرض مجھوں نے ہر طرح اس کو سمجھایا	ولے گو کا نہ خاطر میں وہ سخن لایا
ندان دشت بلامین باقر با آیا یہ	اسیر و غمنی آسمان حسینؑ غریب
اب اس سے آگے جو گزرا ادا سپہ رنج و توب	بیان کو اسکے تو کرتا ہے منع حد ادب
بغیر دین کوغن یہ تو جانتے ہیں سب	کہ خاک و خون کے رہا در میان حسینؑ غریب
اگرچہ مرثیہ کننا سمعون کو آتا ہے	ولے میں کیا کون اس طرح تو رولاتا ہے
کہ سننے والوں کا جنت میں گھر بناتا ہے	جزا دے اسکی بجھے مہربان حسینؑ غریب

مرثیہ در شہادت فرزند ان حضرت مسلم

دیکھ کر صبح کو میں مضطرب الحال نسیم	یو بچا کیوں ڈھونڈھتی ہو آج تو یہ مفت اقلیم
بولی مسلم کے سنے ہوئے وہ دو تھے جو یتیم	ایک کا نام محمدؑ صحت دوم ابراہیم
باب کو بعد وہ تھے کو قہر میں قاضی کو گھر	قاضی کو قتل کی مسلم کے سنی وان جو خبر
روئے ائے یہ لگا کئے کہ سنتے ہو پسر	ابن مرجانہ ملعون ہے یہ سخت لیسم
پھیری روانے نے مناوی کہ پسر مسلم کے	جسکے گھر میں یہ سنوں گا کہ وہ تیغ بین چھپے
غارت و قتل سے وہ صاحب خانہ نہ بچے	پس مناسب بین اس شکل میں نہ بیان ہو مقیم
قافلہ کو فتنے سے جاتا رہا دینے کے تین	وان سے بہتر کوئی جا کہ نصیب اب اور بین
جا کو ساکن ہو تم اس جا کسی گوشہ میں کہیں	تاکہ یہ کا ذریعہ ملعون ہو دامن بسل بحسبیم
غرض یہ قافلے کے شب وہ ہوئے تھے ہمراہ	صبح بھی ہوئے نہ پانی کہ انھیں بھولی راہ
میں انھیں ڈھونڈھتی پھرتی ہوں کہ ہو کو تباہ	ہونہ جاوین وہ وہ معصوم گرفتار غنیم
ہم سخن کہتے تھے آپس میں کہ اس اشنائیں	بہو بچا اک شخص کیے خاک بس اس جا میں
اسکی حالت کا سبب اس سے جو بین پوچھا میں	رو کو بولا وہ کہ اس غم سے مراد دل ہو دو نیم
کیا ترے آگے میں انکار کر دن یہ روداد	کہ دو طفل آج ہوئے ظلم سے خون گریبار
نیکے تھے کو فتنے سے اک قافلے میں وہ برباد	ابن مرجانہ کا تھا بسکہ دل انکے میں بیم
قافلہ اس میں چلا جلد و قفسار انا گاہ	رہ گئے پیچھے وہ معصوم گم ائے ہوئی راہ
سہوئی صبح تو اک غفل میں لائے وہ بپناہ	نیچے اس غل کے اک آب کا چہنہ تھا قدیم

خدا ہی جانتے ہے سچی عین آرزوے حسینؑ	کئیں تھیں مین سدا اسکی زیت کے دن رین
نہرا حریف فلک نے دیا نہ اُس کو چہین	پڑا تھا تم مین نبی کا نشان حسینؑ غریب
میں وہ تھا کہ تھیں چھوڑتا کسی اوقات	نہیں ہو اس مین کسو کے کچھ اختیار کی بات
کشان کشان سوے کر بل چلا تھا کرباں	بندھا ہوا بگلو ریسماں حسینؑ غریب
جو جا ہو بعد مرے پاؤں تم مرا احوال	خطوط گننے کا میری طرف نہ کیجو خیال
نشان مسخ قصاب دے گا صورت حال	کہ اس طرح سے پڑا ہو گا دان حسینؑ غریب
گوش دل یہ مری یار د آج سن لہجو	کسی ہی دم مین فراموش مجھ کو مت لہجو
زمین پہ ڈال کے دو قطرے پانی پنی لہجو	کہ ہم پہا لہ تھا بادستان حسینؑ غریب
مرا ضرور ہوتا تو دوستوں کو درد	غذا کی گرمی سے پانی پلین تو بھر دم درد
کہ ہو گا گر سنہ دلشنہ ذبح روزہ بند	بہ خنجر ستم دشمنان حسینؑ غریب
جو بانٹو اپنی محبت تم اپنے لڑکوں سے	سلوک اکسین سے کچھ میرے بھی بیٹوں سے
رہیگا حشر کے دن آشنا برستوں سے	خدا کے سامنے رطب اللسان حسینؑ غریب
جو عابدین پھرے جیتا ادھر کو قسمت کو	نہ رکھو دور اسے اپنی تم شفقت سے
غم اُسکے دلکا بھلانا ہر ایک صورت سے	کہ اُسکو سمجھے ہو بہتر زجان حسینؑ غریب
یہ سن دمیت جا سکا ہ سب نے ہو کے ملول	باہ و مال کیا عوض جان و دل کو قبول
کہا یہ شہ نے بھی دیکھو عاکر پیش رسول	کرے گا شکر تھا را بیان حسینؑ غریب
لکھا ہو راوی ز یون بھی کہ انہیں ایک احباب	یہ ہم نشینوں سے کہنے لگا پشیم پرکاب
نبی جو خانہ خرا لہو یہ پوچھے دو گے جواب	ہو ارضا سے تمھاری روان حسینؑ غریب
تب اس سے ہو کے مرض تم اسکو جانے دو	جو روز حشر یہ بدنامی اپنے سر پر لو
کہیں جو فاطمہؑ اپنے محبوبن میں دیکھو	کھڑا ہو باکفن خون چکان حسینؑ غریب
کر اُسکا قطع سخن بول اٹھا شہ مظلوم	خیال محض ہو ملنا مجھے کفن معلوم
نہ لیون رخت بدن کاٹ کر گلا وہ شوم	انھوں کو یہ بینیں رکھتا گمان حسینؑ غریب
عشت یہ فکر کرو ہو نہیں کچھ اس کا سود	کفن تو حشر میں تب ہو بدن یہ خون آلود
کیسے لاش کو تکفین کریں جو وہ مردود	کہان کفن کہہ اے ایمان حسینؑ غریب
کعبہ ہ تم سے کہو ہونہ سرور عالم	ہو امین جدم تمھارا جو تم سے ہو برہم

نارین ڈالے ہو کیون اپنی قیامت کا رشت	تیرہ کرنا ہے عبت اپنی تو بنتون کی کلیم
اس لعین نے کہا ان باتوں سے جکوکیا کام	جلد لا واسطے میرے توجو حاضر ہو طعام
ہم سیاہی ہیں سمجھتے نہیں کچھ دین اسلام	کام وہ کیجیے حاصل ہو کہ جس سے زروسیم
زن بیچارہ غرض کھائے کو آگے لائی	زہر اراں نے کیا جب تو اسے نیند آئی
چار پانی کو منگا ان نے وہیں بچھوائی	سورہ اسپہ وہ ملعون بچھا فرشس ادیم
آگے یوں راوی جانسوز کرے ہے گفتار	دونوں بھائی جو وہ سوئے تھے بیک حجرہ تار
ایک انہیں سے جگا دوسرے کو رو کر زار	کہا آتا ہے نظر بیچ یہ گردن ہو دو تیم
نخواب میں دیکھیں ہو نہیں کیا کر رسول مقبول	کتے ہیں باپ ہمارے کتر کو دل نے قبول
کیون کیا یہ کہ دو فرزند دل و جانے لول	پھر بن حیران و بریشان بدیہات غنیہ
سین کے سراپہ ہوا ان نے بھی کہا	خواب میں بھی یہی اسے جان برادر دیکھا
ایک سے ایک گلے لگ کے روئے پھر ایسا	کہ ہوا خواب سے بیدار وہ ملعون لعیم
ہو برا شفتہ زن اپنی سے لگا کر نے سخن	اسے دغبار چراغ اٹھ کے تو کر لار دش
تا کہ معلوم کر دن مرو کوئی ہے یا زن	کسکی آئی ہے صدا کون کس کھڑن مقیم
زن بیچارہ نے اسکو نہ دیا سننے جواب	لایا اٹھ کر وہ چراغ آپ ہی باستم عتاب
چھرے میں دیکھے تو دو طفل میں رشک متاب	اشک آنکھوں نے روان ان کی مثال ستینم
دیکھ کر اسنے کیا عارف ملعون نے سوال	کون ہو تم جو دیار حل قیامت یاں ڈال
اس لعین کو بھی انھوں نے جو کیا دست خیال	بولے ہم دونوں ہیں مسلم کے ستم دیدہ یتیم
تم قمار لگا کئے سنایہ جس دم	یا رور خانہ و من گرد جان سپ گدوم
آخرش دونوں کے گیسو میں گرہ دے بہیم	ما را ایک ایک طمانچہ نہ خدا کا کریم
دو کو اس حجر کے محکم کیا دے کر زنجیر	سورہ اپنی جگہ ان کے پھر وہ بے پیر
آخر کار کہ جو بوقت ہوئی رات اخیر	لیجلا صبح انہیں مارے گردن وہ لعیم
دو ڈری وہ مومنہ روتی ہوئی اسکے دنبال	لگی کہنے کہ نہ کر قتل کا اسنے تو خیال
دین کو واسطے دنیا کے نکھو تو چند ڈال	انحسقی دین ترے کچھ بھی خدا کا پریم
اقربا میں ہیں محمد سے یہ دونوں مظلوم	لیجلا ان کو ثواب کا سننے ان کا حلقوم
باز اس عمل زشت سے اسے مرتد شوم	منت ہو مشور قیامت میں تو بال اہل مجیم

وارد اس جا ہوئی اگر زن حارث کی کنیر	اسکی بی بی رکھے تھی آل محمد کو عسزیر
یا بی بی دیکھ کے جو عکس کہے اُن نے تمیز	آئی وان اسکو نظر شکل دو خورشید عظیم
دیکھ کر اُن سے کہا اُن نے کہ صاحبزادہ	ہو گئے غم کون نشان اپنے گھرانے کا دو
کس لیے اُن کے اس نخل تلے بیٹھے ہو	کوئی تپتہ کو ایسی معصیت ہے عظیم
سکے بولے کہ دو خرد زیندین مسلم کے ہم	باپ کو نے مین مولا کے تہ تیغ ستم
نہ کوئی دوست ہے اسجانہ کوئی پرہم	آسرا ہو کسی کا نہیں جزرب کریم
تب کہا اُن نے کہ تم پر سرین جائل زبان	ایک بی بی زمری تپتہ خدا ازل دل زبان
جنگ تم گھر میں رہو اُسکے کوئی دم مہمان	رکھے گی تمکو نہایت بتواضع تکریم
غرض اس جا پہ جو وہ قادیر کرتی تھی سخن	گویا آئی تھی قضا اُن کے ہر صولت زن
یگی بی بی کہنے اُن کو برتر دامن	کہا اُس سے یہ مغز زمین کر اُن کی تعظیم
بوجھا خاتون فی زمین کون جو اے بن بیان	تب کیا جاریہ نے مورت احوال بیان
سنے ہی بی بی قدم پر گری ہو کر گریان	پاس لے بیٹھی اُنھیں کر کے سلام و تسلیم
پھر لگی کہنے کروں آپ کو مین تم پہ خدا	ہوے حاجت کچھ اگر تم کو تو دیے فرما
بولے یہ ہو دینے تو اگر دے بھجواؤ	اجر میں اُسکے خدا دیوے بچھے باغ نعیم
کہا اُن نے کہ یہ حاجت زدل و جان قبول	بچھنے کا تھیں ہو جائیگا دان تک کہ امول
ما حصر کیجیے کچھ نوش نہ دل رکھیے ملول	کر دیے اطمینان کہ کے اُنھوں کو تقسیم
کہا نیکو جس گھڑی خاتون نے اُنھیں کھلوا یا	فرش خواب اُنکے لیے جبرے میں جا بھجوا یا
کر کے چپی اُنھیں اُس فرش اوپر سلوا یا	آگے کہتے ہیں یہ راوی بروایات فہیم
تھی تردد میں مدارات ہی کے وہ خاتون	کہ ہوا در داسی اک مین حارث ملعون
یہ کہا زن سے مشوش بچھے کچھ پاتا ہوں	نہیں بے چیز کہ تنویش مین ہو تجھسی فہیم
قطع کر اسکے سخن کو یہ دیا اُن نے جواب	تھا کہاں صبح سے تو اب تین اذ خانہ خراب
بولائیں صبح سے تا شام یہ کھینچا عذاب	ہو گیا آجکل شب جس کے بسبک مین سقیم
آج کو نے سے کیا بیون نے مسلم کے فرار	اونکی تلاش و خمس مین یہ پایا آزار
موادہ اسپ جسے دیکے لیا سودینار	ساتھ ہو بنانہ مرے کوئی جلو وارد نیم
سکے وہ مومنہ بولی کہ سنئے ہر کیمنت	بیٹے مسلم کے محمد کے جگر کے ہن محنت

روح الامین کے خوتے ہے آغشته سہراک	حورون کے ہر یہ وروزبان دا مصیبتا
آفلاک ہی دردن بروئے پرواز ملال	لے فرش تا بعرض کیا غم نے پا ئمال
موجب سے اس عزا کے کری گرو کوئی سوال	بین کیا کیون کون تو بیان دا مصیبتا
غم ہو گیا ہی جن و ملک کے دلون کا قوت	مارا پڑا ہی رن مین اک ایسے کالج پوت
شیون کے درمیان جو کچھ آجادی سکوت	ہوتا ہی امر غیب کہ ہاں دا مصیبتا
نامصنعی کو چرخ نے اتنا دیا رواج	دستار کو شرت کی گرا خاک و غوین تاج
اک بدترین خلق کے خجر سے رسین آج	بے سر ہی غمزدہ و جان دا مصیبتا
کیا لگو کر گیا حرکت چرخ بے ادب	ایمان کے گھر کی بیٹھ گئی سقف ہو غضب
ڈوبا پڑا ہے خونین ارکان دین اب	شہتیر سا ہر ایک جوان دا مصیبتا
حیولن تمام ناطق و مطلق بکائنات	سیراب سب ہین بلکہ جاوات و ہم نبات
پانی بنیرسانی کو شرکی ذرات	گدڑے جان سے تشنہ لبان دا مصیبتا
اتنوس جا کے آب تک ابن شہ نجف	دریا تین منہ کو کھولے رہ جائے جلن صدف
خاطر سے بھی نہ ڈال دی پانی کو بھر کر کف	اہل حرم کو تشنہ دہان دا مصیبتا
تاج و تخت بیونچی شعلہ کی آس جیسے سوزبان	استادہ کھٹے طناب کے جسکے ملائیکان
تن خاک پر ہے صاحب خیمہ کا فرش مان	مذبح وہ پڑا ہے جہان دا مصیبتا
کوئی ہی اتنی دست ستم سے وہ باگاہ	باہم دکھائے پرچہ کو پھرنے کئے رویا ہ
امت کے یہ عمل مین نہیں غیر کا گناہ	منستے ہو اے محمدیان دا مصیبتا
شاید محفلان ازل کو اسے رستم	جاتے رہے ہون و فقر بخشش کی قلم
ہو اہل دین سے یہ عمل زشت ہے ستم	اے غافلان خواب گران دا مصیبتا
اس کام سے مجب نہیں امت نے جو کیا	بیمے ہون نہ نجیب بنی پیش انبیا
ایسے جہراخ دین کو بچھا تار کر دیا	عالم پچشم مالسان دا مصیبتا
عمران ہونین یہ قوم بد اعمال زشت خو	عقبے مین ہو گی کیونکہ محمد کے روبرو
جن نے کیا زبرد کے اجراے کار کو	خون اسکی بوسہ گہ سے دہان دا مصیبتا
مخترین آہ فاطمہ جب یون قدم دھرے	سرا تھ مین ہودوش یہ کپڑے لہو بھرے
اور گود مین جگر کے وہ ٹکڑے ہرے ہرے	تب گیا کر مین یہ بے خبران دا مصیبتا

سکے یہ بات غضبناک ہووے تھم حرام	زن کو مجروح کیا شیخ علم کر زینام
اسین پونیا زن بچارہ کا فرزند و غلام	کہا اُن دونوں نے احوال محمد کے غنیم
باز اس فعل سے آمان خدا کو جلاد	عاقبت اپنی زندگی دلسطے زر کے برباد
سج کے یہ حرف برآشفتمہ ہوا بد بنیا د	باری شنسیر کہ بہوئے وہ بجناات بغیم
نادی کہتا کہ اب آگے کہوں کیا ہیما ت	لیگیا دونوں بیٹوں کو سوائے آب ذات
قتل جب کرنے لگا اُنکے تین وہ بد ذات	بولے وہ اُنکے تین کر کے سلام و تسلیم
رحم کر ہم یہ تو اب بہر خدا اے بد خو	یون ہی گرد لین ہے تو کاٹ ہمارے گیسو
بیچ لے ہاتھ کسی شخص کے جا کر ہم کو	مدعا قتل ہمارے کر اگر ہے زرد سیم
سن کے یہ کہنے لگا دونوں کہ وہ دشمن دین	رحم کر چاہو تو یکذرہ مرے دل میں نہیں
غرض اُن دونوں بیٹوں پہ مونی موت یقین	چپ ہوئے ہو کہ وہ راضی برضا و تسلیم
آخر کار جو بے رحم نے پھینچی تلوار رنہ	کہا ہر ایک نے اس سے یہی رو رو کر زار
خوف اتنا نہ کہ اب پہلے تو بھگو ہی مار	دیکھ سکتا میں نہیں بھائی کی گردن ہو دغیم
آگے کیا اسے شتم کو میں کہوں وادلا	بسطح دونوں بیٹوں کے تین قتل کیسا
جس کا تھانا م محمد اُسے پہلے مارا	پھر جدا تن سے کیا اُن نے سرا بلالیم
نادی کہتا ہے کہ جب کاٹ لے اُنکے سر	دوہن دریا میں دیا ڈال تمون کو لے کر
بیٹھکے بھائی سے چھاتی کو ملا یک دیگر	آخر الامر تہ آب وہ منظر سویم یتیم
آج سووا بہن تو خوب رُلا یا تو نے	دل سے ہر ایک کی شادی کو بھلایا تو نے
کہہ کے یہ مرثیہ جیسا کہ پٹا یا تو نے	حشر میں اسکی جزا دیوے بچے رب کریم

مرثیہ دیگر

گردن پر از خروش و فغان و مصیبتا	شیون دردن کون و مکان و مصیبتا
آفاق بزم اہتیاں و مصیبتا	عالم تمام گریہ کنان و مصیبتا
خلقت نے شکل جون مہ نوحاک سے ملی	دنیا کی جیب چاک ہی چون گل کی ہو کلی
ہر شہر کو چہ کو چہ و ہر وہ گلی گلی	دا حشر تا جو یان ہی تو دان و مصیبتا
کر نیو سر پہ خاک اٹھاتے ہیں سیلک	زیر زمین محب جنین آجائے گر فلک

ہوئے ہر بدسلو کی چرخ جھٹلا مش	ختم آگے اہل بیت کے یان وامیصبتا
شاہا ہمیشہ اشک مری چشم نمین رکھ	اپنے غزا کو تلیقیا مت المین رکھ
اس ردیہ کو یان تیئ اپنے تو نمین رکھ	ننگے بدن سے کتنی یہ جان وامیصبتا

مرثیہ دیگر

ہاے وہ نانی تمھارا یا بنی	فاطمہ کے من کا پیارا یا بنی
ظالمون نے کر بیچارا یا بنی	کیا کمون کس طرح مارا یا بنی
دان موایا سا ترا کھنت جگر	کئے جمان سیراب حیوان سرسیر
گریہ تھا اک تیر کے پیر تابیر	دان سے دریا کا کنا را یا بنی
گو سفند دن کا جو کاٹین ہین گلا	انکو بھی دیتے ہین پانی اولہ
ذبح کرتے وقت ایسے کو بھلا	نیر نہ میٹھا نہ کھارا یا بنی
شاخ سے کوئی اگر ٹوٹے ہر پھول	دیکھنے والے کا دل ہوئے لول
اُس تن نازک کو کہ تو کس اصول	ظالمون نے سرا تارا یا بنی
فاطمہ کو کہہ کہ ہو دین داد خواہ	قتل یون شبیر ہوئے بیگناہ
وہ گلو جو تھا ترا نت بوسہ گاہ	وان چلا خضر وود ہا را یا بنی
گر کہین مر جائے کوئی بیوطن	اسکو بھی ملتا ہے دس گز کا کفن
یون بڑا سو گئے تری ہار بکا تن	نے جنازہ نے گوارا یا بنی
سے کوئی بھائی بجائے ابن عم	لاش پر ہر لاش بیٹون کی بہم
ہو گئے سب طعمہ تیغ ستم	گھر کا گھر اجڑا ہے سارا یا بنی
ایک جو جینا بجائے عابدین	اسکے بھی جینے پہ ہر سکولیقین
کوئی عترت کو نظر آتا منین	اب تسلی دینے ہار را یا بنی
صبح سے منزل چلے وہ تابشام	تلوؤن میں کائے چھہ ہر ایک گام
ٹھو کر دن سے آرو گئے تاخن تمام	دشت یہ یر سے زخارا یا بنی
کہ تو اس بکس کی کیا تقصیر ہے	اسکے پاؤن بیچ کیوں زنجیر ہے
کہ جب اسکی جلد جو تہیر ہے	ہو یہ دکھ کب تک گوارا یا بنی

پوچھے جو مسلمین کو نبی کے وہ نور عین ایمان کا پھر جو نعم ہو جو بائے مشرقین	مارا اس گناہ یہ تم نے مرا حسین اس حرف کا جواب کسان دامصیبتا
جس پرے کے ملک نبوی محمد مان راز ان اشترودن ز پشت پر چکے نہیں جاز	دیکھا نہ مہر و مہ نے ادھر چشم کر گئے باز بیٹھی ہیں اسکی پردگیان دامصیبتا
خو تر شہ سوے ابر چلا دیکھ وہ گردہ لرزہ تمام عرش باین شوکت و شکوہ	کی خاک سر پہ دشت نذر ویا ہر ایک کوہ آئی نذر از راز نہان دامصیبتا
مقتل کو اس گردہ نے جدم کیا گذر تب جہر یل زانے غم سے لگا کے سر	آواز ہلے ہلے گئی عرش کے ادھر بولا کہ اے امام زمان دامصیبتا
جنت کی ہر فضا سداں اسکا بٹ اداں خنجر گلوے تشنہ پہ چلتے وہ کر قیاس	صورت ہر تیرے حال کی ہر آن لگا پاس کست سے دیکھ آب ردان دامصیبتا
صورت علی وفا طہ کی کب ہو چین کی بختا گیا ہو گود سے جس والدین کی	گو میں کبوں جگہ مجھے سمجھو حسین کی خاطر ہوا انکی کس سے نشان دامصیبتا
کس شکل ہلے جا کر میں سمجھا دن اب نہیں لا کر کسی مقام میں سمجھائیں سب اسفین	سمجھائے کو کسی کے تسلی ہو کب نہیں بیٹھیں کہیں وہ غمزدگان دامصیبتا
الحق ہر جگہ کیونکہ غم ہائے خیال سے جو کچھ کہ بچ رہے ہیں جلال و قاتل سے	فرزند جنگے زمین پر کے ہوئیں لال سے سداں اس پر رو سپان دامصیبتا
غیر از عمار راہ نہیں اور کچھ مجاب نیزے پہ پیش سر ابن ابوتراب	چادر نہیں سر و نہ پہنجز جاد و سحاب با چشم نیم دانگر ان دامصیبتا
کتنی ہر اہل بیت کی یوں صبح و شام راہ روم زمین پہ عابد محزون مستام راہ	منزل کی پوچھنا انھیں ہر ایک گام راہ باند طفل اشک و دان دامصیبتا
گرداسے گھیرے جا کر یوں شاہ کی سپہ ملک ٹھہرے گر کہیں تو را شاہ وہ روسیہ	کانٹا بنکانے کو قدم سے وہ بے گناہ کرتے چلیں بنوک سنان دامصیبتا
تا شام قتل گاہ سے اس شکل وہ پلید آئے نہ بات کہنے کی نہ طاقت شنید	لاس حرم کو آہ بامین محنت شدید جو کہ چلے یہ مدعیان دامصیبتا
سودا خموش زیادہ نہ کر اب سخن کو فاش	اجزا و گردہ ہوں گے عناصر کو پیش پیش

مرثیہ

کہ جن نے آج یہ شادی اٹھائی	کہوں کس کو فلک کی بیوفائی
کہ نبرے سے ہو بیری کی جدائی	کہیں بھی تخت کی رات ایسی آئی
وہ بڑا تھے ملائک بھلے خادم	وہ بڑا جسکو سب کہتے تھے قائم
سراسر کاٹ لیں یہ بھی خدائی	سو دشت کر بلا میں ملے ظالم
مرے فاسم سا بیٹا اور جیون میں	کے مان اٹکی ایسا دکھ سون میں
عجب ساعت سے یہ شادی اٹھائی	کہو تو یہ کہ جی کہ کیا کروں میں
کہیں یہ رسم دیکھی تم نے حجاب	نوع عم کطرح اس شادی کا باب
اجل جی ننگ لے شربت یلائی	ندین دو لھا کو ہرگز قطرہ احباب
نہیں چادر کسی سمدھن کے سر پہ	منہ سے کا چھاننا کب ہو میسر
کتنی کنگن کے بندھے ہی کلائی	دھری تھی بیاہ کی خونے لگن بھر
کیم کے سر کا کر منکیاں کین	کسی سا چہرے کا دیکھا ہے یہ آئین
چلے دو لھن کے گھریوں لے مٹائی	بنائیں کھا پچیان نیز دنیہ و دھلین
انار آسا لگن سے دل بھر دی ہیں	کردن کیا ذکر آتش بازی کا میں
رہی اکر جھوٹ مہر منہ بہر ہوائی	اٹھا یا بیاہ ایسا آسمان نین
کسی اس بیاہ میں یوں منہ کی بات	ہوا یہ ہم زن شادی تو بد ذات
بے کر خون سے نیچے حنائی	کیکے ہندی کی شب بیری نے ہیما ت
چلے آنکھوں سے حکمی غونکا نالا	یہ سب بڑوں نے بڑا سہ نرالا
عجب اسکے لیے مسند بچھائی	جہان بیٹھے تو ہر کو ہو کا تھالا
نہ ان رسموں کے وہ پاؤں ٹھکانے	دین و آسمان گر کوئی چھانے
لیا ہونیک سر سر را بندھائی	کہیں دیکھا کہ دو لھا کی قضا نے
کنول کے پھول چاک پر ہن میں	محل آرائش کو یان زخم بدن میں
اسے کیسے غضب پا کہ خدائی	برنگ لالہ خورے سرخ تن میں
لٹا یا چرخ نے دونوں کو گھر کو	جڑھے جب بیاہنے بیری کو بر کو

ایک تو غم کی پیر کے سینہ ریش اشقیاب کتے ہیں جو کچھ گرد و پیش	تسہ طعن و طنز سے سودل میں بیش بکسو سے کٹنے کا یا را یا بنی
تب سے جلتا ہر بدن خود شیدوش کچھ نہیں ہاتھ اسکے اور اسکو غش	اس مصیبت پر علا و مضہ عطر راہ چلنے کا سہارا یا بنی
گیا گردن غارت کا عترت کی بیان اُنہ جو گزری زردست شامیان	اک ردا چھوڑی نہ دو در میان تم پہ ہے سب آشکارا یا بنی
چہرے بزرگ ہو گیا اکبر مرا خاک میں اس دشت کی آگہ مرا	گود سے میرے گیا اصغر مرا مل گیا ہر ماہ پارا یا بنی
دیتی تھی اُنکے عوض روز اذل مل کے سب سمجھا رہی پراس محل	دلت کو میں بھلو بے غل میں نہ دان دامن یسارا یا بنی
سو بڑے کے سر کا بر بھی پردہ خال باپ نے جب کینیکر ڈالی کال	تیر کی تھی خلق میں چھوٹے کے بھال نخن کا اچھلا پٹا را یا بنی
تیر و تازہ ہر جان پانی سے خلق پانی کا کہتے تھے دان وہ نشہ خلق	پیاس کی بونگو میرے تھا یہ خلق چکیان لے لے اشارا یا بنی
دس گیا داماد کو نیزہ ہونا ک اقربا میں بن عجب میر کی بھاگ	مل گیا مانی میں دو لہن کا سا ک خس اتنا بھی ستارا یا بنی
بخت بد کی کیا کمون میں ٹوک چوک گھر کا گھر میرا دیا آفت میں جھوک	لگ گئی کس کی بجائے بھگو ٹوک لون میں جا کس کا سہارا یا بنی
ہو دگر جس دن عرصہ یوم ہستلو حال فرزند کا اپنے رکھیو یا د	لیجے ہر مظلوم کی ظالم سے داد بیکون کا تم ہو چارا یا بنی
الفرق با نوبہ جب کرتی تھی بین ایک دل کو دان نہ تھا اک لفظ بین	ہر طرف خونناک دل روئی تھی بین آب تھا ہر سنگ خارا یا بنی
سودا جرم کی بڑا اسے شاہ دین اور کسی جاگہ مفراس کو نہیں	روہین ہے حشر میں جسے سین ہے یہ اور دامن تمھارا یا بنی

<p> بجو مارا ندان وا ویلا ہو کے بے خانمان وا ویلا سر بنوک سنان وا ویلا رشک مہ جوان وا ویلا اے کس و بے کسان وا ویلا رز ہا در میان وا ویلا کیا یتیمی کی شان وا ویلا صورت سار بان وا ویلا خون سے بے جاے پان وا ویلا تن ہی لو ہو لسان وا ویلا تر ہوا ہے دہان وا ویلا چشم ہے خون فشان وا ویلا یون کرے ہے بیان وا ویلا ہائے مادر کی جان وا ویلا بھٹی دہ کس کی کمان وا ویلا پوچھون تیرا دھان وا ویلا رن میں میرے پران وا ویلا یہ جو ہے خون چکان وا ویلا روز و شب مہکودھیان وا ویلا کر کے اُس میں گمان وا ویلا رور و آہ و فغان وا ویلا لرزے سے آسمان وا ویلا نہیں تاب و توان وا ویلا </p>	<p> ظالمون نے بلا کے یان بدغا خاک و خون میں پڑا کر تیرا تن دھڑ ترارن میں آہ تڑپے ہے خون میں ڈوبا پڑا ہے گرد ترے کتے بین تجکو رو رواہل حرم وارث اب عابدین بن کوئی منہ پر اس طفل کے برستی ہے ہاتھ میں اُسکے بختیوں کی ہمار آج قاسم بنے کا سرخ دہن سرے تا پا علی اکبر کا علی اصغر کا آب پیکان سے اُسکے ماتم میں شہر بانو کی یاد کر دہدم اسے اب وہ کیا ہی تو داغ دیگیا دلین تیر تجھ حلق میں لگا کس کا نہیں چادر بھی مجھ کے جس سے کاش لیجاتی تین مدینے مجھے پانی ہو تو دھوؤں ترا کرتا دل میں رہتا ہے تیری صورت کا پالنا خالی ہے جلاؤن مجھے غرض اس طرح بانو کرتی تین جسکو سُن سُن کے کانپتی زمین اس سے آگے کسی کو سننے کی </p>
<p> ختم تو کر کے مرثیہ سودا یہی کہ ہر زمان وا ویلا </p>	

کوئی کوئے ہی سینہ کوئی سر کو	جو نوبت ہی تو یہ نوبت دھرائی
زبے شادی کہ جمین تخت کی رات	انگائے ہو گئی چنے میں نوبت
کہون کیا آری مصحف کی من بات	نہ پھر دو لھائے نکل اپنی دکھائی
کہین یوں بیاہ میں گانہ بدھاٹے	کہ ہر اک بونہ گرنہ کو آوے
وہ باہم سمجھیا نے کو پٹاؤے	الم ہر ایک سے یوں بدھائی
کسی نے کھائے گراس بیاہ کو یان	ابن کے سرخ ہیں لوہو کو دندان
ویسے ہیں بدمذہب کو بار جو یان	سوز بخیر انکی گردن میں پٹھائی
تو ہے یہ بیاہ جسکی حشر تک دھوم	مرین بیاہ سے براتی ہوئے مظلوم
بجاری بدمذہب کو کھانا معلوم	سجھوں زرد ہی روجان اپنی گنوائی
کہین یہ بیاہ کا دیکھا ہے معمول	کہ نہ کی جو تھی کو بیجے کہ ہن پھول
بنی سر خاک کہ منہ سے ملے دھول	کہین یوں کھیلنے میں چوٹی آئی
قرض ارض و سواتا ہو کے برہم	رہیگا جب میں اس شادی کا ماتم
کر یگانیک دبد کے دل میں گھر غم	نہیں شادی یہ آفت ہی سمانی
نموش ہو سو دایان آگنہ بول اب	کہ اس علم سے عالم جان بر لب
تر اکوین سے بر آوے مطلب	کہ جیسی تو کہنے یہ خلقت رلائی

مرثیہ مفردہ

اسے امام زمان و اویدا	سید دو جهان و اویدا
آج تجھ یادگار حسیدر کا	نہیں جگ میں نشان و اویدا
دن میں بے سر پڑا ہر تیرا تن	شاہ کون و مکان و اویدا
نازک اندام پر تیرے رہیں	زخم تیغ و سنان و اویدا
لو تھ پر تیری کوئی آج نہیں	شیر بن پاسبان و اویدا
تجھ بغیر از مدینہ ہے سونا	اے محمدؐ کی جان و اویدا
جو کہ گذرا ہی تجھ پہ جور و ستم	کیا کردن میں بیان و اویدا
خلق سیراب و نشانی سے تری	خشک منہ میں زبان و اویدا

ایک دیکھ ہو دل پہ تو اسکو کون	زخم ہے کاری یہ کاری یا رسول
کھا گئی شمشیر اکبر سا جوان	تیر کا طعنه ہوئی اصغر کی جان
طوق عابد کے گلے کے درمیان	جسم سے اُسکے بھی بھاری یا رسول
پانی کی رہ ظالمون نے بند کی	بات مانی ہو نہ ان کی پند کی
روح میرے شوہر و فرزند کی	تن سے پیاسی ہی سدھاری یا رسول
آدم و حیوان سے لیکر تاجہ مور	پیتے ہیں پانی کرو دن در کرو
پانی دینا میں بہت شیریں دشور	نئے انھیں بیٹھانے کھاری یا رسول
یہ ترے فرزند پہر ہو ظلم دہر	جائے وہ دنیا سے پیاسا ہے قہر
دیکھتی ہوں گر کہیں پانی پہ لہر	لگتی ہے محکو کٹاری یا رسول
گیا کروں بیٹی کی شادی سے سخن	بھر کے لو ہو سے دھری گویا لگن
نتھ سہاگ اپنے کی کھلا کر دھن	تخت چڑھتے ہی اُتاری یا رسول
بہی کو دھن کہیں ہو بیاہ جب	اس دھن کو بیوہ زن کئے ہیں سب
آرسی مصحف نے کیوں شادی کی شب	کی نہ اس سے ساز گاری یا رسول
ولین سمدھن کیا نہ کئی ہوئے گی	لال سا بیٹا بھاپنا کھوئے گی
بدشگون کہ کہ بہو کو روئے گی	کس طرح کی ہے یہ خواری یا رسول
تو یہی بہتر کہ میں بھی اب مروں	ایک دیکھ جو ہو دوسے تو اسکو بھرون
معذرت تسدن میں سمدھن کی کروں	یا بنو کی غسگاری یا رسول
رات دن اس غم سے مین ہوئی نہیں	کس گھڑی مین پیتی رہتی نہیں
اس مصیبت بچ کب ہوئی نہیں	حال ہے بچھریہ طاری یا رسول
مہربان کرتی تھی جب بالوہ مین	تھا عجب ارض و سما میں شور و مین
بیٹ سرگاہے کے تھی وحسین	گاہ رو رو کر بیکاری یا رسول

مرثیہ دیگر

غم ہے مجنون حسین و دل عالم واوی	اشک کی فوج ہے زنجیرہ از فولادی
جاگ نے سپرین خلق کے ہو کر ہاوی	چشم سے تا بقدم راہ اُسے بتلا دی

مرثیہ دیگر

اب سیکند بھی تمھاری یار رسول	کہتی ہن بانویہ زاری یار رسول
باب بن بابا کی پیاری یار رسول	مرچلی ہے غم کی ماری یار رسول
باب کیدھر ہے جو دکھلاؤں اسے	کس طرح سے کہ تو بہلاؤں اسے
یہ تو نادان، بیکاری یار رسول	ہو سمجھ اسین تو سمجھاؤں اسے
رات رو رو کر مین اپنا سر دکھنا	دیکھ حال اسکا جگر میرا بھنا
اس کو بابا کہ بیکاری یار رسول	ان نے جسکے یانوں کا کھٹکا سنا
ہائے بابا ہائے بابا پھر رات	گر اسے نیند آگے جاتی تو چٹ
رات یوں کھٹی ہے ساری یار رسول	جائے، رو رو کے اسکا دم لٹ
ان کمین تو جا کے بابا کو پکار	تھمتے کستی ہے کبھو ہو بیقرار
خون دل ہوتا ہے جاری یار رسول	پر کبھی روتی ہے ایسا ڈھاڑ مار
بی بی کی خاطر کھلونے لاینگا	کستی ہوں ٹک چپ ہو بابا آئیگا
مین تو اب پھسلا کے ماری یار رسول	نائے کب بھول اسکے دلے جائیگا
جھوٹی باتیں مین بناؤں تاکجا	باب کو دیکھے گی یہ روز جزا
دیکھ اسکی بیقراری یار رسول	دل ہوا بے اس اس سے بھی مرا
روئے سے ذرہ بھی پھٹی ہے اگر	اسکو تنکین دیکھن لیجا کہ کدھر
لا کے یہ ملعون ناری یار رسول	باب کا اسکو دکھا دیتے ہن سر
سر کو اسے باب کے اس سے چھپاؤ	جتنا کستی ہوں کہ اسکو مت دکھاؤ
کون سنتا ہے ہماری یار رسول	ڈر خدا کا بھی تو اپنے دلیں لاؤ
پھر نہیں جینے کا اسکے احوال	چند روز اسکا رہیگا گریہ حال
اسکو ہے اب دم شماری یار رسول	باب کا غم جان کا اسکی ہر کال
عابد بیمار کی ہے کس کو آس	اکبر و اصغر سے ہو بیٹھی نراس
رنگی ہے یاد گاری یار رسول	میرے سیامی کی ہی اک میرے پاس
جی مین آتا ہے کمین جامر ہوں	یہ تم اور ظلم مین کب تک سہوں

وہ جو فرزند محمد کے بڑے تھے بے سر	ایک کی لاش زمین کھود نہ وان گڑادی
تا پہل روز بتر تن بجائے اس ٹھانوا	یوں پڑے تھے کہ گودھوپ تھی انہر گھانوا
ہائے اس طرح کیا قتل بنی کا وہ گانا	شہر اسلام بن تھی جس کے سبب آبادی
چرخ نے غم ستم واسطے ان کے بویا	رہا اس غم کے پھل کھانے کو ان کا بویا
تیغ کیواسطے کھاروز ازل سے گویا	گردن آل محمد پہ خط آزادی
نہ تو مجھے یہ لعین ذات خدا کو حاضر	نہ کیا پاس ملی کا نہ بنی کی حناطر
دین سے منہ موڑ کے دریا میں لوگ آخر	کشتی آل بنی شایون نے بٹھلا دی
کوٹ کر لیلے جب اہل حرم کو مہیات	اس مصیبت کی کمان تاب جو کہ سکتی بات
جو سوار اشتر و ذکی پشت پہ تھین مستورات	مان بول انہیں کو کی تھی کو کی دادی
فقتہ لیجا نیکا آگے نہ گئے یہ ناکام	ہو یہ ڈرسوئے ادب پر نہوا سکا انجام
اہل بیت بنوی شیخون نے ہونچا کر شام	جا کے دی اپنے خلیفہ کو مبارکبادی
غدر وہ آل بنی سے کیا شیطانوں نے	نہ جسے آنکھوں ہی دیکھا نہ ٹٹا کا فون نے
حیث کفار کے نزدیک مسلمانوں نے	کر دیا خانہ دین بیت ہو جون ایرادی
پس خوشی از رہ انصاف کر اب اسکو غور	اشقیا جب کرین مولاے دوعالم پر جور
ان دنوں تجھ سے موالی رکھین صحبت کس طور	دلین کس طرح جتھون کے ہو جائے شادی
مہربان غم نے خوشی کو جو کیا بحث میں بند	کھائی آئینی محرم بن خوشی نے سو گند
دے عالم کے اڑی یوں کہ جون آتش کو پسند	ظالمون پر گئی نزدیک خدا فریادی

مرثیہ دیگر

گیا گودی میں جب مرجھائے صغر	لگی بانویہ کہنے ہائے صغر
فلک ایسا تم دکھلائے اصغر	جیون میں اور تو مرجھائے صغر
نہ تھی امید تو یہ دھن دکھا دے	شب دروز اپنے ماتم میں ٹٹاے
اکیلایوں مجھے تو چھوڑ جاوے	یہ ان اب کس سے دل ہلائے صغر
مری گودی سے کیونکر اٹھ گیا تو	نہ پاؤں سے کبھی ہرگز چلا تو
مین حیران ہوں یہ کیا جادو کیا تو	مجھے اب کون مجھ تک لائے اصغر

ظفل و دیوانہ چلے آئے مین لازم ملزوم جسکو دیکھوں ہوں سو ہاتھ انکے سے ہر فریادی	غم ہو سینہ میں تو کیونکر نہ کرے اشک ہجوم مل کے باہم یہ محرم مین چاتے مین مذہوم
شعلہ کرے ہی اُسے ماہ محرم کا ہلال کہ نہ دیرانہ ہی چھوڑے نہ پھر آبادی	پھر مہی از سر نو جب سن ہجری کا سال دیکھ کر اسکو یہ ہو جائے ہے اسکا یہ حال
آئے اسی سینے سے وہ چشم ملک مالکے موج تاب کیا رہ سکے دلین جو سرور و غدا دی	اے ہر اسکا علم اور سرشک اس کی فوج گر گڑھ کو عشرت کی معایت کرے اسکا اوج
تھکے بیچین ہے تاحور و ملک لے اوم دکھو آفاق کے تین کس لیے سیاہیادی	ایک دن غم سے خوشی نے یہ کہا سن اسے غم کام دنیا کا ترے ہاتھ رہے ہے درہم
حق مین انکی یہ اذیت کو مجھ عین صواب تیرے شکہ دینے سے جن شخصوں کے دل میں غدا دی	سن کے بولا جو اذیت مین مین مجھے جواب انکے احوال کو ملک دیکھو تو روز حساب
وہ مسلمان مین نہ ڈالین جو سراپے پر خاک وہ مسلمان مین مجھے دلین جھون کی جادی	وہ مسلمان مین کریں آج گریبان نہ جو خاک وہ مسلمان مین نہ منہ پٹین جو ہو کر غناک
وہ ہی دیندار ہے چہرے سے اپنے جو گرد وہ ہی دیندار ہے اندون مین ایذا دی	وہ ہی دیندار ہے آل بنی کا ہود و وہ ہی دیندار ہے آج کے دن جو دم
تشنہ لب ذبح ہوا سبط رسول اشقلین باپ جسکا ہی علی مان ہے ہمیں رزادی	کس طرح دو غنیم کو دل کو نمون کے چین کیا کون جتنے مفصل اسے یعنی کہ حسین
تن تنہا وہ رہا سپہ تو پھر ایک ہی بار نہ سیکلے کی چلے بن رہی نہ فولا دی	خویش و فرزند و عزیز اس کے لیے جدم مار جتنے نام دتھے دنیا کے انھوں سے تلوار
سبط احمد ولد حیدر کرار کے سر کسی جلا دے آفاق مین یہ جلا دی	گذری ابدیم جو کچھ اس سید ابراہیم کے سر نہوئی ہوگی نہ ہوگی گنگار کے سر
ان لے سر کاٹ لیا تھا جو وہ آل شمر لیں نہ کن کے لیے دی اسکو گزری نے کھا دی	چور زخمی ہو کر اگھوڑیے جب وہ شہ دین خاک پر ڈال دیا اس تن عربان کی تین
یہ سخن بولی یمنون مین زبان جس تسلی باپ کو تھا بہ بنی رابطہ دا مادی	دیکھ وہ سر کہا جن نے ہی صورت کس کی ہی یہ وہ شخص کہ ہی بہت بنی مان جس کی
اپنے تھے تو کیے دفن جنازہ پڑھ کر اپنے تھے تو کیے دفن جنازہ پڑھ کر	جب لگے چلنے یمن دھر کے وہ سرخیز پر

کدھر جا کر مین اپنا بیٹ ماروں	کس تک مان ترا غم کھائے ہنجر
بچے مین کا شے جائیا نہ ہوتا	مرا بیٹا تو کس لایا نہ ہوتا
تو یہ دکھ تو نے یہاں پایا نہ ہوتا	اکہ تو پیاسا جہان سے جائے ہنجر
کسے تھی مین تو اب آویگا سیراب	کوئی دم اس بچے کو ہو یگی تاب
یلایا کسطح کا اسکو تین آب	موا یہ جس سے اے بابائے ہنجر
وہ دن جس دن خط مین جہان ہو	زبان پر سب کی حرف الامان ہو
یہ اسدن آرزوے مہربان ہے	کہ اس عاصی کو تو بخشائے اصغر

مرثیہ حضرت

مقبول حق ہو جسکو کچھ غم حسین کا ہے	لازم جہان مین ماتم ہر دم حسین کا ہے
جن و بشیر مین شیون باہم حسین کا ہے	یہ غم حسین کا ہے ماتم حسین کا ہے
یہ غم ہو تا قیامت ہر دم ہوئے ہے بریا	ہر عنقریب ہو دین افلاک جا سے بیجا
آواز صور جیسے ہر ایک کا ہے نغرا	شیون ز شور محشر گیا کم حسین کا ہے
بوچھے جو کوئی مجھے کیا دون جواب اسکو	کب اس ستم کی آفے سننے کی تاب اسکو
ہر جو بشر جہا نہیں ملتا ہے اب اس کو	نجر سے حلق پیاسا تو ام حسین کا ہے
پانی سے اے عزیز و سب کی ہر زندگانی	بو بچانہ جسکو ان نے مرگ اپنے جی مین کھانی
دیو یگا کون اسکو دان بھر کے جام پانی	جسکو مین سوچتا ہوں بوجھ حسین کا ہے
سب خویش واقربا تو اس کے لئے ہن مارے	پانی لے آنیکو وہ کس کے تین بکا را ہے
سیراب جس جگہ مین وحش و طیر سا ہے	ہو ٹونہ تشنگی سے وان دم حسین کا ہے
سب یار و یار اس کے ماکے ہر ہر ہن رہن	کوئی نہیں ہر اسکا اب بلیسی کے نہیں
اندیشہ ملک کرو تو یارو کہ جو کس من مین	غربت سوا کوئی بھی ہدم حسین کا ہے
جان بر لب آ رہا ہے دل زندگی کی مایوس	اندیشہ آبرو کا اور فکر پاس ناموس
کوئی نہ پاس اُسے تھا وہ جھون سے مایوس	مین کیا کہوں کہ یہ کچھ عالم حسین کا ہے
نے دوست پاس اس کے کوئی نہ آشنا ہی	ڈالے نہ دین او پر ایسی فلک تبا ہی
اگر نہیں ہر اس سے کوئی مگر خدا ہی	اس حال مین مجبور محرم حسین کا ہے

وہ باندی کر مجھے اپنی بٹھا دے	تجو کوئی منگوا اب مجھ پاس لا دے
سبب جسکے سے منگوا پائے اصغر	تری مان بہر دم اُسکے مدتے جائے
ٹھپاک کر گود میں اپنی سلاتی	مجھے جب پیار سے ملک میں بلاتی
یہ دکھایا اب کسے ہلائے ہفر	جو روتا تو پٹکھورے میں جھلاتی
اور اپنے باپ کا نحت جگر تھا	سری آنکھوں کا تو نور، لھر ستا
تو کیوں جاتا ہے روٹھاوائے ہفر	جھٹی سے لے پکے روشن یہ گھر تھا
اسے متاد کیوں زیادہ کھلاتی	لیکنہ پوچھتی یوں مجھ سے آئی
اسے مان کس طرح ہلائے ہفر	جنگائے سے نہیں اُٹھتا جو بھائی
جو توری نہیں تو کیا جی کر کر گئی	بہن کب تک ترے بن دکھ بھر گئی
گئی ہے یہ بہت گھبرائے اصغر	نہ بھائی ساتھ ہی تیرے میر گئی
سم ہی کی اگر رکھتی تھی نیت	وہ قوم بے حیا دور از حیت
روا رکھتی نہ وہ ایذاے اصغر	ہمیں اسے کاشکے دیتی افیت
کہ زرد کر طلب کرتا تھا یہ نیر	چھٹ اسکے کیا تھی اس پچر کی لفصیر
کہ منہ کو کھول کر رہ جائے اصغر	بھلا اسیر سے یوں مارے تیر
مجھے دکھایا کہ اس جگ سے چلا تو	چھدا کر تیرے پیسا سا گلا تو
تری مان ڈھاک تری چلائے ہفر	بلا لون بول تو منہ سے بھلا تو
کبھی پیٹے تھی سر اور گاہ زانو	لے گودی میں اس کو شہر بانو
نہ بد شک تو مجھے بیوائے اصغر	کے تھی بائے یارب میں نہ مانو
کرے کیا کر تری مان دان زردو	جہاں اک بوند پانی کی نہوے
جتنے کس چیز سے نہلائے اصغر	ترے کرتے کا لو ہو کیونکر دھوے
نہ کوئی ساتھ اپنے گور کن ہے	نہ یان کبیر کا ٹکڑا کفن ہے
کوئی کیونکر جتنے گر دوائے اصغر	اُٹھانیکا ترے کہ کیا جتن ہے
اگر جاتا رہا ہو ڈھونڈھ لاؤن	جو روٹھا ہو تو میں جھکو مناؤن
جتنے جب اس طرح موت آئے اصغر	یہ غم میں کس طرح دل سے بھلاؤن
جو بولے تو تو جی تک اپنا وارڈن	میں کیا کہہ کر تجھے بچے پکاروں

دین کے راہ زنون نے ہوزراہم ہیہا ت	لوٹی کر بل میں مدینے سے جو آئی تھی برات
نارت اس طرح کیا ہا سے پیمبر کا گھر	نہ سرزن پہ ہو چا ورنہ تن مرد پر سر
مرئیوے تو موبے جی سے بچے جو اکثر	چاہتے ہیں کرین پوش کیلئے قطع حیات
گھر کو شادی کو عوض روشنی کی آتش دے	دربہ سر پینے سے خلق کے نوبت باجے
دولہا دولہن کے عجب بھاگ ہیں یارو جنگے	تحت کی رات کرے دنگو قیامت کلیات
دونوں سمدھیانے یہ لٹے گئے حج کر کو وطن	عوض خلعت شادی نہ ملا شہ کو کفن
کس گھر ہی بیاہ اٹھایا تھا کہ دولہا دولہن	وردے دل کے ہم کرنے نہ پاسیہ وہ بات
صبح کو یئین بن سراپنے براتی تا شام	شام سے صبح تلک لے کیلئے دولہا کا نام
دیکھ کر حال یہ کہتے ہیں گھر طے خاص و عام	بیاہ کا دن نہیں دولہا کا یہ ہر روز وفات
کوئی رونا ہو گھر اڈا لے کر اپنے خاک	سینہ کوٹے ہو کوئی کر کے گریبا نگو چاک
کسکا ماتم ہے یہ پوچھے ہو کوئی ہو غناک	شادی کو آج تلک دیکھے نہیں یہ حالات
غیر زنجیر نہ سمدھن کے گلے دیکھا ہا ر	پان جو کھا دے سو ہو سمدھی کو تن میں سو فار
اور شربت سے جو پوچھو تو کہو یہ گفتار	نشہ نوشہ کو کیا ذبح لب آب فرات
یہ عجب بیاہ ہو جبین نہ کہیں رنگ نہ راک	ورنہ ہر شاہی میں سب گا دیں دولہن کو نہاگ
اس نویلی کے غرض ہننے عجب دیکھے بھاگ	نوشہ کرنی ہیں منہ حو کے تلے بیٹھیں عورات
چشم ہر ایک کی خوناب سے ہو مالا مال	دوبے ہاتھو نہیں سمجھوں کے ہیں لہو سے رومال
گرد و لہن کے بھی پین ہیں کھولے ہوئے بال	شادی کر لو گونے دیکھے ہیں کہیں یہ اوقات
گون ساعت بھی بخا میں کہ ہوئی جب نسبت	زہر کا گھونٹ ہوا وہ جو پیا نہ تھا شربت
غرض ایسی بھی نہ دیکھی میں کسی کی قسمت	پاس دولہن کے یہ دولہا نہ ہارات کی برات
راڈ چاؤ سے بنا کوئی یہ دیکھا ہو نہ اس	بسکے دلے کہ کسی طرح کا سکے نہ ہلاس
حیف صد حیف اجل اسکی ذہری کے پاس	نہ دیا چنے اُسے بیٹھ کے اکدم نوبات
بیاہ ہوتا ہو کسکا یہ زمانہ سن میں کہیں	خوشی و حزمی ہوتی ہے قبلے کے سین
ایسے دولہا دولہن آفاق میں دیکھی ہی نہیں	غم سے شادی کے جھونکے نہیں تا حشر نجات
بان کے دولہا کی رود کے لہذا وہ فغان	زیر سر ہی عوض تکیہ ترے نوک سان
خاک میں ہائے ہزار تو لو میں غلطان	دیکھوں اب کوئی آنکھوں سے میں یہ مکروہات

تجہ شرم سے بھائی جاجس جگہ ہوا ہے	اُسجا بھج بھیتجا مارا دین پڑا ہے
بیٹا رہا سود و نون کی تو تھہ پر گرا ہے	قتل اس طرح قبیلا ہیسم حسین کا ہے
صورت یہ کشت و خون کی بن کر بلا میں آئی	تڑپے ہریان بھیتجا دان لوٹتا ہے بھائی
یون گردن اپنی کنٹے مع اقربا کٹائی	کٹنے کا ج طرح سے عالم حسین کا ہے
جو زیر تیغ آیا چھوٹا بڑا انھون میں	کیا کیا عزیز اسکا بیجان تھا انھون میں
کوئی بھیتجا کوئی، ہر بھانجا انھون میں	بیٹا کوئی ہے اسکا جو غم حسین کا ہے
گھیرے ہوئے اب اسکو فوج مخالفان ہر	ہر اک کی تیغ کا وہ تن بہر امتحان ہے
مائے ہر تیر جسکے دان ہاتھ میں کمان ہر	تو دے سے آج سینہ کیا کم حسین کا ہے
تیغ و تبر سے اسکے ہین تن یہ زخم کاری	اور جا بجا بدن سے خون ہو رہا ہر جاری
تاہ و توان و طاقت سب ان ذرا اپنی ہاری	حال اس قدر مجبور ہم حسین کا ہے
ہر زخم تن کا جون گل اب ڈبھار رہا ہے	جون اب جوئے خون کو تن سے بہا رہا ہے
گو یا تمام میدان پھولوں نے چھا رہا ہے	قتل اس طرح سے گل کے موسم حسین کا ہے
گردن سے یون تن اسکا دیکھا گیا کیونکر	سرتاقام ہر زخم شمشیر و تیر و خنجر
سُن لو گے کوئی دم کو نیز کلی پیر شان پر	بہر گیسوئے کفنیر پر چم حسین کا ہے
مالکے کر اسکے تن کو جو وقت سرتارا	کیونکر ہوا فلک کو یہ دیکھنے کا یارا
جھک جائے شاخ اوپر جیسے گل نہارا	نیرے کی نوک پر سر یون خم حسین کا ہے
ہو تین جو فاطماب جان اپنی اسبہ کھو تین	اور بیٹ کر سہرا نے دیکھ اسکا حال رو تین
یانی اگر نہ ملتا اشکوں سے اپنے دھو تین	لوہوسے سر ہن جو پر غم حسین کا ہے
بن کر بلا میں یار و ظالم جو کھئے جہانتک	دست تقدی انکے پہنچے ہین اب کمانک
اہل زمین سے لیکر اہل آسمان تک	جو کوئی ہر سوائسکو ماتم حسین کا ہے
چاہے جو روزِ محشر کوئی نجات اپنی	سرخاک ڈال کاٹے رورو کے رات اپنی
اے مہربان بسر کر غم میں حیات اپنی	سب ماتم و زمین ماتم اعظم حسین کا ہے

مرثیہ حضرت

چرخ کی بدستی آج ہوئی ہے اتنا ت حال سے خلق کے غافل ہر بیٹ یہ بد ذات

میری آنکھوں میں ہری بن اس کے اندر میر	ہائے میرے ماہ بیاہ کیا ہوئے
صبح آنکھ دیکھتی تھی ان کے سہ	دیکھنے سے آنکھ تھا مجھ دل کو شک
گئے کہہ کر کیا جائے وہ پا کے دکھ	مجھسی دکھیا کے دکھیا رے کیا ہوئے
آنکھ غم میں رونے میں روح الامین	سر بٹک پیغمبران مرسلین
یو چھتے ہیں یا امیر المومنین	عرش کے نئے گوشتاے کیا ہوئے
حال دنیا کا جو کرتے ہیں نگاہ	نے زمین تا آسمان سب ہیں سیاہ
کہتے ہیں جن و ملک بھر بھر کراہ	دین و دنیا کے تارے کیا ہوئے
آج سونا ہر مدینہ ان بغیر	خالی ہی وہ جاہان کرتے تھے میر
ڈھونڈتے پھرتے ہیں انکو دوش ظہیر	تھے جو نحت دل تھا کے کیا ہوئے
وہ جو تھے دونوں ترے نور بھر	ناتی پیغمبر کے زہر اس کے پسر
کھیلے پھرتے تھے ہر شام و صبح	وہ جو ہر اک کے دوائے کیا ہوئے
دیکھ کر جتنے تین ساتوں نلک	گرد پھرتے ہیں زمین کے استلک
آدمی سے لیکے تاحور و ملک	جائیں گئے سب جن یہ وار کیا ہوئے
چھپ گئے زیر زمین وہ شباب	شامیوں کے ہاتھ سے آخر شباب
منہ دنیا کا رو ہے سیاہ تاب	ہائے دو جگہ کا جائے کیا ہوئے
پاکنا جنکا جھلانا جبریل سے	بہر آمرزش کھامت کے فیصل
باپ سے دیوائے کوثر کی سبیل	ہائے دگر حق کے سنوائے کیا ہوئے
ہری دل عالم کو انکے عم کا روک	ساکنان عرش تک ہر اکا سوک
جو جھگے سب اقربا کہتے ہیں لوگ	دین کو سالار سائے کیا ہوئے
ہائے جو تھے دین اور دنیا کے تاج	جن سے یان ایمان نے پایا رواج
دھر پڑے ہیں خاک و خمیں لگے آج	سرتنوں کی ہونیارے کیا ہوئے
اب عرض زہرا یہ کرتی ہیں کلام	آنکھوں سے بہتے ہیں نالے صبح و شام
رور و کرکتا ہے عالم ہے امام	حق کی نظروں کے سنائے کیا ہوئے
غم سے انکے زار ہیں سب اہل و جان	سر کو اپنے پیٹے ہیں گرد بیان
انکے ماتم میں کسے ہے مہربان	ہائے وہ حیدر کے بیاہ کیا ہوئے

نہ قدم نیچے پھونسا ہے نہ سر پر سایا چرخ ظالم نے ہمیں آگے دے یہ لٹوایا	ہر پڑا خاک پہ شادی مین جو کوئی آیا کہ نہ نیمہ رہا نہ فرش نہ مسد نہ قنات
زخم ہر ایک براتی کے بدن پر کاری سنگون میٹھی اڑی غمگین ددھن من ماری	دیکھ نوشہ کو تو حلقوم سے ہر خون جاری دہم دم آنکھوں سے ٹپکے مین ہو کر قطرات
بیاہ ایسے بھی زمانے مین کین ہوئی ہیں دیکھ کر حال کو ان ددھن کے سب روئی ہیں	دو تھا ددھن کے لنبیب کی کین مین لیکے حیوان سے اب تا یہ جادات و نبات
غرض اس شادی کو تا حشر سینکے غم مین روز و شب خاک برس ہو مین کو اس ماتم مین	جتے مخلوق خدا کے مین اس عالم مین آدم و دیو و پری حور و ملک اور جنات
طاقت اب سننے کی اگر نہیں یہ نظم بیان سودا کہتے ہیں یہ کہتے بھی اب خرد و کلان	خون دل ہر مژہ جتم کو کب تک ہو روان ختم کر مرثیہ بھیج آل محمد پہ صلوات

مرثیہ حضرت

ہاتے فی حیدر کے پیائے کیا ہوئے تھے وہ خزانے ہمارے کیا ہوئے	کیا کین دن کو سدھائے کیا ہوئے کر بلا مین کن نے مارے کیا ہوئے
فاطمہ کتنی مین روؤ زار زار انکے بن دیکھے نہیں مجبوت رار	کیا ہوئے فرزند میرے تا جدار کوئی اتنا جا بھکا رہے کیا ہوئے
دیکھے میرے چین اور نور مین دھوئی تھی سر دم مین بن کے پیر مین	چاند سے لکھڑے تھی اور گل سے بدن سومری آنکھوں کے تارے کیا ہوئے
جن کو مین اتنا کیا تھا بر مین پال دیکھ نہیں سکتی تھی بھوکا سودہ لال	نست و شو کرتی تھی بکے سر کو بال نشہ لب دریا کنا سے کیا ہوئے
گھر مین اب مجھ کو نظر آتے نہیں کوئی تو ڈھونڈھو بھلا جا کر کین	روتے روتے غم کی یہ آنکھیں نہیں بیوٹن بیکس بجارے کیا ہوئے
مدنے مین جاتی تھی جن پر کر نگاہ تھا گلا جھکا بنی کی بوسہ گاہ	کر کین جانے تو مین کتنی تھی راہ دے پیر کے دولا رہے کیا ہوئے
گر نظر آتے وہ مجھ کو لاکھ بوسہ	دیکھنے سے انکے ہوتی تھی مسیر

دیکھ مقل کی طرف کرتے یہ گنتا رہے	مر نیکو تم جو چلے کیون نہ ہمیں مار چلے
کس سبب کرنے سے جو ہرین تم منہ موڑا	خجرو تیغ و تبر کا تو نہ تھا کچھ توڑا
مگر اس دن کیلے تم ہمیں جیتا چھوڑا	اس طرح لیکے ہمیں قوم ستکار چلے
ہم سوار اوٹو نہ ایسے کہ سین جکے مجاز	ہم سے نزدیک اجل اور سفر دور دراز
تا تو ان زین عبا جس سے نہ نکلے آواز	کھینچتا اُن کی مہار آگے وہ بیمار چلے
یا برہنہ ہو وہ اور راہ پر از خارستان	کاسے چھہ چھہ کے ہر اک تلو لیے خون اُن
بسکہ ہائے ہی بدن اُنکے نے اب تاب تو ان	گاہ ہیوش گے ہو کے وہ ہشیار چلے
ظالمون نے یہ جفا اور ستم ہمہ یکے	سو طرح عابد بیمار کو آزار دیے
جسکی ہم آرزوئیں کرتے تھے جینے کیلے	سوہ یون گریہ کنان زیت و زبرار چلے
ہجر کا بسکہ تھکے ہی الم اوس یہ کمال	واسے افس پردہ بدیم اسکا بے مقال
راہ چھنے میں یہ اسکا، نقاہت کی حال	لڑکھڑاتا ہوا جو زخمی سرشار چلے
تن بدن اپنے سے اصلا نہیں رکھتا، خبر	جا بجا خاک اڑاتا وہ چلے ہے سر پر
یاد کر تمکو وہ کتا ہے یہ آہن بھر کر	مارین ظالم تھیں اُن پر نہ مرا وار چلے
غم تھکے میں چلا جائے ہو وہ چشم پر آب	اسکا دل آتش حرمان سے نہایت کباب
ویکے سکتے نہیں ہم اوسکے سر او پر یہ عذاب	یون اسے گھرے ہوئے لشکر کفار چلے
اس سفر میں کے اب ہموئی ہے غمخواری	کون ایسا جو غریبون کی کسے دلداری
ایک عابد سو گر غمخواریب آزاری	یون تھیں جھوڑے بے یار و بے بار چلے
اُن عینون نے نہ وی اتنی بھی ہمو فرصت	دفن کر لاشوں کو یاں تم سے جو کرتے فرقت
تم بن اب لائے ہیں یہ سر پہ جائے آفت	ہو جدا تم کی ہم اس طرح سے ناچار چلے
جو کہا تا تھا ہر اک اُن دم و ہوش ترا	داما طفلی میں رہتا تھا ہم آغوش ترا
جسکو جاگہ تھی شب و روز ہر اک دوش ترا	سیس اسکا ہوسہ نیزہ کی دشا بچے
خاک و خونین ہیں پڑے تیرے عزیز کے تن	نہ سرو سایہ ہو اُن پر نہ بچیں گور و کن
اور ہم ساتھ عینون کے بائیں بچ و محن	پٹیتے سینہ و سر روتے ہوئے ناز چلے
قتل کر تیرے جگر کو تو کوشا می بے پیر	اس مصیبت سے ہمیں اب جلدی کر کے اسیر
کسی کے طوق کھلے ڈال کسی کے زنجیر	شام کو لیکے ہمیں شکل گنہگار چلے

مرثیہ مرثیہ

سُن لے گردون اگر تو دن نہوتا	تری گردش سے شہِ مژدن نہوتا
مدینے سے کبھی بیرون نہوتا	اور اسکا کر بلاین خون نہوتا
نجانے اس طرح کونے کو حیدر	بلاتا ابن بلحم بھی سمجھ کر
نکرے تا قتل شاہ دین مستر	جو قسامہ پہ وہ مفتون نہوتا
نہ روئین حضرت خاتونِ جنت	نہوئی اسقدر ان پر مصیبت
اُن آنکھوں سے کہوں کیا بیروت	روان یون چشمہ جیون نہوتا
نہ ملتا زہر کا پالہ صن کو	حسین ابن علی جاتا نہ رن کو
جلاتا دھوپ بن کون اسکتی کو	جو دشت ماریہ گلگون نہوتا
کہیں بن شہر بانو آہ بھر کر	ڈوبایا سعد کوئی کے مراکھڑ
ہوا جو کچھ کہوں کیا میرے سر پر	نہوتا یہ جو وہ لمعون نہوتا
نہ مریتا ابرو و منہ بچارا	نجاتا جنگ کو قاسم دولارا
نہ لٹتا ہائے یون خیمہ ہمارا	جو فوج شام کے مقرون نہوتا
حسین ابن علی کا غم ہے ایسا	جہان میں اور غم کوئی کم ہے ایسا
بنائے گریہ کا ہدم ہے ایسا	نہ روتا کوئی جو یہ منعمون نہوتا
جو باز آتا فلک جو روح جفا سے	نخل نہوتا نہ حضرت مصطفیٰ سے
نہ کرتا یہ بدی آلِ عباس سے	ترا کا سا اگر داغِ دن نہوتا
جو ذکرِ ماتمِ شیر و شہ	نہوتا شاعری میں گرفتار
کسی سے تابروزِ خشریکِ سرور	کوئی مصرع کبھی موزون نہوتا
سنا احوالِ تم نے لے عزیزان	کے کیا تم سے آگے مہربان خان
نہ ہوتا ماتمِ شاہِ شہیدان	تو کوئی دیتا میں یونِ معزِ دن نہوتا

مرثیہ مرثیہ

شام جب اہل حرم ہو کے گرفتار چلے	چشمِ گریانِ دل بریانِ جگر افکار چلے
---------------------------------	-------------------------------------

گل پر شبنم ہی کتنی ہر گریبان ہن ہم	جگر غنیمت کو انم نے کیا چکنا چور
یسنہ ہر گچ بھی پھونو کی کلیون کا چاک	صبح کو باد مبادا لے سخی سر اپنے پہ خاک
لو لے ہر لغز یہ داران شہیدان ہن ہم	جسکو میں انہن سے پوچھا کہ تو کیوں پھانک
علی اور فاطمہ کے سب ہن وہ فرزند سعید	خانہ ہو کون ہن یہ دشت بلا بیج شہید
انکے انم کے سبب غطر و ترسان ہن ہم	کہ گئی جن کو تہ تیغ لعین قوم بزدل
کیون کیا ابن پیمبر کا جد ابند سے بند	تہنی کو کاٹ کے ہے فائدہ کرنا پیوند
کیا سمجھتے یہ نہیں مور و نقصان ہن ہم	قاطع اس غل کو اتنے جو پھر سے ہن خسار
سرخسین ابن علی کا ہر یون ہی تیرے بر	شاخ بے برگ پہنچے کو ذرا کر تو نظر
تجھ تین آئینہ سکتے کہ امیران ہن ہم	کتے ہن اہل حرم کے خبر اسے پہنچے
گردش جگر سے ہر ہم سے بدی ایسی کی	ہم سمجھتے تھے کہ ہم ہن گل باغ نبوی
دشت غربت میں گر خار مغیلان ہن ہم	جھٹکا دامن کے تین ان نے طرہ جکی لی
ہن یہ وہ لوگ محمد سے نہ ہو شرادین	اس مصیبت میں ہیں اپنے کماٹے لادین
گو یا اس باد یہ مین ریگ بیا بان ہن ہم	چشم پوشی وہ لے جلی طرہ ہم جادین
سامنے لاکے زمین پر وہ لعین ہے ہر دال	پانچا جس کو کہ اس قوم میں کرتے ہن سوال
لیکن اتنا تو یہ سمجھیں کہ مسلمان ہن ہم	گو کہ نزدیک نہیں ان کے محمد کی آل
کسی حیوان پر زمانے میں نہ ہو گایہ عذاب	نہ خورش دن کو میر نہ ہن راستہ کو خواب
دلین انکے نہیں آتا ہر کہ انسان ہن ہم	کیا نیامت نین خدا کو یہ شقی دینکے جواب
زیادتی ایسی ہو گیا غصے میں ہر قوم لعین	حق تعالیٰ انہیں نابود کرے جلد کہین
سمجھتے ہر شمس کہ سلیمان ہن ہم	ہر کو جیوشی سے بھی کم جان ہن اور پرتین
اب چکنا ہر جو آنکھوں سے ہماری خوناب	یا بنی کس سے کہین جا کے ہم اپنی تشناب
ہر سلو کون سے انھوں کے دل بریاں ہن ہم	اس قدر گرم ہے جھٹ سے ہوا شمس کباب
اتھ پھر آتش عمر دل کے سلگتی ہے پاس	زندگانی کو کیا سوخت نے ہر دم کو کراس
ہاتھ سے انکے زبں یسنہ سوزان ہن ہم	آہ بھرتے ہن تو آتی ہر جلے گوشت کی باس
بھو بر جی کی اتنی آن کے بتلائے ہن	اس مصیبت سے ہن شام لیے جاتے ہن
ہیبت و خود کراب قالب بجان ہن ہم	کیونکہ تیغ کبھو سامنے آ جاتے ہن

گر کے منہ سوس دن پھر یہ پکاری زینب	یا محمد جو بلا برین تری روز و شب
تن ازک پہ اب ایسے کے روا تھا یہ غضب	تیر و خنجر تبر و دشمنی و تلوار چلے
ساکن عرش برین کرتے تھے جتنی پابوس	دھوپ روزانہ ہو سرائے پر درنگ و اوس
پا برہنہ سر مریان دل بریان افسوس	قریہ و دشت دودہ و کوچہ و بازار چلے
و مبدع خون جگر ان کے تین ہوا دقات	سرو سایہ بنین کچھ سر پہ بجز حق کی ذات
شور و گنگے نے کیا شور قیامت کو مات کہ	اس زبانی سے ترے عسرت اظہار چلے
عین سنتے ہیں یہ ملعون ہماری زاری	ظمن و ظفر انکے سے ہیں زخم دلوں پر کاری
حال دشمن کے بھی دشمن یہ نہویہ طاری	جس طرح قید میں ہم سید اکبر ار چلے
مجھ بن اب کس سے کریں حال یہ ایسا اظہار	تیرے آگے جو کہلے تھے کہ ہم ہیں دیندار
و یکمکر و درجہ دے کے دنا آخر کار	خانہ دین کے تین کر کے یہ مسبار چلے
ظالموں نے ہمیں دکھلا سہ یہ اپنے کردار	صورت اس حال کی انکھوں میں بھرے کہ ہر بار
حلق پیاسے یہ بجھتے تین چلے ہے تلوار	پانی کی آگے ہمارے جو کہیں دجار چلے
اسے مقدور کمان آگے جو احوال پڑھے	نے کفن لاشوں کو انکی لے نے گور گر پڑھے
خون پگھلتے ہوئے سر نو کو نہ پیر نہ کی پڑھے	ہائے یوں شرم دینے کے وہ سردار چلے
مطلب اسطرح چھوڑے کہیں تھیں زینب	اہل بیت نبوی جیتے جاتے تھے سب
لے زمین تا بہ زمین حشر کا عالم تھا جب	تقلب پر سے وہ بادیدہ خوشبار چلے
سو و اچھ تو نہ کہ آگے یہ کراحوال تمام	تھے یہ مرثیہ بیتاب ہیں سب خاص عوام
بغیتن پاک کا تو اپنے تین کیو غلام	تیرے مذہب کی اگر بزم میں تکرار چلے

مرثیہ حضرت

بولے ہیں مرغ چمن آج کہ نالان ہیں ہم	کہتے ہیں گل کہ سدا چاک گریبان ہیں ہم
ہر سینہ بل کے زبان زد کہ پریشان ہیں ہم	نہرستان کا سخن یوں ہو کہ حیران ہیں ہم
جامہ ماتیان سے بہ تن نیلوفر	آتش غم سے ہیں لائے کانت اٹھ داغ جگر
فری کو سمجھو کہ انکھ سے تیر خاک تر	سرو کھتا ہی ہی آہ گلستان ہیں ہم
لظرا آتا نہیں یہ خوشہ تباک انگور	باغ کا آبلہ غم سے ہوا دل معمور

پنیے دین آب انس کر تباہ وحش و طیر	مانع ہوں ابن ساقی کو شر کیواسطے
آمت ہر وہ کہ خانہ دین کی ہو یا بان	یا لوٹ لیوے اپنی پیمبر کا خاندان
آتش برائے نخت ویز آئی تھی نہ جان	یادینے کو وہ فاطمہ کے گھر کیواسطے
راوی لکھے ہر خرد و کلان زمین جب	تیرے سے اور تیغ کی سب کا ہو چوڑا
مش شاہہ طفل مفر مصوم تک ہوا	طعمہ عقاب تیرے شکر کے واسطے
تنہا پھر اس زمین پہ رہا شاہ کر بلا	اسکا بھی تیغ ظلم سے آخر کٹا کھلا
بعد اس ستم کے جیسہ ہوا مورد بلا	خارت گردنے کے ہاتھ زریور کیواسطے
جیسے میں جب دھوکہ دین چھائی ان کو	بیٹی چھپے تھی مان کو مان بٹھا کر کئے
کیا ہووے ان غریبوں نے جنہر یہ آنے	جنہر یہ کہ دین خدا و پیمبر کے واسطے
تلوارین کھینچ کھینچ یہ بولودہ بد حاصل	جلدی سے تم بتاؤ گدھر کی مسلح مال
گردنہ اپنی جان کا اپنی نہ لود بال	براہ زندگی کو نہ دوزر کیواسطے
سجادے کما جو ہمارا تھا مال و زر	ہم کو ہے پڑا ہر وہ زمین جد ہر قدر
کیوں باندھتے ہو قتل یہ عورت کے کم	یہ رہ گئی ہیں پیٹنے کو سر کیواسطے
جھکا ہر نام زر سونہ یا نیش ہر نہ کم	دینے کو یا نہ داسم ہو موجودے درم
کیا دینگے تم تعین کہ تعین کر لیا ہر ہم	داغ جگر رسول کی دختر کیواسطے
غزبت کو تم نے دیکھ ہماری وہ کچھ دیا	جس سے کہ شکر ہم نے بدر گاہ حق کیا
آڑے نہالے اوگیا وان یہ لیا دیا	سب کو جان بلائینگے محشر کے واسطے
گر قتل ہی اٹھونکا تمھارا ہے مدعا	حاضر تھا ہے سامنے سب ہیں رنگ کیا
چاہو جو زر تو دیکھ لو ہو جس جگہ ہر	تقل و کلید کچھ نہیں بان گھر کیواسطے
یہ منکے وہ لعین لگے کیسے تو نے	ہر اک مکان لٹو دے اور بچے کو نے
باہم لگے قنات قلبی سے بولنے	کیڑا گو کے رکھو نہ چادر کیواسطے
سب کچھ غم نہ کہیں لیا سب کو مار مار	حلقاں تک تو دختر زہر سے لی اتار
بھوڑن کیسی چیز سے کچھ ب و دنا بکار	گوش سیکہ چیر بن جو گوہر کیواسطے
موقوفات آتش کین سے جلا دیے	کپڑے پھوڑے تن کے کئے اور ان سے
سر پر کیسے تھا تو نہ تھا تن کو کچھ بے	تن پر کسی کے تھا تو نہ تھا سر کیواسطے

قید سے گروہین آزاد کرین اب یاسم	لیکے عابد کو یون مقل پہ شہ دین کے مقیم
بلوچھے جو کوئی کہ ہے کون یہ کسا ہے پیتم	یون کہین متکف گور غریبان ہین ہم
بیٹا اسکا یہ جسے کہتے رسول اسقلین	برمین آجا تو ہمارے بھی ترے صدوہین
دیکھتا ہے کدھراے فاطمہ کے نورالعین	وہ دم لاؤ ترے کہنے کے ترابان ہین ہم
سودہ ان ظالمون کے ہاتھ کو اب بچو وطن	ہر پیرارمین نہ گور اس کو ملی ہے نہ کفن
چلو پانی بھی پلا اس کی نہ کافی گردن	تپہ کہتے ہین لعین صاحب ایمان ہین ہم
چور ہو جب وہ گرا گھوڑیے بردے زمین	جلدی سرکاٹ لو اسکا یہ لگے کہتے لعین
ظہر کا وقت اگر ہاتھ سے تلجاوے کہین	ہونگے شر مندہ خدا سے کہ مسلمان ہین ہم
سرتواسے کا بنی اپنی کے لین سر سے اتار	ہاتھ سے وقت نماز اس پہ نہ دیوین زہنار
زہے اسلام دزہ ہے دین وزہیہ دیندار	کفر کتا ہر کہ اس دین پہ حیران ہین ہم
کر چکے قطع سخن اپنے کو اب اہل حرم	سو وایان تو بھی ہو خاموش نہ مارا گے دم
باز پرس انکی جو مشرین پڑے گی جدم	یون وہ فراتے ہین حامی تر دین ان ہین ہم

مرثیہ حضرت

یار دینو تو خالق اکبر کے واسطے	افسان سے جواب دروید کیواسطے
وہ بوسہ گہنی تھی پیمبر کے واسطے	یا ظالمون کی برش خجر کے واسطے
کیا تیغ و تر و نیزہ لود کیا کار دیا تبر	لے سیل تابعدار بنے ویر بھی سے تا خجر
کوئی چڑھا ہے چرخ کوئی رگڑی سنگیر	اس نور چشم شاخ محشر کیواسطے
وہ تاز کی کو برنجی کی ہوا تھا خلق	یا اس لیے کہ ادب کرین اسکو تہ خلق
جس سینے پر گیس ہو تو ہو فاطمہ کو قلق	وان بیٹھے شمر کاٹنے کو سر کیواسطے
طعشیر ہو تو دشمن دین کے پے قتال	یا اس لیے کہ قتل ہو اس کو نبی کی آل
نیزے کی بہریمہ اعدا بنی تھی بھال	یا انکے سو کھانیکو گھر گھر کیواسطے
الکھانا تیر کا تو ہے پہ صواب	یا بیٹھے تودہ سینہ ابن ابوتراب
ملک منصفی کو دوسری اسات کا جواب	یار دینی کی روح مطہر کے واسطے
دیکھا جاہلین کا فرد و بندار کا بھی ہیر	انکی سی پر قادات قلبی نہ کی بن ہیر

مکونین کیوں ہیں اپنا نہیں اپنا زندان پر ہر ہر پیش و غریبان تفصیل غریبان ہوزیت کا خوابان ہر مرگ سے بدتر	کھینچ سے ہجوم کے بچنے کا ٹھکانا کٹوا کے عزیز دن کا سر اس سر کو بچانا یہ تنگ گوارا نہ ہوا از خلقت آدم میں جا کے دینے میں منہ اب کسو دکھاؤں پوچھے جو کوئی اُنکو تو کس طرح بتاؤں کیا قوم عرب کے تین اپنے پہ ہنسائیں جیتا ہوا جاؤں جو کر اس معرکہ سے رم
اب تشدد مانی اصغر کی کمانی قاسم کی جوانی آفاق میں جی گری	اکبر کی مجھے منع کرے ہر کہ نہ بی آس اور یگنی دن رات کا آنکھوں نے مرے خواب ہر خط و ہر آن یہ دل رکھتی ہے بیتاب کیا لطف اٹھا دیکھا وہ جس کا ہو یہ عالم
ڈالے برے خاک یون عابد غناک جون شانہ ہر مدحک ہو زخم جو تن پر	عباس کے کہ قطع ستم کیشون نے بازو جون شکی میں ماہی ہو نظر آئے ہے مجھکو دل دیکھ سیکھ کے پریشان ہوئے گیسو بزم مرگ علاج اسکا نہیں کیجیے مرہم
سرہٹ کے اکہار چارن میں نہ زہار سکرشہ ابراہ یونین ہر مقدر	زمینب نے غرض شاہ کے اس نظم بیان کو بولیں کہ رہا تو ہی ہے اب خرد و کمان سے نکلا یہ سخن جس گمراہی زمینب کی زبان سے بولے کہ نہیں آریہ جگہ مارے گی دم
نصحت ہوکن سے ہمشکل کفن سے فرقت کو محن سے افلاک سے اودھر	یہ کہ کے ہوا شاہ کا میدان کو آہنگ اور راست کیے اپنے بدن پر سچ جنگ اُس آن حرم بیچ قیامت کا ہوا رنگ اکبار گیا شیوان دلہا پر از عنم
پرتا تھا کوئی پانوں لے لے کوئی نالوں	کرتا تھا شاہ دین کی کوئی منت و ناری پیٹے تھا سر پہنے کے تین وقت سواہی

القصہ کام اُنکے نے پایا جب انصرام پہونچے جو جگہ لکساں کی کیا حجام	لیکھ کر حرم روانہ ہوئے تب بسے شام دکھلا نیکو وہ عترت اطر کی واسطے
میں آہ کیا کمون نظر آئی جو کچھ وہ ٹھاٹھ گمراہ تہ تھا درست کسی کا جدا تھا یا نو	جس جاگتا ہوا تھا رسول خدا کا گانا نیشکر اور آل پیمبر کے واسطے
نوتھو نہ جا پڑی نظر ان کی جو ناگمان زینب پکاری ہے تو ان کو تھو نہیں جان	تاریک دتیرہ ہو گیا آنکھوں میں دو جہان بھائی جگہ دے اپنی بھی خواہر کو واسطے
اے بلیکناہ کشتہ و مذبح بے سبب میں کیونکہ تھی تو تھو نہیں یاؤں تجھ کو جب	پہونچی ہوں بھتیگ اُنکے میں بھی بصدت پہنچانے کو سر نہو پیکر کے واسطے
تجھ سر کے شام جائز کیا میں کیا ہوں مہمل اس سر کے بالین سے سدا پنچہ رسول	لنگے تھا لوگ نیزہ کا در پڑی تھی مہمل شانہ تھا گیسوان بغیر کے واسطے
نا نارا کو اپنی رکھے تیرا فریض خواب بابا کی کینت کہ سبب ابن بو تراب	مان پڑنے سے نہ تن پہ کچھ عکس آفتاب میں خاک اختیار کی بستر کی واسطے
پیر و مکر غم میں چایہ کر در دو میں مروں اے نور چشم فاطمہ بتلا میں کیا کروں	کفن کے کٹھن کر بجھے گور میں دھرون سو تو نہیں بڑ چادر و بھر کی واسطے
زینب غمضہ درو آواز درو ناک یونہی وہ پڑا کہ جسے قدم کی خاک	کتنی عین یہ کہ شیخ ستم سے ہوا لاک سر نہ تھی چشم خسرو خادر کی واسطے
اے مرعفی علی ولی حشر کا مہم سو داکو بھویونہ تو اپنے زفیض جام	جس روز ہو عرض کردے ہے یہ غلام دریائے لوطش کے غنا و رکھو واسطے

مرثیہ مریع مسترد

ہے ایک روایت زردایات پُر از غم میدان میں شہ دین کے مارے گئے جہدم	روا سکو تو سنکر سب خواش و برادر تم شفیق ہو خواہر غیر از دم خنجر اس صاحبہ دین
زینب سے لگے کہنے یہ تب سدا در عالم سر پہ نہ رہا کوئی مہم مونس و جہدم	
جگو بھی جد صر وہ گئے اودھر ہی کو جانا	

افسوس صد افسوس کہ شادی کی جگہ غم اُس سر کی سعادت ہو کہ جو راہ خدا میں بندہ سے وہی خوب جو ہر رنج و بلا میں ملک غور کرو آب کو دو حاک کی بنائیں صابر برضا بیٹھو قدم گاڑا کے محکم خنجر یہ دی ہے جو گلے میرے چلے گا وقت اس کے کٹنے کا ذرہ نہ ٹلے گا سر دم تلے ہرگز نہ مرا اُس کے ہلے گا وہ خنجر تقدیر ہو میں اس کی ہون محرم	ہو تھوٹے دل پر گردن سے جدا ہو راضی برضا ہو تم کون ہو کیا ہو اے عترت اطہر یہ تم کو یقین ہو گو اب وہ کمین ہو لرزش نرین ہو جو اُس میں بن جو ہر
اسطرح وہ مظلوم نو دیتا تھا دلاسا تقدیر نے خنجر کا راکھ تنگ سے دلاسا اس امر میں الحاح محض کا نواسا القصد مرخص ہو گیا بادل پر غم اور آگے شہادت کا بیان کیا کہین ہیات اُس دشت بلا بچ ستم پروردن کے ہات لکھی کہ تو ایچ میں ہر راوی نے یہ بات کچھ کم دو نیز ار اسکو جرات لگے بہیم پر نالے اسے بننے لگے اُن زہن کو جب چاک اُس لحظہ او تر گھوڑے سے آیا برس خائس مانند شفق اُس کے بدور جسد پاک توسن سے لگا کتنے یہ بادیدہ پر غم اے بادیدہ جہاں تجھ سے صیت تاخیر پہونچنے کی نہیں اب مجھے طاقت جا کر یہ سخن کہ طرف پر نہ غصہ سر کاٹ کر جس کا رکھین گے ظالم ظلم	عترت کو بنی کی خواہاں ہونی جی کی لمنے تناسی کی میدان کو وہ سرور بطرح وہ مظلوم کوا گیا حلقوم یوں ہکو ہو معلوم جز نمر کے خنجر ہو ضعف کی بیاب وہ مہر جان تاب تھا خون کا گرداب وہ دین کا سرور کر تا ہون میں اس آن لب پر ہو مہربان اے اُس کے بیتیان پر بھی کی شان پر

ہر سودہ ہر اک ٹھاٹھ	ڈھونڈھے تھا کوئی مارنے کو اپنے کٹاری
تقریر سے باہر	مطلب کہ عجب طرح سے تھا اس گھڑی ماتم
یون اہل حرم سے	فرمانے لگے دیکھ شہنشاہ یہ حالت
کیا سودا الم سے	موقع نہیں شیون کا یہ ہے وقت وصیت
رکھیونہ کرم سے	عروم سکینہ کو درین عالم غربت
شیشے کے برابر	نازک ہی میتیوں کا دل اس سے تو ہو محرم
کوئی کہ ہر کم سن	سجاد و سکینہ کو نہ ڈانٹے ہے نہ مارے
دلجوئی میں لندن	رہیو تم انھون کے یہ جو دونوں میں بکارے
بالغ نہیں لیکن	اور اپنی مصیبت پہ میں رنڈے کو تھا لے
کیا سینہ کیا سر	زہنا مرہب بعد نہ تم کو ٹیو باہر سم
گوجی ہر عم اندوز	راعب کر و دل صبر چلتی کا ہر یہ مرغوب
ازنا لہ جان سوز	اس امر میں بندے کو جھوٹی ہر بہت خوب
محشر کے تھین روز	آکر یہ مبادانہ کمین حضرت ایوب
اولاد پیسہ	صابر نہ رہے مرضی ایزد یہ کوئی آدم
کچھ کام بھلا ہے	اس امون سر پیٹ کے موکتے پر نشان
کار بھلا ہے	ما تم میں خراشیدن رو نزد ہنر گان
خنجر سے گلا ہے	دم لو کہ مراد و راہی اب پردہ نشان
کیون ہو تو مضطر	تن پر تو مرے دیکھتے ہو سہ کو مسلم
کرنے کے قربان	جب نذر خدا لاکے خلیل اپنے پس کو
شان بنیو کشایان	پایانہ قبول اس کا خدائی نے کسی رو
کاٹا گیا اس آن	گردن کا بنی نادیکے خنجر سے نہ یک مو
زیر دم خنجر	دینے کو دبا امر آئی نے بھرا دم
کرنا لہ و فریاد	یہ دیکھ کے احوال ردی وہ بنی اللہ
یہ غم ہوا روداد	تاریک ہوا نظر و زمین لے ماہی ستا ماہ
غم چاہیے ہوشاد	مقبول مرا ہونے پہ سر حق کے بدر گاہ

<p>مارا ہر کس آئین جس کی دیکھ رہی زینین خاک ایز سروں پر لوٹے تھا الم سے دورانے ستم سے یون اہل حرم سے زیر دم حجب سے</p>	<p>پوچھے تھا کوئی حال شہادت مجھے بتلا پوئے تھا کوئی غون ترے چہر پہ ہر کسکا گرتے تھے یہ کہہ کر کے سخن ہائے پر از غم گھوڑا بھی کبھو کھاکے بچھاؤین بروئے خاک دیکھے تھا کبھو سر کو اٹھا کر سوئے فلاک کستا تھا اشاروئے کبھو ہو کے وہ غناک بہیات کٹا آج سر سر در مسالم گروائے کھڑا بن زینب دکلثوم دکلینہ کتنی یقین کہ دیران ہوا آج بدینہ کوئی نہ بجا آل کا ڈو بایہ سفینہ اس بحر ظلم سے کو کیونکہ ترین ہم القصد جو احوال حرم رکھے تھے اس آن لو ہو کھڑے روتے تھے چلے انسان و چہر جان طاقت نہیں سننے کی بس اب کا گمراہان توفیق غاکی تھے ہر ماہ محرم</p>
<p>بادیدہ خونبار اب احمد غنار جز عابد بیار اب ہو کے شنار دیکھ اسکے عین کو ہر جانب و ہر سو خاموش ہوا اب تو دے خالق اکبر</p>	<p>اطحار علم سے ہو گئے بے برگ و برصبا پھر کس خوشی سے کرتی آؤ اب گدڑ صبا آؤ گلشن جہان بین قیامت کی اب سحر جائے عیسیتے ہیں گل گردنٹھ ادھر گلزارِ خاطر کا مین احوال کیا کمون تغ ستم سے کاٹ گئے وہ دنی دون پاؤں بغیر سوک گئے سب وہ نوہ سال ہے کس ستم کے مزید ایمان پائ سال</p>
<p>گل شبنم الم سے ہوئی چشم تر صبا سیر جن کو آج سے موقوف کر صبا پتے ہوئے خموش گریبان گویا کمر بلبل کا آہ نالہ سے تر کا جگر صبا ہر اک سخن سے دم بدم آتی ہوئے سخن چھوڑا نہ باغ دین میں کچھ خشک تر صبا ہر اک طرف پڑی ہیں کئی اہلی ڈال ڈال ملک اس جھائے چرخ پہ کبھو نظر صبا</p>	<p>مرثیہ حضرت</p>

بستر پہ جو بیماری کے ہر عابد بیمار کیسا ہی جو ہومرضی حق میں بجھے آزار جو ظلم و ستم تجھ پہ کرین قوم جفا کار تہنا نہ مصیبت میں گرفتار ہین کچھ اہم	اُس سے تویہ کیسوی راہی ہی تو رہیو سراپنے پہ سہیو لکھے سائے پیہر
جانا جو ہو قسمت سے مدینے کو نکھارا کیسوی کہ سلام ابن علی کہ کے سدا ہارا جب تک کہ لعینوں نے سر اُسکے کو اتارا مشتاق و ملاقات راہر گ کے تا دم	جادیرے بدیرے ہر دوست کو میرے تھا یاد میں تیرے فرزند ہمیر
یہ مکے شہ دین نے کیا گھوڑے کو رخصت من بعد نصیب اُسکے ہوا جام شہادت وان کر جو گیا اسب سے بڑھ نصمت پھر کیا کہون تھا حق ہی اسل خواں و محرم	جیمے کی طرف کو از دست جفا جو مل جبر میں لوہو گدرا جو اُنھوں پر
آیا جو نظر خانہ زین شاہ سے خالی وحشت ہوئی اک وحشت محشر سے زالی خاک اتنی سر و شکل پہ ہر ایک نے ڈالی پہچانے تھا کوئی نہ کسی کے تین باہم	میں کیا کہون اسل ان از نالہ و افغان کربال پر نشان از عسرت اطہر
لوہو سے بھر چکی دیکھ گھوڑی کی بین کو بولین کہ مگر قتل کیا سرور دین کو کھو یا کہ ہر اس مہر نبوت کے نگین کو بتلا دے ہمارا ہر کہ ہر مونس و ہمد	سر پہیائے زیب کہ واقعی تو اب کھول اپنے ذرا لب ہم بھی چلین او دھر
سچ کہ کسی برحم نے رحم اُسپہ کیا تھا باقی خلف سانی کو دیا تھا کہ جی پیاس ہی نے جسم سے کیا اسکا لیا تھا اس طرح کی آفت کبھو دیکھی ہی نہیں ہم	جب سر کو آمارا یا نشہ ہی مارا جو جگ سے سدا مارا زہنا رہ بشر ہمارا
کستا تھا کوئی اُس سے کہ اسے بادیہ پیمار	کید ہر ہر خدہ دین

دیکھا جو اس فرنگی نے اس دم یہ ماجرا	بولو اٹھا کے طشت سے وہ غمہ کا مہربا
اے سر خدا کی واسطے ایسا ن کر عطا	نانا کے اپنے دین میں مجھ کو تو جسد لا
بالقصہ سر نے شاہ کے کلمہ دیا پڑھا	راوی مقبرے نے وہی ہے خبر صبا
آخر یزید لعنتی حلق کے کئے	ہمالے لو کے تن سے فرنگی کے دھان بے
اپنے پو بہر دین یہ ظلم و ستم سے	داخل ہوا شہید و نین جی سے گذر صبا
سودا تو اپنے دلگور کہ اس غمہ درزاں	مافضل روز حشر کرے وہ امام پاک
یون سر ہ اپنے کیجی اس لغزے میں خاک	باغ جہان میں کرتی ہے جون ہر سحر صبا

دیگر مرثیہ مفردہ زبان دکنی آمیر

کا فران آل محمد یہ ستم کیا کیتا	ہائے تمنائے اٹھان ابرہہ ظلم کیا کیتا
شو کو بلوایے مدینہ نبی لکھ پتیا ری	تم اپنا کبودہ قول و قسم کیا کیتا
جس گلے کا سدا لے لے پیر بوسج	اس گلے کو کیا لو ہو سیتی تم کیا کیتا
ظالمین ڈھا دیے تمنائے امانت کو	گھر پیر کا کیا تم نے دم کیا کیتا
لب دریا یہ کیا اس کا جگر پیاسا فوج	بنی اپنے سے نہ کی تم نے شرم کیا کیتا
تیج و خنجر سیتی ظلمان کے تن میں چار	عضو اعضا کے کیے ہائے قلم کیا کیتا
تن دیے خاک میں ڈال لیو کو پیر فن و فن	سیس اٹھا کر کیے نیران پہ علم کیا کیتا
کھو دیا ہائے رن تم نے بنی کے من کا	کیا کھو حق جو یہ بوجھے وہ رزم کیا کیتا
آجھو موتی کو پیر کے نین نے بیتے	لال وہ فاطمہ کامل کے ہنس کیا کیتا
کاٹا دنیا کے لیے بوس شہ دین کا تن	حیف تمنائے پے دام و درم کیا کیتا
سیس کی اہل حرم کے پیسین ہم چیدان	انکا یون لوٹ لیا مال و حشم کیا کیتا
تیر میں شام کو اونٹان پہ چڑھا کر ظالم	لے گئے آج کے دن اہل حرم کیا کیتا
کس خوشی سیتی دکھاؤ گئے محمد کو منہ	فاطمہ کے یہ دیا جان کو غم کیا کیتا
پو چھین گئے حشر میں تمنا سو تو کیا دو گوا	مصطفیٰ کے جو وہ تھا جسم کا دم کیا کیتا
اپنے بنیان کے نواسوں کو کیا پیاسا فوج	ہو کے افسوس تن غیرا مم کیا کیتا
ٹھوڑا تمنا کے تین نہیں ہر کہیں بن درخ	اپنے کر مونکا کیا یا یہ کرم کیا کیتا

رکھتا تھا جن گلوں نے فضا دین کا بوستان لے گئے سوے یزید لعین کر کے ارمنان	و تے ہی باندھ باندھ اٹھونکے وہ شامیان جادے دینے بیچ نبی کو خبر صبا
ابن علی کا پرہیز کل زخم سے بدن گر پاس دین ہی تجکو تو اب مان یہ سخن	سینے کو اسکے دیکھ کہ ہے سخت پہن خاک اپنے سر پہ ڈالتی پھر در بدر صبا
سیرچمن کا وقت ترس کو نسا ہے آہ جادیکہ رنمین تو کہ عہد کی بوسہ گاہ	عالم بچم عالمیان ہو یا سیاہ خبر سے اب تم کے امین ہی تر صبا
اُس سر کا جو رہا تھا پیر کے دوش پر تب ظالمان دہرنے اُس سر کو کاٹ کر	ہمد نہ جب رہا کوئی غیر از دم خجر ہمراہ اپنے لیکے نیرب پہ دہر صبا
وہ تن کہ جس سے شاہ نجف کو تھا دلجوین اور دہمدم کین تھیں بن صدقہ ترک حسین	روشن تھے جسکے دیکھنے سے قافلہ کو دین بے سر پڑا ہی آج سو وہ خاک پر صبا
دھوئی تھی جنگو فاطمہ ان کیو و نکی بال شامی یہ چاہتے تھے کہ بن تن کو پائمال	جاتے ہیں جھومتے وہ سنان پر لہو نلال جو کی دی ایک شیر نے وان آنکر صبا
نیچے میں پیٹھ لوٹ لیا کھ کا تار تار بیمار عابدین کے دی ہاتھ میں ہمار	عشرت کو اسکی اونٹوں کی کر پیٹھ پر سوار دکھلاتے لیکے ہیں انھیں در بدر صبا
لکھتا ہی اک کتاب میں راوی متبر نیرب کے لیکے وہ لعین تب اُتار کہ	اُس قافلے کا شام میں جدم ہوا گذر پیش یزید طشت کین اس سر کو دھر صبا
اس گشتی نے سر کو چھو انیس کی چھڑی صفت تھی جواہل بیت کی دان سانگ کھڑی	کنے لگا کہ دانت تو بونی کی ہین لڑی زینب یہ بولی امین سے سر پیٹ کر صبا
اے روسیہ کو کورہ سے ہو جائے گا سفید چینے سے اپنے جب کہا یہ ہو کے نا امید	ماتے ہی بوسہ گاہ بنی بر پہ چوب بید بولا یزید پھیر کے منہ کو اُدھر صبا
اے بیوہ توجہ کرنی ہی مجھے یہ گفتگو کہ راوی کے ہی ایک فرنگی نیک خو	پوچھے گی اپنے بھائی کنے اس زبانی تو کنے لگا یزید کو وہ دیکھ کر صبا
سن اے یزید ہم جو ہیں عیسے کے دین پر تو نے بنی کی اپنے نہ حرمت رکھی نظر	یوہین ہین اس علاقے کنت سم پائے خمر یہ کہ کے اُن نے اپنی کئی جہنم تر صبا
اس حرف سے یزید لعین نے غضب میں آ	جلاد اسکے قتل کو دوہین کیا بلا

دیگر مرثیہ مفودہ

اُس بنت بنی فاطمہ کا جان کمان ہے
بتلا مجھے وہ گور غریبان کمان ہے
اُس باغ بنی کا گل ریان کمان ہے
اب آجکے دن صاحبِ تقان کمان ہے
وہ ساتی کوثر شہ مردان کمان ہے
کر بل کو بیابان کا وہ مہمان کمان ہے
بے آبی کا دنیا میں یہ طوفان کمان ہے
بتلا تو مجھے وہ شہ شاہان کمان ہے
بر بھی یہ سر شاہ نمایان کمان ہے
اُس سر کو بتاؤ تن بیجان کمان ہے
غرق اسکا لوہین تن عریان کمان ہے
ہیسات کہ وہ مہر درخشان کمان ہے
پوچھو ہوں میں یہ مجھ کو وہ میدان کمان ہے
یار د کو و الی یتیمان کمان ہے
پوچھے جو وہ یہ ویدہ گریان کمان ہے
کہتے ہیں ہمارا وہ نگہبان کمان ہے
لوہو میں پڑا دین کا ارکان کمان ہے
سر پیٹے ہیں اپنا وہ سلیمان کمان ہے
پر فاطمہ کا سیادل بریان کمان ہے
ایسا بہمان گنج شہیدان کمان ہے
آفاق میں یہ ظلم کا طغیان کمان ہے
اب جینے کا تجھ بن مجھے ارکان کمان ہے
اے جان مرے میں تیرے قربان کمان ہے

اے بادِ مباح وہ سلطان کمان ہے
مردوں ہوا جس جا پہ وہ شاہنشہ مظلوم
نزد دوس کو بھی خضر تھا جس کو دوجا نہیں
گذرا ہے جو کچھ آل پہ وہ آنکے دیکھے
جس کا کہ ہوا لخت جگر ذبح پیاسا
پانی بھی ردِ شامیوں نے جس پہ نہ رکھا
یان پیاس کے ہاتھوں نے ہوا گنج شہیدان
جمشید سے تھے جسکے غلامان ہزاروں
اک تیرہ پہ آیا ہے یہ خورشید قیامت
جس سر کو لیے جاتے ہیں تیرہ پہ لعینان
آتا ہے شفق پنج نظر دین کا خورشید
جس بن دو جہان چشمِ خلعت میں تیار یک
جس جا پہ ہوا قتلِ امام دو جہان آج
جاتے ہیں یتیم اسکے گرفتار بہ زنجیر
جاری ہے لو اسکے یتیموں کے نین سے
روتے ہیں سبھی اہل حرم آجکے دن ہائے
کر بل میں کمین جا کے کوئی ڈھونڈ کر حبان
لے دیو دہری جسکے لیے تالغ و مور
ہر چند کبابِ آتش غم سے ہے دلِ خلق
جسمین نہ بکا خویش نہ بھائی نہ بھیتجا ہو
چھوڑا نہ اسے عمر تھی شمشا بہ بھی جسکی
بان اسکی ہی کتنی ہے سر پیٹ کے اپنا
ٹک بول مرے ساتھ کماں دلو ہو شکین

مہربان بولے ہر اس کا فرد دنیا کیلئے | کر دیا دین کو مٹن اپنے عدم کیا کیتا

دیگر مرثیہ مفردہ

دیکھو چرخ کی بے سادی ہائے | فاطمہ آج بہن فریادی ہائے
ہو گئی دستِ ظلم سے حیف | خانہ دین کی بربادی ہائے
اہل بیت بنویں بیٹے بہن | شکر کوچ کے سہے وادی ہائے
رہنمائی کو چلے امت کی | کر بلا دین کے چوتھے ہادی ہائے
شام کی فوج نے آکر دیکھو | پلین ویران کی یہ آبادی ہائے
مارتا لمبید حرم کو نہ ڈرا | کیا زائنگی ہے میادی ہائے
گرچہ ہر ظلم ترا کام ولے | چرخ اتنی ستم ایجابی ہائے
یا بنی تیری ہی امت نے آج | یون تری آل کو ایزادی ہائے
تخت کی رات ہر ماتم میں وطن | ہر پہ قاعی عجب شادی ہائے
بولامند دیکھو عروسِ اجنبی کا | ہو گئی ختم یہ دامادی ہائے
یہی قسمت تھی تری کیا کیجے | ہائے دین کی شہزادی ہائے
فصل اکبر جو بنی سے تھی شبیم | دہرے خاک میں لہوادی ہائے
پیٹ کر سر کو ملا نک روتے | دیکھ کر شہر کی جلا دی ہائے
بوج سے لے کے قلم تک لرزا | جب چلا خنجر نولا دی ہائے
غم نے سجاد کے اس روتے پر | لکھی طالع کی نہ ٹوادی ہائے
باپ بھائی کی شہادت کی اب | کس نے عابد کی خبر لادی ہائے
نشرِ غم نے اب اک عالم کے | کی رگ جان یہ فساد دی ہائے
کفر کے گھر کے تین کر آباد | دین کی بستی کو لٹوادی ہائے
صفِ مرکان کی طرح اک پل میں | صفت ایمان کو اٹا دی ہائے
قید میں اب تو حرم جاتے ہیں | ہوگی کس طرح سے آزادی ہائے

سودا یہ سنکے ترا ظلم کلام
کتنی ہے سوز کی استادی ہائے

یہ طفل بے گنہ تھا کسی کا کہ جس کے تیر وہ مرتبہ سمجھ کہ جو بچہ تھا حسین کا ایسے نبی کے لخت جگر قتل یوں کیے جو سونہی کے دوش پہ تھا سوئے نیر پر کیونکر رو دیا ہو کہ نہ انجھوان کو مہربان	لگ کر گھمین پھر نہ ہلا ہا ہا ہا ہا ساج انبیا کے سر سے تو ہلا ہا ہا ہا ہا کیا کر گئے عمل جہلا ہا ہا ہا ہا دیکھ زمانے کی یہ کلا ہا ہا ہا ہا نازل ہو کر بلا میں ہلا ہا ہا ہا ہا
---	--

دیگر مرثیہ مفردہ

یارو ایسا خلق پر اب ہے دکھ بھاری جسکو دیکھوں بھر نظر سو روتا ہے وہ اہل زمین و آسمان سب خاک بسرین کیوں نہ یہ حالت خلق کی اب ہوئے یارو پانی پینے جس جگہ امور و ملخ تک کو شر کے مختار کے بچے کرتے ہیں غربت کے وہ دشت میں پھرتے ہیں بیکس ظالم بھلا لیلچلے شام اُن اونٹوں پر بانو بیوہ فاطمہ کلثوم اور زینب چہرہ گرد آلود ہے اور بال پریشان لمونوں کے ہاتھ سے اس دشت بلایں پہنچی جب اس طرح سے وہ شام میں جا کر پہنچی خبر یزید کو آمد کی اُن کے آئے ہیں جو یہ اسیر یکبسا میں اُتارو اک مکان ویسا ہی دیکھ لا اُنکو اُتارا یارو کیا کیسے غرض اُن مغلوموں نے تھا یہ زبان زد تجھو بن اب لے ولے حیننا روتے روتے سو گئی نادان سکینہ	روتی ہے سرپیٹ پیٹ یہ برکتی ساری لو ہو جگر کا آج ہے نینوں سے جاری آدم سے لے تا ملک یہ حال ہے طاری بیسٹے غم کے تیر کا جب پیکان کاری آل بنی کی آب بن دہان پیاسی ماری پانی کے اک بوند کو سو منت زاری کوئی نہیں اب جو کرے اسدم میں باری جن اونٹوں کی پشت پہ محل نہ ماری انہیں سکینہ اس طرح بیٹھی دکھاری اُسکے ہر اک کان سے لو ہو ہر جاری ظلم و ستم میں رات دن وہ بالیلری آگے مورخ کا ہوا یوں خامہ جاری شکر یہ کہنے لگا وہ لمون ناری تنگ و تارسی دیکھ کر دان انکی سواری بیسٹے وہاں جا وہ غریب بانالہ وزاری کا مٹی شب آنکھوں میں دان کرتے خونباری کانٹے پر چون اوس اب زیت ہماری خواب میں دیکھا باپ کو اُن نے کباری
--	--

<p>را تو تن کے تین چونک کے دو دھاری مری دیند ہر سرد تری دیہ بتا اے مری جانی مجھ کو نہ دیا تو نے جواب ایک بھی بارے ملک کھول تو منہ اپنا مری جان کو دیکھوں مانند شب تار نظر آئے ہے مجھ کو بیاری جو کچھ ہو تو طیبوں سے میں پوچھوں حکمران جو مرے دے کہ بین آنسو کے ساتھ صفر کو غرض رونی زن جس طرح سے بالو ولین جو ترے داغ ہر اس غم نہیں سودا یہ مرثیہ ایسا ہر کما تو نے کہ جس سے</p>	<p>رور کے ترا ناگنا ہر آن کمان ہے جو باعث گرمی تھی سودہ جان کمان ہے جتنا میں بکا می مے نادان کمان ہے سولخ کہ صر حلق کا پیکان کمان ہے اے گھر کے مرے غم شبستان کمان ہے تجھ بن مرے اس درد کا دوران کمان ہے تجھ غم میں ولے رونیکا سامان کمان ہے وہ چشمہ کسار میں جسران کمان ہے اس داغ کی سی آتش سوزان کمان ہے آمرزش حق ہستی ہر عصیان کمان ہے</p>
---	---

دیگر مرثیہ مفردہ

<p>اے قوم ملک سنو تو بھلا ہے ہا ہا ہے جو دل اے آج جگ میں سو درد غم کو بڑ یہ نیت فاطمہ ہر کہ جن نے بجائے خاک ظلمہ گس کا ہووے وہ تن جس کا ایک عمر جنگل میں کنکرو نہ وہ سویا بڑا ہے آج یہ ابن بو تراب ہے جس کا بغیر سر بویا تھا فاطمہ نے جہان بخشہ صد امید پانی جنھیں دیا نہ کسی نے جز آب تیغ بے آب و دانستے جو کئی روز سے حرم کرتے تھے برگ و گل پر رکھے جو پاؤں نرو پوچھو تو آیاے فلک سے کوئی کہ تین کس کا ہر یہ عیال کہ بے محل و عیال زنجیر اسکے پاؤں تو اسکے گلے ہے طوق</p>	<p>خطر گلے یہ کس کے چلا ہے ہا ہا ہے کس کا یہ گھریا ہے جلا ہے ہا ہا ہے خون حسین منہ سے ملا ہے ہا ہا ہے رد مال فاطمہ نے بھلا ہے ہا ہا ہے جو گود میں بنی کے بلا ہے ہا ہا ہے مانی میں تن پڑا ہر دلا ہے ہا ہا ہے وہ کھیت کس طرح سے چلا ہے ہا ہا ہے سونٹکان کرب و بلا ہے ہا ہا ہے وی انکو خوان غم پہ صلا ہے ہا ہا ہے ہر ایک خارائین گلا ہے ہا ہا ہے کس کے یہ گھر کے گھر کو دلا ہے ہا ہا ہے جاتا ہے اشترو نہ چلا ہے ہا ہا ہے یہ کون ہیں اسیر بلا ہے ہا ہا ہے</p>
---	---

ڈھونڈتی جاؤں میں کیدھر گیا ہوا
 تھا میری آنکھوں میں روشنی جس سے گھر
 کہ مراد وہ ماہ الفز کیا ہوا
 مل گئے ہیں بخت میرے خاک میں
 میرے طالع کا وہ خستہ کیا ہوا
 لٹ گیا میرا چمن اُمید کا
 وہ مرا سرد و صنوبر کیا ہوا
 پالتی تھی جس کو میں جی کی طرح
 سو وہ میرا ناز پرور کیا ہوا
 ساتھ لے سوتی تھی انکوساری رات
 خالی اب اس بن ہے بستر کیا ہوا
 رات دن کا تھا وہ میرا مشغلا
 تھا مراد دل مجھ سے خوگر کیا ہوا
 مرتدوں نے یہ ستم مجھ پر کیا
 سنتے ہو اے دین کے رہبر کیا ہوا
 ہو گئی خالی بن اس کے میری گود
 مجھ صدف کا کہ وہ گوہر کیا ہوا
 خرمخامان ہونے سے جھکے مجھے
 میں کا میرے وہ افسر کیا ہوا
 دل مرا خون ہو گیا ہے جس بغیر
 مجھ سے دکھیا کا وہ دلبر کیا ہوا
 گود سے میری گیا چٹکا بھلا
 باپ کے کاندھے پہ جا کر کیا ہوا
 جاگتا جیتا گیا تھا اتنے میں
 سو گیا وہ پاک مر گیا ہوا

کہتے تھے وہ لگ گئے اسے میری سیکند
 پھوپھیان تیری سوگ میں بیٹھی ہیں میرے
 ذکر و دوا و غذا کا کیا ہر ایک سے انکو
 کرینوالا جز خدا اس رنج و بلا میں
 باتیں یہ سنکر غرض چونکی جو سیکند
 دیکھ یہ حال اہل حرم سب رونے لگے
 بولا زاری کا سبب کیا جا کے خبر لو
 بولی سیکند خواب میں دیکھ اپنے پدر کو
 تب سے برپا حشر کا ہی عالم اس پر
 سنگر کیا نریدنے سراسر اس کے پدر کا
 اس ملعون کے امر سے مرگشت میں دھڑک
 یجا کر جب رکھ دیا وہ آگے حرم کے
 کھولا جب اس قاب کو سرشت کا دیکھا
 چھاتی سے وہ سرگما بولی یہ سیکند
 جگو اپنی زلیت اب درکار نہیں ہے
 تن تیرا اس دشت میں گردن سے نیا را
 تیری صورت بون ہوئی خوشترستم سے
 کیدھر دادی فاطمہ جو حال یہ دیکھیں
 بوچھین اسے نورین بتلا دے جھکو
 آہ ایسے مطلب بھرے یہ ان نے کہہ کر
 دیکھ تم پر یہ تم جو اہل حرم تھے کہ
 آگے کیا دم مارے جو ان پر گزرا

کون کرے گا مجھ بن اب تیری غمخواری
 عابد بھائی ہے تیرا ش کو بیساری
 چلو پانی کے لیے ہے منت داری
 دل جوئی کون اسکی اور تیری دلداری
 بابا بابا کہ کے وہ معصوم بکاری
 نکلے وہ ملعون نیند سے چوٹکا ایک باری
 کس پر آج ایسا بڑا ہے یہ دکھ بھاری
 چونک اٹھے ہی یک بیک روئی دکھاری
 دیتی ہیں تسکین اسے پھوپھیان بیجاری
 دکھلا دو لیجا او سے تابھولے زاری
 کھانکی جو قاب ہو یون کی تیاری
 سمجھے قاب طعام سے یہ پر ہے ساری
 کرنے لگے پیٹ سر سب نالہ وزاری
 سیس کٹے کچھ باپ کے جاؤں بھاری
 بابا مجھ بن ایک دم ہے جیتا بھاری
 گردن تیری طشت میں اتن سو نیاری
 کون کے گا اب سمجھے اب بابا پیاری
 ہر گیسو سے موبو ہے لو ہو جاری
 پیاسے تن سے کس طرح گردن یہ اتاری
 روح اسکی بابا کہنے فی الفور سدھاری
 محشر کی حالت ہوئی پھر ان پر طاری
 کہنے کی طاقت نہیں یہ حالت ساری

مرثیہ مفرد مستزاد

سے ہے اصغر لاڈلا

بانویون کہتی ہیں سرد در کیا ہوا

دیکھ خفاہیں کو ذرا کہتے مجھے رسول لال کو میرے فاطمہ کیون تین کیا لول	
سوجھا کیشون کے تیر ظلم کی کر بل میں آج وہ جبین لو ہوئے ہی تر ہاے سرور ہاے	
گلا کٹا لو ہو چوے چھبی تر خرب بھال جس کا نانی یون مرے نانا کا کیا جال	
جو گلا تھا بور گاہ مصطفیٰ اس میر دلال وہ گلا ہو زیر خنجر ہاے سرور ہاے	
کیسا ہی محسوس کو بڑا بناوے رب جو کر مون کا ہے لکھا سو مٹا ہے کب	
مان تری ہیں فاطمہ بنت رسول ہا سخی باب تھا سانی کو تر ہاے سرور ہاے	
تن کھائل ہو بیچ سے سیس آمارا جاے پوت ایسے کا ہوے کر بیسا مارا جاے	
سر کو بے تن کر کے لیکے اُفتیا نیر پر رکھ اُڑا ل گئے کرتن کو بے سر ہاے سرور ہاے	
جن زلفوں کا بال نہیں ٹوٹا شانے ہاتھ لے گئے اُسے باندھ کر سر نیز کے ساتھ	
خولش و فرزند لیل کے تیرے نہیں پر تیغ و تیرے ایک جا ثابت بدن پر ہاے سرور ہاے	
جو بے ہوئے جگے پرے کہیں ہاتھ کہیں پاؤ قل کیا یون گھر ترا کٹا کرین جون کاؤ	
گھر کا گھر ڈوبا ہی تیرا آب تیغ ظلم سے خون دریا کے فنا در ہاے سرور ہاے	
ہاتھ دھار بن آنکر اسے حق کے محبوب کشتی تیری یک بیک گئی لمو میں ڈوب	
ہاچنے کا ستم تجھ پر کہ دربا کے قریب نیر میں ڈوبا تر گھر ہاے سرور ہاے	
بن میں چڑیاں چلتی بھریں جومین پانی بی یا لک تیرے لاڈلے بن پانی دین جی	
ایک تو ہی رہ گیا تھا اپنے بابا کا نشان کیا کر دن اسے جان مادر ہاے سرور ہاے	
اپوت مجھ تو ناٹھ کا دل سے داغ مٹاے مان دکھایا ہی کیا کرے پوت بھی جب ٹمٹے	

کاش مین جانے نہ دیتی وان اسے
 جانے ہی یہ قہر اُس پر کیا ہوا
 قطرہ پانی اُس کو تھا پیکان تیر
 باے اسے سانی کوثر کیا ہوا
 اُن بغیر از کوئی اب ستائین
 پوچھتے گر ہوتے حیدر کیا ہوا
 خشک لب سوتا ہے میری گود مین
 حلق اُس کا خون سے تر کیا ہوا
 اس طرح سے یک بیک ٹوٹا ٹک
 یستم صادر مجھ اوپر کیا ہوا
 کس طرح جیون کی مین آرام سے
 چین مجھ دل کا سدا سر کیا ہوا
 اوس بغیر از کل نہیں اک پل مجھے
 اب مرادہ جان مادر کیا ہوا
 جب تلک جی رہوں گی تب تلک
 یون بھر دن کی کتنی گھر گھر کیا ہوا
 کیا کروں گی جی کو اپنے مین تو رکھ
 ظلم دل پر حد سے باہر کیا ہوا
 مہربان رورو کے باوجود جس گھڑی
 کتنی تھین یون آہ بھر کر کیا ہوا
 سامعون کے کچھ نہ تھے باقی حواس
 کہتے تھے سب بیٹا کر سر کیا ہوا

وادرینا وادرینغ
 ہر ہے اصغر لاڈلا
 وادرینا وادرینغ
 ہر ہے اصغر لاڈلا
 وادرینا وادرینغ
 ہر ہے اصغر لاڈلا
 وادرینا وادرینغ
 ہر ہے اصغر لاڈلا
 وادرینا وادرینغ
 ہر ہے اصغر لاڈلا
 وادرینا وادرینغ
 ہر ہے اصغر لاڈلا
 وادرینا وادرینغ
 ہر ہے اصغر لاڈلا
 وادرینا وادرینغ
 ہر ہے اصغر لاڈلا
 وادرینا وادرینغ
 ہر ہے اصغر لاڈلا
 وادرینا وادرینغ
 ہر ہے اصغر لاڈلا
 وادرینا وادرینغ
 ہر ہے اصغر لاڈلا

مرثیہ مفردہ دوم ہرہ ند

مے بنی کے ناز پرور ہاے سرور ہاے

کتنی بینا بنت پیمر ہاے سرور ہاے

ہر ہے اصغر میرے لال	
جاؤ کر جید صرتم ادھر کون اب ساتھ اٹھ جاویگا	رو دو گے جو غم انجا میں کون تھیں بہلا دے گا
ہر ہے اصغر میرے لال	
آنکھ مجھ لاکھیلین بن لڑکے چپ چپ چاندنی لالوئیں	ہاتھ تھیں چلتے ہی نہ دیکھا بلا گئے تم ہاتھوں میں
ہر ہے اصغر میرے لال	
تم جو چلے ہو گوشت میری الفت کرستے کو توڑ	کوئی بھی اس غموں پیاری جاتا ہر امان کو چھوڑ
ہر ہے اصغر میرے لال	
جاؤ تم جب پاس کیے لیتے تھے سب ہاتھوں ہاتھ	مجھ کو بتاؤ کون چلیگا آج تمھارے یانے ساتھ
ہر ہے اصغر میرے لال	
اب تک تنگو ساتھ سلایا آج جد صرتم سونے جاؤ	ہٹ کی شرط یہی ہے بیگ دان تم مجھ کو ساتھ سلاؤ
ہر ہے اصغر میرے لال	
آنکھ تمھاری جولا کر دوں گلے تمھاری لاکھوں کی	اور سو دوں گی ایسا پیاسے محشر ہی میں جاگوں گی
ہر ہے اصغر میرے لال	
حیف سوئی سو سو دھرم میں جاگتی ہوں دھرتی ہوں	دودھ نہ پینے کی میں تمھاری گھونٹ لو کو پتی ہوں
ہر ہے اصغر میرے لال	
ایسی نیند کمانی آئی دودھ بھی مانگتے روئے تم	کاندھے سے لگ باپ کا اپنی سوسے سوسے تم
ہر ہے اصغر میرے لال	
سو نیکو میں نہیں ہوں روتی اس بھی سوئی میں دیر	اس کر دٹ بر جو بیا میں اسکو نہ دیکھا اٹھتے پھیر
ہر ہے اصغر میرے لال	
چو لکتی نیند آتی ہے پیاری آنکھوں میں ہر بالے کی	نیند جو ہوئے تم چنگویہ تو دس ہے کالے کی
ہر ہے اصغر میرے لال	
حک تو پیاری کر دٹ لیکر ان کی طرف لومخہ کو پھیر	ایسا کیا میں کیا تمھارا روٹھ رہے جو اتنی دیر
ہر ہے اصغر میرے لال	
خلق اپنا دکھلا ہو بیو نکو کم کر گیا یوں ارشاد	سودہ نے کو مان فی اپنی دی ہو گے زیادہ مستاد
ہر ہے اصغر میرے لال	

ہو گیا مار یک چھپنے سے ترے ازیر خاک	گھر مراے دین کے اختر ہادی سرور ہادی ہے
دن دوسے کے چاند کو مارین شامی گھیر	
جگ مین دیکھا ہے کہین ایسا بھی اندھیر	
بس نہیں چلتا کسی بندے کا کچھ تقدیر سے	کیا کر دن اسے میرے دلبر ہادی سرور ہادی ہے
بیکس تجکو دیکھ کر روتی ہوں جگ مانڈ	
کیا کروں اسے لاڈلے میرا بس کچھ مانڈ	
دیکھ کر تجھ لاش کو کتنی کٹی ہو سو شام	پیری یوں ہر اک خواہر ہادی سرور ہادی ہے
اکھ مین جو کو لو پہرے ہی جا کے پیر	
بہرہ دیکھا جاتا نہیں بیڑا ہوا ہوں میر	
یوں کیا غارت ترے گھر کو کہ مستورات کی	سری بھی چھوڑی نہ چادر ہادی سرور ہادی ہے
نفقہ جنس سب ظلم سے بیوہ نکال بار	
لوٹ کے یگئے وہ شلقی چھوڑا نہ اک تار	
ظلم جو گذرا ہی تجھ پر ہوں گی اس کو یاد کر	انقرہ زن مین تاب بخش ہادی سرور ہادی ہے
آرائی ہی گاہے بھی شیر جو چھڑا کھاے	
روؤں نہ تجسا بوت جب موت کو منہ میں جا	
مطلب ان طرحوں نے ہر دم حضرت خیر النساء	یہ سخن لائیں زبان پر ہادی سرور ہادی ہے
سُن سُن جگ مین سودا یہ بہت ہی کے بین	
موی سے سب ہو گئے تین لوک بیچین	
مرتبہ مثلث بطریق متراود	
ان اصغر کی کتنی ہی رور و نچ کو جو جانیکو	تھیک تھیک سب دین مین لوری ہو نہیں جو کانیکو
ہر ہے اصغر مین لال	
جسکا بچہ یوں سوئے دکھ انگلی مانکا کیجے غور	آجکسا سویا شتر مین چونکا اس سوئی کو کہیں ہی غور
ہر ہے اصغر مین لال	
بہن تمھاری کتنی ہی پیار ہے میر کو مان دے جو نکا	چونکہ مین کب اس نیند کے سوئے وہ دیکھا ہے پر کیا

تجہ بن ہکوزیت دہال ہا حینا دا حین	
با تیر آج طول مان ڈا دی سرین دھول	تیخ جفا سو تو مقتول تجہ بن اے فرزند رسول
ہوس یتیم بھی اطفال ہا حینا دا حین	
سرکا پا لڑن مجھوں نہیں بڑا ہے تو مذبور	پیا سی گئی بدن کو سج شام تک لڑ پڑ صبح
دھوپ کر ہی تجھ تن یہ دال ہا حینا دا حین	
رودی ہر ایک بن پیٹے کر کہ یہ سخن	گوئے کجگوئے نہ کفن عریان تیر خاک میں تن
سرکے تیر ملی بھال ہا حینا دا حین	
لیکے جوان تا طفل صغیر ہو بھڑ تیغ دتیر	اے جو ہم سو کر زنجیر لیکے چلے شامی بے پیر
تجہ بن ہمیر یہ احوال ہا حینا دا حین	
مابد پیادہ ہم ہن سوار اوٹھوئی ہاتھ اسکے شمار	یا ہے برہنہ وہ سالار اس بن میں جو پڑ خار
لوکے اسکے لہو کلال ہا حینا دا حین	
بیاس کد مار دھنک دہان منہ کی باہر اسکی زبان	یا بی جو چاہے سو کمان لشکر سارا دشمن جان
کس سے کرے وہ جگے مال ہا حینا دا حین	
دیکھ سکینہ اب اسکو ان کے ہے یہ رورو	یہ پیادہ چلنے اسکو نہ دو پاس تمہاری بھٹلا لو
تا کجا یوں کرین مقال ہا حینا دا حین	
کس کی کہیں یہ جا کر درہم بیکس بھراہ سرد	عریان ہکوزن اور مرد کہیں ہن اب فردا فرد
سر یہ لیکے نہیں دہال ہا حینا دا حین	
رہیں تن چھوڑا عدائی شام چلے سر پہو نچائے	ابہر یزدیاب دکھلائی کب ہو دیکھا کیا جائے
سرکا تیرے تن کو دھال ہا حینا دا حین	
گورو کفن دے اپنی جب گاڑ زمین ہن بکری سب	لو تھو کو تیر ذکی تب کھینچ لو اگر اے غضب
ایک ہر ایک اب دی تو دال ہا حینا دا حین	
مطلب رور و اہل حرم ہن کرین ہن یہ ہر دم	اے دو دھان میں ہو نام لیکے ملک سے تا آدم
لستے ہن باقیں قال ہا حینا دا حین	
تو بھی سووارہ غناک عساکر ناہو پاک	کر سنے کو اپنی چاک دال اس سے سر پر خاک
کوٹ کو چھانی کہ ہر سال ہا حینا دا حین	

ایسا گر میں سمجھتی تھم کو لگتی کب لوری دینے	حلق کی راہ آنکھوں میں تھاری نیند نہ آوے گی لینے
اے ہر اصغر میرے لال	
کھو لو اب آنکھیاں تم اپنی کر غول خان امان پاس	خاک کے بچے مت دبو او میری تم امید و اس
اے ہر اصغر میرے لال	
چاؤ تھا میرے دلیں تھارا دیکھ مرنے کی پیادہ برات	نیند کھیں پر ایسی آئی جن نے کھوئی شب بات
اے ہر اصغر میرے لال	
آب نہ پیکان کو یہ تنہا میرے دل کی ڈبوئی ہے	موت ہی بڑی ہو کر تھاری ساتھ یقین لے سونی ہے
اے ہر اصغر میرے لال	
اس یہ کر رکھی تھیں زلفیں جو میں تم کو یادوں کی	کبے میں جا کر میں تھاری یہ منت اثر اداں کی
اے ہر اصغر میرے لال	
پڑھتا طوطا جس کھیا کا اڑجا پڑیوں نفس کو توڑ	یاد کر اُسکی یا تو نگودہ مرے نہ کیوں کر سر کو پھوڑ
اے ہر اصغر میرے لال	
ہنسی جاتی تھیں بھی تھاری تو میں ہیکل ہوتی تھی	جسم تک تم رو ڈرتے میں بھی تب تک بقی تھی
اے ہر اصغر میرے لال	
زلیت مری بھی ایسی تھو اب کانٹے پر جیسے اداس	تم سائل جب ہاتھ کر جاؤ پھر جیوں تو صدمہ ہوس
اے ہر اصغر میرے لال	
غرض مہربان سب کو میں سو خون کی یاں بتی ہیں	جسم با نواہ و فغان کراتے سخن کو کہتی ہیں
اے ہر اصغر میرے لال	
دیگر مرتبہ، مثلث	
بنت بنی کو پیادے لال ہاے حینا داؤ حسین	کمان ٹرے ہو آج نہ ڈھال ہاے حینا داؤ حسین
ملک دیکھو عترت کا حال	ہاے حینا داؤ حسین
اہل حیمہ با شور و شین کتنی ہیں یہ دن اور رین	کدھر کو کوفے میں کو چین کس کو دیکھینگے یہ نین
جینے کا نہیں ہیں خیال	ہاے حینا داؤ حسین
رور و کردہ صبح و شام داہن سر پر خاک ملاں	سر نہ جاتی کو چن ہیں تھام پڑ ہیں یوں لے لے نام

یہ بیخ جفا کو ظالم لجا میں کاٹ سر کو	رہ جاے تن لموین یون مملہ کو تو
یہ ظلم جو ہوا ہو کیا ہو بیان اس کا	ان ظالمون بغیر از ایسا جگر ہو کس کا
دورخ کی آچ سو ان نانا پچا و جکا	آتش دے خیمہ اشکایان دین جلا کو تو
جب سر بہنہ عابد گری سرہ کد بانیا	غیر از ستم کسی نے سر کو نہ اس کے ڈھانپا
لرزی زمین اندم اور آسمان کا نیا	ارض و سما میں ڈالا کیا لرزلہ کو تو
جانا تھا مادی کو سر گام میں نہ جھکھک	دہ دشت اور پیادہ انصاف تو کو روٹک
جس شخص کو گت یا تھو گر گل گل بازک	کیونکہ قدم میں اس کے کاٹا گلا کو تو
جو شخص مصطفیٰ الی آنکھوں کا نور ہووے	اور مرتضیٰ کے من کا یار دسرور ہووے
آرام سب طرح کا یون اس کو دور ہووے	ہو سیکر دن بلا کا وہ مبتلا کو تو
اہل حرم کو حدم لیکر چلے وہ مردود	جائے تھے سر بہنہ دونوں جہان کو بخود
خورشید حشر کو بھی گرمی نہ تھی افزود	وہ دن انھوں نے سر سے کیونکر ملا کو تو
ناحرم آنے جسم آنکھوں کی آگے آئے	بہرے کوٹے مانی شکل پی سب چھپائے
چادر نہ تھی کہ جس کو کندھ کو پیٹے جاتے	یون خاک کو منہ اپنا کن نے ملا کو تو
بس سودا اب تو آگے سننے کی لب ہر طاقت	اس کو زیادہ مت کہ اہل حرم کی بات
آتی ہو سامون کو جینے کو اب امت	سنبھے گا کس زبان سے یہ بھلا کو تو

مرثیہ مرثیہ

یارو نہ اپنے خویش و فرزند کو رد و تم	آل بنی کے غم میں نہ چشم تر رکھو تم
جو دانہ اشک کا ہو بیجانہ اس کو بتم	یہ غم مغفرت ہے مت رایگان کو تم
فرزند کسا ہو گا فرزند مرتضیٰ سا	کس کن کا قدر و رتبہ ہے بنت مصطفیٰ سا
ہر اقربا کسی کا احمد کے اقربا سا	انصاف کو سخن کا میرے جواب و تم
غم کھائیے کو کا ایون کے غم کو ہوتے	و کلو الم جو کسا اس کے الم کے ہوتے
روی ستم جھون نہ دیکھا چشم کو ہوتے	غلیکین کو کے خاطر ان کے سوانہ ہوتے
اس خاندان میں جو تھا سومر و جھانٹا	جو گزری جس کے اوپر وہ تلخ رضا تھا
سرتا قدم قدام کا اک آہ بے صدا تھا	بندے پھرایے پیدا ہونے بھلا کو تم

دیگر مرثیہ مربع

یو چھپے تھم سے یارو یہ دل جلا کو تو پیاسے مٹلے پہ خنجر کیونکر چسلا کو تو	حوال ابن حیدر ٹمک بر ملا کو تو روؤن نہ کیا کروں میں ہر دم بھلا کو تو
مرضی حق کا راضی ایسا مو انہو گا شیر سا بشر تو پسدا ہوا نہ ہو گا	کوئی رضا کا تالچ ایسا ہوا انہو گا خنجر تلے سر اسکا وزرہ ہلا کو تو
بابا کے سر کو اس کے تیغ تھر سے چیرا کاٹے اب اس کے اعضا جیڑ کر کلکڑی کھیرا	جانی کو اس کے مارا بانی میں دی کھیرا جو رفلک کبھو بھی اس سے ملا کو تو
جو گزری اس کے اوپر طاقت نہیں بیان کی الضاف تو کر دنگ بچلی نے آسمان کی	جا کر اسی کے گھر بھی آفات ناگمان کی سطح گھر کے گھر کو کس کے دلا کو تو
بجانی بھتیجے بیٹے داماد نہیں سارے سرتا قدم و دودل یا جند کی انگارے	تے ہی حج گئے سب گھوڑوں ہو اتارے ہو جای راگھ کا یون ہر اک ڈلا کو تو
کوئی لڑا تو رہن جھٹج یہ لڑے ہیں فالیز کو زیادہ ہر سمت سر ٹپے ہیں	کیا زخم تن پہ اپنے کھادی ہیں اور جڑی ہیں سطح کھیت کس کا پھولا پھلا کو تو
وہ شخص زمین یارو یون بجز ہو سوئے اور حال کر کچھ اپنے اسکو خبر نہ ہوئے	ہر اک کس لہو میں آ اس کے منہ ڈلوئے رو مال فاطمہ نے جسکو جھلا کو تو
چھاتی ابیر بنی کو تھا لوٹے جو والا جب تک جسے محمد ناز و نعم سے پالا	اور گود بیچ اپنی بیٹا کہ اس کو ڈالا تن اسکا خاک و خونین کیونکر لالا کو تو
گرد ملاں اسے کر بیٹھتی تھی رد پر ہر دم جگہ تھی جسکو دوش بنی کر اوپر	روح الامین کے لڑنا پڑنا تھا مو بہو پر لوک سنان بہوہ سر کیونکر جلا کو تو
کیا چرخ کی جھاکو دنیا میں کوئی کم تھا ہر ایک فاطمہ کا ان بیچ ہوش و دم تھا	یہ خاندان عالی کب لا لقی تھم تھا ایون کے سر پہ کچھ رنج و ہلا کو تو
ہر کیا تھم جو ہو دین مقصود و ایش چلے سوا بکنار دریا پیاسے کیونکو انکے	کل وقف مسلین کو کوثر طفیل جٹے پانی ملے نہ شیرین نے ملا کو تو
باز دینی کہیں تھر جس شخص کو پدر کو	کر تشہ ذبح یار و اسطرح کے بشر کو

رو تا جی جکی خاطرے مکہ تادمینا	لازم ہے کہ رو و اشک اندی میں بہو تم
مخترین اسطرح سے کوئی مان کو کی	والے ہوئے سراو پر چادر بھری اموی
گر فکر دان تھیں کہ کچھ اپنی آبرو کی	دامان و آیتین بیان رو رو کر دو تم
کن نے کسی کا بیٹا اس حال میں تیا	لب مار مار چا بس یون منترین چلایا
جو تھک گیا تو اسکو شیش سے ڈرایا	اقرار کر کر دیہ تو ہو دروغ گو تم
میت پہ کب یہ جو پہنچ کن رہا ہے	چالیس دن کسی کا بے دن بن رہا ہے
گھر کے جسم ہوتی دوران کفن رہا ہے	تار مڑھ میں دانہ دوا شک کا برو تم
کسکا وبال کن نے گردن پہ یون لیا ہے	سر کاٹ کر کسکا تن ٹکڑے کر دیا ہے
گھوڑو کو نقد اوپر دوڑا نیکا کیا ہے	افسوس جو نہ ایسے مظلوم پر رو تم
سر کاٹ تم میں کسکا رکھا تو زاندر	تن پر پڑی ہیں کسے پیر دینچ و بخر
الضات چاہتا ہے اس باجرے کو سنکر	خوناب دل میں رو رو داکو ڈبو تم
سمجھو ہوا کی عزیز و احوال ہے کسکا	حامی روز محشر نانا بنی ہے کس کا
رو نایہ وہ ہے یارو گر اجر سمجھو اسکا	بھر عمر چاہیے یون رو رو کا اب مرو تم
میری زبان پہ اہرم جنگاہ ماجرا ہے	اولاد کی علی کی اور آل مصطفیٰ ہے
اس رو نیکا فوائد و اہستہ جزا ہے	رو رو کے انیہ دلے اپونکے غم کو دھو تم
بوسے میں فاطمہ حبیب روز بزا کو آدین	اشرشک کی تنھاری آنکھوں میں تم بیا دین
نہیہ کو تنھارے اپنے بابا کو لادھا دین	اسوقت ماتھ اپنور رو رو کے گو ملو تم
تم چند سر تھالے واجب پڑی عبادت	کیسی ہی تم کرو اب یارو کر کسی عبادت
رو تا حسین پر ہی سب سے بڑی عبادت	کیا فائدہ کرو یون روزہ نماز گو تم
رو کی حدیث کی یون راوی ذی روایت	جو رو سے یارو لاد کر واجب ہے بہ جنت
رو و تم اب ہو جتنی رو نیکا تم میں طاقت	اس رو نیکا حلاوت محشر کے بیج لو تم
سودا اگر تو چاہے عمر بیکار کا حسنا	آل نبی کے غم میں نت خون دلو پینا
خواندگان کو دے دی اموال در خزنیا	بحرین بنا بنا کر کہ مر شیش بڑھو تم

کیا چیرنے آگے ہیں اقربا ہمارے	کر یاد جنگو ہر دم ہم رو دین غم کراسے
دنیا کی یون گئے ہیں پیاسی بنی کر پیاسے	احوال سن جھنڈکا یا فانی نہ بھڑو ہو تم
نغات جنگی خاطر دنیا میں خلق ہو دین	اطفال انکے راتوں خاطر غذا کو رو دین
جب خاک میں مجبور وہ طفل بھوکے سو دین	ذبیٹ بھر کے کھاؤ ذمہ دہر کے سو تم
کسا پردہ یار و ساقی حوض کوثر	کسے چلا کر تم میں پیاسی کسے پہ پھر
ہر امون جو کوئی ایسوں کے ہو برابر	تب کیسی چھوڑا نکلو غم انکے میں رو دو تم
میخ ستم کی کسا ہر اک کسا ہے شاننا	تیر جفا کی کسے بھائی کا سینہ چھانا
احمد ہی کو گھر میں اس ظلم کا ٹھکانا	تم میں کی یہ یہ کچھ گدزا ہو تو کو تم
الیون کو قتل ہرگز خویش و تبار ہو دین	اور زخم تن یہ انکے جب وار بار ہو دین
سینے کی تیر و نیزے انکے دوسار ہو دین	ول ایڑ میں چھوڑو ملک غم کے خار کو تم
بھائی بھتیجے بیٹے داماد تم میں کس کے	اکٹھے ہوئے ہیں رنیں بن نیر مار کسکے
صابر ہوں اس ستم کا اہل میال جسکے	وہ روئے تو بجا کر مار غم نہ انکے ہو تم
تم میں کی بھی کیسا کشش شہ طفل مارا	نی جگ میں اب پیکان کسا بجا رہا رارا
جیتوں کے منہ نہ رکھا پانی جو آنے مارا	گذرا نہیں کسی پر یہ ظلم مان لو تم
سندی کسی دو وطن کو ہو کر کب لگانی	سہرے سیت گردن دو لکھا ڈوب کٹانی
یون بھی کبھی ہوئی ہو دنیا میں کہ جانی	شاد میں یہ مصیبت یار و نظر کر و تم
یہ ظلم و جور کسے ناموس پر ہوا ہے	دست ستم کی غارت یون کسا کھر ہوا ہے
کب عورتوں کا عریان اسطرح سر ہوا ہے	دیکھا ہو کر کسی جا اوس کا نشان ہو تم
زن کی کوئی کہ جسکا دامن ملک دیکھے	اور اسکے سر پہ چادر دور ملک نہ دیکھے
ظلم و ستم کسی کی یہ اب ملک نہ دیکھے	باور کر دہ ہو گئے دین بنی میں جو تم
ناموس پر ایسے احوال تھا یہ طاری	کن عورتوں نے تنگے اونٹوں کی سواری
تھی نشکی سے کس کو بچوں کو بقراری	یہ تنگے چاہیے یون خون جگر پھو تم
سر باب کا تھا سہ نیزے پہ بر ملا تھا	بٹیا کبھی کسی کا یون منتر لین چلا تھا
زنجیر بال نہیں تھی اور طوق میں گلا تھا	اپنوں کو روئے سنکر ملک حق کی بھی درو تم
بٹی گئی تم میں لکی جیسی کہ تھی سکینا	کرنا بھی وقت غارت جگر کا جھینا

کیا دھنکائے مین دیا اسے میر بھکان	پہنچ تو کہ کن نے لیا تن سے اُتار
چترخ کو بھایا نہ سہرا سر ترے	یکم نہ رحم آیا جو انی پر ترے
کر کے بیجان بجگو بھیجا گھر ترے	کیون ترادشمن ہوا یہ ناجکار
تن کو تیرے جس جگہ کرنی ہون غور	زخم کو خالی نہیں پاتی وہ ٹھور
یہ ٹپری ہے جھپیہ تیخ ظلم و جور	ہو نہیں سکتا ہر جس کا کچھ شمار
کیا کر دن مجھ پر مقید لوگ ہیں	دھونڈو دھ لاؤن ورنہ تیرے سر کو مین
جنگی نظروں پنج ہے شبے مین تین	اُنکے بھی تو آگے یا جاوے شمار
کوئی کتا ہے مجھے دولہا نہیں	طور دو لھا کے میر ہوتے ہیں کین
یہ خطا مین بیاہ مین کن نے نہیں	اس طرح کہ کہ کے دیکھیں ہیں نہار
کرتی ہو فریاد جب تیری دلہن	باس اُسکے اکٹم کے مرد و زن
گلتے ہیں سمجھانے کہ کہ یہ سخن	مگر نہیں کہنے کا تجھ کو امتیاز
دیکھ لو تو بھی یہ جسم پاش پاش	لائے ہیں سکی خدا جلنے یہ لاش
تیرے نوشہ کا کرن گے ہم تلاش	میرے تنک د لکومت کر افسار
بیاہ کا تیرے ہی دیکھا یہ اصول	ہو مین جلی جو بھی کو بیجے کو بھول
سمدھنیں چہرے اپنے شکے دھول	لے لے پیرا نام بیٹیں بار بار
اسطرح لیجا مین کے اب اہل کین	ساتھ سب کے تیری دھن کو تین
وہ جو بھائی ہے دلہن کا عایدن	دینگے اُسکے ہاتھ اونٹوں کی منار
اشتر و ہر سمدھنیں اندوہ ناک	جائیں گی کرنی ہوئی سب سرخاک
عایدن پیادہ جلو مین سینہ چاک	سیس دن دھلا کا تیرے پر سوار
مان غرض نوشہ کی کرنی تھی یہ مین	سامونے و مہدم بھرنی تھی مین
لے زمین سے تا فلک تھا شور و مین	نالہ و فریاد مین تھے کو ہمار
سودا اب اس مرتبہ کو اعلیٰ مقام	دیکے بیچ آل محمد پر سلام
ہونے محشر مین ترے حامی امام	سب طرح نشتے گا بجگو کردگار

مرثیہ دیگر

کس دن اس شادی نے پایا تھا قدار	ہوے جس شادی کا یہ خبام کار
رات جلوے کی دھن سے سو گوار	رودری گھونگھٹ میں چپے زار زار
غم سے پر شادی کے گھر کو دیکھ کر	سر کو دھنتی ہو وہ ٹھنڈی سانس بھر
جسہ جا بڑتی ہے بھراؤں کی نظر	ہو چھے اس سے یہی بے اختیار
لوگ کیوں روڈ میں میرے گرد و پیش	کے یہ غم سے ہوئے ہیں سینہ ریش
مر گیا کوئی مگر از قوم و خویش	سچ تو کہ یہ راز مجھ سے غمگسار
گھر تو آتا ہے نظر ماتم سراے	شادی کے کپڑے مجھے تم کیوں نہاے
کس لئے یہ ہاتھ مندی کی رنگاں	کیوں کیا میرے تئیں اتنا اندھا
جس گھڑی کرنی ہو یہ بائیں دھن	سنے ہیں اور اسکو اہل انجن
اُلٹے آتے ہیں کیجئے تادہن	چلتی ہو ہر چشم سے لوہو کی دھار
بیادہ دیکھا ہو غرض ایسا کہیں	جس میں جز ماتم خوشی ذرہ نہیں
غم سے ہوں ہر ایک کی آنکھیں ہیں	ہو گئے ہیں سینے سنگ آئینہ
سوئے کو نوشہ نے خوش کی لحد تنگ	چھوڑ کر اپنی فوہلی کا پلنگ
کھیلے ہو سارا کٹم لو ہو سو رنگ	سمدھنیں روتی ہیں ڈھار میں مارا
کیا کروں آگے میں ساچن کا بیان	دل پر از خون رنگ و شیشے ہیں بیان
لی ہیں نیز و خبر سرون کی مشکیان	گل بہن آرایش کے زخم بے شمار
کیا کہوں اب جو کٹی مندی کی رات	صبح کی افسوس میں مٹی کے ہات
ایسی ہی پھر دھوم کر آئی برات	ہو گیا روز قیامت آتش کار
جو برائی ہیں گریبان چاک سب	خاک سر ڈالے ہوے یک یک وجہ
شور ویرا بنی ہو میں جان بلب	گرد و شہ کی لوتھ کے زار و نزار
اس طرح لائے غرض دھن کو گھر	اب تن لے سر کو دلے کھاٹ پر
جب پڑی عورات کی اس نظر	عرش کے آواز شبون ہوئی پار
لک کر اس تن کو گلے دو لٹائی مان	بوزلی لے نوشہ ترا سر ہو کمان

یون ہی قسمت کا ہاتھ تو عوض میں تھی	زور بازو وہ گئے ہائے کدھر حیدر کے
تھا کہ اور غوٹیں دیکھو تو زمین کے اوپر	دھر تر پتا ہر کو کا کین لوٹے ہر
ہاتھ سے اہل شقاوت کے عزیزان یکسر	یون ہوئے آگے تہ تیغ و تبر حیدر کے
نہ میں قاسم کو نہ عباس کو دیکھوں ہوں آہ	نہ پڑے چشم اب امغر پہ نہ اکبر پہ نگاہ
اسطرح مٹ گئے اک آن میں سب جان اللہ	گو یا تھے ہی نہ کبھو نور بصر حیدر کے
نہ کوئی یار ہر اپنا نہ کوئی اب ہر شفیق	نہ کوئی دوست ہر اس وقت نہ کوئی ہر رفیق
جو کوئی تھے سو ہوئے رحمت حق کو وہ خلیق	کوئی نہ جا کے یہ مرقد یہ خبر حیدر کے
اسو ابھر کے اس قریب میں ہے لاکھ کو آ	قسمت اپنی کہ موا جو کوئی پیاسا ہی موا
آہ کیا جانے تھی کوئی ساعت کہ ہوا	آگے فرزندون کا اس جالیہ نذر حیدر کے
سپہ شام نے کیا کیسے لقمہ دی جو کی	بیچہ اہل حرم کے تین اک آن میں دی
کہ وہ سے نہ رکھا ایک کے اندام میں جی	قتل عام آگے بجایا ہے نگر حیدر کے
حق تعالیٰ کہ اس قوم کو جلدی نابود	کہ یہ میں زیر فلک ہر دو جہان کے مردود
ان لعینوں نے خدا جانتے سمجھ کر کیا سود	کر دیے جی کے عزیزوں کے ضرر حیدر کے
یا جی نیرب پہ ہر سر کو یہ دکھلا تے ہیں	پھر ہمیں اسم باسم آن کے بتلا تے ہیں
یون عزیز و نکو ترے شام لیے جاتے ہیں	جلد ہو بخو کہ عجب قہر ہے ہر حیدر کے
راہ چلنے کہیں ایک بل آرام نہیں	جس سے بوجھے ہیں کمان پیلے اور تینوں
شکے نمٹا ہے وہ لمون یہ ہر کہ وہین	خویش و فرزند گئے اور جد ہر حیدر کے
تھی غرض حضرت کفوم کی وان یہ گفتار	ہر سخن اب کرے متبادل شک و کسار
مُن ان باتوں کو دلتے ہیں کھڑی ناز ناز	شام سے اہل حرم تاب سحر حیدر کے
سو وہ اب مہر کو دے راہ دل بریاں میں	آگے سننے کی نہیں تاب کسی انسان میں
صلے میں اس کے عدد پر تجھے ہر میدان میں	قرۃ العین ہی دیوین گئے ظفر حیدر کے

مرثیہ دیگر مریج

جیسے میں دیکھا ہے گردون پر حرم کا ہلال	روز و شب جگور رہا کرتا ہر روتے سو خیال
کہ نہیں سکتا کسی سے ہاسے اپنی دلکا حال	ابر دریا بار جب دیکھو تو ہی میرا و مال

مرثیہ مرثیہ

پہونچ اس ابر کہ مرجھائے بجز حیدر کے	نیر بن جھڑتے میں بتانے مگر حیدر کے
بیاتے تڑپے ہیں ٹرسے نور البصر حیدر کے	خشک لب دیکھ انھیں جہنم میں ترجید کے
گذراے ابر ترا کہ تو نہیں کس جا پر	گاہ تو کوہ پہ برسے ہے گے صحر اپر
حیف مدحیت کہ ترسے ہیں لب پیا پر	بوند پانی کے لئے لخت بگر حیدر کے
دوسلے ہو آب بغیر آل محمد کا گھر	توٹ جگہ نہ کرے علم سے جو جہنم اپنی تر
اشک کی بل گئی فاطمہ کے سر سے گذر	موج خون پہونچے ہر آئنا بگر حیدر کے
قیض کو غم کے زمین پر تر و تازہ ہے نبات	سبز و شاداب رستے سنگ ہواے برسات
والے قسمت کہ جہان میں باب آب فرات	آب بن ہو تو بین بے آب تر حیدر کے
خویش و فرزند وطن کو ہو لب آوار کے	ظلم کی تیغ سے مارے گئے وہ بچا بے
چین انکو نہیں باقی جو رست و گھیا رست	پھرتے ہیں اہل حرم خاک بسر حیدر کے
جمنج نے اہل شقاوت کو لیے ہو بد خواہ	گر ویا خبر و شبیر کو دنیاسے تباہ
رد و جون شب نہواں کنوین محمد کی سیاہ	یون ملین خاک میں جب سمن و فرحیدر کے
ایک کا غم سے کیا کرے کلجا سارا	جس جگہ آب نہ تھا دوسرے کو دان مارا
جانتے ہو یہ چلا کن یہ ستم کا آرا	جو نواسے تھے پیمبر کے بسر حیدر کے
آہ ہدم سپہ شام حرم پر لوطا نو	پاس تنکا نہ غریبوں کے بچا یہ لوطا نو
سر کی چادر کے تین ہر ذی شفق جھوٹا	ظلم یہ کس پہ ہوا گھر پہ مگر حیدر کے
بولی کلتوم یہ چہرے پہ لگا سیلی غم	نہ کوئی مولس و عنخوار نہ کوئی ہدم
اینا احوال کسے جا کے دکھا دیں یہ چہر	کاش اس وقت پڑیں جا کے نظر حیدر کے
خویش و فرزند ہمارے نہ کبھی یون مرے	یہ لعین جو روح جفا کا ہے کو ہم پر کرتے
ان جفا کشوں کے ہاتھوں نے نہ یہ دکھ بھرتے	ہوتے ہم آج کے دن پاس کر حیدر کے
اہل بیت نبوی دست تقدی کے اسیر	طرے کے اہر بادیمین ہر ایک کے ہر دم زحیر
قطرہ آب کو اس دشت میں جون ابر مطیر	مفل روتے ہیں ٹرسے شام و صحر حیدر کے
ہوئے اس معرکین لاج جو مژدہ و عقیل	نہوں نہ اس دشت میں ہوتا میر لڑ پیر و ککیل

اس طرح کہ جاے ابن معویہ کے وہ حضور	اسین ای بھائی نینین پر شک وطن کا احتمال
یہ سخن شکر حنیف اس وقت شر کے در جواب	یون لے کئے خدا حافظہ ای علیہ الجناب
آنکھیں دونوں کی ہوئیں باہم گلگ کر برآب	اور بھائی سب رفیق اگر ہوے بہر قتال
آخر کار ان کے کہنے کو نہ مانا نہ نیاں	کوچ کا دن اور تاریخ سفر یا استمرار
بختے ساکن تھے مدینے کے وہ بڑے زاردار	اس سفر کا سب نے کوچ آخرت جانا مال
بہر نصرت جد کے مدد مبین وہ پھر محنت نصیب	ہا کے بولا السلام علیک ای حق کے حبیب
کہ مرخص جلد تا مطلب کو پہنچو وہ غریب	امر بہ حق کے لغافل کا نہ ہوتا احتمال
سر جدا ہوئے کائن کی جگہوا بڑی کب ای علم	حویش و فروزدان کے مرینکا نینین ہر گز الم
بان مگر دوری ترے مرقد کی بھیر ای ستم	سو میں فائق اُسے سمجھا ہوں رضای ذوالجلال
گرچہ ہوں وہ شخص میں جس کا گریبان قبا	قطع میں ہونگ گردن پر نشان اسکا پڑا
دیکھ کر اس خط کو روئیں اس قدر خیر النساء	پونہیں ہوا آنکھیں تنجوائے ہاتھ سے لیکر دال
سو نظر آئی ای یون اب مجھ کو مرضی خدا	ہو اسی خط پر کہ گردن میرے خنجر سے جدا
یو چھو کیا اس امر میں کہتے ہیں وہ ام المدا	میں تو سر کٹوانے جاتا ہوں بیت اہل میل
نا اعلان جائگہ از آگے یہ کرنے میں کلام	سو گیا اس گفتگو میں وہ مشہ مالی مقام
خواب میں اگر لگے کہنے اُسے خیر الانام	اے جواہر خانہ حق کے گرو میسرے لال
فاطمہ کو کوئی دیکھ اس درد سے بدتر نہو	یکسر مو پر رخصائے حق سے وہ باہر نہو
اسیمن گو تیغ قصا کو دھڑپہ تیرے سر نہو	بندگی یان ہی ہمیر زادگی کا کیا خیال
گرچہ مجھ کو مرتبہ حق نے نبوت کا دیا	اور مجھ کو فاطمہ کے بطن سے پیدا کیا
پر ترے سر کیلے پیش جناب کبریا	کا ندھے سے لیکر مرے یکساں تیرا نیز بکریال
مطلقاً اس امر میں مارا نینین جاتا ای دم	گو نبوت یا امامت کو سبب فائق بہن ہم
جس جگہ سر پہنچتا ہی بے نیازی کا علم	رکتی ہو اس جانوت اور امامت کی گمال
یہ زبانی فاطمہ کی مجھ کو دیتا ہوں حساب	اس سے بہتر ہی نینین حق بہن تیری صواب
جس طرح حاضر ہوا مان جاے حاضر ہوتا ب	تا بدرگاہ خدا ہو سر خرو تیرا جمال
یہ سخن کمر لگے اپنے جگہ گوشے کے کل	یان تلک روئے کہ شرکان سے چواخو نہا بل
خاک تھی زیر قدم جتنی ہوئی لوہو سے گل	یون محمد سے ہوا رخصت کا اسکے انفصال

کس طرح دکھاؤنگا محشر میں اپنا روزِ زرد ڈوبی پانی بن وہ نشی جبین بھی احمدی آل	جو بھی گروئی سبب تو کیا کون اس کے درد پیاں لگتی ہو تو کرتا ہوں تلاش آبِ سرد
اور چسپا رہنے میں دل ہوا نشی غمِ کباب بحسب طرف لڑتے تھے وہ مظلوم پانی کا سوال	فحمت مشکل ہو جو کیسے تو نہیں نہی کی تاب تیغ و تیرا نیز برساتا تھا انھوں کے در جواب
یہ قسم نوع بشر پر مین نہ دیکھا خلق میں سوکمان جو رکی تھی تیر کی انجبا میں ہمال	دل مرا کیونکہ نہ دوسے اضطرابِ قلق میں گر کسی لڑکے کو پہنچا قطرہ پانی خلق میں
جب لگا چپٹے مدینے سے کٹا نیکو گلا اور یوں کرنے لگے عرض اوجناب باکمال	یوں روایت ہو کہ وہ مظلوم سوے کر بلا اللہ سے تب ہاتھ بھائی بندے اپنے ملا
قول و فعل انکاسین ہو خوب ہیں وہ بندہ وہ نہ کر محشر میں جو ہو مگو ہو تجھ سے انفعال	کو فیونکے قول پر ہرگز نہ کیجے اعتماد گھر بھر کا رفاقت انکی دیوب کی بباد
یہ کہو کابلس نہیں چلتا ہو کچھ تقدیر سے انکے ایفا کو نہیں سکتا میں لہو سر سے نال	فہم نے فرمایا کہ سچ ہے دور یہ تدبیر سے سر کا وعدہ کر چکا میں جو رکی خمیر سے
سوچے ہمراہ اور جینے پہ ہو جس کی نظر اسکی جانب نہ ہو ہرگز مرے دلین لال	جو کوئی تم میں سے باندھو مرنے پر ابھی کمر اُس کو ہوں راضیِ نافت دیکھو میں زیادہ تر
جائے آپ اقتضا کرتی ہو گر لب شریف پاس رکھنے کا انھوں نے مت کر دہر گز خیال	راوی کتا دس اسکوبو دیون حضرت حنیف ہر حرم کو ساتھ لیجا نا ہے تدبیر ضعیف
ان کی دل بھی کا خاطر چھوڑ دیاں میری نہیں ساتھ لیجا نا انھوں کا سخت ہو تم پر وبال	ہو صلاح وقت یوں اب رکھ جلوانگو یہیں میں ترا بھائی یوں کس کو مرے کیجے یقین
یوں مقدر ہو شریک حال ہو عسرت تمام آپ کے کہنے کو چھوڑ دین ان کو یاں ہے یہ محال	یہ لگائے وہ سرور سے بھائی کا کلام ہو حق کی مرضی بن کیا اب تک نہیں کچھ میں دکام
اشر و نیر اسکے پیچھے ہو میں سب یہ سینہ ریش سوا اسطرح لجا دین وہ قوم بد خصال	چاہے یوں سر را نیز دیوے ہو پیش پیش پاس انکو سونہ جز عابد کوئی فرزند و خویش
پیادہ چڑھ کر ہر منزل میں وہ پیچھے عقب وہ نہ دے قطرہ کر دجس کو وہ پانی کا سوال	اسکی قسمت میں دیون اُس روز ہو اسکوب چشم تر یوں اشک و اور نشی کی خشک لب
پا برہنہ تپ ہو دے میرے سینہ کا سرور	پچھین اُس راہ جبین ہوے کانٹوں کا دفر

ظالموں نے نہ رکھی وہ تلوار	جو نہ کھینچی زنیام آج کے دن
اس عزیز بی سے کٹا یا حلقوم	رن مین مین ہاے سین مظلوم
اُس جگر خستہ کا اُس کے معصوم	پین یوں لے لیکے نام آج کے دن
جان بلب آب بغیر از اطفال	جو کوئی ہی سو عیش سی ہی نہ حال
دم بدم دیکھ اُنھوں کا احوال	ہے یہ عابد کا کلام آج کے دن
پیاس کے اے مین تہ ماہون ہے	باقی ماند دن سے نہ کوئی مر جائے
پھیر گس کام کا اے جد جو نہ آئے	کام مین کوثر و جام آب کے دن
جاری دریا مین بھر دیں تالاب	مرغ سے مور تلک سب سیراب
بندہ آل بنی پر سے آب	قطرہ ہے اُن پر حرام آب کے دن
جز خدا کوئی یتیموں کا نہیں	ڈھونڈھے روئے زمین کو تو نہیں
بیادہ با قید مین کر سب کے تین	لیگیا لشکر شام آب کے دن
نہ کوئی دوست نہ کوئی ہمد	کہ مین جس سے سیتم اپنا غم
کون اس وقت اُنھیں پہونچے بہم	دے بنی کو جو پیام آج کے دن
اس مصیبت کو کہ مین سو گس سے	غم الم دل پہ دردنا اس سے
ہم نفس کون کرین وہ جس سے	ورد اپنے سے کلام آب کے دن
آقرا با قتل ہوئے سب کے سب	ایک عابد سو گر قنار بہ لب
اہل بیت نبوی پر یار ب	ہر قیامت کا قیام آب کے دن
کھا گئی سب کے تین تیغ ستم	ایک عابد جو رہا نزد حرم
ہر سبب ضعف کے گوا شکا دم	آفتاب لب بام آج کے دن
اُنھوں کا پردہ مین جو مین مردم	اب ودانہ ہے نصیبوں کا گم
ہے محرم کا اُنھیں روز دہسم	غہ ماہ میام آج کے دن
طائر عرش زدست صید	ہو نہیں سکے کسی طور آزاد
کوئی سنتا نہیں اُن کی فریاد	پر نہیں مین تہ دام آب کے دن
ظلم ایسا ہی ہوا ہے ہر یا	کہ نہو گانہ ہوا زیر سما
رہیگی جب تین دنیا کی بن	ہوینگا حشر مدام آج کے دن

دیکھا یہ خواب جو چمکا نہ دنیا و دین	بوچھتا آکھین سو اہل حرم آیا و بہن
یون کسا خدام سے کس کر شلیتو نکلتیں	ہو جو اسباب سفر و پیٹھ پر ادا لوگمی ڈال
ناقل جان سوز یون کرتا جواب آگے بیان	لے حرم کو ساتھ ابڑو جب لگے ہوتی روان
جنگو چھوڑا تھا مدینے میں وہ با آہ و فغان	اُس شدہ دنیا دین سے یون لگے کر ڈو سوال
چھوڑ کر کھو گیا ہے تم نے جو غم سفر	کیونکہ سو بچکی تھائے حال کی ہم کو خبر
یہ سخن سن نہ لے انکو خاک کی کیمشت بھر	اور فرمایا کہ رکھو تم اسے شیشے میں ڈال
تم خبر اس خاک سے پاؤ گی میری من عن	راوی بھی اسطرح کہتے ہیں پناچہ یہ سخن
کر بلا میں جگمگڑی جو جھمکے وہ ہو گئے بوطن	ہو گئی وہ خاک شیشے میں برنگ خون لال
نمودا تو کر ختم اب پڑ سکر درود اس نظم کو	سامون کے گوش زد آگے کر یہ ب گفتگو
ان قیامت تعزیر ابن علی کا یوسے تو اور	حق تعالیٰ دے تجھے توفیق یہ ہر ایک سال

مرثیہ دیگر

کیا ہوا ہاے یہ کام آج کے دن	روتی ہے خلق تمام آج کے دن
گر گڑا دین کا خیام آج کے دن	ہو گیا قتل امام آج کے دن
سقف ایمان کا میں کیا حال ہوں	دھسے پڑا رن میں بنوت کا ستون
تو ف ہے اے فلک سفلہ دون	نہ رکھا تو نے بھی تمام آج کے دن
باپ کے قبضے میں جس کے کوثر	آتشہ حلق اسکا بڑے پر خنجر
خون سے اُسکے ہر زبان تیغ کی تر	خشک اسکا لب و کام آج کے دن
غرق وہ خون میں پڑا ہے مذبح	پیاسی دنیا سولی اس کی روح
خاک تم کر کے سردن کو مجروح	ڈالو اسے خاص و عوام آج کے دن
جس جگہ میں وہ پڑا ہے یارو	روکھ بھی وان نہیں جو کیا ہو
دھوپ میں سوکھتے اُسکے تن کو	ہوئی ہر صبح سے شام آج کے دن
کون تنہائی کی اسکی کیا بات	پاس کوئی سین جز حق کی ذات
کو بج کر شام حلا سر ہیات	رن میں تن کا ہر مقام آج کے دن
رخم اس تن کے گردن کیا میں تھار	کون سی جانہ لگا وار یہ وار

پہٹ پیٹ اپڑ سرون کو گنتی مین دھینہ لڑ	اس طرح سے جائیں یہ سرو اور لیا وادریغ
ان سرون پر بوسہ دیکھو سدا رکھان دین	انکو سجدہ کرتے تھے ہم آسمان ہم زمین
دھوئے تھے کیسواٹھوئے آنکر روح الامین	موبوسو خونین ہے سرو اور لیا وادریغ
بچ مین تھا ان سرون کے وہ سر عالم پناہ	جا پڑی نسب کی انہیں ناگمان اسپر نگاہ
سر کو اپنے پیٹکریوں کئے لاگی بھر گاہ	ہائے اور میرے برادر وادریغ وادریغ
یہ وہی سر رکھ جو تھا بوسہ گاہ مصطفیٰ	لطف کی ہر آن اسپر تھی نگاہ مصطفیٰ
فی الحقیقت تھا یہ شایان کلام مصطفیٰ	سو نظر آیا علم پر وادریغ وادریغ
دن اسی نیزہ پہ گذرا ہم غریبے حضور	رات کو خولی نے لیجا کر رکھا تھا درنور
تن بخون آغشته کرل مین بڑا ہر سر سے دور	زیر این جمرخ مدور وادریغ وادریغ
راویان جاگند آگے یہ کرتے مین کلام	کونے پہونچا قافلہ وہ جو چلا تھا سو شام
خولی ملعون نے ایڈ گھر کیا اس شب مقام	جا تنور اندر رکھا سرو اور لیا وادریغ
مومنہ تھی زن جو اس ملعون کی وہ ملکی نسب	اس طرح سے کافی ان فریج آنکھوں وہ شب
یسخن تاصبح اس بیماری کے تھا زیر لب	بابے لب بسط پیر وادریغ وادریغ
لصف شب گذری تو دیکھو کہ تاحو ملک	ایشیا و فریم وخوا و زہرا از ملک
تخت پر بیٹھے یہ کستی آئین اس موضع ملک	فاطمہ کے ناز پرور وادریغ وادریغ
سر کو چارون بیوی مین کر بنے کے نور مین	اپنی چھاتی سے لگا کر یوں کہا کیوں حسین
یہ بھی تھا قیمت مین یوں دیکھیں ترا سر مین	یان رکھا ہو کن لے لاکر وادریغ وادریغ
ہائے وہ تن جو محمد کے پلا بالائے صدر	تسلیوں مانی مین جون ہو دعبا لالودہ بدر
سر کو جو تیغ جفا سے کاٹ لائے اہل عذر	سر تنور اندر دیا دھر وادریغ وادریغ
فاطمہ القصد اس سر سے یہ کرنی تھی بیان	عرش تک پہونچے تھی آنکھیں کی آہ و فغان
دیدہ حور ملک سے خون دلکا تھا روان	اور تھا انکی زبان پر وادریغ وادریغ
سودا اب خاموش ہوا کہ نہ کہ احوال تو	دیوے کی ارض و سما کے بٹ ملا یہ گفتگو
اس قدر کہی نہ ہی عشرتین ہو گا سرخرو	لیکے نام ان کا کہ گرو وادریغ وادریغ

سووا اب ختم تو یہ مرثیہ کر دم بدم آل محمد ادب کر	سنی نہیں سکتے اسے جن و بشر بھیج صلوات و سلام آجکے دن
بعد ازان ہو کے بچشم گریان آدے تا ماہ محرم بجمان	یہ دعا مانگ ز شاہ مردان تقریر لے یہ غلام آجکے دن

مرثیہ دیگر

تشنہ لب سبط پیمبر وادریغا وادریغ کشتہ کشمیر و خجروادریغ وادریغ	کر بلا کے بن بن بے سروادریغا وادریغ ہے وہ فرزند حیدر وادریغا وادریغ
دسے دینے میں خبر کوئی محمد کے نبین ملک سب بتے رہی جتنے تھے برکات زمین	ظلم کی کشمیر سے مارا پڑا سلطان دین لٹ گیا ایمان کا کشور وادریغا وادریغ
کس طرح یحییٰ نہ ہم سینوں سے آہ دردناک آج میدان میں پڑا غرق خون بروے خاک	پگڑیاں سر سے ہلک اب کیوں تنوین جیٹا ک دین اور دنیا کا افسر وادریغ وادریغ
کتے ہیں رد رو کے اب ساکن ہی ہر ٹہر کے ہو گیا ہر خشک بن پانی کنارے نہر کے	جتنے دیکھو غل ہیں سیراب باغ دہر کے گلشن سانی کوثر وادریغا وادریغ
ظالموں کی تیغ سے ہیبت آل مصطفیٰ کاتب تقدیر سے لکھو اسکے لائی تھی قضا	دشت میں بجمان پڑے ہیں اب جو باخیزین قتل کا کیا اسکے محضر وادریغا وادریغ
وہ جو زیر آسمان ہیں دین و دنیا کے پناہ گھر کو انکے ایک پل میں کر دیا خاک سیاہ	مرکز خاکی پہ جون اکیر ہے بن کی نگاہ ظالموں نے آگ دے کر دہریغا وادریغ
جن کے دروازے پہ آکر ایک دم زیر فلک مہروم نے آج تک دیکھی نہ تھی جن کی جھلک	بے اجازت مار سکتا تھا نہ ہرگز ہر ملک سو وہ عریان اشتر وادریغا وادریغ
کیا کوئین مصیبت تفت بروے روزگار باب خجکا وہ کوئی اُتری تھی جسکو وہ الفقار	کون کون اسطرح پشت اشتران پر ہیں سوار اور مان بنت پیمبر وادریغا وادریغ
یہ ستم جو ہر آنھوں پر کس بان کو ہو بیان سنے میں زمین العبا کی ہیں آنھوں نے درمیان	دین و دنیا کی جو اس احوال میں ہیں بیان کوئی مان اور کوئی خواہر وادریغا وادریغ
سر پٹے جاتے ہیں نیز و نیز جو انکے پیش پیش سرسر جاتے ہیں نیز و نیز جو انکے پیش پیش	کوئی تو فرزند ہر اکھا کوئی اکھا کوئی اکھا کوئی اکھا کوئی اکھا کوئی

تن ترا یوں ہی نہ پر حیرت رہتا ہوئے گا	خاک و خونین روز و شب ہو ہو غضب ہو ہو غضب
کیون نہ روؤں لاش پر تیری مین سون لال گل	تن ہو تیغ ظلم و اسطرح تیرا چاک چاک
بگو پیغمبر نہ ہوئے بن کے رومی فداک	تھا ترا یہ کچھ لقب ہو ہو غضب ہو ہو غضب
سر ترا نیرے کے ادھر تن ترا ہو خاک مین	بھر رہی مانی ترے زخموں کے ہر اک چاک مین
خون دل کیون نہ ہو مجھ دیدہ منناک مین	تجھ کو پر ایسا غضب ہو ہو غضب ہو ہو غضب
ہو ترا نالیہ میر باپ تیرا ہے امام	جس کو عشرین طلب عالم کو ہو کوثر کا جام
تشنہ لب مارین تجھے اسطرح لکڑا ہل شام	جانکر تیرا حسب ہو ہو غضب ہو ہو غضب
اے پدر تجھ بن مجھے اس جیڑ کی آئی ہو لاج	خاک و خونین تو بڑا ہو دو جگہ کس کو تاج
مصطفیٰ اور مرتضیٰ کی دی ہو فوج غم نے آج	خانہ و دلو لقب ہو ہو غضب ہو ہو غضب
فاطمہ بے پر ہن لاتین نہ زید اسماں	سو تو اب عریان بڑا ہو خاک خوئے دریاں
واسطے تیرے کفن کا ایشہ ہر دو جہان	نہ حریر و نئے نقب ہو ہو غضب ہو ہو غضب
یہ سخن لکھ چلا وہ تو پدر کے لک گلے	ہاں بااویکے مانی بھی نہ ہم جس کو چلے
کیون نہ تیرے ساتھ خاک و خونین ہم بھی لے	یوں مجھے دیکھے ہن اب ہو ہو غضب ہو ہو غضب
کر چلا لاش پدر کو جسکھڑی عابد یہ بین	منہ مدیڑ کی طیف کردہ بنی کا نور عین
بول اٹھا امت کو تیری اشقیاء قتل حسین	سمجھیں ہن عیش طرب ہو ہو غضب ہو ہو غضب
اکل مین تیری کسی کے دھڑ پاپ جد سر نہیں	کو نسا سر ہو اٹھوں مین کو خونیر پر نہیں
تن ہو کسکا جس پہ زخم تیغ اور خنجر نہیں	ایک مین سوجان لب ہو ہو غضب ہو ہو غضب
یوں محمد کی طیف کرتا تھا جب بد خطاب	راہ سما ہی ملک سب کا جگہ ہوتا تھا آب
خاک مین مور اور ہوا مین مرغ ہو تو فتح کباب	یہ فغان کر تھے سب ہو ہو غضب ہو ہو غضب
ختم کر سودا تو اب اس مرثیہ جانکاہ کو	بند کر حرف زبان اوپر یوں کی راہ کو
یاد کر ہر دم تو اپنے دلیں حال شاہ کو	یوں کما کر جث تب ہو ہو غضب ہو ہو غضب

مرثیہ دیگر حضرت امام

جلا جب کہ بلا سے شام کو زین العبا تنہا	کے تھا لاش پر بابا کی رو رو یوں کھڑا تنہا
سنا کر بجائی بند اس دے کے خاطر مین رہا تنہا	کہ لیجاؤں اسیر غلامان کر قر با تنہا

مرثیہ دیگر

غرقِ خویشِ تشنہ لب، ہر دے غضب، ہر دے غضب	آل احمد سب کے سب، ہر دے غضب، ہر دے غضب
یہ تم ایوں یاب، ہر دے غضب، ہر دے غضب	دو جہان کے منتخب، ہر دے غضب، ہر دے غضب
مان ہو جسکی فاطمہ جس کا علی سا ہو پدر	دوست دیا اُسکے نہ دھڑا دے ساتھ نہ گون نہ سر
دن میں اس تفرقے سے آج باخودیش پسر	دو شہ عالی نصیب، ہر دے غضب، ہر دے غضب
جو بشر بارِ خدا کے دوست کا تھا ہوشِ دم	کاٹ سر اُسکا کیے اُسکے اسرائیلِ حرم
کوئی دشمن کے بھی دشمن پر کرے، ہر دے ستم	بے گنہ اور بے سبب، ہر دے غضب، ہر دے غضب
نیز جھکے تن سے پہونچے تھا، بچشمِ مہر و ماہ	استقامت تھی فلک کو بہن کے زیرِ حیمہ گاہ
آجکے دن سر پہ اُن غصونے گر کیجے نگاہ	خاک، ہر ایک یک دج، ہر دے غضب، ہر دے غضب
بیچھے تھا جبریل آ کر جسے اونٹوں کی مہار	آج ہر ساتھ اُسکے ایسا کچھ سلوک روزگار
لے گئے اونٹوں پہ اُن کو بے عاری کر سوار	بیو فایانِ عرب، ہر دے غضب، ہر دے غضب
جسکی جانب مہرومہ کو دیکھنے کی تھی نہ تاب	اور جو مالے ملک پر اُطون کو کیا حساب
آج چادر بھی نہیں سر پر کہین جس کی حجاب	آپہ یہ رنج و لقب، ہر دے غضب، ہر دے غضب
اہل بیت اونٹون پہ ہر منزل میں بڑی محل سوار	زینب دیکھ دوں سر کو ہاں سے ٹپکین بار بار
عابد بیمار کیٹے جاے اونٹوں کی مہار	لات و لٹس پر، ہر دے غضب، ہر دے غضب
ایک تو عیسے غریبوں کے پریشان ہیں حواس	دوسرے کھیتی ہو انگوڑا لات و لٹس کی بکواس
اس میصبت کی نہیں جینے کی اپنے انگو آس	ہور، ہر دے غضب، ہر دے غضب
جب گذر اس ناتوان کا، قتل شدہ پر ہوا	پار نکلا دلیں اُسکے پیٹھ کہ غم کا سوا
کنے لگے اے پدر میں کیوں نہ بچھ آگے موا	نومرے جیون میں اب، ہر دے غضب، ہر دے غضب
تن ترا آ بالظر آلودہ گرد و خاک سے	خون بہتا دیکھتا ہوں زخم کے ہر چال سے
لختِ دل ٹپکین ہیں میرے دیدہ فمناک سے	ہر یہ احوال عجب، ہر دے غضب، ہر دے غضب
وہ مسلمان رکھتے ہیں کافر سے جو کفر شدید	تشنہ لب اُن خالوں کی کر دیا تجکو شہید
میر ترانہ پہ کر تن سے جدا پیشِ یزید	یہیچلے عند الطلب، ہر دے غضب، ہر دے غضب
کیونکہ پیغمبر ترا غمِ دل پہ بہتا ہوئے گا	دہدہم خون عکرا اُٹھوئے بہتا ہوئے گا

اگر دشتِ محمد کی امینِ عقیقی میں کچھ ہوتی مگر	تو انکا حال تو بے بس ہو کیونکر دیکھتا تھا
سبا ہی ہو وہ ہیر جمی کی جو اپنا نہ منہ موڑے	نہ اسکی تیغ ہرگز طفلِ ششماہ تک چھوڑے
خوش اپنی کرنے آقا کو وہ لیو کی خفتیں گھوڑے	نہ دنیا جب تک ہاتھ لگے تو ہر دین کیا تھا
غرض ادا قبلہ قول و فعل جنکا ہوے ایسا کچھ	جفا کی آنکی یہ دیکھا اور دیکھو گنگا کیا کچھ
اب آگے دیکھیے قسمت کا میری کیا رکھا کچھ	کر ایسے ظالموں کے ہاتھ پاؤں میں آ پڑا تھا
کے ہیں بیادہ ہر منزل میں سلتھ اپنی پھر اونٹنے	جو ہوگی رات تو کنکر بچھا بچھو سلاوین کے
ترا دل طعنہ و تشنیع سے ہر دم دکھا دینگے	کھینکے باپ تیرا چھوڑ بچھو کیوں گیا تھا
غرض عابد پیر کی لاش کی بائیں یہ کستا تھا	اور اسکا خون دل اکوئین کی راہ بہتا تھا
کبھو بیہوش ہو جاتا کبھو ہوش امین لہتا تھا	پھر آخر چھوڑ کر لاش پر کو وہ جلا تھا
صعوبتِ راہ میں گزری جو اُسے سو تو ظاہر ہے	جہاں کی بیچ اس احوال کی ہر شخص ماہر ہے
زبان سے گر کون حدادب کی تو وہ ماہر ہے	سر اپنے عابد بیمار نے جو کچھ سہا تھا
جموشی خوب ہی سودا یہاں ظہار کا اسکے	سنے اسکے تئیں سود لین اطاقت ہی اسکے
ہوا بیہوش وہ مصعے بڑھائیں آگے یہ جسکے	جلا جب کر بلا سی شام کو زین العبا تھا

مرثیہ دیگر

کیون مضطرب الحال نسیمِ سحری ہے	ہر گل میں طبعِ لالہ کے داغِ جگری ہے
بلبل کو ترانہ کی بدلِ نوحہ گری ہے	اس باغ سے کیا آلِ محمدِ سفری ہے
نہنم جو روا چاہے سو نور و شبِ تار	کر بادِ سحر خاکِ سر پہ ہے تو ہر بار
لوٹا یہ رسالت کا ستم کیشون نے گلزار	بطنی چن دین میں نہ سوکھی نہ ہری ہے
جو محلِ محمد کے جگر سے رنجین پیوند	اور ساقی کو تر کے وہ لاریب ہون فرزند
یانی چن دہر میں ہوا ان کے اوپر بند	کیا چرخِ شکر کی یہ سدا گری ہے
تیغ و تبر جو رسے جو محلِ کُٹا ہے	لہتے ہیں وہ فرزندِ رسول دو سرا ہے
اُسکا جسدِ پاک زمین پر جو گرہا ہے	آلودہ گرد و مدم رگدزی ہے
دیتے تھے بنی بوسہ سدا جن کے لبوں پر	سو مثلِ مدفنِ آبِ سبکِ نظر لیے نہ ہون تر
اکدم نہ ملے آبِ انجینِ جزدومِ خنجر	سب دہرِ خفا پیشہ کی یہ بد گری ہے

وہ ایسا کون ہے کہ جس سے مانی ٹھکرو دلو اؤں تجھے یوں چھوڑ کر اسے نور چشم مصطفیٰ تنہا	جو عالم بیکسی کا مجھ پر سوکسو کھلاؤں کردن کیا برس نہیں چلتا مرا کچھ ورہ میں جاؤں
جو کوئی اکبر و اصغر کو یو چھے کیا بتاؤں گا تن تنہا جیون میں تو مے کرل میں تا تنہا	میں نے میں جو ہو جانا تو منہ سکود کھاؤنگا بھلا اسطرح جینے کی عداوت کیا میں پاؤں گا
نہ کوئی بھائی بھولی کہ دکھ میرا پتا دے وہ نہ کر دے بیچ کا فر کو بھی مجھ جیسا خدا تنہا	نہ کوئی ہے بزرگ اس دم کہ بھائی سے لگا دے وہ نہ کوئی آشنا ایسا کہ ملک یا بی بلا دے وہ
کہ اس سے حال دل اپنا غبار سینہ میں ہوتا نہیں اہل مصیبت کو تو روزا بھی بھلا تنہا	کوئی بھائی بھی رہتا تو کٹے لک اس میں ہوتا مجھے دیکر دلا سا کچھ تو غم دکھا مے کھوتا
کٹے کی طوق انکو دور ہوز تجیر میں سے پا نہ بھائی بند ہے کوئی نہ یار و آشنا تنہا	نظر آتا نہیں کوئی جو اس بند کو دے چھٹوا جو میں ہوں سو کی حالت میں مجھے ہو کی ہر کیا
کوئی کتا ہے اسکو لیچلو جید ہرن ہو یا بی پھرون ہوں تجھ بن اس جو رجھا سجا بجا تنہا	کوئی کتا ہے وہ بنو اشترو کی اس کو سربانی کوئی بوڑھا دوسرے ہو جدھر خا رہیا یا بی
نہیں ملتا ہے قطرہ آب کا جو تر کر زمین لب اذیت دیتا ہے تیرا کہ مجھے اہل جفا تنہا	کمان تیرا لباس حالت میں جس کی ہو علاج تب غرض کیا کیا کہوں اسکو سو ابھی سو طرح لی اب
کے ہیں طیران جو کا لکڑی بھاگے تو تجھے ہم اسے نہیں چھوڑ کر زمین البتہ تنہا	جو میں کتا ہوں گھیرے اسقدر جلتی ہو کیوں مجکو تو کیا دھلاؤنگا کہ جا کر خلیفہ کو ہم اپنے رو
محمد کے تین عشر میں کیا تم منہ دکھاؤ گے جو اس صورت کی جاؤں شام میں روتا ہوا تنہا	جو میں کتا ہوں اس حالت کی مجھ لیکے جاؤ گے بروز باز پرس امت میں پھر کس کی کہاؤ گے
سپاہی کرتے ہیں رونی کو بیدار کنت و کد سے بچھوڑیں اس ڈر کون کی بھجور ہم کوئی جاتہ تنہا	تو کتے ہیں ہمیں کیا خوف عشرت میں محمد سے عیامت میں ہماری کیجونا لاش اپنے تو جد سے
پردے کے سر کو تیرے کا لکڑی پر کیوں ہرتے ہمک ساتھ پھرتا اسطرح تو کیوں یکا تنہا	اگر خطرہ ہمیں ہوتا تو ایسا کام کیوں کرتے ہماری تیغ کی خوش بردار اسکیوں مرتے
اسیر اسکی حرم کو پیچھا دونوں کی نہ بھلاتے نہو تا آجے دن ہو کے تو بیدست و پا تنہا	سرا ردو ہمیں اسکے ہونے کو ہم نہ نہیں جانتے تری گردن میں طوق آہنی ہرگز نہ پہناتے
لے ہم پاؤں کی طحال جتنے کان کی مونی	نوا سی اک محمد کی علی کی ایک ہے بلونی

گزارا جو جب اولاد محمد پہ یہ طوفان | ماتمین جنون کے ملک و جن و پری ہے

مرثیہ حضرت امام

کتے ہیں رور و کزین العابدین	ہو کہ ہر دادا امیر المومنین
مرد دن نے کر سندین کتین	کھو دیا مسرت نبوت کا نگین
پوچھیے وہ مجھ دل ناشاد سے	جو ہوا ہے آج ہر جلا د سے
کر دیے خاک کا رد بیداد سے	سب حروف دفتر شمع مبین
انما کی آیہ جن کی ستان میں	حق تعالیٰ نے کئی قرآن میں
اُنکو یہ لوٹا جو اس میدان میں	یا درائین ایک کے بر سر نشین
کر گئے گل سیمع دین وہ روسیہ	پہرے ہیں ہم وہ بدہ ہو کر تباہ
تار اُنکا گھر ہے جسکے سرود ماہ	آکے دروازے یہ تھے تھے جبین
وارثوں کے سر ہیں نیز و نیروان	تن بڑے ہیں خاک و خون کے درمیان
بے مکان ہیں وہ کہ جنگو ہر زمان	سجدہ کرتے عرش اعلا کے مکین
ظالموں کے ہاتھ سے ہو بیوطن	آن کر پیاسا موائے کربل کے بن
دشت غربت میں طراوہ بے کفن	مہد جنان جسکے تھے روح الامین
فاطمہ کا وہ جو دم اور ہوش تھا	اُٹھ پہ اور اُنکے ہم آغوش تھا
جسکے سر کا تکیہ اُن کا دوش تھا	چاک چاک اُنکا ہے جسم نازنین
حیف ہو میرے اب ایسے جینی پر	یون کمر باندھے فلک جب لینو پر
لوٹتا تھا جو بنی کے سینے پر	بھاتی بکر اسکے چڑھے شمر لعین
میرے دکا وہ کوئی کچھ کا درد	جسکے سر ایسی پیٹی کی ہو گرد و
اُسیہ ہو معلوم میری آہ سرد	باب کو یون جسکے مارین ظالمین
بانی سے سیراب ہو سب کائنات	لینے حیوان تاجادات و نبات
تشہ لا کر بر آب فرات	سرجدا تن سے کرن اعلیٰ دین
دن تو اس سر کو چلین نیز یہ دھر	رات جب ہوئے تو منزل میں اتر
گرد اُسکے باد مہویں بیٹھ کر	وہ لعین اس سر پہ جو ہو وین لعین

آن جور و جفا مارون کا میں کیا کون احوال	ہر ناوک دل دوز سر ہر ایک کا یہ حال
پچھانی بہ ہر سو فار تو ہے پشت ابر کھال	ان دونوں کو ماہین مین یاں ٹھون سری ہر
کس طرح کروں انکی مصوبات کی مین بات	ایسا تو نہو ویکا کوئی مور آفات
پیدا جو بلا ہوے ہر اب دہر مین نرات	گو یا وہ بلا واسطے انکے ہی دھری ہے
ایسا تو کبھی غم نہوا جب سے ہے عالم	درواکہ دم تیغ سے افزو دہے یہ غم
ہر زخم پہ ہوتا ہے فلک بخنیہ و مرہم	زخم جگر فاطمہ دونوں سے بری ہے
محشر مین محمد کو دکھانا ہے جسے رد	اور آل سے اسکی جو محبت ہو سر مو
وہ شاد نہ آفت سے کرے اپنی پسر کو	عابد کے تیوں آج غم بے پردی ہے
ہر طائر قدسی بہ دیا حق نے جھین فوق	اور جگہ قد موس کا جبریل رکھے شوق
کوئی تو ہے زنجیر مین کوئی بگلو طوق	افسوس انھیں آج یہ ہر بال و پری ہے
عزت کو محمد کے جو لو مین بن شکر	جنا وہ پکا ہے مین نہ مونس ہر نہ مادر
ہن داورس ہر دو جہان وہ جو بمحشر	فریاد کو آج انکے یہ کیا بے اثری ہے
کس سے کون یہ نقشہ لبو کی مین معویت	دنیا سے لگے پی کے شہادت کا وہ شربت
اک آدھ جو باقی ہر سوا سکی ہر یہ صورت	بن آب دہن خشک اور آنکھوں مین تری ہر
جن بیوں کا باب علی فاطمہ مادر	حسین کی اور انکی ہون مان جائے برادر
سب کچھ یہ سمجھ کر نہ رکھی شقیوں نے چادر	کیا قوم سنگار کی یہ بے بصری ہے
منہ کمر کے مدینے کی طرف پرد کیا نہیں	کہتے سبب پیاس کے کاٹھن بن ناہین
مشہور ہو تم مجھ صادق دو جہان مین	کیون حال ہلکے سے تمھیں یہ بھری ہے
احوال تری آل کا اب سخت ہر درہم	لے جلد خبر اے شرف خلقت آدم
بیٹے ہن ز بس صورت و سیرت کو سدوم	رنگ رخ ماتم زدگان نیلو فری ہے
جی چاہتے ہن پیاس کی مین دہن جانی	پانی جو طلب ہم نے کیا بات نہ مانی
بتلاؤ کہانے میں اس دشت مین پانی	مدی ہر جو یان خون شہیدان کی بھری ہر
جب سے کہ شہ دین کی اقامت کا اٹھارخت	اندوہ و غم و درد و مصیبت ہر نہٹ تخت
دنیا کی حلاوت کا نہیں چاہتے ہم تخت	ہونا ہمیں اب خاک بستر تا جوری ہے
کیونکر نہ روے خون کی آنسو سے مہربان	کس طرح نہ اس غم کی شب و روز ہونا لان

مرثیہ دیگر

ایک بھائی کو بھی رکھتا روزگار	عابدین کہتے ہیں اسے پروردگار
روتے آپس میں گلے لگ زار زار	یکدگر اس وقت ہوتے غمگسار
پوچھ کر خوشنود ہوتا ہر زمان	درد دل باہم کیا کرتے بیان
کچھ تو ہوتا دنگو تکین و قرار	ایک کو ایک اپنے بابا کا نشان
وہ جوان ہو کر بٹا میری پیر	عمر اصغر گرنے ہو جاتی اخیر
کیا بساط اسکی وہ طفل شیرخوار	سو تو فیصل ہو گیا لگتے ہی تیر
غرق ہو میں بڑے میں یک کلم	لے بر اور تا پدیر عزم ابن عم
کشتی آل بنی آما بھجھ دھار	بیٹھ گئی دریائے خوین ہے ستم
آب کی خاطر کیا قطع حیات	جا چھانے برب آب فرات
پانی کی تو بھی نہ پوچھی منہ میں دھار	باپ کے سقے نے کاٹے پاؤں بات
دیکھتے تنہا نہ زیر آسمان	باپ کو میرے محمد یک زمان
جس جگہ کوئی نہ یاد رہے نہ یار	فوج کر ڈالایہ بکیں کر کے دان
دیکھتے کہتے جو بابا کا گلا	کاش ہوتا اس جگہ میں دل جلا
جا بیٹ جاتا گلے سے آہ مار	یکھ نہ بس چلتا تو یہ تو تھا بھلا
ساتھ میرے باپ کے شمر لعین	مار بھی کر ڈالتا میرے تین
جس مصیبت میں ہوں میں لیل ہمار	ایسے جینے سے تو بہتر تھا کمین
دکھ مرے کو کے دل میں راہ ہو	درد دہلے میرے کون آگاہ ہو
گو کسی کے سامنے کیے ہزار	بات دکھیا رون کی کب دلخواہ ہو
رہ گیا ہوا قر باکٹوا کے فرد	کوئی مجھسا ہو سو میرا مجھے درد
نے دوا اسکی ہونے تیمار دار	چہرہ بیماری کو اسکا ہو زرد
ہاتھ سے تھا بنے سرز بخر پائے	منع کے باپ چلا اس سے جاے
راہ چلواتے ہوں اسکو مار مار	جب قدم آگے رکھے تب لڑکھڑاے
اذ ٹو بنز ناموس پیچھے سینہ ریش	باپ کا نیزے پر سر ہو پیش پیش

اہل بیت اُسکے ہوں اونٹن سوار	ہاتھ لیکر وہ چلے ان کی ہمت
باہر نہ ملے کرے جو دشت خار	ہر قدم بھرتا ہوا آہ حبزہن
اُس پہ ہو ہر ایک منزل یہ عذاب	ٹانگ جو ٹھہرے تو کہیں ان جل تاب
گر طلب کرتا ہو پیسے کو وہ آب	قطرہ بھر اُسکو نہ دیوین اہل کین
ہو گئے مین اُسکے طوق آہنی	رُک کے دم ہو پچھے قرینان کنی
دوبدم دکھلا دین بر جھی کی انی	راہ کے چلنے امین اُسکو مشرکین
جو کوئی اسل ہوب مین بیاہ چلے	میری سی زنجیر ہوا اُسکے گلے
ساری منزل بچھ ڈرہ دم نہ لے	اس مصیبت کی ہو قدر اُسکے تین
درد ہر مظلوم ہو سکتا ہے غور	پروہی مجھے جو کچھ ہے مجھے جو
میری سی ہو فے نقدی اُسپہ اور	ہو وہ فرزند شفیع المذنبین
ہو بے جھکاسانی کو شہر پدر	نشہ لب تن سے جدا ہوا اسکا سر
یا دکر اُسکے تین اُس کا ہسر	رو سکے ہی میرے ہو کر ہنشین
آب تیبی اپنی کو کوئی جتا ہے	وہ یتیم آفاق مین بھسا کما ہے
باپ میرا سا ہی جسکے سر سے جاے	جسکا نانا ہو فے ختم المرسلین
دعویٰ مجھ دکھ سے اسی ہمتانی کا	تن ہو قیمہ جسکے باپ اور بھائی کا
اسطرح دانہ ہو جسے رائی کا	درد میرا مجھ سے گو ہووے یقین
دل سے میرے پوچھے اصغر کا درد	آب پیکان لے گیا ہی جسکو سرد
غم سے اکبر کے مرا چہرہ ہی زرد	سر کہیں نیر یہ جس کا دھڑکین
دون کیا کو بنے مین دادا کو کفن	کر بلا مین وی الٹ بابا کی صفت
سر کیا تیر پہ بھائی کا ہدف	آفرین اس دین پر صد آفرین
ہو غرض عابد نہایت بیقرار	لکھتے جاتے تھے یہ روز روزار
سُن سُن اُسکو کانٹے تھے کو ہسار	اکثر آجاتی تھی لہزش مین زمین
سودا اب مرتبہ کو کر ختم مین	تاب سننے کی نہیں رکھتا ہوسین
لمن کو انہر ہمیشہ وہ جو مین	ظالمان اولین و آخرین

تین سے تو عضو عضو اسکا جدا کر دیا	سیس کو تو دس کی طرح تیر و دس بھر دیا
کاٹ کے خنجر سے سر نیزے پہ لے دھردیا	اور ٹڑپتا ہوا تن گئے لو ہو میں ڈال
سر کے تین کا ٹکڑا لیچلے جب شامیان	اُس تن بجان پہ تیغ بہتون کی امتحان
کیونکہ نہ سر بیٹ پیٹ میں کروں آہ و فغان	موفی کا چورنگ آج محمد کی آل
آگنی کیا ایک بیک طرفہ بلا اسکے پیش	لیکے سر اسکا شام با سر فرزند خویش
شانہ مفت عنے میں کیونکہ نہون سینہ ریش	برجھی کا جھبا ہوئے کیوں ملک کے لٹکے بال
یہ تو رہا ایک کنار لا شو کو دہ دین کفن	لے گئے ظالم ہمار خون بھرے پہیر ہن
سوکتے ہیں دھوپ کو خاک پہ عریان بدن	آج وہ کاٹے لوئے باغ غبی کے نہاں
اہل حرم کے تین آگے یہ غارت کیا	ہاتھ میں چھلے کی قسم کو بھی نہ رہنے دیا
جنس سے پوشاک کی کیا کون کیونکر لیا	کر نیکیا ایک اشک کا ایک پھوڑا رد مال
گوش ملک کھو جن کی نہ پہونچی صدا	زارری و الحاح پر ان کے نہ کی اعتنا
پردے کو باہر لے آئے ان کے تین اعتقا	آگ دی خیمے کو پھر لوٹ کا مال و منال
ایک بھی چادر نہ دی جس سے کرین حجاب	سر کھلے ہر ایک یون جون ہو مر و آفتاب
لے چلے اس طرح سے شام کو اہل عذاب	سکو برہنہ بٹھا اوٹون پہ وقت زوال
راوی جانور نے دی ہے یہ آگے خبر	مقتل شہ سے ہوا ان کا فہار اگزر
عابد بیمار نے دیکھ کے لاش پیر	بولا سلام علیک ظلم کے اے یا مال
لیکے پھر آغوش میں وہ جسد چاک چاک	منہ سے ملا اسکا خون ڈال یہ سر و خاک
کنے لگا لاش سے وہ سخن دردناک	سننے کی جسکے نہو سنگ کو ہرگز بحال
تین ترے قربان تن اے پدر مہربان	کہ تو بھلا مجھ سے یہ سر ترا بھ کمان
ڈھونڈھنے جاؤں اسی گرتو مجھے دکشان	کو کہو وہ بدہ دشت سے لے تا جبال
مجھ سے ہوا ہر بھلا کیا گناہل کین ہو	ذبح کیا لاش لب کس لیے تیری تین
تن پہ ترے اک جگہ زخم سے خالی ہین	خون کی تیرے زمین کیوں ہوئی کربل کی لال
برہمن جو بالاجھے فاطمہ نے اس لیے	تیغ جھاسے تو آب ہو کے پیا سا لیے
حیف ہے یہ زندگی تو مرے مجھسا جے	کیونکہ کیٹیں گے محج غم میں ترے ماہ و سال
دیکھوں کن آنکھوں سے میں یہ جسد پاش پاش	کیونکہ جیون کر نظر اکبر داصغر کی لاش

ساتھ اُسکے ہونے اسکا قوم و خویش	کھینچتا جاتا ہو وہ اسکی مسار
راہ تو چلنا ہوا سپریوں کھن	تسہ رہبر کم کے لایعنی سخن
مازیانے سے کرین مجروح تن	کھینچنے کو ٹھہرن گرتو کون کھار
راہ وہ لیجا دین جس میں ہوناب	تب چلین جب گرم ہو خوب آفتاب
تک جو پانی مانگے وہ غانہ خراب	کھینچکر شمشیر سے دکھلا میں دھار
لیکن اسپر بھی وہ کب بھٹسا ہوا	قطع کی اس طرح سے منزل تو کیا
وہ جو پیادہ یوں چلے اس شخص کا	باپ ہو دوشس محمد کا سوار
باپ سے کہو وہ داد اسکا امام	نسل سے اسکی امامت کا قیام
وصف میں اُسکے خدا کا ہو کلام	تب رکھے یہ ظلم اس پر اعتبار
دل میں کی جس آدمی کی گفتگو	ورد کی اپنے نہ پانی اس میں بو
اب یہی میرے تین ہے آرزو	ظالموں سے گریھوڑا روے کردگار
ہو دے جس صحرا میں محل نوہال	قد کو بھائی کا اسکو کرخیاں
ودنوں ہاتھ اپنے تزمین اسکا ڈال	میں لیٹ کر روؤں ڈھان میں ماراں
عابدین القصد کرتا تھا سخن	تھا عجب ہاتھ زمین سے تازمین
بیٹے تھے سر کو سن سن مرد و زن	خون بر سائے تھی چشم شکیبار
سودا ہو خاموش کچھ اُسکے نہ کہ	دل تو خون ہو کر چلے آنکھوں سے بہ
سُنکے مرتے ہیں گدا سے تاملہ	غم سے کائے ہیں نکلا بے اختیار
مرثیہ ایسا ہے تو نے یہ کسا	جس سے حاصل ہو دو جگہ کا ماما
سے یقین دل پر مرے روز جزا	تجکو بخشا دینکے شاہ تاجدار

مرثیہ حضرت

بنت بنی فاطمہ کستی ہن اے ذوالجلال	جسکے سرانے یہ بانہ رہتی تھی اسکا چال
خاکہ میدان کے بیچ تن توڑا ہر مذہال	سر کے تلے اُسکے آج تکیہ ہر ذریعہ کی بھال
اسکا نواسا ہی یہ تھا جو وہ تیرا حبیب	جسکے میں اب نہ دفن ہے نہ کفن یا فیصیب
طعمہ تیغ ستم جب سے ہوا یہ غریب	لے لے کیسکو بہنیں گور گریھے کا خیال

کون مین جمع کا اس رات کی سو کیا عالم	مکھوے نشہ پہ اسکے چلے گی تیغ و دم
رہیگا تا بقیامت جہان مین اسکا غم	مباح آل محمد پہ وہ مصیبت ہے
گمروہ باندھ کے بیٹھا ہوا اپنے مرنے پر	اور اسکے گرد ہین بیٹھے رب کو خوش دیر
ہر ایک کو ہر تمنا کٹا دے اپنا سر	سمجھ چکے ہین کہ اسین ہی باب سمان ہر
نہ درد باپ کو بیٹے کا اس جگہ زنار	نہ دلیں بیٹی کے دکھ باپ کا کر کو قرار
سوائے اسکے اٹھو نہ کانہ کوئی یا در و یار	اک آشنا ہر جو اٹھنے سو انہی غربت ہے
اور آگے کیا کون احوال بدل پر درد	ہر ایک حرف پہ یون چاہیے بھرون دم سرد
اٹھا زمین سے گردن سر پہ اپنی مشت گرد	نکا لون تب یہ زبان کر کہ یون دایت ہر
لگے تڑپنے جو پانی کے واسطے اطفال	گیا ہر مادر امغر کا ٹوٹا استقلال
کیا یہ شاہ سے تب ہو کے مضطرب احوال	کہ اسے پیاس کو اس بچے سیر یافت ہر
نہین ہر دودھ کہ مین ترکہ دن لبا سکدان	سمٹ کو طوطی کی سی منہ مین ہو مٹی ہر زبان
پلاؤ پانی اسے ورنہ اسکی جاتی ہے جان	اگر تھین مرے بچے یہ کچھ شفقت ہے
ندان شد اسے بالو کی کو دسے لیکر	بجرب گاہ گئے ہو سوار کھوڑے پر
کیا سوال ز سر کردے آن لشکر	کہ کچھ بھی روز قیامت ہر تکرودہشت ہے
گیا ہر آل محمد پہ تم نے بند یہ آب	کہ طفل ہر چھ مہینہ کا پیاس سے بیتاب
تم اس بچے کا تو گردن پہ اپنی لونہ عذاب	سمجھ لویہ کہ بھر اس کا مین بدامت ہے
اگر کچھ آگے تمھارے گناہنگار ہوں مین	تمھارا استغنی تیغ ابدار ہوں مین
تمھارے سامنے عاصی اگر نہ راہو نہیں	کو تو اسیہ بھلا کیا گناہ ثابت ہے
خدا کی واسطے اسکو تو قطرہ پانی دو	پھر آگے قتل سمجھے جا ہو جس طرح کیجو
دباں مین تو گرفتار اسکے تم مٹ ہو	جو سمجھ کہ تھراکھی کی تم کو غیرت ہے
دیا جواب لعینوں کو شاہ دین کے تمکین	کہ خوف ہلو تو ان بالوں کو ذرا بھی نہیں
ابو تراب کے بیٹے یہ جان لے تو یقین	سخن قبول تر اکب بغیر بیعت ہے
یہ کہو کہ نہیں سے تب اک لعین نے داویلا	کمان کے فاق سو سو فار تیر کا جوڑا
اداسکو کھینچ کے پھر سے شاہ دین پھینکا	کہرو تو منصفو الضاف کیا قسادت ہے
ویر حلق پہ اس طفل کے لگانا گاہ	اور اسطرح کہ گیا پھوٹ اس کو بازو شاہ

آئی انھونکے عوض میرے تین موت کش	زندگی اس وقت ہے مجھے نہایت وبال
جاؤں مدینے اگر کسکو میں بابا کون	مجھ سے جو تیری خبر پوچھے تو میں کیا کون
مجلو بتا دو دل کس سے میں اپنا کون	دکھ کے بٹاؤ جو تھے مر گئے روز قتال
تو تو اے بابا ہوا اس جگہ اگر تقسیم	شام کو اس طرح کر جاتے ہیں تیرے یتیم
جان کے یا شقیّا مجھ کو کہ ہے یہ سقیم	پھینک کر ہیکل گلے طوق دیا میری ڈال
اس تن بجان نے شکستے یہ بائیں کس	کھانا نہ غم اسے اور ختم یونین تھی رضا
شکر کی آریہ جگہ نہ شکایت کی جا	کس کو اس امر میں لاو نعم کی مجال
شیخ ستم سے ہوا گو کہ جدا سرزنش	اور رہی دشت میں لاش مری بلیکفن
خوب ہوا جو ہوا مجھ پہ یہ رنج و محن	حق کے تو آگے نہیں آج مجھے انفعال
مرتبہ رکھتا ہے یہ جملہ مراتب پہ فوق	سر ہو مرا نیزے پر تیرے گلے میں ہو طوق
راہ میں حق کی مریں غلین برادر بدوق	اوپٹوں پہ جاوین اسیر ہو کب اہل عیال
چھٹکے جو اس قید کی جاوے مدینے کو تو	مرقد جد سے مرے کیو یہ سب ہو بہو
یعنے کہ تیرا حسین جگ سے گیا سرخرو	نزد حق وادرسن خوب ہے اسکا مال
مابعد محزون کو جب کہ کر یہ رخصت کیا	ان نے تب اس لاش کے پاؤں پہ بوسہ دیا
ساتھ جفا پیشونے شام کا پیٹا لیا	دیدہ پر از خون دل سینہ پر از مدلال
حکم کر اے مہربان اب تو یہ نظم کلام	مرثیہ کیا خوب طحج مجھ سے ہوا یہ تمام
حشر میں محشور ہو تو بجناب امام	ماننے جو کچھ اُس جگہ رو نہو تیرا سوال

مرثیہ دیگر حضرت امام

رووے وہ آل نبی سے جسے محبت ہے	کرے وہ خاک بسر جسکو اُس کوافت ہے
یہ وہ ہے رات کہ فجر اسکی من قیامت ہے	حسین ابن علی کی شب شہادت ہے
ہوے ہیں تین دن اسپر کہ بند ہے پانی	مرے ہے ہیاس کو مائے بنی کا وہ جانی
نظر میں فوج ہے مدین جون بچشم قربانی	جگر کو فاطمہ زہرا کے یہ اذیت ہے
کرے بکا شقیون سے ہر چند آب کا وہ سوال	سو کلون سے تو ملنا ہے اسکو آب محال
ندان خون میں وہ ڈوبیگا فاطمہ کالال	اور آب ہم سے بہن کیا ہماری شامت ہے

القسم رفیقوں سے یہ کہتا تھا وہ سردار	ناگاہ خبردار نے دی یون جسہ اگر
اُترے مخالف کا لب آب پہ لشکر	اس قصد پہ تاپانی کو کر لیجیے محصور
یہ سنکے خبردار سے بولے شہ ابرار	اس فوج کا تو دے یہ نشان کون ہو سردار
ان نے یہ کیا عرض کہ اے دین کے سالار	خراہن ریاحی کر اُسے بولے ہے جمہور
آگے یہ روایت ہے کہ جو وقت ہوئی شام	بھجاشہ ابرار کو تب حُسنے یہ پیغام
ہوا مرتو بھجوں میں باخفا شہ غلام	کچھ عرض مجھے خدمت عالی میں ہی منظور
القسم وہ حاضر ہوا لے حکم شہنشاہ	بولایہ لصدق ہو کہ جان بنی اللہ
یہ قوم ستم پیشہ تری سخت سے بدخواہ	سمجھائے نہ سمجھیں گے ہیں کثرت پر یہ مغرور
جو وقت پکا کھا کے رہیں خیمے میں یہ سو	بہتر ہو ترے حق میں کوتاہیوں سے روان ہو
خاطر میں جدھر آئے ابھی جاؤ اُدھر کو	روزانہ جو ہو کوچ تو مانع ہوں یہ مقہور
شہ نے یہ سخن کر کے قبول اسکو دعا دی	نزدیک غذا اپنے پہ محنت کو نہ جا دی
فرمانے لگے راہ جو تو ہمسکوتہ دی	حق تجکو قیامت میں رکھے ہے ہی معذور
پھر آگے یہ لکھتے ہیں کہ مہتاب چھپا جب	اور نظر و نہیں آفاق کے تاریک ہوئی شب
سردار نے مرحض کر اُسے کوچ کیا تب	جس طرح وہ شب گزری اُسے کیا کردن مذکور
حیرت زدہ جاتا تھا چلا دین کا سالار	لے راہ سے واقع نہ کسی دہ سے خبردار
نئے مشعلیں ہمہ نہ پلٹتے ہی تھے دو چار	اور رات یہ تاریک کہ جیسے شب دیگور
ساتھ اس کے جازون پہ سراپہ دبد حال	عشرت بنی اللہ کی ساری مع لطفال
گرمی سے عرفناک یہ سب سمیع کی مثال	محل تھی گھٹا ٹوپ میں فالوس کے دستور
اس شب کی سیاہی نے غرض مارا تھا چونکا	کردون کی بھی گردش کی بھولی راہ خاموش
جاتے تھے چلے یون یہ مصیبت زدہ خاموش	تاپاؤن کی آواز کسی کی نہ سنے مور
کتنے علم بندی سے نہ آگاہ زلپستی	معلوم نہ ویرانہ ہی تھا ان کو نہ ہستی
ہر کام سمجھ کوس عدم اپنی وہ ہستی	جاتے تھے چلے امیر یہ حق کی ہوئے مامور
اس شب کی مصیبت میں کما تک کردن لغو	سو کوس چلے ہوئے کٹی راہ نہ دوتیر
پاؤنیں بھری جاوہ نے ہر ایک کے زنجیر	اُس قطع زمین سے نہ کسی طرح بڑے دور
جس جا پہ ہو کوچ دین ہو پچھے دہ جسدن	مرکب شہ مظلوم کا چلنے سے رہا تھم

یہ حال دیکھ کے چپ ہو رہے وہ بھر کر آہ	پھر آئے بھیجے مین لے اُس کو یہ حکایت ہے
یہ حرمت گو دین بانو کے دے کے فرمایا	تساب لے کہ مین سیراب اسکو کر لایا
وہ آب ان نے تو بیکان تیر سے پایا	ہم سے واسطے جو شربت شہادت ہو
یہ حال دیکھ حرم مین ہوا یہ غل بر پایا	کہ جسکو کہتے ہیں شور قیامت کبرا
کوئی سراپنا کوئی منہ کو اپنے پیٹے تھا	کے تھا کوئی عجب آج ہم یہ آفت ہے
پڑا تھا گو دین مادر کی اپنے وہ موصوم	ہر ایک دیکھے تھا اسکا چھدا ہوا حلقوم
کہہ رہے تھیں خاک کھڑی سر پہ نہ بکلیتوم	غرض یہ نقل سنیں حشر کی مصیبت ہے
نکر آب آگے سخن مہربان ہو خاموش	کہ سامعون کو رہیں آج اسقدر تو ہوش
حسن حسین یہ تاکہ کے صبح مارین جوش	نظر کر اسہ کہ حضار و نکی جو حالت ہے
عرض کہا ہے یا ایسا ہی مرثیہ تو لے	کہ اسکی مزد مین جنت مین کھریا تو لے
علاج عفو جراثیم کا یہ کیا تو لے	شفیع حشر ترا حضرت رسالت ہے

مرثیہ حضرت امام

کر بل مین جو پہونچے تو ہوا اسکو یہ منظور	بانی پہ کرین خیمہ کہ ہو جنگ کا دستور
بولے شد دین سہی کر اپنے بمقدور	نزدیک رضا حق کی ہو بانی کی گودور
کب مٹ سکے جو دفتر قسمت کی ہو تحریر	آئی ہو یہی غیب سے آواز کہ شہر
اب جتنے ترے کام ہیں دی سونب تہ قدیر	تدبیر یہ کہتی ہے رکھو ایں مجھے مندور
خیمہ ہو لب آب تم اس کے اندر پہلے	ہر طرح ملے گا ہمیں بان آب ہو وہ سٹے
تیغ و تبر و دشمن و خنجر مین بھی تو ہے	سب ل کے وہی ہو نیلے ہو حرم مروت
ہر چند عطش بج ہے پانی کی حلاوت	پہونچے اسے اہل جہان تابقیامت
پر آب بخورے ہو جو کچھ پیاس کی لذت	مجھے یہ وہی ساقی کوثر کا جو ہو بلور
ظاہر مین جو دیکھو تو بٹ تلخ ہو یہ آب	شرین باطن ہو دل و قند مین نایاب
خوش طالعی آنکی ہو نہیں اسکو جو حباب	کب انکے نصیبو نہیں ہو جو بخت رکھیں شور
یار وہی کہتا ہو مجھے رہبر جنت	اب دو ہی قدم تم کو رہا کوثر جنت
زخم دم شمشیر ہے تن پر در جنت	خنجر کی رگڑ حلق پہ ساغری کف حور

اب آگے تو سودا نہ کر اس حال کو اظہار
دیوین یہ صلا اسکا سمجھے احمد مختار
پسپ رہ کہ سنی بات کو لازمین تکرار
ہو ساتھ ائمہ کے قیامت میں تو مختار

مرثیہ دیگر حضرت امام

کما سرور نے زینب کی سیکندہ اب بھاری
مقیمین میں بہتیا ہوں اے بن بانو کی پیاری
ہو اے زیادہ شیشے کی بھی بازگ خلق دل اسکا
جدا فی کامر دینہ یہ اس کے زخم کاری ہے
نہو لے پاس اے ہمیشہ خاطر اسکی پرمردہ
مری غربت کو مارو نہیں نیٹ غربت کی ماری
کمان یہ تاب اسکو ہر کو کو سخت کہنے کی
جو اسکی سانس پر سودا لب اسکی کٹاری ہے
خدا کا امر جو کچھ تھا وہ سب ملکر بجلائے
مجھے رخصت کر و حلدی و تم اب میری باری ہے
کما اب بھائیو کو ساتھ ہی جگہ بھی موت آتی
عجب اس وقت دل اوپر مری احوال طاری ہے
بھے باعث بتاؤ تم وہ کس خاطر نہیں آتا
جسے میں دیکھتی ہوں گردن اگرتن بکنیاری ہے
جگر کی خوشی ہر اک مرہ اپنی ڈبو تا ہے
کہ تم باہر نہ آؤ آج کا دن تیرے بھاری ہے
خدا جانے کہ کسے در پہ یہ اور کس کے گھر ہونگے
یہ جو روتی ہیں تم بن کسکو انہی غمگساری ہے
گلی اگر یہ رد و کنز اس سالار و جب کو
کہ اب شدت کی اسکو تشنگی کی دم شماری ہے
صفت اعدا کے آگے جازبائے نہ سخن لائے

کما سرور نے زینب کی سیکندہ اب بھاری
مقیمین میں بہتیا ہوں اے بن بانو کی پیاری
ہو اے زیادہ شیشے کی بھی بازگ خلق دل اسکا
جدا فی کامر دینہ یہ اس کے زخم کاری ہے
نہو لے پاس اے ہمیشہ خاطر اسکی پرمردہ
مری غربت کو مارو نہیں نیٹ غربت کی ماری
کمان یہ تاب اسکو ہر کو کو سخت کہنے کی
جو اسکی سانس پر سودا لب اسکی کٹاری ہے
خدا کا امر جو کچھ تھا وہ سب ملکر بجلائے
مجھے رخصت کر و حلدی و تم اب میری باری ہے
کما اب بھائیو کو ساتھ ہی جگہ بھی موت آتی
عجب اس وقت دل اوپر مری احوال طاری ہے
بھے باعث بتاؤ تم وہ کس خاطر نہیں آتا
جسے میں دیکھتی ہوں گردن اگرتن بکنیاری ہے
جگر کی خوشی ہر اک مرہ اپنی ڈبو تا ہے
کہ تم باہر نہ آؤ آج کا دن تیرے بھاری ہے
خدا جانے کہ کسے در پہ یہ اور کس کے گھر ہونگے
یہ جو روتی ہیں تم بن کسکو انہی غمگساری ہے
گلی اگر یہ رد و کنز اس سالار و جب کو
کہ اب شدت کی اسکو تشنگی کی دم شماری ہے
صفت اعدا کے آگے جازبائے نہ سخن لائے

ہر چند اسے شاہ نے ہمیشہ کی پیسہ	آگے نہ رہا اسکو قدم رکھنے کا مقدور
آسنے میں جو ہوتا ہے گریبان سحر چاک	دیکھا تو یہ سمجھے وہی دشت خطرناک
بولے شہ دین آل نبی کی ہے بین خاک	بہتر ہی کہ خیمہ کرین اس جایہ بدستور
آگے یہ نکلے ہیں کہ جو خیمہ ہوا بریا	اور خیمہ میں داخل ہوئے شہ جنگمڑی اسجا
تھے اہل حرم جتنے انھیں سامنے بلوا	بولے کہ خدا کا مجھے آیا ہے یہ منشور
اس دشت میں اپنا میں کروں نذر خدا سر	جاؤں نہ مدینے کی طرف کیے تمھیں پھر
ہو دوست مراد وہ جو ہے اس امر میں صابر	تم رہو رضا اسکی میں سب طرح کو سرور
رود و کوہ سن گئے لیکن زینب و کلثوم	وہ روز ہو فہرست شب دروز کی سدوم
جس روز کی ہوں ہم ترس دیدار کی محروم	اور طفل ترے نام بیٹی سے ہوں مشہور
گر تو نہ دنیا میں تو کیا جی کے کر نیلے	ہم درد جدائی کا ترس کیونکہ بھر نیلے
ہر آن تری یاد میں رود کے مرتیلے	پڑ جائیں گے پھر آنکھوں میں ہر ایک کے نالور
بولے شہ دین اس میں بس اپنا نہ چلے گا	یہ امر کو طرح سے ٹالانا نہ ملے گا
سردھڑے مرے کاٹتے ورہ نہ ملے گا	کیسا ہی جو کاٹے گا اگر کوئی مقہور
غارت مرے سر کٹنے کا بعد از تمھیں ہونا	بھرنید تمھیں ثقیون کے ہاتھوں سے نہ سونا
مت رو تم ابھی سو کہ تمھیں آگے ہے رونا	کر یاو مصیبت کو مری تا بلب گور
جیو چکا سود لکھے گا جو کچھ رو دگی باہم	رو دینے سبب ہیں بہت اور لخت جگر کم
بھائی کو رو دگی کہ بھتیجیوں کو ہر اک دم	وہ وقت قریب آنکے ہو یا نہ ہنیں دور
اکبر کے گلے جس گھڑی شمشیر رو دگی	امور کے لگا جب کہ گلے بھر رو دگی
عابد کے گلے دیکھ کے نہ بخیر رو دگی	اس واسطے کتا ہوں نہ رو دے تو بھر پور
جب کہ چکے سرور سخن بادل غمناک	ہم زینب و کلثوم کی آنکھوں نے کیا پاک
را دی نہ لکھا کر کے گریبان قلم چاک	سے ساتوین تاریخ محرم کا یہ مذکور
پانی شب ہستم ہو غریبوں نے نہ پایا	ناچار ہو تب چشمہ شہ دین نے کھدایا
پانی وہ بہا آپ بھی اور سب کو پلایا	اور کتنی جو مشکین تمھیں انھیں کر لیا مہو
بعد اسکے یہ لکھتے ہیں کہ وہ چشمہ ہوا گم	اور پیاس کی لشکر میں پڑا شہ کی تلاطم
تاریخ ہم سہی میں پانی کے تھے مردم	دسویں کا تو احوال ہو آفاق میں مشہور

غرض رد و یکمنہ اس گھڑی میں کرتی تھی یہ جہالت حرم کو دل پر دیکھ اسکو گذرتی تھی	سر اپنا پیٹ کر ہر خطہ آہ سرد بھرتی تھی کہ جسکی شرح لکھنے کی زبان خاموشی ہے
یہ تو نے مرثیہ لکھ کر جو اس سو دا پڑ جایا ہے نہ تنہا اپنی ہی خاطر جان میں گھر بنایا ہے	حدیث میں کئی پر کر عمل سب کو رو لایا ہے جگہ جنت میں سب کی واسطے تو زینت لایا ہے

مرثیہ حضرت امام

کے ہے فاطمہ درد کے یارب اپنا حال کیا تھا جسکو طرین فی اینی گود میں پال	کھوا گیا ہے مرا کر بلا میں ایسا لال سو یوں شہید ہوا ہاے ایزد متعال
نہیں اور چین مجھے اس بغیر اب اک تل مجھے ہی ہوا دنیا میں چرخ سے حاصل	کہ ہر گیارہ دیکھو تو آج راحت دل یہ کہ کے پیٹے ہیں سر اور نوچتی ہیں بال
غم حن نے بن آتش مرا جسگر بھونا اسیر اہل حرم دیکھ دیکھ ہوا دونام	حسین کے موتے گھر ہو گیا سبھی سونا خراب پھرتی ہے اب در بدر بنی کی آل
تو ایک دم جو سبب تشنگی کے روتا تھا سبھوں سے انخورد بنی کا وہی روتا تھا	سو مجھ ضعیف کا اصف وہ ایک بونا تھا لگی ہے جسکے گلے بیچ ایک تیر کی بھال
یہ یتیم پر مرے ناحق ہوئی ہر یہ بیداد یہ ظالموں سے تو اب پوچھتا میں یا کون داد	میں تیرے سامنے کرتی ہوں اسلئے فریاد کہ گھر علی کا کیا تم نے کس لیے پامال
حسن کا بیٹا جو قاسم تھا اس میں جان نہیں سو سے اس کے کسی مرد کا نشان نہیں	ہو عابدین سوائے طاقت دوں نہیں کہ پوؤ نئی خبر گری کا ہوا سکون خیال
تو اہو مشک لے عباس جا کے پانی پر ان اشقیائوں نے کس سہل زندگانی پر	گھڑی میں روئی تھوں اب اسکی لوجوانی پر لیا ہو آج مرا اپنی گردنوں پہ وبال
مدینہ چھوڑ کے دے کر بلا میں لائے تھے ہر ایک بات میں کیا کر دفن بنائے تھے	دغا سے تباہیوں نے قتل کو بلائے تھے وگر نہ یاں تیں لانا انھیں تھی کسی مجال
ہماری گھر کو تو ان ظالموں نے لوٹا ہے یہ حال دیکھ کے دل سب کا غم ہو ٹوٹا ہے	نبی کی آل کو لے تیغ ظلم کوٹا ہے ہوا ہر بدر اسی غم سے آسمان پہ ہلال
سر حسین جدا جب ہوا ہے خجرا سے	خطاب اس تن نازک کو لین ہوا سر سے

مرے اطفال کو اب تشنگی سے بقراری ہے	کر اس قوم آج تم پانی دراب اپنی کو پلوے
عذاب تشنگی انکا نہ گردن اپنی پر تو تم	خدا سے ڈر کر پانی واسطے اطفال کو دو تم
براب پانی مجھ دو تم کہ انکو انتظار ہی ہے	عوض اسکا مجھی سے کججو جو چاہو گے سو تم
نہ دو گے گراسے پانی تو بنین ہرگز یہ جلنے کا	اور اس لڑکے کو دیکھو یہ کچھ چھ مینے کا
شفاعت کی تمھیں جس شخص سے امیدواری ہی	یہ لڑکے کا کججو باور سرد راستے پر سینے کا
اگر قبضہ ہمارا ہوئے اب عالم کو پانی پر	گلے کہنے شہ منطلوم سے وہ یک زبان ہو کر
عجیب لب پر ترے حرف طلب پانی کا جاری ہی	نہ دیوین غیر بیعت اسمین کی ہم تکو قطرہ بھر
تو رحم احوال پر انکو نہ فہم بھر بھی ہم کھاوین	اگر سو طفل ایسے پیاس کی شدت کو مر جاوین
جو اسکی تشنگی کے ہے تو تجھ کو دفنگاری ہے	غم انکے مزیکا اصلا نہ دل اپنے پر ہم لاوین
وہ بیٹھا بازوے شہین گذر کر حلق امیر سے	کہ انکا ایک تیرا طرف سرور کا دھڑکی
کہ تم بھی جل بسو لال اب باری ہماری ہے	یہ حالت دیکھ بولے شاہ اس موصوم طہر کی
لو لے لے ملا اس زخم کا اپنے سرور سے	یہ لکھ کھنچ ڈالا تیرے شہ نے اپنے بازو سے
کہ اب کوثر سے اس گوہر کو تیرے آباداری ہے	اسی حالت سے لجا کر کہا یہ شہر بانو سے
بہو پختا تھا فلک تنگ آہ و نالہ شہر بانو کا	یہ حالت دیکھ خیمے میں قیامت ہو گئی بریا
یہ تیرے حلق سے لو ہو سب کیا پر کھاری ہے	سیکنہ لگ گئے اصغر کو بولی اڑ مرے بھتی
کیا تھا کس طرح لیکر تجھے لایا کیونکہ دکھلایا	یہ کس پانی پر بایا جائیے سیراب کر لایا
بتا اسکا مزا بیٹھا ہے یا پھر مین کھاری ہے	یہ پانی کس طرح کا تھا جو جگہ جگہ کے بلوایا
ترا حلق انکو ہر دم کھول کھول اب کیوں کھائی ہی	تیری مان رد رو کیوں بھو پو کر آگے تللاتی ہی
گو تم کو دے شاید جوان کو آہ فزاری ہے	سراپنا کس لیے پیٹے ہو اور انکو بیٹھاتی ہے
کے لاوینگی بدلے تیرے لوری دو سلائے کو	چنگھو اسکا اب مجھ کو کیسی مان بھلائے کو
مجھے بھی ساتھ لیتا جا سیکنہ تجھ پر واری ہے	گیا کیوں چھوڑ تو مجھ کو غم اپنے مین رد لایا کو
ترے بدلے ہی مجھ کو آجے دن کیوں نہ موت آئی	ہن یہ کس طرح جیو کی بتلا اے مرے بھائی
ترے بن ایک دم بھی زندگی کا مجھ پر بھاری ہے	کھلا دیگی کہ کو دین لے اب تیری مان جائی
تو اتنا کاہیکو غم مین ترے مین درد و گم پانی	عوض تیرے جانو آجے دن کاش مین جانی
جلایا جن نے مجھ غم مین کج جو وہ کون ناری ہے	طرح انکار دیکھے گی میری رات دن چھاتی

مرثیہ حضرت

شام سے وہ قافلہ جس دم مدینے کو چلا	سید زین العبار و رو کے بھتا بر ملا
کون اب قوم عرب میں مجھ کو جانے کا بھلا	جاگتا جیتا چلا کٹوا کے بابا کا گھلا
جاسے دیکھیں نہ منہ میسر غیور ان عرب	اس مصیبت سے پمے مارا وہ سلطان عجب
اٹکا بیٹا ہو جیون میں یہ نہ تھی شان عرب	خلق بچھے گی مجھے تلوار کے منہ سے ٹلا
اتن رہا خونین پدر کا سیس نیزے پر کیا	شام کو ناموس جیتے جی مرے لٹ کر گیا
کاش ہوتے ہی تولد کیوں نہ مجسا مر گیا	مادر ایام کی گودی میں اس دن کو پلا
ہر کوئی پوچھ گا حال اس قصہ جانکاہ کا	کیا بیان آنے کر دنگا آفت ناکاہ کا
بولو ننگا کس منہ کر گم سبط رسول اللہ کا	لوٹ لیکر ظالمون نے پھر دیا خیمہ جلا
پوچھ گا ہر ایک مجھے حال ابن بو تراب	سر گذشت اسکی سو دنگا اب میں کس بکو خواب
کب تک ہودل مرا اس آتش غمی کباب	کاش کھا جاتی مجھے بھی رہنیں شمشیر بلا
گرچہ مرنا دلنے مجھ پر معوبت ہو شدید	باتھ کو ان ظالمون کو وہ جو شامی یں پکید
لیگے ہیں کس مصیبت کی مجھے بیش زیرید	پیادہ پا دھوپوں میں سو آفات کا کر مبتلا
راہ خارستان کی پڑا ورسپہنگو میرے پاؤں	لے درخون کا مین سایہ نہ فریب ہو نہ کاؤ
بیٹھ کر کاٹا جان کھینچوں مے اتنی بچھاؤ	لاکھ کاٹا لوٹ رہ کر میرے تلو وین گلا
دو آلی ہر اک لم تھ میں ان ظالمون کی ہنگڑی	باؤ نہیں زنجیر میرے ان لعینوں نے جڑی
طوق ہماری کزادیت تھی یہ مجھ کو ہر گڑی	جس کو میں اک ان سر پانہ سکتا تھا ہلا
خاہری نورات دن رہتا تھا مجھ پر یہ عذاب	ما طنی ایذا جو مجھ پر ہو سو اسکا کیا حساب
طنن و شنیع اٹکا کرتا تھا جگر میرا کباب	سوطح کربات انکی میں سے تھا دل جلا
تھانہ طن ظالمون کو میں دلو ایک بل	ہر سخن سے خقیون کے جاتا تھا میرے بل
وہ مصیبت میرے میرے تھی غرض انکو کس	طرح آنسو کر مجھے روتے ہی روتے دن دھلا
سوطح دیر تھے دکھ وہ دشمن جانی مجھے	اشکی کی جگہ دی ہوئی تھی طغیانی مجھے
ڈالتے تھے خاک پر دکھلا کے وہ بانی مجھے	مار کر پیاس ابی رہ جاتا تھا ہر دم تمللا
بات وہ ابھی جو مر کر مائی کو ہو ریز و پھیر	کر بلا میں جو موے مرے لگی آنکو نہ دیر

یہ کیو حشر کے دن کم زمین کرو چکا وصال	جو کوئی آوے ترا خویش و اقربا گھر سے
دینے سے قدم آگے وہ کس لیے دھرتے	جو ہو تو پاؤں کو معصوم کاسے کو لڑتے
ہر ایک چلتے کیوں ایڑ لب زبا نکو نکال	لب ذرات پر اس طور بیا کیوں مرتے
گلے کی تیر کی اصغر کے بھال پار ہوئی	مین زخم دیکھ کے اکبر کے بیقراری ہوئی
بڑی ہین دومرے فرزند زمین گل کی مثال	نیٹ میں انٹھ انٹھ کے نزار و زار ہوئی
نمین جو روٹھ گئے ہوں تو مین منالادن	ہتائے جھکو اب دھونڈھتی کمان جادن
کہ دھرتے وہ مرے ننھے ننھے سب اطفال	سوا کی تیرے کسی حال اپنا دکھ لادن
اگر ہزار تسلی دے کوئی مجھ کو پیر	تبیان کرتی ہوں ہر وقت مین یہ سمجھا کر
کسی کو کہنے سے دل سے نہ جائے گا یہ ملال	نہین مین سننے کی جب تک ملین آکر پھر
کہ جرخون مین دیا کشتی لو کو ڈبو کر	اب اس قدر تو ستم کہ چکا فلک بد خو
کہ ایک بار موسے سب مر وہ آل عیال	نہ روؤں کیونکہ مین اپنے ستم رسیدن کو
مین کیوں نہ ساتھ ترے آج قتل مین آئی	کہا یہ حضرت زینب ذہائے اے بھائی
کہ دن کی کیونکہ بس زندگی مین اب وصال	فلک ذی کیوں تری حالت مجھ کو دکھلائی
حن کی جان کا امن اور میرے دکھا جین	بنی کا تخت جگر اور علی کا نور العین
کہ اس کے غم نے کیا دل مرا بیٹ پا مال	پڑا ہر خاک مین بیجان ہو کے سوہ حسین
بجائے گل کے مین اب دیکھتی ہوں گل خن و خار	علی کے باغ کا اک تخت کٹ گیا گلزار
ملا شتاب مجھے بھائیوں سے رب جلال	نہین ہو زندگی جھکو جان مین درکار
جلا حسین می کو تو واسطے حسدائی کے	عرض چہ کہتی تھی زینب سبب جدائی کے
کہ نور ہو مری آنکھوں نہین دیکھ اسکا جمال	بڑے حقوق بہن مجھ پر تو میرے بھائی کے
کیا فلک گلے ہر ایک ذی گریبان چاک	یہ سنکے سر پہ بھی ڈالتے ہیں اپنے خاک
خورش کو چھوڑ کے روڈ بہن دشت بیخ و مال	ہوے زمین پہ پری جن دیو سب غناک
ہوا یہ مرنے اب اس جناب مین مہول	زیادہ اس سے نہ دے سو و اب کلام کو طول
ملیگا ساقی کو شر سے جھکو اب زلال	اسی کی حشر میں بخشش کا تیری ہوگا اصول

	<p>ہاتھ سر ہانے شام سے اس کے رکھتی تھی مین صبح تک اس خطرے سے نشاید گردن کیسے پر سے جاے ڈھلک</p>
<p>یون نہوا سونے مین اس کے میری پک کو لاگی پک ہے ہے درد او اے درینا سو بچا یون مر گئے لو</p>	
	<p>ایسا بیٹا جاے کہ جسکا حسب ہو یون اسار باپ جچا مین اس کے نو اسے جو مینون کا ہے سالار</p>
<p>مان کا اس کی حسرت جو ہے سو حوض پہ کوثر کے مختار ہے ہے درد او اے درینا وہ بیاسا لسی پر گئے لو</p>	
	<p>آٹھ پیر تھا جھکو اس کی فکر شلو کے دھونے کا چین غیب تھا دل کو میرے ساتھ اسی کے سونے کا</p>
<p>خزوشتر تھا جھکو اپنے بطن سے اس کے ہونے کا ہے ہے درد او اے درینا مجھ سر کا افسر گئے لو</p>	
	<p>کر تا میلاد لیکھے اس کا دل چاہے تھا روؤن مین آب خضر ہاتھ آئے کین سے تو ملل کر دھوؤن مین</p>
<p>اب جو چاہون لو ہو دہن کا یو چھ کے تن سے کھو نہن ہے ہے درد او اے درینا سر کی بھی چادر گئے لو</p>	
	<p>اسکی تو آرام کی خاطر کیا کب مین دکھ سستی تھی ہر ساعت لوری دینے کو جاگتی را تو ن رہتی تھی</p>
<p>بنید سے رو کر چوبک جو پڑتا تھپک تھپک مین کتی تھی ہے ہے درد او اے درینا مان داری تجھ گئے لو</p>	
	<p>کیون کہ نہ بیٹون منہ سرا پنا ایسا دکھ کم ہوتا ہے بر مین یون رکھتی تھی اس کو جون تن مین دم ہوتا ہے</p>
<p>جاے مدد کیو کھو یا جو کی کا اس کو بھی غم ہوتا ہے ہے ہے درد او اے درینا میرا تو گو ہر گئے لو</p>	
	<p>درد دھوڑا لے تھا وہ کھو تو کت نہ ہونے تھے پران</p>

یہ قیامت ہو کہ ہر دم زندگی سے رہے سیر	واسطے میرے جو پوچھو دم بدم ہی کر ملا
پراسے باور کر لیا کون جو من تھے کہا	سب کہیں گے کہ یہ بدک بودہ کیون جینا پو
باتیں ان نے سب یہ ابو واسطے لی بن بنا	چاہیے تھا اسکو لڑ مرنا یہ سب سے اولا
طوق و پٹری سے پرانک گردن دیا بن نشان	ہو نمو واس سے نہو شاید کسی کو یہ گمان
کر بلا کر نہیں لڑ مرنیکی سی حرمت گمان	گو کہ خاک و خون عزائیں باپ کو منہ پر ملا
سر کو بابا کا زخمی بھی نہ ہو میرا بدن	دین کفن اسکو نہ ظالم پنوں بھرین پیرین
پانی بن ٹھنڈا پیوں اور وہ مے نشہ دہن	چھاڑ لو کچھ اچھا ہو عین وہ خاک خونین ہو رلا
مین سوڈن بشر پہ جا کر وہ سوہرے کو خاک	تن رہی سالم مرا اسکا بدن ہو چاک چاک
مین رہوں جیتا سیت از اقریا ہو وہ ہلاک	دیکھ یہ حالت وطن کو جاؤں میں جنگا بھلا
چاہیے بھر عمر یہ دل آتش غم سے ہے	رو دین آنکھیں خون زبان نام نشان نکاجو
مجھ سوا جیتا رہا کوئی نہ سب کے سب ہے	آسمان نے آسیا کی طرح سے ہم کو دلا
جو بہا تقدیر کا جسکے ہو سو وہ کب پھرے	دوبی گشتی جسکی ہو دریائے نوین کب تری
کٹ گیا کٹنا تھا جسکا سر دعا میں رہے	دل سے کٹنے کا نہیں بھر عمر غم کا جھلا
سر گذشت اپنی غرض رو رو کو تھا عابدین	اسکو دیکھتے دلا سا گرد بیٹھے وہ لعین
دمیدم اٹھ اٹھ کے کر تو تھویر غلای شاہین	رو سیاہی کو ہمارے تو زبان پر اب نہ لا
سب گداہین در کتیرے دو جہانکا تو بہ شاہ	جس طرح جانے ہماری آخرت کو اب تباہ
اسکے پوتا ہی تو جس تک گرد و لایا نگاہ	شیوہ احسان سے اپنے نہ ہرگز وہ ٹلا
ختم آے سودا کر اب تو یہ کلام جانگداز	ہو دیکھا کیا جائیے اس امر میں کیا حق کا راز
مختصر بہتری یہ قصہ نہ کر اس کو دراز	اس سخن سے اب ہوا نکھوئی رہ دل بہ چلا

مرثیہ حضرت امام

کستی ہین بانو پیٹ کے سر کو اصغر میرا ہر گئے لو
خشک ہوے لب جدم اس کے دہن او کو تر گئے لو

جس کارن لاکھ طرح کے دکھ بھر بھر میں مر گئے لو
ہاے ہاے دوا واپ در لیا گو دودہ خالی کر گئے لو

کن نے مارا تیرا ایسا ملک تو بول اس میرے لال	
ہاے ہاے درداواے درینا بھال نکل اودھر گئے لو	
بوندی تیری خاطر اور دریا میں بہت استغنا	
ظلم کین دیکھا ہے ایسا مانگتے پانی مارا تیرا	
تیرے برے پیاس کے مات دنیا سے اس بے انصاف	
ہاے ہاے درداواے درینا کاش زمین مادر گئے لو	
قسمت ہی کی بے آبی نے آل محمد کو کھیرا	
ورنہ جہان کو جائے کوئی ہے آب جمانین بہیرا	
دھونڈھنے کو پانی کے پیارے پیاس کے ملک جی تیرا	
ہاے ہاے درداواے درینا تن سے نکل باہر گئے لو	
کن آنکھوں دیکھوں کی خالی بھرے بھتولے میں گھر کو	
کیا چھوٹے کیا بڑے بھی دے داغ گئے مجھ مادر کو	
منہ سرپٹ کے اپنا بیٹھی روتی تھی کیا صبر کو	
ہاے ہاے درداواے درینا سنتی ہوں اکبر گئے لو	
درا دل جتنے تھے میرے کس سے کیے اس غضب	
موت کی جڑ کشتی بد دوسے بن پانی ان سب کے سب	
بیٹوں کے جانے کا تھا ہی میرے دل پر سچ و نسب	
ہاے ہاے درداواے درینا بیٹی کا شوہر گئے لو	
مجھ دکھیا بن کون ہوا ہے دست ستم سے یوں یا مال	
کس کے سر چٹک نیلے ظلم کے تو دے دین ڈال	
بیٹوں کے غم کی وہ صورت عولیس کی شادی کا یہ حال	
ہاے ہاے درداواے درینا سہرے کے دن سر گئے لو	
بیلاہ برات ایسا دیکھا ہے آکے کوئے عالم میں	
جائے بنا مرے کورن میں بنی کو چھٹلا ماتم میں	
لوگ کٹم گئے سب کہتے ہیں رور کے یوں باہم میں	

نظر گذر کے خطر سے میں صدقہ دیتی تھی اُس آن	
ایسی میرے لاٹھ لے کی اب بات کی کا ندھا اور جان	ہاے ہاے دردِ او اے درینا ہو ہلوک آ کر گئے لو
یاد آوے گا کرتا اُس کا جب کچھ بیٹھ کے سیوڑن گی	خاطر میں لایا س میں اُس کی گھونٹ نہو کے پیون گی
جلتی رہونگی غم سے لندن اب جب تک میں جیونگی	ہاے ہاے دردِ او اے درینا داغ جگر پر دھر گئے لو
اصغر کو لیا کر شہ لے لائے ہیں یہ کیا ہیات	مضہ سا کچھ گوشت کا ہے نہ پاؤ ہر مار ہر نہ بات
اصغر ہو تو دودھ وہ پیوے لگ کر میری بھاتی سات	ہاے ہاے دردِ او اے درینا کیا جاتی کیدھر گئے لو
جینے کو تو جیتی رہون گی جب تک خدا جلاوے گا	لیکن ایسا داغ نہیں یہ جو جیتے جی جساوے گا
یہی کون کی رو رو کرتا جان مری غم کھاوے گا	ہاے ہاے دردِ او اے درینا صیف تو صفر مر گئے لو
چھا تو تمھاری عمر کی پیلے کیا جلدی سے کئی چوڑھل	عجب طرح کی تھی وہ چھلاوا کئی مرے آرام کو چھل
روکھ نہیں اس باغ میں ایسا جس کو ملانہ پھول بھل	ہاے ہاے دردِ او اے درینا لویا نے بے پر گئے لو
شیر کے ناخن تک میں ڈالا سینے کو مجھ سے کل میں کو	موت کی رو بہ سے نہ بچا پر آن کے تو اس جنگل میں
کام نہ آیا کوئی جتن اسے بچے تیری کلہو میں	ہاے ہاے دردِ او اے درینا جی میرا آخر گئے لو
آہ بھری میں شانہ کرنی ٹوٹا جب مجھ زلف کا بال	بٹنے کا اب حلق جو پھوٹا مجھ دکھیا کا کیا احوال

ہر ایک الم سے یہ چاہے ہو اپنے تئیں کو کرے ہلاک بجھ کر سو اس غم سے اس کو جینے سے بیزاری ہے	
کوئی کہے ہے چھوڑو یا رویہ غم ہے تو جینا کیا دنیا میں اب ہم کو رہ کر ٹھنڈا پانی پینا کیا	
یہ کہہ کہ اب ہر اک باہم ثابت رکھے سینا کیا کوئی چھری ڈھونڈے ہے ہر دم کوئی سینچے کٹاری ہو	
پسکو میں وہ کو شاد ہے جس کو ہوگا صبر و قرار جو کوئی ہے تیغ الم سے پھرتا ہے وہ سینہ نگار	
کافر کے بھی نصیب نہ ہو وہ مجھ سے نہ یہ ہر نینا حال جو کچھ کر بل کے بن میں آل بنی پر طاری ہے	
خاک ادر خونین جا ہے تنوں کی نیز و شیراز ستر کی ٹھانوا ہاتھ جو ایدھر کو پھڑکے ہو تو اودھر کو تر لے ہو یا نوا	
ایسے جو رو جفا سے یارو کٹا نہ ہو کا فر کا گانا بستی گھر کی فاطمہ کی جون کر بل میں لاماری ہے	
جو بجان اس بن میں پڑا ہے اس کو نہیں ہو گور و کفن رات کو وہ شبہم میں بھیجے دن کو دھوپ میں کھے تن	
تیغ بلا سے بچا جو کوئی غریبان اس کا ہے یہ بدن چادر تک اب ایک کے سر پر نے پھاٹی نہ ساری ہو	
جس کو دیکھو ضعف سے انہیں جان رہی ہو الب پر فلے پر ہو فاقان کو کاٹیں مین یوں شام و سحر	
پیٹ بھرے مین بھوک مین جرم کھا کر اپنا خون جگر اشک ہوا یا پانی جو انہیں نہ میٹھا نہ کھاری ہے	
پشت فتر ہر اک دن کو دھوپ میں کا ڈی منزل دوڑنے سے اطفال کے شکوہ انکو نہیں ہے چین اک پل	
انہیں سکینہ باپ کی خاطر تڑپے ہے جیسے بس	

ہے ہاے دردِ اواے درینا نیرے یہ کیا کر گئے لو	
	لہکرے ٹکڑے تیغ جنا سے بیٹوں کا دیکھوں ہوں بدن شادی کی داماد کی گویا لہو سے بھر کر دھری لگن
ہے ہاے دردِ اواے درینا نیرے یہ کیا کر گئے لو	خاک اور غون کے پنج وہ ظالم ڈال گئے سامی کا تن
	گھوڑے کے اوپر چڑھ بیٹھے ہی نوشتہ نے لی رن کی راہ جو ساتھی او دھرتے پھر اسو آیا بھرتا آہ پر آہ سو
ہے ہاے دردِ اواے درینا بولی دو لہن گھر گئے لو	گھونٹ مین سے کوٹ کے چھاتی سن دو لہا کا حال تباہ
	کس کس کالے نام میں بیٹوں میں مجھے کب آتے ہیں سوامی لوٹا جیوا کے سب مل لو ہو میں غوطے کھاتے ہیں
ہے ہاے دردِ اواے درینا میرے گھر کا گھر گئے لو	رن میں دو یا ایک کسو کے آکر مارے جاتے ہیں
	مطلب بانو پیٹ کے سر کو پیٹ رہی تھیں اس مستور کرد کھڑے روتے تھے اُن کے جن دیری کو کوتا حور
ہے ہاے دردِ اواے درینا دین کا اب آخر گئے لو	انسان یوں تھے تھے سودا ارض و سما کو کر بے نور
مرثیہ حضرت امام	
	سُن لو مہمان لندن جگ کے خون نین سے جاری ہو جس کو دیکھو شہ کے غم کا تیز جگر میں کاری ہے
ہے ہاے دردِ اواے درینا دین کا اب آخر گئے لو	پرست سے بھی زیادہ کین ہر دین یہ دکھ بھاری ہو
	کون ہے ایسا جس کے سر پر سٹی بھر بھی نہیں ہو خاک ایسا میں دیکھانہ کسی کو جس کا ہونہ گریبان چاک

	<p>فارتھ جو تھے مارے پڑے ہیں تیغ ستم سے رنکے پنج مارا پوچھانے والا اب کون کس کے دہن کے پنج</p>
<p>لتا رہا نہ پوشش کی جاہم میں کسی کے تن کے پنج سر پہ ہمارے زور طرح کی رسوائی اور خواری ہے</p>	
	<p>کاش ہمیں بھی یہ ظالم اب ان کی طرح سے ڈالین مار کب تک دیکھیں ایسا دکھ اور درد کہین کس سے اظہار</p>
<p>کن آنکھوں سے دیکھیں ہم سب حال ترا یہ تار و تزار زلیست کی جو آسانی ہے سو ہم پر اب دشواری ہے</p>	
	<p>سُن کے یہ بات اہل حرم سے کہنے لا گایوں سجاد اتنی کرو ہو بیتابی کیوں کس خاطر یہ کچھ نہ یاد</p>
<p>باپ بچا بھائی نے دی ہیں کرہل میں جاہن برباد شام جو ہم کو پہنچاتے ہیں دان ہم سب کی باری ہے</p>	
	<p>ظلم دستم ہے نام جنوں کا سو وہ نہ دیکھی ہسم اوپر سے ایسا کچھ ہم پر ہوتا آما ہے یہ سیم</p>
<p>جینے کی بان تادی کس کو مرے کا اب کس کو غم ہم لوگوں کی روز ازل سے یوں تقدیر سنواری ہے</p>	
	<p>سنگ جھاسے پہلے ہوا ہے نانا کا یوں دانت شہید دادا کے پھر سر پر لاگا تیغ ستم سے زخم شدید</p>
<p>میرے بچا کے جگر کے ٹکڑے طشت میں اگر ہو ڈھپیر بابا کے حلقوم کئے سے آہ اب تک خون جاری ہے</p>	
	<p>مطلب عابد اہل حرم کو یہ کہہ کہ سمجھتا تھا آنسو ان کے ان باتوں سے چون توں کرتے بھواتا تھا</p>
<p>شام کو شام ان مرد و دون کی پائے برہنہ جاتا تھا کہنے سے احوال آگے کا منہ میں نہ بان یہ عاری ہے</p>	
	<p>بس اب ہو خاموشی تو سودا اس سے کہے کچھ نہ کر</p>

موت کے نزدیک اس حالت میں عابد کی بیماری ہے	
بیادہ پاخارستان میں وہ اسکے بدن پر تب ہے شدید	
نھنڈی سانس بنیر اناس کو کب ہے میسر کچھ تیرید	
اس کے بھی جینے کی ہرگز اب نہ کسی کو ہے امید	
کتے ہیں کیا جوے وہ جو دوا غذا سے ماری ہے	
دھوپ میں بیادہ پاے برہنہ خارشائین چلے ہے راہ	
جو ظلم آگے آجاتا ہے جو رکھے ہے پیش نگاہ	
ہے ایسا کچھ اس سرور کا صنف کے لمے حال تباہ	
چہرے کا رنگ اس کے گلے زرد گئے زنگاری ہے	
ظلم کو اس پر جتنا کیے اس سے بھی وہ زیادہ ہے	
شامی گھوڑوں پر مین سوار اور وہ مظلوم بیادہ ہے	
ورد و الم سے رگ رگ اس کی ہر لحظہ آمادہ ہے	
تب کی شدت سے اور اس کو گہ غش کہ ہشیاری ہے	
کوہ جو ہو تو آب ہو جاوے رنج و تعب ہو یہ جس پر	
جب سے دنیا خلق ہوئی یہ ظلم ہو ہے کہ کس پر	
اس کے یہ حالات عزیز و دیکھو غضب اب یہ سپر	
طوق گلے میں اس بکیں کے تن کو وزن کی بجاری ہو	
چین نہ اس کو روزانہ اگر ام نہ اس کو وقت شب	
منزل چلنے کا اس صورت صبح سے لے تا شام تعب	
ٹپک جو ٹھہرتا کرتے اشارا چوب کی اسکو ملکر سب	
کوئی لمون سمجھانہ اتنا یہ لڑکا آزاری ہے	
مان بنین اور پھوپھیاں اسکی دیکھ کے اس کا یہ حوال	
کوئے ہیں وہ چھانی اپنی نوپے ہے وہ سر کے بال	
لوہو کے انجوان سے رو رو کر کستی ہیں اوی میرے لال	
حال تو المان آنکھوں دیکھیں کیا اب زلیت ہماری ہو	

	نہیں مرینکا تو کہیں عجب دے لیون مرے کوئی ہو غضب نہ کنن جسے نہ جنازہ اب رہے خاک خونین روز و شب
بدن اُس کا کلرے پڑا ہے سب یہ مرے جگر پہ چھا ہوجب مری داد دیوے نہ تا خدا کہو میں نہ روؤں تو کیا کروں	
	مگر اُس کا تجکو نہ سمجھے جد جو یہ کی جفا نہیں جس کی حد بنے گوریت نیک و بد رہے خاک خونین بہن جسد
کرین سنج مجکو جو تا ابد تو سخن کو اُس کی مین کر کے رو مری داد دیوے نہ تا خدا کہو میں نہ روؤں تو کیا کروں	
	کیٹن تخت دل مرے مثل خس سے تیغ دوشتہ چپٹیں پس چٹے ظالموں سے مرانہ بس نہ سنے فغان مری بچ کس
مرانا لہ ہو شغف جس نے مجھے کوئی دادرس مری داد دیوے نہ تا خدا کہو میں نہ روؤں تو کیا کروں	
	مرے بیٹے کا وہ جو تھا نشان کہیں جبکو قاسم نوجوان گئی کہ خدائی مین اُس کی جان رہا خاک خون کو وہ میان
یہ ہو جس پہ آفت ناگمان اُسے چہن رونے سوا کمان مری داد دیوے نہ تا خدا کہو میں نہ روؤں تو کیا کروں	
	مرے ہر سپر کا سپر مرارے خون مین لعل و گہر مرا کوئی ان مین نذر بصر مرا کوئی ان مین تخت جگر مرا
تلف اس طرح جو ہو گھر مرا تھتے کیونکہ دیدہ تر مرا مری داد دیوے نہ تا خدا کہو میں نہ روؤں تو کیا کروں	
	جو گیاتن اُس کے پہ سنہین جو رہا دوسرا پر نہیں کہیں بن زنجیر اسے گھر نہیں فری چہن شام و صبح نہیں
کوئی ایسا ان مین بشر نہیں کہ مرا وہ تخت جگر نہیں مری داد دیوے نہ تا خدا کہو میں نہ روؤں تو کیا کروں	
	لے شایون سے مرادہ گھر نہ جہان فرشتے کا تھا گذر

خلقت کا دل اور جگر تین جانے لگا آنکھوں سے بہ	
پڑھ کر ماتم کی مجلس میں یہ مصرع تو ساکت رہ	مانع نہ کے غم کرنے کا جو ہے سو وہ ناری ہے
مرثیہ حضرت امام	
کسین فاطمہ نبی لوری کو میں نہ روؤں تو کیا کروں	مرے سر پہ ہوئی جو یہ جنا کو میں نہ روؤں تو کیا کروں
ترے آگے احمد مجتبیٰ کو میں نہ روؤں تو کیا کروں	مری داد دیوے نہ تا خدا کو میں نہ روؤں تو کیا کروں
ترا غم نہ دل سے مرے ملا کہ کتا جگر مرے کا گلا	خجر بختا سے بکریا ستم فلک سے یہ بر ملا
مر اس سے بس نہ ذرا چلا کرے منصفی کوئی تو بھلا	مری داد دیوے نہ تا خدا کو میں نہ روؤں تو کیا کروں
گرس غور اسے کوئی ایک دم جگر حق کرے مگرے سم	یہ حسین تشہ کا سر علم تہ تیغ ہیں سبھی یک قتل
کردن مبر ہوا اگر ایک غم جو ستم پہ میرے پڑے ستم	مری داد دیوے نہ تا خدا کو میں نہ روؤں تو کیا کروں
مرے سینے کا جو سرور ہو ترے جہنم کا بھی وہ نور ہو	بدن اس کا زخموں سے جو رہو یہ غضب کہ سر پہ تنور ہو
اگر اشک کا یہ دھور ہو سر نہ فلک سے عبور ہو تو	مری داد دیوے نہ تا خدا کو میں نہ روؤں تو کیا کروں
یہ ستم کو تے نہیں سہا جو فلک سے دل پہ مرے رہا	مرے وہ پسر کو میں نہا دم دہوش تو نے جسے کہا
روؤں استدر میں اگر شہا مرارو ناگو ہو مگر ہے ہما	مری داد دیوے نہ تا خدا کو میں نہ روؤں تو کیا کروں

کے کلموں نے نزلین چلتے چھل نظر آئے آنکھوں میں جیسے تل مری دلو دیوے نہ تا خدا کو میں نہ روؤں تو کیا کروں	
	جو میں روز و شب نہ روا کروں تو نہٹ میں مشغلہ کیا کروں جہنم دیکھ نور نظر فروں ہو جہان میں سو ہو غرق خون
جو امید آنکھوں سے یہ رکھوں کہ کچھ اور اٹھوئے میں کلموں مری داد دیوے نہ تا خدا کو میں نہ روؤں تو کیا کروں	
	فلک ایسی پریر جھا کرے جسے غم مہر سا رہا کرے پس مرگ وہ بھی روا کرے اگر اٹلی گل سے بنا کرے
سب پر سب تو رسا کرے یہی ماٹی اس کی مدد کرے مری داد دیوے نہ تا خدا کو میں نہ روؤں تو کیا کروں	
	غرض اب میں کیا کروں سو وایاں ام کا اگر تری بیان کر زمین سے تلبہ نہ آسمان سبھی بیٹھے تھے سر انوش جان
پدر آگے فاطمہ جن زمان کہیں تھیں بیدہ خون نشان مری داد دیوے نہ تا خدا کو میں نہ روؤں تو کیا کروں	
مرثیہ مخمس تر کیب بند	
کہا کسی نے کیا کیوں تو ہو کے زار افسوس نہال غم کہ برگش غم ست و بار افسوس	کیا میں صبح جو با چشم اشکبار افسوس میں بولا اس لیے کرنا ہوں رو کو کیا افسوس
اگر بکریہ نشد ہنر صد ہزار افسوس تو ہنر ہونے سے اس کے امید دل کو نہ کھو	وہ بولا تخم عمل چاہے جھڑج سے بو میں ایک بات بتاؤں کہ ہنر ہوئے ہو
غم حسین میں جتنا تو رو کے ہے رو محر سے شام ملک کر کے لاکھ بار افسوس	
دلے رکھے ہے تفاوت بہت ز غم تا غم بنی کی آل کا اولاد مرے تھے کا لہنم	اگرچہ خانہ دنیا میں ہے سرا پا غم عزیز کیا کون جھٹھے میں یہ کیسا غم
جنھوں نے غم سے رکھیں دشت کو ہلکا ہوں	

<p>پھرین ساکن اس کے برہنہ سر چڑھتے اترتے نہ جہر تہ صر کے منصفی سے کوئی نظر نہ ہو میرے روئین کو اثر مری داد دیوے نہ تا خدا کو میں نہ روؤں تو کیا کروں</p>	<p>سین نیک و بد یہ مدینہ کے کٹے گوشت اور سیکنے کے خجرجھا سے کینہ کے یہ تم لیے دو ٹیکسہ کے</p>
<p>جوین سے طرح سیکنے کے نہیں آتھو ان مری سینہ کے مری داد دیوے نہ تا خدا کو میں نہ روؤں تو کیا کروں</p>	<p>پسین باپی طائر و وحش تک مرے پیار و کوئے ملے تنک کین جس شقی کو وہ دے جھڑک نظر غضب کی ہر سرک</p>
<p>مرے نین الم سے ٹپک ٹپک بھری مال ملکین تو جلیک مری داد دیوے نہ تا خدا کو میں نہ روؤں تو کیا کروں</p>	<p>ہو سوار گھوڑوں پہ دغل کین عابدین کو پیادہ چل نہ وہ چل سکے سبب کس تو ڈرا دین کوڑ دینے بل چل</p>
<p>مین دیکھوں سیفوں سے ہر عمل مجھ کو روئے بڑک کیو کہ کل مری داد دیوے نہ تا خدا کو میں نہ روؤں تو کیا کروں</p>	<p>نہ عدو کے در سے وہ رو سکے نہ بنار د کا وہ کھو سکے نہ عبا چہرے کا دھو سکے نہ لب آب یکے ڈبو سکے</p>
<p>بکھو نیند بھر کے نہ سو سکے نہ روؤں یہ مجھے نہو سکے مری داد دیوے نہ تا خدا کو میں نہ روؤں تو کیا کروں</p>	<p>وہ برہنہ پا کرے راہ طے کین ٹھو کر اور کین خار و ہو الا غی سے بسان لے کرے آہ و مالہ کی پڑ بہ پلے</p>
<p>نہ دوا غذا سے ہو کوئی شے یہ جھائیں دیکھوں میں تابکے مری داد دیوے نہ تا خدا کو میں نہ روؤں تو کیا کروں</p>	<p>گئے بھائی مائی میں اسکے مل ہوئی خاک خوشی پہ کو گل کو کس سے پرچے اب اس کا دل نہیں چین سپہ بھی ایک پل</p>

یہ گرد و خاک میں لوہو بھرا ہے مرن	بتا مجھے مجھے بچے یوں کیونکہ دیکھیں میرے مین
کہ تیرے تن پہ گفن کا نہیں ہے مار فوس	
ترا تو ای پر اس دشت میں اے یہ کچھ حال	دکھا دین کس کو گزرتا ہے ہم پہ جو احوال
کردر طرح کی آفت ہمارے ہر دنبال	عجب طرح کی مصیبت میں ہیں تری طغالی
در شامیان ستم پیشہ نابکار افسوس	
ترا تو دشت میں جون گو سپند کاٹ کے سر	رکھا ہے آج کے دن ظالموں کی نیزے پر
پھرے ہیں دتری عسرت کو اونٹوں پر گھر گھر	نہ منہ پہ اٹکے اے معجزہ سر پہ ہے چادر
کرین ہیں یہ عمل امت کے دیندار افسوس	
تھے اسطرح کی جفا کے یہ لوگ کتب قابل	کہ ان پہ جو کرین یاں تملک یہ خشکین دل
ہنوی پشت پہ اونٹوں کی چین انجین اک بدل	شکر ان جہان کھینچتے کو ہر منزل
مرفض تھے کہ دین ہاتھ میں مہار افسوس	
ہمین لیے ہوئے اسطرح تمام جاتے ہیں	اب آگے دیکھیے کیا کیا ستم دکھاتے ہیں
اُدھر سے جیتے جی اپنے ادھر کو آتے ہیں	دین کی خاک میں یا جا کے ہم ساتے ہیں
اگر یونہی ہر نصیبوں میں تو ہزار افسوس	
اب آرزو ہے یہی دل میں بس مرا جو چلے	اُدھر سے پھر کے گردن میں ترے قدم کتلے
مدینہ جاؤں میں کس طرح منہ سے خاک ملے	کٹا کے اپنے غریزوں کے اسبگہ پہ گلے
کرے تھاحرٹ یہ کہ کہ کے بار بار افسوس	
غرض کہ رو رو یہ کہتے تھے حضرت سجاد	پدر کی لاش پہ باہ و نالہ و نر یاد
نمان گردش گردون دون بد بنیاد	حرم کو لے گئے تا شام بادل ناشاد
اب آگے کیا کمون میں نف برونکار افسوس	
جو کر بلا میں بلا کا ہوا ہے ان پہ گزار	زبان وہ کونسی ہے جس سے اٹکا ہوا ہمار
محبت انکی نے پایا، جس کے ولین قرار	یہ چاہیے کہ بہ نقداد برگ ہر شجار
اب انگشت وہ کرے حیف و بیشمار افسوس	
بیان تمام ہو سو و اب تو اس غم کا	جو اتفاق کرے ناطقہ دوسرا لم کا
یہ ذکر ہے شہ کون و مکان کے ہاتھ کا	اب آگے دو دلہب سے ہر مارتا دم کا

کون زردے کتب مجھے جانگزا سخن	اسیر قتل کے بعد اوجوہو کے اہل محن
بسوے شام چلے لٹ لٹا کے عویان تن	کلیہ سیر بفلک کر لہو سے بھر کے نین
امید بگھٹے ہمیں یہ تھی روزگار افسوس	
ہمارے واسطے خدمت کے تو ہوا تھا خلق	دیا حق اور دن کو تو نے ہمارا کائے خلق
ہمارے تن پہ نہ غارت گروں ڈچھڑا دل	بنی کی آل کے دلکا خوش آیا بجھو خلق
ہوا یہ ظلم مجھے ہم یہ ناگوار افسوس	
جب اس جگہ سے ہوا انکا قتلگہ پہ گذر	کئی ہر ایک کی تب سوے عیش آہ جگر
نظر جو آگئی زین العباد کو نفس پدر	اور اسکو نفس پدر پر نظر نہ آیا سر
یہ بولا اس تن بے سر کے لگ کنار افسوس	
تو خاک و خونین پڑے کیوں اڑ چھوڑ کر ڈیرا	میں تیرے سر کے لحد کمان اڑ سر تیرا
غم تیشی نے دلکو مرے بہت گھیرا	یہ کاش کاٹتے تھے سر کے بدلے سر میرا
جیون میں یوں تو مرے اڑ کر گواہ افسوس	
ترے سرانے جو فرصت ہو بیٹھ لو دشمن	غبار تن کا ترے آنچوان سے دھو دشمن
جی اپنا مجھ کئے ہتیار ہو تو کھو دشمن	ترے قدم تلے تیری طرح سے سو دشمن
میں کیا کروں نہیں میرا کچھ اختیار افسوس	
بجز خدا کے یہ بندہ دکھ اپنا کس سے کہے	اگر بہاڑی ہو دکھ مرا تو وہ نہ سے
میں اور دیکھوں کہ پیکر سے تیری خون اہری	ترے بدن پہ ترا سر نہ تیغ کین کر رہے
دل نہ دیکھوں جن اپنے پہ برقرار افسوس	
دکھ اپنے دکھ کون کس کا اید پر ہی بات	کوئی رہا اے کون جس سے سوز دلکی بات
کڑگی کس طرح اس داغ کی مری اوقات	بے قریب ترے قتلگہ سے آب فرات
نہ تیرے خلق میں یا نہیں ہو بچہ دھارا افسوس	
یہ زخم نادرک دل دوزخ میں ترے تن پر	کہ نہ فلک پہ نہوین گے اس قدر اختر
جگہ کوئی نہیں ثابت جدھر ٹپڑی اڑ نظر	میں دیکھوں جیتے جی اپنے ترے حال پدر
کہ مجھ بدن سے ہو بیکان تیرا افسوس	
ہوئی اے کس پہ مصیبت یہ زیر جوش کہن	کہ بعد مرگ کیا ہونہ اسکو دفن و کفن

طفل شش ماہ پر ثابت کو نسی تقصیر کی	اتنے خاطر بھڑی طلق اٹکے سے پیکان تیر کی
گھینے تا اسکو بھی تیغ جور کے مار دیکھے پنج	
ردون میں امن کو یا اکبر کو پیٹون یا و کر	آگے چھوٹے بڑے سارے تر تیغ و تیر
ابنی آنکھوں نے ہو کیو کر میں پونچھون اور پدر	اب تلک اٹکا جو وہ تھے میرے دلبند و جگر
اجم رہا ہے خون ناحق انکی تلوار دنگے پنج	
بیوہ زن کتنی جو باقی ہیں سوا پیر یہ عذاب	سر پہ نے چادر کسی کے ہر نہ چہرہ پر نقاب
بلے حجاب او ٹونپہ جاتی ہیں میان آفتاب	ڈکھ دھند دنگے سوار گردانے اسے علیہ جناب
سے ہوا دار و زمین ہر کوئی نہ غلخوار دنگے پنج	
میں میان کیا کیا کروں اس آفت ناگاہ کے	دن کو وہ چلتے ہیں مدے کھینچتے ہیں راہ کے
رات پابندی کی خاطر میرے ہر دلخواہ کے	جز و شیرازے میں ہو دین جون کلام اللہ کے
ایک ہی زنجیر ہے اتنے گنگار دنگے پنج	
میں ہوتے ہی تو پھرا ڈٹو نیہ ان کو کر سوار	کتے ہیں عابد کو لے جل وہ لعین نابکار
راہ چلو اتے ہیں پھرائیں نا توان کو مار مار	جانتے اتنا نہیں ظالم کہ اونٹوں کی مہار
یہیچنے کی تاب کب ہوئی ہر بیمار دنگے پنج	
کر دیا ہے ایک تو بیماری نے اس کو نیل	قطع منزل سے نہیں ہے چہن اسکو ایک پل
جد ہی اسکا کرے اب مشکل تنگی آکے حل	کیا بیشکل ہر کہ وہ لمون تو کتنے ہیں چل
اور چل سکتا نہیں ہر راہ وہ خار دنگے پنج	
ایک تو بہو نیا تھا بیماری سے سر تکے قریب	دوسرے اس حال پر ہو دی مصیبت نصیب
کیا دوا کا ذکر ہے اور کیا ہر مذکور طبیب	آب کا قطرہ جو اٹنے مانگتا ہے وہ غریب
کتے ہیں یاں آب تلوار دنگے ہر دھار دنگے پنج	
طعن و طنز انکی وہ سنتا جانے ہر ہر ار کے	بھینچے دم بھرن دین سایہ تلے دیوار کے
یاؤں کے لو ہو میں اس کے ڈوبے بین سر خار کے	کیا گڈتی ہو نیکی کہ دل پہ اس بیمار کے
جسکی بیماری کٹے ایسے دل زار دنگے پنج	
دے جو ستورات کو ڈھارس کوئی ایسا نہیں	لیجے ہیں تیام بیس کہ چھین اعداے دین
تھنے وارث تھے ہوئے وہ طعمہ شمشیر کین	بچ رہا ہے قتل سے جو شخص یعنی عابدین

گر کیا کرے ہر بیل و ہر ہنار افسوس

مرثیہ محسن ترکیب بند

ابر و نیکو اٹھا ہے آج کسارون کے بیج
خاک سپرد کرتے آئے مست ہیارون کے بیج
ساغ خون جگر چلتا ہے میخارون کے بیج
گر گیا باغ رسالت کا وہ گل خارون کے بیج

یعنی ابن ساقی کو فرستے گارون کے بیج

ابر و نیکو سدا میخو رہیں گے خون کے جام
ساقی کو زکابن پانی ڈبایا گھر مست ام
ہو شیار و مست سر پر خاک ڈالیں گے مدام
حیف اہل قبلہ سے صادر ہوا یار و وہ کام

الخدر جس کام سے کرتے ہیں کفارون کے بیج

نور چشم مصطفیٰ سے ہر برامت کا معالیش
بھائی کی اُسکے ٹڑپتی ہے لب یا پر لاش
خویش و خرمندہ ذکا اُسکے کردیا تن پائش
اب وہ تنہا جھٹ کرتا ہے پانی کی تلاش

تیر باران اُسچہ ہر سو کمان دارون کے بیج

فانکھ کشتی بین رور و نالہ و دستر یاد سے
یا بنی تم یو جھو محشر میں ہر جہاد سے
یہ ستم باہر میں دیکھا عالم عباد سے
لشہ لب بارا گیا ہے گردن اس بیلاد سے

خبر حسین بیگنہ کوئی گنہگارون کے بیج

تم گواہی دیجو جس روز ہون میں داد خواہ
یو خدا شاہ نہیں سچے کا میرے کچھ گناہ
داوین کیونکر نہ جیا ہوں جب کھوں تم سا گواہ
کا کمر ناخس سراس کالے گئے وہ درو سیاہ

تن کو میں ہو گا پیرا لو تھوئے ہنارون کے بیج

کیا کما شیون سے اُس بجرم فی جو حرف بند
جس گھر ہی کا فر بھی کائے تھیں گلو کو گھنہند
کیون جدا اُسکا کیا ہے ہند سے ہر ایک بند
اُسکو بھی پانی ملا دیتا ہے کوئی درد مند

فرج پیا سا ہی ہوا وہ اتنے دیندارون کے بیج

کیا کروں میں ان لعینوں کی فساد کا بیان
کر گئے ہیں گے جدا تیغ ستم سے شامیان
عضو عضو اک ایک کا اس سرور مرد و جہان
جون درخت خشک کی بخار کا میں ڈالیاں

آل کو تیری گر گھجے یہ اشجارون کے بیج

آزادی آل پر تیری بر سر ہنشر کی
مجمعیت کے چنے پر اسفند در تعزیر کی

لوہین رہ گیا تن تہلا کر	کرین یہ کچھ تری امت کہا کر
فاما تم آہم آہم آہا	
نہ تھا عالم میں کچھ پانی کا توڑا	بد اسکو نے بہت پہونچا نہ تھوڑا
نہ قطرہ حلق میں اُس کے نچوڑا	یہ دنیا کے لیے منہ دین سے موڑا
فاما تم آہم آہم آہا	
شہا ان کو حدیث من تہ آئی	ہوئی کیا خواب غفلت کی کہانی
نہ آیا رحم دیکھ اُس کی جوانی	دبا ذرہ نہ وقت ذبح پانی
فاما تم آہم آہم آہا	
نوا سا جس کو منجیب کا جاہن	کرین عضوا کے نیرنگے نشانین
لگین سرائے کا آگے وہ کٹانین	مسلمان ہو کے بات اسکی نہ مانین
فاما تم آہم آہم آہا	
نہ چھوڑا خویش ہی اُس کا نہ بھائی	ایسے تیج ستم سے رانی کافی
رہا عابد سوطوق اسکو بھائی	حیا ذرہ نہ تیرے منہ سے آئی
فاما تم آہم آہم آہا	
سرا اسکا نیرے کے اوپر علم ہو	سوار اونٹون پہ بے پالان حرم ہو
وہ جٹکے آگے تیرا ہوش و دم ہو	انہون کے ہاتھ اسپر یہ ستم ہو
فاما تم آہم آہم آہا	
نہ تھے جس پردے کے وہ محرم راز	سدا جو عرش پر کرتے تھے پرواز
سوویسے پردین جتنے تھے دلساز	سنی انکی کس دنا کس نے آواز
فاما تم آہم آہم آہا	
کہین باہم ہو کشت دھونکی محبت	تو کشتورات کا ہے پاس حرمت
تری عمرت کی تو لازم تھی عزت	لگی قوم عرب سے اتنی غیرت
فاما تم آہم آہم آہا	
رمل حق بین ہر دم ہے منظور	ہم اس عالم سے بھی بین شاد و مہم
عمل بد کر گئے ایسا یہ معذور	بڑے اعمال سبکے عفو سے دور

سودہ کچھ حالت ہو لکھی اُن دل افکار دیکھ بیچ	کوئی تو فرزند آئیں سے کس کا کوئی خویش جس سخن سے اُن غریبوں دگے، دل پہ نیش	سر پہلے جائے ہیں نیز و نیز انھوں نے گرد پیش دیکھ دیکھ ان کے تین ہوتے ہیں دو ذہین دیش
ہوتے جاتے ہیں لمون نیزہ برداروں کے بیچ	گرا رام بچہ لٹے اس کو کتے ہیں شید میں جو چہ دیکھا تو اُسے بھی ہیں بدتر یہ پلید	یا رسول اللہ ہوں ایسے سلمان نا پدید اور یوں مارین امام دین کو یہ بہرہ نرید
عبد و آہاسے، گردن اُنکی زنا رو کے بیچ	مجھ جگر گوشوں کے اتم بن بٹھایا ہے مجھے جون انھوں نے آتش غم کی جلایا ہے مجھے	جور فرزند دن پہ میرے کر دکھایا، مجھے خون کے آنسو سے یسوں کی رو لایا، مجھے
اُنکو بھی جلتے دکھا دو رخ کا انکار دے بیچ	رات دن سُن سنے رو تھے ہوارض دسما سودا تو اس غم میں دل بنا رکھیا جو سدا	نوحہ جنت میں غرض کرتی تھیں یوں خیر النسا و وہ جان سے کم نہ ہوگی تاقیامت یہ عزا
خسروین اُسکو لکھیں گے تعزیر داروں کے بیچ	ایضاً مرثیہ محسن توحیح بند حضرت	
دل خیر النسا جدم کراہا طریق دین جو امت نے نیاہا	بنی سے یوں علی بولے کہ شام اُسے میں کیا کون عالم پناہا	فاما ثم آہا ثم آہا
ہمارے واسطے یہ ظلم بے حد ولے گزرے ہے اتنا دلیں جدید	بیاطن نیک ہے ظاہر میں ہو بد عمل ایسا ہوا ہل دین سے سرزد	فاما ثم آہا ثم آہا
جینا تھا جو میرے دل کا آرام یہ غم ہو کہ بنیوں میں ہو یوں نام	چلے ہے اُسے بیخ خون آسم محمد سے کی امت اور یہ کام	فاما ثم آہا ثم آہا
سر اسکا خنجر کین سے جدا کر	وہ ظالم لے گئے نیزہ چڑھا کر	

کون ایسا کہیں وہ جس سے اپنی دل کا درد	دیکھ دیکھ آپس میں منہ کہتے ہیں بھر کر آہ سرد
واحینا واحینا واحینا واحین	
ورمیان اُنکے چلے جاتے ہیں نیر و نہر وہ سر	کوئی تو بھائی ہی کوئی غویش ہے کوئی پسر
نہوں کے قطرے یوں ٹپکتے ہیں اُنھوں کی جسم پر	منہ پہ ملل کہتے جاتے ہیں بدن سے پوچھ کر
واحینا واحینا واحینا واحین	
اس طرح جاتا ہے فرزند پیمبر کا حرم	سو طرحی ہے تقدی سر پہ اُن کے دم دم
جو کوئی دیکھے اسرائیل و رد سے اب یہ ستم	منہ پر اپنے مار کر کتا ہے وہ سیلی غم
واحینا واحینا واحینا واحین	
لے اُنھوں کو بھوکہ ہے اس حادثہ میں نہ پیاس	لے بجا ہیں ہوش اُنکے فز دست اُنکے حواس
دخل کیا جو نیند اُن کی آسکے اُنھوں کے پاس	یہ سخن جنبش سے لب کو اُنکی ہوتا تھا قیاس
واحینا واحینا واحینا واحین	
صبح سے تا شام سر پہ اُنھوں کے آفتاب	لے خورش روزانہ ہی اُنکی تین ڈنکوں خواب
پھرتی ہی اُنھوں کیلین از بس شکل بن بو تراب	بات اُنکے کچھ ہی پوچھ دیتے ہیں وہ یہ جواب
واحینا واحینا واحینا واحین	
مقتل شہ کا اُنھوں کے دل میں نہ تھا خیال	روم روم اُنکے سر ہر اکدم اُبتا ہی جمال
چلتی دیکھیں دھار پانی کی تو اُن پر ہر وبال	کہتے ہیں تب حلق و خنجر کا وہ کربا اقبال
واحینا واحینا واحینا واحین	
مل گیا مٹی میں اُنکی سلطنت کا تاج و تخت	ہیں یازک دل خزان میں ہوئیں جون و گدخت
ہلک بھی کتا ہے اگر کوئی کچھ اُنکو ہو کر خست	بو لہر ہیں یوں جگر کی اُنھوں نے ٹپکانے لخت
واحینا واحینا واحینا واحین	
کیا کروں میں اب اُنھوں کی جو اسی کا بیان	کچھ نہیں ہی فرق ہرگز نیک و بد کے درمیان
خواہ اُنکا دوست ہوئے خواہ وہ خواہ اُن کا	سامنے آجائے کوئی اُس سے کہتے ہیں کہ مان
واحینا واحینا واحینا واحین	
ہر روایت پہونچی جب مقتل پہ اولاد رسول	دیکھ کر زینب نے سو لاش فرزند بتوں
خاک ڈالی سر پہ اپنی اور ملکر منہ سے دھول	بیٹ بیٹ اپنی سر و صورت کما ہو کر لمول

فاما تم آما تم آما	
اہین تو ہے بقا عین من ماین	اجل ہے زندگی راہ خدا میں
خوشی سب طرح تسلیم و رضامین	پر اہکا حال کیا روز جزا میں
فاما تم آما تم آما	
بیان اس جو رکاب تک کرو میں	ستم کا اٹکے کیونکر عرض دو میں
بجز حرف تاسف کیا کہوں میں	کف افسوس یوں کہ کہہ لوں میں
فاما تم آما تم آما	
یہ حرف لے مہربان سرور توجہ دم	سنے شیر خدا کے منہ سے پیہم
نگلے آپس میں لگ از شدت غم	یہی کہتے تھے روز و شکل غنیم
فاما تم آما تم آما	
مرثیہ مخمس ترجیع بند	
دلے جو پوچھا میں اب کیوں نہیں ہر جگہ چین	یوں لگا کہنے وہ مجھے کیا کہوں نہیں بچھے بین
تشنبہ لب مارا کر شقیوں نے نبی کا نور عین	جسٹن دیکھا جا نہیں یہی اب شور و شین
وا حسنا و احسنا و احسین	
جسکو دیکھو بھر رہی خون جگر کی ہر لک	خاک سرور کرتے ہیں مومن کی دکا فرنگ
آج ماتم ہو رہا ہے لے زمین سے تانگ	سینہ کہہ کہہ کوٹتے ہیں آدم و جن و ملک
وا حسنا و احسنا و احسین	
تن تو اسکا رن میں ہو آلودہ گرد و غبار	سر لیے جاتے ہیں نیزے پر لعین نابکار
اہل بیت او مٹو نہ گرد اس کے ہیں در محل سوار	ہر قدم کہتے چلے جاتے ہیں روز و نازار
وا حسنا و احسنا و احسین	
اس سفر کے دیکھے عالم ہو کیا نہ راہ کا	کچھ بجز خون جگر تو شہ نہیں ہے راہ کا
یوں حرم جاتا ہر اوٹو پھر رسول اللہ کا	یہ سخن ہر گز پیہمبر کے ہر دل خواہ کا
وا حسنا و احسنا و احسین	
چہرے کا ہر اک کر غم سے ہو رہی رنگ نلد	بڑ نہی ہر راہ کی سر پہ سہیون کے خاک گرد

چلے ہیں دنگھ کے نیپرے پر یہ ملعون آج سر جھکا	اڑا عریان سوکھے دھوپ میں تن خاک پر جکا
خلف ساقی کو تر کا محمد کا نواسا ہے	
نہیں دیکھا کوئی ایسا زانیے ان اپنا سے	وہ پانی کا ہو پیا سا لوگ اس کو خون کی پیا سو
نہرا دن کھینچ تلوارین مقابل ہو دین تنہا سے	گر یہ ظلم جس بد سے نہ لاساری دنیا سے
خلف ساقی کو تر کا محمد کا نواسا ہے	
گیا چوپایہ آگھر اپنے جنگل سیر کر سا	بکھر و آشیان پہونچا ہوا میں جبکہ پر مارا
بیابان مرگ یوں کسکا ہوا گھر کا گھر سا	نہ پہونچا جو وطن ان پر وطن سے ہو کے آوارا
خلف ساقی کو تر کا محمد کا نواسا ہے	
پیمبر زاد و زمین مارا کسی ناناک کی امت نے	کسی پر بھی کمین تیغے گھسے ناناک کی امت نے
بتا دو اسکو مارا ہو تے ناناک کی امت نے	کیا ہو قتل دنیا میں جسے ناناک کی امت نے
خلف ساقی کو تر کا محمد کا نواسا ہے	
کمین ہیں دور و آسین ہودی اور نھرا نی	رہے تکیف میں ہم تو زراہ ناسلمانی
یہ کرتب اس کے ہیں جنگو پر دعوائے سلمانی	سمجھتے ہو وہ کہ کون آج ادا جسکو میں پانی
خلف ساقی کو تر کا محمد کا نواسا ہے	
زمین سے نقش پاؤں خروا عیسیٰ کا جسدن گم	سرو پیر خاک کرتے تھے ہماری قوم کے مردم
کوئی یوچھے اُنھوں کو جلے امت میں ہو سکی تم	یہ رونما چاہتے ہیں جسکا تن سیونکے زیر سم
خلف ساقی کو تر کا محمد کا نواسا ہے	
مسلمان ہیں یہ جسکی مان پیمبر اپنے کی جانی	عطش پیسے کی مر ڈمر ڈی بھی ذہ نہ بچھوانی
بھون سیراب حیوانات سب شہری و صحرائی	دہن سے پیاس کو اسے زبان جس کی کلانی
خلف ساقی کو تر کا محمد کا نواسا ہے	
جوانگاہ پانی ان نے تو لگے کہنے زہریک سو	جہان کا آب ہو فیض میں تو قطرہ نہ دین جنگو
جو وہ بولا کہ میں ہوں کون سمجھو تو ہم از بدخوا	تو یوں ملعون لگے کہنے اسی ہم جلتے ہیں تو
خلف ساقی کو تر کا محمد کا نواسا ہے	
یہ کہتے ہیں کوئی جلدی کو اس کے سر کو جالو	نہو ایسا کمین وقت نماز اب اتھ کو جلیو
معاذ اللہ اگر یہ آپ کو تا آب ہو نکھاوے	تو پھر ہم میں سے ایسا کون ہو جو اس کو بردا

واحینا و احینا و احینا و احینا و احین	
وارون ہرزحم بدن پر تیری اپنی جان میں اب یہی کہ کہ رہو گئی مرگ کی خواہاں میں	پھر کیا یوں اسے تن میرے ترے قربان میں ہائے بھائی دیکھوں کن آنکھوں سے یہ طوفان میں
واحینا و احینا و احینا و احینا و احین	
دولت کو میں لیتی آ کے تیرے کو بشر یاد کرتا حشر تجکو بولیں گے ہر سو بشر	جس سے ناخوش دل نہو چوٹی کا سوتا تو بشر خدا ہوتے تھے عرب میں دیکھ تیرا رو بشر
واحینا و احینا و احینا و احینا و احین	
ہاں تری خیر النساء بنت شافع المذنبین یہ ستم زیر فلک کیا کر گئے اعدائے دین	باپ تیرا ساقی کوثر امیر المؤمنین سو گلوے نشہ پر تیرے جل یوں تیغ کین
واحینا و احینا و احینا و احینا و احین	
لکھی صورت دیکھو گی آفاق میں کہ چشم باز نکلے ہر ہر سو سے میری یہ صدائے جاں گداز	کس طرح اب دلو میرے زندگی کی ہو ساز جان کو میں کر بگی ہوں اپنی اس غم کی نیاز
واحینا و احینا و احینا و احینا و احین	
یوں کہیں وہ موت میں سو خاک میں اکبار مل آب ہوتی ہی یہ کہنے سے مرے بھر کی سل	جنگ بن دیکھے نہ تھا آرام مجھ کو ایک تل ساب اس غم کی جلاوری کمان میل او تل
واحینا و احینا و احینا و احینا و احین	
سامون کی ابر کی صورت برستے تھے نین جس گھڑی منہ سے اٹھو گی یہ نکلتا تھا سخن	مہربان زینب غرض کوئی تھیں ہر دم یہ سخن قصدا اپنے قتل کا کرتے تھے سکر مرد و زن
واحینا و احینا و احینا و احینا و احین	
مرثیہ خمس تر جمیع بند	
جہان میں زندگی ابھی سو کون اتنا ترا سا ہے گلے پر آج جس لب نشہ کے خنجر کا داسا ہے	سمیت از قربان میں بلا کے کسا باسا ہے لب دیا پہ کوئی بھی زمانے میں پیاسا ہے
خلف ساقی کوثر کا محمد کا لڑا سا ہے	
کنیا ہی آسمان نیچے قابل در بدر جس کا	ستم کشوں دوست ظلم سے لڑا ہی گھر جس کا

ٹرپے ہن وہ پالامین لگا کر جنکو سینے سے	کوئی یہ زندگانی ہر مری حیف لیے چیز سے
خدا کیواسطے زینب مرا جینا نچا ہو تم	
بدینے کی طریت جیتا میں اب کس کچھ کر جاؤنگا	تہ تیغ افر با کروا کے کسکو کٹھ دکھاؤں گا
جو گزری سر پہ مقتولوں کے کس کسکو سناؤں گا	ہر جب تک دم میں دم میری زبان پر حرف لاؤنگا
خدا کیواسطے زینب مرا جینا نچا ہو تم	
نہ سمجھیں گے یہ کرب آسمان کی بدخصالی کا	رکھیں گے ملے سب اہل عرب میری سربیکا
دباں اس شکل میں ٹھہرا کر کھنا جم میں جیکا	لے کر قدرت حق کی تھیں اعجاز عیسے کا
خدا کیواسطے زینب مرا جینا نچا ہو تم	
کون کا قصہ میں میاں کو کیا مائے جانیکا	کر دنگا ذکر کیا اطفال کو بانی نہ پانے کا
نہ سمجھے گا کوئی اس کے تین صدہ زمانے کا	رکھیں گے میرے سربتان بنی کو گھر ٹانیکا
خدا کیواسطے زینب مرا جینا نچا ہو تم	
بیان کس رو سے قاسم کی کرونگا کہ خدا نیکا	اجل نے سربلاینگ آنکے سہرا بندھائیکا
شہادت کو دیا دستور جی شہرت بلانی کا	ہرے جب اس طرح شادی کو دن فرزند بھائیکا
خدا کیواسطے زینب مرا جینا نچا ہو تم	
جگر گوشہ کی صورت دیکھتا ہوں خون میں ڈوبی	جوانی میں کون اکبر کی یا مغر کی مجھو بی
دو وطن کے منجھ کر قاسم کی مجھ کو سخت مجھو بی	اکروالضات ہر اس طرح کی جیسے میں کیا خوشی
خدا کیواسطے زینب مرا جینا نچا ہو تم	
مرے ہر اک جگر گوشے کا اب تن و جدا سرزد	پڑا ہر دست اس جاگہ کٹا تو پاؤا دھرے
کن آنکھوں نے میں دیکھوں اذہن جو حال اتر چکا	مجھے تو موت ایسی زندگی سے دور بہتر ہے
خدا کیواسطے زینب مرا جینا نچا ہو تم	
ستم اس سے زیادہ مجھے اب دیکھا نہیں جاتا	بتھارا بنگویہ رنج و لقب دیکھا نہیں جاتا
کرے تاراج گھر ہر بے ادب دیکھا نہیں جاتا	یہ دکھ اسے خواہر مالی نسب دیکھا نہیں جاتا
خدا کیواسطے زینب مرا جینا نچا ہو تم	
ہو پٹے ہن کوئی دم میں لعین خیمہ جلانے کو	بیمبر کا ابھی سب دورے ہن گھر ٹانے کو
نہ چادر چھوڑ نیلے سر پر تھائے منجھ چھپا نیل کو	مرے مانع جو ہوتی ہو گریہ دن دکھانے کو

خلف ساقی کوثر کا محمد کا نواسا ہے	
سودا ٹوٹو پہ سوار اُس گھر کے ساکن کج بزمِ بھر جو پوچھو صاحبِ نیمہ کو تو کہتے ہیں یوں منہ پر	خبر کر جبریل آتا تھا وقتِ وحی جسکے گھر جلایا ہے وہ نیمہ جس کا تہ عرش سے برتر
خلف ساقی کوثر کا محمد کا نواسا ہے	
جو وہ سالہ بھی لڑکا ہے غلِ ذرِ بھر ہر کسکے توبے و سواس کتری بن پیر کو پوچھو ہوا سکے	بنی زاد دن پہ جو راہِ ہوا یہ ہاتھ کس کے جو پوچھو باپ کون اسکا گلِ مین طوقِ ہر جسکے
خلف ساقی کوثر کا محمد کا نواسا ہے	
عجب انکا و تیرا ہر عجب رسم و آئین ہے زمین جس بے کفن کو خوشی آتا کس آئین ہے	عجب اسلام ہر ان کا عجب ایمانِ عجب دین ہے گیا مارا جوانِ مین سے اُسے تھنیر و تکھن ہے
خلف ساقی کوثر کا محمد کا نواسا ہے	
نہانا جن لعینوں نے خدا کو حاضر و ناظر کیسے دلِ مین انہیں سے نہ آیا یوں کہ یہ آخر	ہوے بالفرض ہم کافر تو ہیں وہ بدتر از کافر مثال گو سیندا اپنے بنی زادے کا کاٹا ٹھسر
خلف ساقی کوثر کا محمد کا نواسا ہے	
ہو و افسوس مین بھی جو تھے اور وکی امت مین شفاعت کو تری یہ کر یقین روزِ قیامت مین	عرض اے سودا اب ہر یگانا ذبِ مین متین کما کر مرثیہ حسین کی دائمِ محبت مین
خلف ساقی کوثر کا محمد کا نواسا ہے	
مرثیہ محسنِ مزجِ بند	
نہ جاؤر نکو باقی ماندگان کے آسرا ہو تم جھین مرنا تھا سو تو مر چکے جیتے بسا ہو تم	یہ زینب شہ سے کتنی تھی ہمارے بادشا ہو تم کما سکر اٹھوئے واسطے اب میری جا ہو تم
خدا کی واسطے زینب مرا جینا بچا ہو تم	
کہ جسکے گھر پہ یوں اہلِ تم کی تیغِ رانی ہو تمھاری چاہیے بھیر ہی اب مہربانی ہو	گوارا کسطحِ کاسکو اپنی زندگانی ہو وہ ہو دینِ قتل جو ہر اک محمد کی نشانی ہو
خدا کی واسطے زینب مرا جینا بچا ہو تم	
لوئے وہ خاک مین محمد ہو پانی کو پینے سے	جو میر ساتھ جیتے جاگتے آئے دینے سے

غرض سن سنے ان باتوں کو زینب ہاتھ ملتی تھی	ہسان سنج ماتم غم سے وہ رورو کر جلتی تھی
دلے پشہ کے دل سے موت کی خواہش لبتی تھی	کہ انکے ہر بن مو سے مدد یا یہی نکلتی تھی
خدا کی واسطے زینب مرا جینا نچا ہونم	
کون کیا آگے سو واجب یہ باتیں کہہ دیتی تھی	جو سامع وان کھڑے تھے ان کو دامن خود بھرتی تھی
مگر کے ٹکڑے اگر چشم سے برین ٹھہرتے تھے	اجل جنگی نہ تھی سو بھی یہ مصحح سے مرتے تھے
خدا کی واسطے زینب مرا جینا نچا ہونم	
مرثیہ محسن توحید بند	
کشتہ گردید ز جور فلک بے ادبی	تشنہ لب بر لب و ریاشہ عالی نسبی
بار فیکان و غوزان شہادت طلبی	چہ گویم بتواے دل کہ ز قوم عربی
بادشاہ ہے مجھی بود و سیاہ ہے مجھی	
کیا بیان تھے کروں اب میں لایعظم درو	جو جگر گوشہ حیدر پہ ہوا روز سرد
خویش و فرزند و رفیق اسکے گئے فردا فرد	یاد میں اسکی یہ کتا ہوں میں بھر بھر دم سرد
بادشاہ ہے مجھی بود و سیاہ ہے مجھی	
شہ بہفتا و دو دن اور عد و جمع کثیر	جان شیرین دی نیست اپنی صغیر اور کیر
دیکے یوں سر کو شہادت کا لیا تاج دھریا	د فتر غم میں یہ تاحشر کین گئے محریا
بادشاہ ہے مجھی بود و سیاہ ہے مجھی	
مرضی حق سے تو اکدم نہ ہوا وہ باہر	سرفرازی اسے سمجھا جو ہوا میرے پر
لذت تشنگی تھی اس کو شراب کوثر	جیسا وہ آپ غرض و لیا ہی اسکا شکر
بادشاہ ہے مجھی بود و سیاہ ہے مجھی	
بھوک میں اسکے رفیقوں کی تولوہ چاہا	اب نمشیر سے پیاس اپنی کو سب کی دابا
کوئی ایسا نہوا اپنے مجھ دوا	غیر ان شہ جو کے بیٹی سے مت مر بابا
بادشاہ ہے مجھی بود و سیاہ ہے مجھی	
خواہش حق سے تو منہ پھیرنا تھا اسے بعید	اک ہوا ایک کی چھاتی پہ قدم رکھ کر شہید
باب کو بیٹے کے مرنے پہ تھی ہر دم تاکید	غرض ایسی تو زائے مین نہ دید و نہ شنید

خدا کیواسطے زینب مرا جینا نچا ہو تم	
یقین کر جاؤ اس خواہر یہ تمہیں کب ملے گی بل پیادہ آگے عابد کو کرین نظارہ ہر منزل	تمہیں بیٹھا ستر کی پشت پر دیکھیں جو بے محل بھلی ہو موت ہی اس سے جو ہولناکیاں شامل
خدا کیواسطے زینب مرا جینا نچا ہو تم	
جنھن کے دیکھنے سے ایک پل مجھ کو نہ تھی سیری بٹھے کیا زندگی لازم ہے اب کے عمر بہتری	سواس دشت بلاین ہو گئی وہ خاک کی ٹھہری اگر تم دین و دنیا میں رکھو ہو آبرو میری
خدا کیواسطے زینب مرا جینا نچا ہو تم	
کرو انصاف تاکہ دین بھلا کر دے جیون میں ہلاک امنصر مرا جب ہو کر تو غور جیون میں	برستی دیکھ فرزندوں یہ تیغ جو جیون میں مرے یوں سامنے اکبر سا بیٹا اور جیون میں
خدا کیواسطے زینب مرا جینا نچا ہو تم	
صیانت کی عجب گردن فیضان اہل مینے کی چھوڑا اُسکو بھی تھی عمر جسکی مہینے کی	مذی فرشت کیسکو ایک دم بانی کے سینے کی بھلی تھوڑی ہو فکر مجھ جیسے کے سینے کی
خدا کیواسطے زینب مرا جینا نچا ہو تم	
عداوت ظالموں کو ہو مجھ سے اس گھرانے میں بلا ہوتی ہو رو سکی مرے گردن کٹانے میں	فقط میرا سبب ہو تم پر اس آفت کا آئین بچیں ہیں اتنی جانیں ایک میری جیکے جانیں
خدا کیواسطے زینب مرا جینا نچا ہو تم	
جیون ہوں جب تک اہل بیت پر چال ہو طاری نہ دینگے قطرہ ظالم کیجیے گوشت و زاری	کہ انکی بوند بھر بانی کی خاطر چشم ہو جاری مرے اک مرتبہ ہوتی ہو آسان سبکی شواری
خدا کیواسطے زینب مرا جینا نچا ہو تم	
تمہیں اپنی عوض عابد سائیں و لبند دیتا ہوں تمہاری غمگساری کو میں یہ فرزند دیتا ہوں	محمد کے جگر کا ٹکڑا اک بیوند دیتا ہوں میں اپنی خون ناحق کی تمہیں سو گند دیتا ہوں
خدا کیواسطے زینب مرا جینا نچا ہو تم	
میری اب زندگی کا چاہنا خدا ہی سے خدا لازم ہے بندے کو جناب کمر بانی سے	نہو بیتاب و طاقت اتنی باہم کی جدائی ہے جڑے اس طرح کتنے ہی ہوئے ہیں بن بھائی ہے
خدا کیواسطے زینب مرا جینا نچا ہو تم	

سرشہ آگے سر دین کے جو سرشہام چلا	تن رہا سب کا پڑا خاک میں اور خوین لٹلا
لرزی اس آن زمین اتنی کہ تا عرش ہلا	ہاتھ سے ہاتھ ملائک نے یہ کہ کہ کے ملا
بادشاہ ہے عجبی بود و سپاہ ہے عجبی	
آیا اس قافلہ کے جسکے طبعی مقتل سراہ	پئے سب اہل حرم رورو کے باتالہ آہ
اشقیات کتنے جو اس قافلے کے تھے ہمراہ	وہ بھی کہنے لگے لو تھو کی طرف کر کر نگاہ
بادشاہ ہے عجبی بود و سپاہ ہے عجبی	
لاش پر بھائی کی زینب نے کہا روروزار	کل تلک یہ تھا کہ دوسری زبیلے اظہار
قایم اب تک ہے سمیت رفقاوہ سالار	آج یوں کہتے ہیں یان دیکھ تجھے راہ گزار
بادشاہ ہے عجبی بود و سپاہ ہے عجبی	
آتش لب فوج کیا تجکو چھوڑا کر کے وطن	نہ تجھے گورلی یان نہ دیا تجھ کو کفن
سانے تیرے مولیٰ کیوں نہ یاں جانی بہن	کہ نہو جگین تو ادھن میں تری ہو یہ سخن
بادشاہ ہے عجبی بود و سپاہ ہے عجبی	
کر بلا کے مرے او بھو کے بیاسے مہمان	جاؤں تیرے تن مدجال کے ہر دم قربان
بیٹو عجبی جب تین جیونگی سن لے میر جان	تجکو اور تیرے رفیقو نکویہی کر کے بیان
بادشاہ ہے عجبی بود و سپاہ ہے عجبی	
دو دن ہوتا تو اگر اور ترے جانبا نان	مقبرہ یان تر ایتنا انھوں کی گورستان
بٹھتے ہو کے مجاور جو کوئی آ کر یان	پوچھتے روضہ ہو کسا تو یہ کتنے بفرغان
بادشاہ ہے عجبی بود و سپاہ ہے عجبی	
لک کے اس سینہ مدبارہ کی بھڑین عباد	بولارورو کے پردوش ہون زابل عباد
نہ رہا تو یہ رہے گا یہ سخن خلق کو یاد	تاج امر خدا جگ میں بال محباد
بادشاہ ہے عجبی بود و سپاہ ہے عجبی	
حال ظاہر کا یہ ہو چکا کہ ہین سب کو ناظر	حق ہو پر رتبہ باطن سے ہمارے ماہر
میر جو تو نے کیا ہو کے رضا پر شا کر	ادع ایوب کہے آل بنی مین صابر
بادشاہ ہے عجبی بود و سپاہ ہے عجبی	
پانہر بھیر نکلا طوق میں گوہے میسر ام	جو جھبہ ہم پہ ہوا اور بھی ہو بھیرام

بادشاہ ہے عجبی بود و سیاہ ہے عجبی	بادشاہ ہے عجبی بود و سیاہ ہے عجبی
ہر جہان کے مین کون دلا عطش کی کھال دہم ناقص مین تو اپنے ہی گزری خیال	سینہ نیرون سے ہوا مہی بے آب کھال ہر بنی سے بیسے حق کہ محمد کی یہ آل
بادشاہ ہے عجبی بود و سیاہ ہے عجبی	بادشاہ ہے عجبی بود و سیاہ ہے عجبی
کٹ گئی جب رنقا کاٹ کے لاکھون حلقوم آکے میدان مین مسلح دو جہان کے مخدوم	نہ تو اکبر ہی رہا رن مین نہ اصغر مصوم یون کہا یاد کرو گے یہ تو اسے قوم مخوم
بادشاہ ہے عجبی بود و سیاہ ہے عجبی	بادشاہ ہے عجبی بود و سیاہ ہے عجبی
آگے احوال شہادت کی کروں کیوں کیریاں پہونچا جب منزل مقصد گوشہ ہر دو جہان	کس طرح سننے بخون مین چین پر و جوان یہ نہ ارض دہا سے ہوئی با آہ و فغان
بادشاہ ہے عجبی بود و سیاہ ہے عجبی	بادشاہ ہے عجبی بود و سیاہ ہے عجبی
ہر روایت کہ ہوا جنگ کا جہیم انعام رہو شاہد جو ہوا آج کے دن بجھے کام	شہر ملعون یہ لگا کہنے کہ اسے مردم شام سرو کاٹا ہی مین جسکا بحصول انعام
بادشاہ ہے عجبی بود و سیاہ ہے عجبی	بادشاہ ہے عجبی بود و سیاہ ہے عجبی
بالے یہ دیکھیے کیا بٹنے یزید اب مجھکو اتنے دینار لون بٹنے مین مرے تن پر مو	خلعت واسپ جو دم وقت کروں اسکو روکو سر کو لیجا کے کہوں گا مین کہ تیرا یہ عدد
بادشاہ ہے عجبی بود و سیاہ ہے عجبی	بادشاہ ہے عجبی بود و سیاہ ہے عجبی
جمع غارت کا لگا کرنے وہ پھر زور و مال دیکھ وہ مال خوشی دلو ہوئی اسنے کمال	سب کچھ اکٹھا کیا رکھنا نہ جدا کمال یون لگا کہنے کہ یاد دہیہ ہر جسکا اموال
بادشاہ ہے عجبی بود و سیاہ ہے عجبی	بادشاہ ہے عجبی بود و سیاہ ہے عجبی
جب لگے کھٹنے شہید و نکی کر سے ہتھیار ہر طرح کی جو لگا جنس کا ہوئے انبار	دیدہ مریخ کا اسوقت ہوا تھا خوب بار سب لگے کہنے کہ اشدری تیری سرکار
بادشاہ ہے عجبی بود و سیاہ ہے عجبی	بادشاہ ہے عجبی بود و سیاہ ہے عجبی
آخر الامر اس اموال کو اونٹون پر لا دو سرشتہ نیزے پہ تھا ب سرو کے پیش نہاد	با اسیران طرف شام جلتے اہل عباد جہان جاتا تھا وہ سر ہوئی تھی وہاں یہ فریاد
بادشاہ ہے عجبی بود و سیاہ ہے عجبی	بادشاہ ہے عجبی بود و سیاہ ہے عجبی

آنکھیں کھول اے میرے لال	مجھ دکھیا کا دیکھہ احوال
تجھ بن میرے نور العین	کیونکر ہوا اس دل کو چین
لہک تو پیارے لب کو کھول	غون غان کر مادر سے بول
ہے میرے لال انمول	جی مان کا ہے ڈانوا ڈول
تجھ بن میرے نور العین	کیونکر ہوا اس دل کو چین
بچہ دل میں ہے یہ چاؤ	مان کو صورت فرہ دکھاؤ
میں تجھ کو کہتی ہوں آؤ	یا تو اپنے پاس بلاؤ
تجھ بن میرے نور العین	کیونکر ہوا اس دل کو چین
چاؤ تھا دل میں سدا بہا	دل کے کروں کی خاطر خواہ
دی نہ اجل نے فرمت آہ	کیسے ہو سدا نہ باہ
تجھ بن میرے نور العین	کیونکر ہوا اس دل کو چین
جی بھلانے کو دن رات	میں رکھتی تھی تیری ذات
اب کس طور کئے اوقات	مجھ سے تو کرتا نہیں بات
تجھ بن میرے نور العین	کیونکر ہوا اس دل کو چین
جگو اپنی گود میں پال کر	کھلا کر میں گلے میں ڈال
دھوئی تھی زلفون کے بال	کیون اب مجھ سے تو ہر حال
تجھ بن میرے نور العین	کیونکر ہوا اس دل کو چین
تھا اس دل میں یہ ارمان	وودھوں ہل کر ہوئے جوان
مرگ نے لیکن دی نہ امان	کیا کیجے اے میری جان

حق کی مرضی تو میدان میں نہ مینہ پھیرا	رن یہ بولے گا شہادیکھ ترود تیرا
بادشاہ ہے عجبی بود و سپاہ ہے عجبی	
کشتی آل بنی پر خنے کی طوفانی	اور پینے نہ دیا ہم میں کسی کو پانی
بات پر امر الہی کی جو تو نے مانی	خلق اس امر میں کشتی ہے بجھے لاثانی
بادشاہ ہے عجبی بود و سپاہ ہے عجبی	
طوق گردن میں ہو گو میری یہ مجھے بھاری	راہ چلنے میں ہو ہو کف پائے جاری
بیٹھ کر تو نے وہ شمشیر ہر آن میں ماری	عمر بھر یاد کریں گے بجھے قوم ناری
بادشاہ ہے عجبی بود و سپاہ ہے عجبی	
مرتبہ ہیگا ہمیں اس سے نہیں ہم مایوس	سر یہ تنگا ہو اگر خار کریں ہیں پالوس
پایاں میں یکہ گرا شک آنکھوں کو لگی ہیں جوس	صبر اتنا دہ نہیں کرتی جو ہے یہ افسوس
بادشاہ ہے عجبی بود و سپاہ ہے عجبی	
چپ ہو سووا تو نکر اب یہ بیان جا نکاہ	سننے والوں کے لو اپنے ہے آنکھوں کی راہ
منفرت کو تری دریا دشہ عالی جاہ	بس ہو اتنا ہی کہ رو رو گئے سجان اللہ
بادشاہ ہے عجبی بود و سپاہ ہے عجبی	
مرثیہ مسدس ترجیع بند	
مان امنہ کی دن اور رین	رو رو کرتی ہیں یہ بین کو
ہاے رے امیر ابن حسین	کس کو دیکھیں گے یہ بین
مجھ بن میرے نور العین	
کیونکر ہو اس دل کو چھین	
کرتی تھی میں تجھ کو پیار	ہوتی تھی یہ جان نثار
تو میرا تھا گل کا ہار	کن نے لٹا لا تجھ کو مار
مجھ بن میرے نور العین	
کیونکر ہو اس دل کو چھین	
کیون تو پڑا اس جا پہ نہ ڈھال	کیونکر لا گئی تیر کی بھال

نجم بن میرے نور العین کیونکر ہوا اس دل کو چین	
پھینک بیٹھے جب آئی تھی دے توجہ پہن میں جی	کتنی تھی مین پیسہ شوی کہ مین تیرے بھاری
نجم بن میرے نور العین کیونکر ہوا اس دل کو چین	
روتا مین کس کو بہلاؤں چھاتی آگے کس کو سلاؤں	دودھا تھپک کر کس کو پلاؤں بھولے مین اب کس کو بھلاؤں
نجم بن میرے نور العین کیونکر ہوا اس دل کو چین	
بیٹا بڑا جو سر کٹواے وہ بھی جب گودی سے جائے	بھولے سے مان جی بہلاے کیونکر جینا اس کو بھائے
نجم بن میرے نور العین کیونکر ہوا اس دل کو چین	
ظلم یہ ٹوٹا میرے پر تو بلی رہتا پاس اگر	بیٹھ گیا ہے گھر کا گھر صبر مجھے ہوتا صبر
نجم بن میرے نور العین کیونکر ہوا اس دل کو چین	
اے میرے امرا و امیر حلق کے اندر مارا تیرے	کن نے تیرے بے تقصیر اب کس بھانت دھوئیں دھیر
نجم بن میرے نور العین کیونکر ہوا اس دل کو چین	
اصل و گھر سے ہوئے مام تو ہی نہ تو پھر کس کام	گو کہ بھرا گھر بار مام کہہ کہ بیٹوں صبح و شام
نجم بن میرے نور العین	کیونکر ہوا اس دل کو چین

کرے ہیں سب میں ہی ہاتھ اپنے ملے	ہم بھی مرین همان، ریشہ کا نقل
ان بن جگ میں ہنوا کیا ہے جینا	جن بن ہونا آج ہوا ہے شہر مدینا
ایک نہیں جتیار ہا جگا لیوین نام	وارث تو سب مر چکے اب جینا ک کام
بختوں کی جو کاش اُدھر کی جتے آوین	پھر مدینے میں جا کر منہ کس کو دکھلاوین
پوچھے جو کوئی آج کدھر تم کھو یا سرور	کہ کیا دیوین جواب اس کو ا دین کو ریسر
لاکھ طرح کا اب ہمیں آنا ہے ہنس	من کو اپنے رہنے کوئی سوس سوس
ایسے کیوں تم بھول گئے ہم کو شہ عالی	تم بن جگ میں کون ہمارا اب ہر حال
جس سے جا کر شاہ کریں ہم دکھ کی باتیں	دن تو روڑی کا گیش کیونکر اب راہیں
ابے جی میں ہر یہی ہوتی ہوئے سو ہو	ہمارا کٹاری پیٹ میں مر رہے سو ہو
سبھی بہن باور بھانجی جان اپنی کھوتیں	افٹو بنر اسوار چڑھی جاتی ہیں زمین
کوئی پیٹے اے کس کا سنس کھلا ہو	کوئی کہتی کج جو ہم مر جائیں بھلا ہو
آگے آگے عابدین یادوں بیا دواہ	تب کو اے منف سی غلہ بخاف راہ
ہم ہیں نہٹ پچھن ذرا صورت دکھلاؤ	یا تم اپنے پاس بہن بھی آج بلاؤ
تم بن سر دباے کو ہم کیونکر جوین	تم بیاتے مر جاؤ اور ہم باقی ہوین
اچھو ہوا سوقت میں تم جتنے شبیر	کیون جاتی تم شام کو ہو کر آج اسیر
شیقون زبان بے گناہ اب تنکو مارا	کیدھر ہے بہات حین اب باپ تھارا
کیا خطر اب ہلکو جان میں نپو جیکے	جب تھے ہون درج بیان فرزند بنی کے
اب جگ میں سکورا جینے کا ارمان	تم کو تو زیادہ نہیں آج ہاری جان
واٹ کوئی رہا نہ دل کی کس سے کہیں	اب توہن ناچار پڑا جو سر پر سیسے

مجھ مان سے مت آنکھیں پھیر	زیت سے مجھ کو مت کر سیر
تجھ بن میرے نور العین	کیونکر ہو اس دل کو چین
تجھسا بیٹا ہوے ہلاک	جیون میں اس جینے پر خاک
لیکے چھری کو میں عنناک	تانا کروں اب سینہ چاک
تجھ بن میرے نور العین	کیونکر ہو اس دل کو چین
کیا وہ کروں میں ایسا یاد	جس سے یہ غم ہو برباد
مر کے مگر میں ہوں ناشاد	قید سے اس غم کے آزاد
تجھ بن میرے نور العین	کیونکر ہو اس دل کو چین
مطلب سودا اس عنوان	باؤ کر میں تھیں شور و فغان
روتے تھے سب اس وجہ جان	ہر دم سن سنکر یہ بیان
تجھ بن میرے نور العین	کیونکر ہو اس دل کو چین
مرثیہ مسدس دوہرہ بند	
سنو تجو بات کون میں تم سے روؤ	غم ہے شدہ کا آج خوشی کو دل سے دھوؤ
جسکو جب میں لوگ کہیں تو کہیں سلطان	سین کا اب اسکا تین کو نہیں سلطان
کہتا ہوں میں اب تھیں لکھ پر خاک لگائے	دین دینی کو تاج کا سر نرے پر جائے
اہل حرم سب اسکے زمین اسکو رو دین	بیٹ بیٹا سرینہ اپنے جی کو کھو دین
کتے میں تم جھڑپیں اب کہاں سدھائے	اب ہم کیدھر جائیں بتاؤ دکھ کو مارے
قید ہو میں جب بی بیان بیاں بیاں بیاں	کمان رول اللہ میں کیجھیں جیو چال
کلیات سودا	کلیات سودا

اس دکھ کو سُن مٹنوں ہوں میں غم نہ کرک	
کستا ہوں رو رو سدا سر پہ ڈالو خاک	

مرثیہ مستدس زبان پوربی آمیز و دھڑبند

کاسین کیسے بات کون من کے بوجھے	رودت ہوں دن رات سینا رٹیں جو بچھے
بنین برست نہ رکھت اگت ہے چھاتی	پیاسے ماسے ہاسے بنی کے ایسے نانی
گیرد سے کپڑے رنگے کھ پر ملے بھجوت	
پوچھیں بی بی قاطعہ کت گیو میر و پوت	
رو رو زنیب ہاے کین تم مر گئے بھاتی	بدل تمھارے آج بہن کیوں موت نہ آئی
پوچھ نہیں کو و بات بیت کر ہم ہن ماسے	کمان پھین اب جلے کھو دکھ میں کھیاے
بابا کے تم لاڈلے نانا کے تم چین	
امان پیارے کمان گئے میرے بر حین	
وہ ہی سورج وہ ہی چاند وہ ہی نکست تھارا	شاہ بنا چھون اور کھو جگ میں اندھیا رو
لینے ہی جا کو نائون لوگ سب سیس نو اورین	سو کو تو کو و آج کمان ہم ڈھونڈ من جلورین
کیسیں اب من میں دھرن لوگ کھم سب حیر	
جا پر پیتی ہو کھو سو جانے یہ پیس	
لاگ تیر تر وار بدن سے نکست لو ہوا	سیس کو بنو بنو نیر پڑ پڑ پھت جون رو ہوا
تن مانی میں ڈار اور کاٹ کر سیس تھارو	ہکھو بیری گھیرے چلے ہیں دیت نکارو
سیس کھلی سب بیہیان اونٹون پر اسوار	
پیادے زین العابدین کھنچت جائے مہار	
اب کون چھورت ناہنہ یہیری پیر کے بانی	جات لیے دارا ملت نہیں عاتین پانی
شام کو بے بس ہم تو چلے ہیں رودت بنین	لو تھہ اکیلی شاہ کی ہے رہ گئی رہنمین
پانوائین کائے پھین راہ جلی بنین جات	
بیری بن ہونگی بھئی آج ڈار اور پات	
تھرے پاچھے پیر زایو ہم دکھ بھرنے	جو تم ہکھو مار پھل یک دن میں دھرنے

اب دین کے سلطان بتاؤ اب تو ہکو	کاشین ہم کسطح جہان بن تیر و غم کو
اب دیکھا جانا نہیں ہے یہ نپٹ عذاب	یارب ہمکو بھی بیان آئے موت شباب
عابد جیتا ایک تے سب کی بیماری	رہتی ہے دن رین نیکینہ دکھ کی ماری
کتنی ہے جو ڈھونڈو مریے بابا کو لاوے	اُسکے صدقے جاؤں جو لا بھپاس بٹھاوے
کب سنئے ہیں دوزخی اب یہ وہ وفغان	بھولے سب اس گھڑی نانا کا احسان
لاگ گلے میں تیر مولا اک بل میں اصغر	اور جا ہوا شہید پیاسا دن میں اکبر
قاسم دو وطن چھوڑ گیا جان اپنی کھوئی	ایسطح سے موئے کٹم کے رہا نہ کوئی
ہمساد نکھیا کون ہو جگ میں داؤد دین	جسکا پیاسا ہو گیا گھر کا گھر تر تیغ
زینب اور کلثوم ہی دروہر باری	کتنی تھی مہر ایک ہیبت اور دکھ کی لاری
آج ہماری کمان گئی وہ زہر مارا	لطفت و کرم کا کمر سر پر ڈالین چادر
زہرا کی ہم بیٹیاں بہنیں تری کمانیں	سرسنگے یوں بیٹیتیں انٹوں ویر جانیں
لاڈلی بیٹی آج جو وہ ہے ایک بھاری	اور بھینچی وہ ہم پھر بھید کی پر پیاری
لے لے تیرا نام وہ ہر دم یہی پکاری	مرتی ہوں بن موت میں لباس چھپ کی لاری
کرمی تو بچیں بس سارے کائناتوں	کپڑا بھی اتنا نہیں کریں جو اُس پر بھانوں
کر بل سے اب شام لے جائے ہیں شامی	اس دکھ میں ہو کون بتا ہنس کا حامی
جگ میں ایسا بے ہوا پانی کا توڑا	جن نے جیتا ایک نہ اب بن جائے چھوڑا
ہم بکس اب کیا کریں اب دین کو سالار	بیکار گھر بن طرح بے جا نہیں کفار
اُسکے نہو یہ سودا کس طور اب ممکن	اہل حرم کو شاتم ملک یوں لیگئے بیدین
سینے کو کرچاک کے اب دل کھلائے	داغ نہیں یہ ایسا جو جیتے ہی جائے

	بابا جو تم دیکھ لو سبھی کسٹم کے لوگ اب کے ابچھڑے کب ملین ندی ناؤ بنوگ	
پانی پر عباس علی کی باغین کا تین ایسے بیری کون تھے بیدرو کائی	سُن سُن یہ دکھ بے ہماری چھاتی پھائین امغر کی جن ایک ہی تیر سی پیاس نبھائی	
	مال بھرے سب جگت کے میدان میں ہجار تایر بانی نالے کا سین کرین بکار	
جانو جو میں ٹھور ٹھکا نو بسین بتاؤن بات کہوں میں کا سین مانے کو اب میری	روس گئے ہوں کہوں تو انکو بگ مناؤن سارے وارث را کہ کی ہل میں ہو گئے ڈھیری	
	رہو نہ کو دھیس بد ہم میں بند یوان بیگ چھڑاؤ یا بنی اہل حرم کو آن	
کہ موسون اب سودا گت گویو کو تیاؤ جن کو گت میں لوگ ہیں وہی سکھیا	بور گئی بن نیر کے گھر کی سیب بن وارث حیران پھرت ہیں ہو کر دکھیا	
	رووت لندن جات ہی بھر بھارت میں کما جیت سنسار کو پیاسو گویو حنین	
	مرثیہ دوازده مصرع مع دوہرہ	
عابد کہتے ہیں یہ سب سے جب سے آیا چھوڑ مدینا میں دکھیا را کو اب رویا اکبر اور صفت سا بھائی کیسا ساتھ ہمارا چھوٹا	روتا ہوں میں جگ میں ب سے پھیر چا یا اپنا جینا باب چچا کر بل میں سو یا بتنگی ملک بھی خبر نہ پائی بیری نے گھر تیر لوٹا	
	لکھی تھی جو کرم میں میٹھے سے تول ہوئی تھی سو ہو چکی کا سین کہن سول	
اہل حرم سب بھوکے پیاسے مجھ سا کون بہت کا مارا	اونو پیر اسوارہ نر اسے قتل ہوا گھر جس کا سارا	

گھر میں پیری پھرین آمارت سب کو گنو	پیر اب گس کام ہمار دجگ میں رہو
لیگے پیری لوٹ کے گھر کو مال و مال	دیجے کمانے اب کفن گنہ جھاڑ مال
کھینچ کھینچ ترما زیدی بہن ڈراوین	عابد کو بستر پر سے بر جو رامھٹا دین
جب دیکھو اوت دیت دکھائی اب کھو	تم بن بھائی آج مدینہ ہو گیو سو نو
بے کہ اوڑھ ہوے وہ آج ہماری بھانؤ	اب تو آئی کر بلا چھوڑ مدینہ کا نو
امان جلے بیرنٹ بابا کے پیارے	پھر نہ پھرے اودھری ایسے کمان سدھار
بیر تھائے مرین ہتو گھر پیری لوٹیں	ہم سے بند یوان کہو کیسے کے جھوٹیں
ساتھ تھارے جوتے مرگھ میں کٹاے	شہر مدینے پھر بہن کون اب کیو پچاے
ابو کو دہونہ جگ میں کا کو تیر وں	ابن پیری اب ساتھ تھین میں کیسے بھیر وں
بیر بھیتے پڑے ہائے رن میں کوٹیں	دیکھ کے آنکو ہم سب سر کے بار کھسوٹیں
تھے جو سب کے میں کو دن دنی میں تلج	سور تو رن میں جو جھ کے زل کو خاکین آج
باب کو اپنے دیکھ سیکھ ٹھاری و دو	ملت نہ اٹنا نیر واکے تن کو دھو وے
ٹھاری سرور ہونٹ یہ چاہت پیاس کو مائے	با بادیو جواب سیکھ تھکو پکارے
رہ نہ سکت میں یک پی چوریت جنت نہ تو	روٹن نا تو کیا کر دن بیت پڑے سو
اور کو بہن کیا سنون قاسم کے دکھ کو	دیکھنے پانی ٹیک نہ دھن واکے کھ کو
بیاباہ میں جیتا رہونہ کو دہو سنگھاتی	یاد دھاکے ساتھ گئے مر بھی براتی
گھر گھر سے ٹھاڑے بھی نیکی مانگیں نیکی	دینو پوت کا سیس اب دد لھا کی مان نیکی
بٹی ہو بلار تھائے کھ سمن لو لو	سو دت ہوے ٹری باز نک تو آنکھیں کھو لو
موت ہو تو بیگ کر داب ہم سے بتیان	مر گئے ہو تو کو لگوں میں کا کی چھتیاں

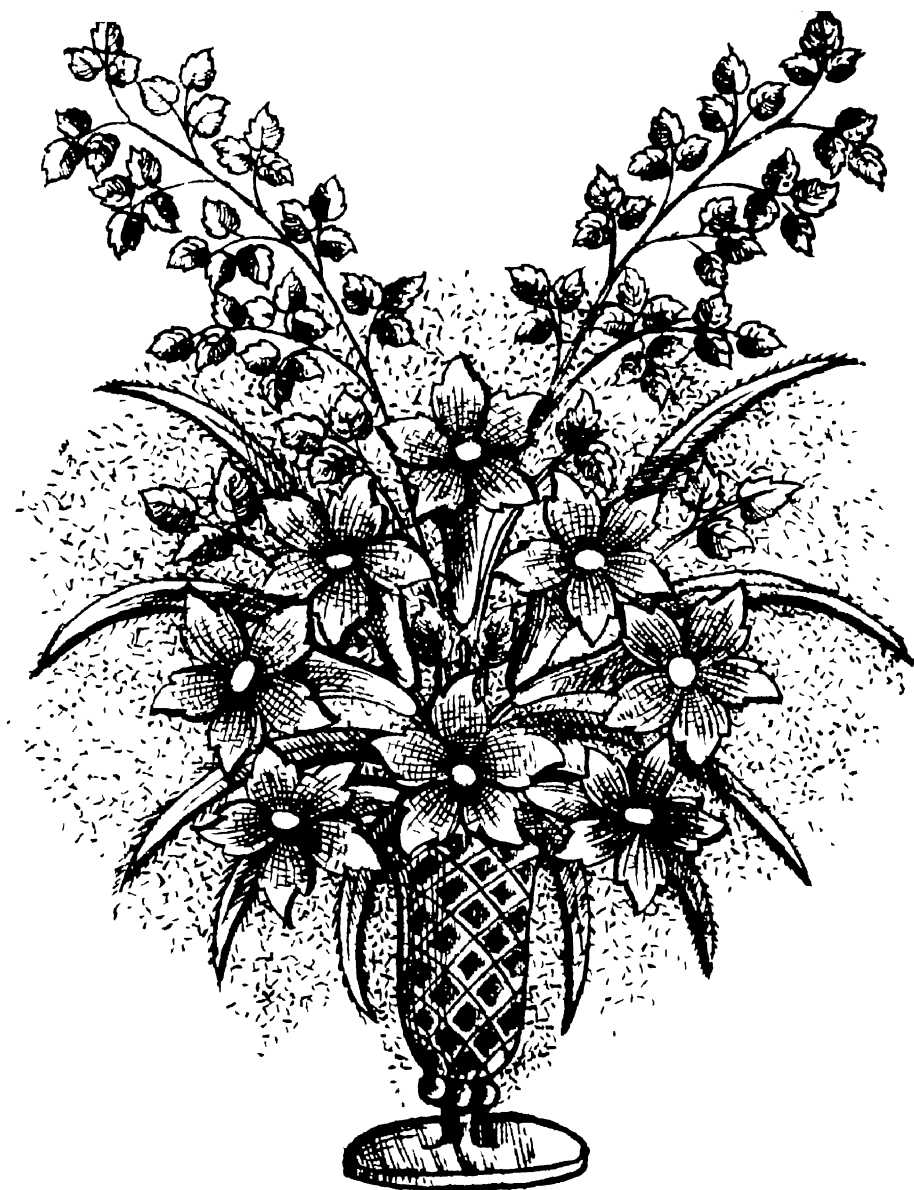
ساتھ حرم کے جا میں یزیدی جو جو دکھ آنکھوں سے دیکھا مجھ پر جو گزری بیدادی شام چلا میں تہنا جاؤں چابک مار چلا دین فجمکو	کافر سے بدتر وہ گیدی اب میں کروں کمان تک لیکھا کس سے ہوں میں جا فریادی ساتھی اپنا کس کو لاؤں تینے کھینچ ڈرا دین مجھکو
چچا برادر بوسے پایا کو نزدیک ایسا اب کوئی نہیں کہ میں ہو دشمن	
کون بیادہ راہ چلا تھتا باپ کا ظالم حلق کٹا دین بابا سر پر رہا نہ جیتا شقیون نے مل کر بن پانی کیسا ہمیر آج غضب ہے	مرنا ہی اس سے تو بھلا تھتا سر بر چھی پر دھریعبا دین کیا میں کمون جو مجھ پر بیتا کھودی دین کی سب کج نشانی حد سے باہر رنج و لقب ہے
بابا جک پیاس کمرن میں کھویا جائے سو کیونکر جتیار ہی مجھ کو دے تھلائے	
کیونکر شہر مدینے جا دین انکے سر پر رکھی نہ چادر قید ہوئے سب جب گھر لوٹا ذبح کیا وہ بابا کی صورت قاسم دو لکھا کو یوں مارا	کسو وان جانہ دکھلا دین ظلم ہوا یہ صادر ان پر چھوٹا وہ جو جی دے چھوٹا جو بھائی تھا بنی کی صورت لو ہو میں ڈو با سہرا سارا
آئے جو چھو بیادہ میں اس نوشتہ کے ساتھ مانی پر ٹرپین ٹرپے کٹا کو پاؤں ہاتھ	
کون گھڑی وہ بیادہ رچایا دو لکھن اس کی رو دے گھر میں کہنتی ہے اے دو لکھ میرے کیدھر جا کے لیا ہے بسیر	جن نے اس کا سین کٹایا رانڈ ہوئی جی کھوئے گھر میں اب گھر میں آمدتے تیرے اکباری ایدھر کر پھیرا

مین تنہا اونٹون کے آگے طوق پڑا گردن میں بھاری راہ چلی جاتی نہیں غم میں	پیر پیادہ کانٹے لائے تس اوپر تپ کی بھاری طاقت نہیں ذرا اب دم میں
جوین ملک بھی ٹھہر کر وون ڈھالین مار یا بیری کر یون کھون مار کو آتلو مار	
اپن کوئی یار نہ یاد رکھو ہے جو سکی نہ بہن بھاری کوٹ کوٹ وہ اپنا سینا بھائی بھائی کس کو کھون گی ایسے بھائی جائیں مارے	در دہسارا کس کو باور روتی ہے بابا کی پیاری کتی ہے یون اب کیا ہے چنا کیونکر جیتی اب میں رہون گی کیدھر جا کر بہن پکارے
کس پر گزایہ ستم جو بھیجے ہے آج میں دکھیا ایک کروں نکست او دلج	
صفر تجکو گود کھلاؤں کن نے تیرے تیر لگایا بیرا مج کو اب کیون بھولا مان تیری روتی ہے تجکو دودھ کی جاگہ اے میر بجان	کھل آکھیں بل بل جاؤں کس بیری نے مجھ کو کھپایا خالی تجھ بن ہے یہ جھولا چین نہیں اب ایک بل مجکو حلق سے تیرے گڈے پیکان
لے لے تیرا نام اب روتی ہوں میں ایسا بیری کون تھا جن نے کھو یا چین	
اور علی کا میں ہوں پوتنا بنت محمد جن کی مان تھی جیتا رہا نہ کوئی رن میں چاہوں کسو سے کیجے جاتیں ایسا کون مدینے جاوے	جاتا ہوں اس دکھ سے روتا کوئی اُن کے سنگ نہ ساتھی جاتی ہیں یہ روتی بن میں کوئی نہ لو لے ایدھر آئیں سرور کو یہ خبر سناوے
جکوت پیا کرکتے تھے شبیر	اٹکا بیٹا لڑکا دیکھو یون ادا سیر

<p>یاد آتا ہے جب وہ ہنسر اکبر بھائی میرا پیارا قاسم دولہا کی وہ جوانی یاد آتی ہے مجھ کو ہر دم</p>	<p>مجھ دل پر گزرے ہے محشر تن سے اس کا سر ہے اتارا میرے چچا کی تھی جو شانی برجھی سے لائے ہے پیہم</p>
<p>جب ہو بخون کا شام میں ظالم کے دربار یہی کہو بخون قتل کر رہے سوا اک بار</p>	
<p>اگر دون کو اب یہ خوش آیا آل بنی کیا اس لائق تھے جسکو ان نے یوں کٹوا یا آگ دلائی ویسے گھر کو مقتل سے بہرہ جسکو ہوئے</p>	<p>ملک بھی آج نہ وہ سفر مایہ سب عالم سے وہ فایت تھے لٹوا کر وہ گھر بٹوایا یار سب ساجد تھے جس کے در کو خواہش دل کی اس سے کھو دے</p>
<p>کیا کیے اس چرخ کو ایسا بے پیر ہسون کی بھی بیت کی ذرہ بگانی پیر</p>	
<p>ہو جو محب ہمارا کوئی حال ہمارے پر غم کھارے درد ہمارے میں جو جیوے قطرہ آنسو کا جو ڈالے روحے یا خلقت کو دلاوے</p>	<p>حق میں اس کے ہے یہ نگوئی جنت میں وہ بیشک جاوے کوثر کا وہ پانی پیوے بخشاہش کا نعم وہ پالے دوزخ کی آج اسے نہ آوے</p>
<p>عالم جسکو اسے سودا کے مدام امام جگدین تو بھی رو پوئے لے سکنا نام</p>	

روتی ہون میں تجکو بن بن	کس کی کے ہوئے یہ ان بن
میکو قاسم بیاہ کر کہ صر گیا ہے روٹھ	لوگ کہیں مارا گیا میں جانوں میں جوٹھ
جیتوں کی تو بھوک خبانی	مرقون کو بھی دیا نہ پانی ہو
پیاس کے مائے میں یہ بر سین	بوند کی خاطر بچے تر پین کو
حاک کے چا بھی مانہ کٹاوے	تیر پانی ہاتھ نہ آوے
پانی پر کس کس کچھ بیتا	جو کوئی گیا نہ آیا جیتا
پانی کی ہر موج تھی کالا	دہان جو گیا اس کو دس ٹھالا
باپ چچا اور بھائی اور بھائی	ایک ہی باری مر گئے پیاسے مری کنار
حقے بھائی جان حقے میرے	سب دان ہو گئے خاک کو دھیرے
ایسا کون جو مجھ تک آوے	مجھ بیکس کی پیر بٹاوے
میں جو حرم سو وہ بیجاری	مرتی میں غربت کی ماری
پھو پھیان میری باپ کو رووین	مان رو رو جی مجھ پر کھو دین
بہنیں میں جو سوہ لون پیٹیں ہو	لوہو کی اڑ اڑ پڑتی ہیں چھٹیں
جب میں انکا کون میں ان گج حین	کون شلی نے ہیں کیونکر آدی چین
وہ بابا جس کو پیٹیں	جی سے بی رکتے تھے بہتر
جس بابا کا باپ ہو حیدر	بیتے میں ہواؤں کے کوثر
لب سوکھ بن پانی جس کے	خاک اور خونین بڑا وہ سسکے
سر تیرے پر ہووے اس کا	شمر لین جی کھووے اسکا
آج عجب کچھ ظلم دستم ہی	دین کا والی یوں بیدم ہے
ان اکھوڑی یہ سمجھے دیکھا جاے	بانتک روؤں رات دن کچھ نظر آے
بھرنہ کسی نے مجھے دکھایا	وہ جو تھا زہرا کا جابا

اعتراضات



مضامین معاملہ واد ازین تشویش ہوا رہ سنگ بلا سیمہ میگو قنڈا شک حسرت از دیدہ میرا شد
تا آنکہ فضل و کرم ایزد باری با بخت و طالع سخنوران مددگاری کردہ آن جماعہ در زاد یہ عدم
ستواری کہ آفتاب ظہور جناب مرزا رفیع سودا از مطلع فضل و کمال شارق و بانزع گردید و
این فرقہ دستخوش غم و جامعہ پائمال الم کہ را تم حروف ہم از ان گروہ است بداد خود رسید
بر مدق مقال این ہیچمان ناقل بیان تمام کلام بلا غنت نظام آن قدودہ متاخرین بل شرف
متقدمین و متوسطین خصوص قصائد و شئیات و غزل شادیت روشن و بر اینست مبرہن
اگرچہ این احقر العباد ضراعت نہاد کہ نا آشناست قلم و سواد بل بیگانہ اقلیم استداد است نہ چیزی
باغہ دیگر عناد دارد و نہ بجناب مرزا رفیع کہ خلاق معانی تازه گذشتہ زیادہ از انہا اتحاد دین چہن
مصرع الفغان شیوہ ایست کہ بالای طاعت است و ہم شیفہ نازنین صنمان افکار
در و مندانہ و گرفتارہ غبرین مویان اشعار مین و عاشقانہ است و از کمان ابروی شادمان
کافز کیش خانہ بر انداز مضامین و کلام متین تیر در جگر خورده و خامہ مبر و قمر اشک بر سیلاب عشق
کافز کمان سخنان محاورہ قدسیہ سیلاب برده و جناب مرزا وادرا حیای اسوات بخاک خفگان
این علم سیمائی بطل آورده اند لا جرم در تحریر این سطور وادای وام آن مغفور مبر و مجبور گردید امید
از سخن فغان منی یار و صاحب کلامان انصاف شمار آن است کہ مطعون خود نمائی نکرد و این چند
اوراق براس مہر کردن دہان زیادہ گویان مرقوم میگردد۔

قصیدہ

کر تاہی جوہر اوس کی تو ہر معلمین تحریر
سودا کی تو اور لوگے سخن کی کوہ تحقیر
جن شعرے شرمندہ ہے بہزاد کی تصویر
اور لیکے عرب تا عجم اوس کی کیا تخییر
جو شاعری خود رشید کی صورت ہو جائیکہ
ادریوچ تراد پوچ تری جا زین تقریر
ہر اک سہ ہے ہین وہ مفر اپنے یہ تحقیر
خانی نے کیا تھا تبذین صاحب تو قیر

کیا حضرت سودا نے کی لے مصحفی تقصیر
غلبی سخن سے ہر جو آفاق کا مدوح
جو شاعری ہے غیرت نقاشی مانی
جو شاعری ہو پوچی ہر رنگ صفائیں
کر تاہی تو اوس شاعری کی جو دہ دست
یہ سنکے جو پر مغزین کتہ بین بختے پوچ
فضل و ہنر و علم میں گذری ہین جو کمال
اس مرتبہ نفس اپنے کسے کسے در نہ

بسم الله الرحمن الرحيم

سطر به چند بطور دیباچه تصنیف یکی از تلامذه ارشد مرزا رفیع المخلص بسودا مع قصیده
 نه صد و پنجاه شعر بنظر منتظم این مطبع در آمد و خصل کلیات مجموع سلمات کرده شد
 مرزا محمد رفیع السودا تلمذ اراج فضل کمال این مرد بزرگ مقدر خاندن زبان بیان بنانیت
 و این معنی مثل آفتاب انور بر همه عالم روشن است و آنچه بعضی صاحبان سابق و حال
 از شیخ و شاب لال خاطر بهم رسانیده چیزی در حق ما نمانش تغییر کرده دل را خالی کرده اند و
 میکنند زیاده از دهن ایشان است ناحق ستم برنامه و خامه نموده و عجب راه انصافی پیورده
 چرا که در عالم سخن هندی مرتبه مرزا کمال رسیده و این فن بسر حد تمام رسانیده از عروش
 برین گنبدارینده نردبان فکر و اندیشه این مروج را ادعای رسائی آن رواق بلند خیال
 است محال بل حوت است دور از خیال نیاده گوئی خود را مضحک رفکار ساخته اند و عجب
 بلاست و گدازان زبان با صفا ساخته اگر چه مرزا فاخر تخلص نمکین نیز بسبب شکر آبی که نیامین
 جناب رفیع و مرزا مذکور از لکضو بمیان آمده بود چنانچه از رساله عبقره الغافلین مفصل و
 مشروحاً احوال واضح می شود لیکن آخرا تا نیانه تحمل و غماض آن جناب متنبه گشته بتقریر
 این الفاظ که با این همه بیان واقع آن است که مرزا رفیع سودا یگانه روزگار بوده است
 مقرر کمال آن جناب گردید و قطع نظرا از اخلاق حمیده از کمالات بلاغت و فصاحت
 شعر و سخن جناب رفیع حتی برین فرق بل هر که سر بسن هندی داشته باشد گذاشته اند که
 هیچکس از عصبه شکر آن بردن نمی تواند بر آید و احدهای این دام
 نباید نمود چه بر صاحبان سخن و مالکان این فن هویدا است که بعد از فقاهت و وره
 فارسه گویان نوبت پادشاهی ملک سنهوری ریخته هندی بولی و کهنی و باخی و ابو و غیره
 رسید طور و طریق فصاحت و بلاغت و متانت را صاف یک لحفت از صفو روزگار برانداخته
 و از خشت و گل محاوره و کج معج تلاش ابهام و بزبان خام بموجب خاطر خواه خود قصری بلند
 بر افراختند و بر عفره معنون آن شاهد رعنائی فصاحت و بلاغت جلوه پیراوند بر بام خیالاتش
 ماه روزه با دای تازه و نزاکت و متانت سر گرم تماشا دل دادگان شاهد رعنائی اشعار
 در و مندان ازین جنت همیشه وراثت غم می سوختند و تیر در جگر خورندگان عشق بیان

تو جانے بلینے آپ کو اور تیری حماقت دعوائے بلاغت کا تری ہی یہی مصداق کیا خوب مضامین میں کرتا ہو مذمت	کرتی ہے سدا جل کی بنیاد کو تقسیم اس قطعہ کو اس واسطے کرتا ہو نہیں تحریر محدود دن کو تو اپنے ہو آزر وہ ود لکیر
---	---

منہ

بعضے محقا کا جو پدر ہو دے ہی کا ہے از روئے تناسب وہ اُس زال بھکر پھر اسپر دعویٰ کہ کہین شیر ہے مارا پرٹے جو ہن ملک صورت شیرت بن نیز کیا اسپر معانی کو کہ داد میگو وہ جن پاس	اُسے سے سپیدی کہ جوانی ہی میں جن پیر کتنی ہن کہ ہم رستم دستان کو ہن ہمشیر کر لائے جو صحرایہ سیر گریہ کو بغیر کب شیر کو بچے سے کرن نسبت خنیر لے پوزی نہ چٹانہ فراحتی ہی نہ خوگیر
---	---

مصنف

ہے سب یہ تری شاعری عجوبہ دیکھ دعوائے بلاغت کا سبب حق ہی تیرا ہر واقعہ میں جو کہ حقیقت کا تری حال گر عمر طبعی کو بھی پہنچے تو یقین ہے تو حق کو جانے ہی بلاغت سو کیا ہی کرتی ہی بلاغت پہ تری لمن بلاغت لے مصحفی جانے ہی تو اپنا جہد یوان جوانی و بزدلی سے رکھتا ہے زیادہ مضمون و معانی و نہیں بہرہ لکھ اسکو کہ چشم حماقت یہ ذرا عقل کی عینک بہرہ از معانی کو ہن کس رنگ کو حیرہ اندا از تم جہد و نکی اون حور و شوئے تم بھو لکھان دیکھے گراؤ کا خم ابرو	عجوبہ تر اس سب ہی خنیر کی تقریر طینت کا بلینوں کی نہو حق سے تمیر دریافت کر اس کے قیمن کتنے ہن جا میر پہنچے نہ بلاغت کو تو بالبلون کو پیر خامہ و بلینوں کے ترکیق میں یہ تحریر سن تیری فصاحت یہ فصاحت کی یہ تحریر نظر ن خلایق کی ہی گویا کہ وہ جاگیر صوت بخشی معنی و مضمون میں شہیر کیونکہ وہ زبان جس سے تو کرتا ہی یہ تقریر باریکی مضمون کی دیکھو اس کے تصاویر اور کیسی صفائی سے ازلن پنہنی تحریر تصویر بھی ہو دیکھ کے غرق خود کشویر مرکز کان کی کمی دیکھ کر اس کے نہ چلے تیر
---	--

مغرور جو اتنا ہے تو اس کی ہنری پر دیکھا تو یہ غزہ ہے ترا از رہ تحقیق کمزور جو اپنے تئیں جانے ہو زبردست گدھے ہیں جو استاد سخن اپنے وہ اشعار بے بہرہ معانی سے سخن بسکہ ہے تیرا یہ شعر جو خریز میں بے منی کہ جبین سو مصفون کے واسطے تا اسکو بنیں وہ	کیا کبر و منی سے تیری طینت کا یہ خمیر مغرور ہے تو ہے یہ ترے حق کی تقصیر بے شبہ و شک ہے ہر ایک کو وہ زبرد سب کر گئے ہیں فخر و مبالغات میں تحریر لفظ و نین ارادہ ہو ترا کیونکہ گرہ گیر تو شاعری کے دعوے کی ٹھوکر کی دم زبرد مضمون کو کیا او کہ میں اس بحر میں نہ خیر
--	--

شعر مصحفی

شانہ پہ میرے مہربوت نہیں بنیں	کرتا میں صاف دعوہ دمی و پیغمبری
-------------------------------	---------------------------------

مضمون شعر مصحفی

شانہ پہ نہیں مہربوت نہیں کرتا یہ بات جو وہی تو بجا بند کر آئیں تخصیص یہ تجھ پر ہے نہیں شانہ پہ جس کے اس شعر سے کچھ شعر کا فخر یہ نہ نکلا اس مہربوت کے جو مضمون کو تولایا اوجھاؤ یہ اس تازگی معنی نے ڈالا لائے ہیں کہیں مہربوت کا وہ مذکور	پیغمبری و دمی کو دعوے کی میں تشہیر اس حوت کو کیا پائے نری عری تو قیر ہو مہربوت کرے دعوے پہ ہوا ہیر اور پوچھ یہ کہ کر تو ہوا داخل تکفیر نزدیک تری نعم کہ ہے تازہ یہ تقریر عاجز جسے سلجھائے میں ہوا سخن تدبیر جو شاعری کو فن میں پیغمبر ہیں شاہیر
---	---

مضمون منہ

سودا کو تین کہتے ہیں تھا شاعر مطلق سوشاعری اسکی تو بیغونہ بیان ہو سودا کو کوئی شاعر مطلق نہیں کہتا کہتے ہیں وہ خلاق معانی تھا جہا نہیں	کیا مصرعہ ڈر لیا تو نے یہ تحریر بہ معنی ترا دس سے ہو زیادہ یہ بہ تطہیر ہر خلق پہ ہے از رہ بتان تری تقریر مذکور جہاں آئے ہو سودا کا تذکر
---	--

یہ مطلب فائدہ خوش گوئی سودا اندیشہ غیبی معنی تری طبع کا ہو خضر پر کثرت نشہ نے معنی کی حق کو حسن و سخن و لطف بیان دیکھتا اوسکا	تو غور سے گردیکھتا ہے حق کی تصویر کرتا نہ بچھے داوی بدگوئی کا رگبیر فرستندی کلاں جو آنکھوں کے تین چہر اور بکتانہ ہریان یہاں واہوں کے پیر
--	---

من

سچ پوچھو تو اُردو کی فقط صاف زبان ہو اوس شاعر ساحر کی کہ حق میں تو یہ بات سودا کے سخن کے تین استاد تو ابنا اس طرح سے میدان میں تقریر و بیان کے دیکھ اونکے کلام کو جو کتھے ماسبق اوسکے ہوتے وہ اگر تیری طرح حق کے پابند اتجک ہو اسی بات کا یہ سلسلہ جاری تو اوسکو کے مات زبان دیکھ کے جسکی کیا سہل سمجھتا ہو تو اوس مات زبان کو ویسا نہویک لفظ زبان سے ترے جاری یہ شعر جو بے معنی دوا ہی تو بکا ہے مہاو سین بھی تو غور سے دیکھ تو بہت جا	معمون نہیں کر جانتا نہ رنار وہ تحریر ہے تیری حماقت کی دلیل اب یہی تقریر کرتا اگر کس جرمہ کش بادہ نقصیر یہ ٹھوکرین کھا کھا کے نہوتا زبر زیر استاد بننا ہر کوئی زیر فلک بے سیر تو قطع نہو جاتی وہ استاد کی نہ بخیر ہیں سب ہوئے استاد بتقدیم و بنا خیر نقاشی کو ہے خاک بسر کر وہ تصویر گرسات جنم لیوے تو بالفرض ز تقدیر پیدا کرے ہرگز نہ تر ا نطق وہ تو قیر اس طرح کیا مصرعون کو اوسکے بن بخیر لیون مصرع اول کو تو لایا ہے بہ تقدیر
--	---

من

معنی ستم لفظ سے فراہد کان ہے اتنا تجھے سو جہان یہ کرتا ہوں میں جسکے عالم کے جہان میں صفحات دل جان پر سودا کے سخن کو وہ دیا حسن خدا نے تو بد ہو جو اس طرح سے بدگوئی کو ہے	اور مصرع ثانی میں یہ مضمون ہو گرہ گیر نطق و سخن و شاعری و شعر کی تحقیر نقش مجر آسا سخن اوسکے کی ہے تحریر سکر جسے تخمین کو دشمن نہ کہ دیر سودا کے سخن سہنی کی اسے مایہ زور
--	---

کی یکسر مو کھینچنے میں اوس نے نہ تقصیر
سورخ، جس سے جگر عاشق دلگیر
گل ڈالے، غیت کر گیا کڑتیش چیر
مرغول کے زلف سے سنبل ہی بربخیر
دکھلا خرد و ہوش کو کرتے ہیں وہ تسخیر
ہر عضو میں انکو ہی بھری اوس یہ توقیر
حیران کھڑا سر وہ شمشاد زمین گیر
کھینچیں میں نگاران معانی کی تصاویر
جو بھین نہ پرواز کو اور جانے نہ تحریر
تب کھینچ گیا حسن معانی کی تصاویر
واقف نہیں کیا جانیکا تو کھینچ کے تصویر
گردے کی سخن کے نہیں آئی مجھے تدبیر
یہ رنگ کراتی نہیں ہرگز بجھے لقطیر
اتنی بھی لیاقت نہیں رکھتی تری تقریر
یک پہ بھٹاتا تو اسے سلمی کے پیر
زعون کو ہو موسیٰ عمران کی نہ توقیر
بخشی ہے خدا نے یہ بیضا کو جو تنویر
ساتھ اس کے تو اسے مادہ حیلہ و تزویر
تیرے سر میں یزیدین یہ خط گرہ گیر
تب اس سے ہتیر گئی وہ بیودہ کی تقریر
ہوے جو بنائی ہوئی ہزار کی تصویر
تا سیر مرتع سے طبیعت ہو تری سیر
از بسکہ پر از نور و مفاوکی ہی تقریر
وہ ایک یرغمانہ چین کر گیا تعمیر
اوس پر نور خورشید کی مطلق نہیں تعمیر

ابر ترہ و چشم و نگہ ناز و کرشمہ
چشم او کی میں استاد ز کھار یہ غمہ
رخسار میں اوس کے وہ بھرا رنگ کر جسکے
خوبی خطا دے کہ بنفشہ کو ہی سودا
زمینہ کیے زلف و فریبہ کی خال
محبوبی و انداز و ادا خوبی و شوخی
دیکھ اوس کے قد و قامت و رفتار کا عالم
ہزار سخن تھا وہ جب اس طرح سے اوسے
ہن تجھے ہزار دن بجان حیت بگاڑ
اقلم سخن میں تھا وہ ہزار کا استاد
روغن کی معانی کے تو اور رنگ سخن سے
طراحی تقریر کو سمجھے گا نہ ہرگز
الوان معانی سے تو آگاہ ہو کیونکر
سودا کے مضامین کا چربا چھتے سے
اعجاز کو سودا کے اور انسون کو اپنے
گو سال کو جہیل سے کیا نسبت کیا لفظ
ہو داغ برص کا نہ کبھو اس کے برابر
دعویٰ کرے ہے ہمسری وہم سخن کا
اسکو تو یقین جان کہ بیودہ ہوا ہے
سودا کی جو تحریر معانی ہے سادی
بازار کی مورت ہوا گواہ کے برابر
ملک دیدہ تقسیم سے تو دیکھ دے دیوان
آئینہ عروسان معانی کا ہے گویا
دیوان کو تیرے دن کیا ملک جہانین
اسے شہر و مینائی میں آنکھیں میں تری کو

وہ بادی راہ سخن رعیتہ جس کے
 جن روزوں میں حال تھا سخن کا وہ اکمل
 تو دیسے کی ادکار کو از بسک ہر اک جا
 اور کیا نتیجہ ہے کہ تیرا سخن و قصہ
 چھانی تری آنکھوں پہ زبس حق کی چربی
 بنائی اگر توتی ترے دیدہ دل میں
 کہتے ہیں کہ سودا نہیں اس مہدین ہی
 سودا جو نہیں ہو تو نہیں تو ہوں بیٹھا
 پر دیدہ انصاف زبس کو رہن مجھ کو
 سودا کی جگہ پر تو زبان اپنی سے ایسا
 ہا کش کن او سکی نہ تیرا پوچھے کبھو ہم
 سودا کی جگہ کے تو لاکھ ہیں نگہبان
 کرتا ہو جو شیطان کی طرح جانیکا وان غم
 سودا کی جو مسند ہو معافی کی ہوا و سپر
 کی لات زنی تو تے جو بیودہ یہ سنکر
 بیٹھیکا تو کس طرح سے سودا کی جگہ پر
 سودا کی جگہ سے ہے تجھے فاصلاتنا
 بین دیدہ انصاف تو خورشید سے روشن
 نہ کوئی سمجھتا تجھے درخش سودا
 کیا ربط سخن کو ترے سودا کے سخن سے
 جس جا میں کہ جامات سخن او سنے پیا ہی
 گذرا ہو وہ عالم میں اک اوسانز برت
 خوبی معافی کون یا بندش الفاظ
 تھی رعیتہ کی قدر خرف ریزہ سے کمتر
 عالم میں وہ اک قلزم تھا رعیتہ سخن تھا

سب بیرون میں وہ پیشروی کر گئے ہیں سپر
 تھی میری تب مبتدیانہ ہی نہ تقریر
 ہو جب و تقریب جلاتا ہے بہ تحقیر
 نزدیک خلائق کے جو بے رتبہ و توقیر
 اندھا ہی تو اس میں نہیں مطلق تری تقصیر
 یوں موند کے آنکھوں کو کرتا تو یہ تقریر
 یہ حرف بھی کیا محض غلط رکھتا ہو تشہیر
 سودا کی جگہ مسند معنی یہ بہ توقیر
 حور دی کش سودا بھی سمجھے نہیں سپر
 جا بیٹھا وہ گویا ترے بابا کی بھی جا گیر
 دی او سکی جگہ کے تین خالق نے یہ توقیر
 وان جا نہیں سکتا ہو خیال فلک سپر
 بھگواتے ہیں وہ مار کے آتش کے اچھے تیر
 کہتا ہے تو بیٹھا ہو نہیں با عزت و توقیر
 وانا تجھے دشنام دے کرتے ہیں یہ تقریر
 شیرون کی جگہ پر نہیں بیٹھا کبھو خسر
 جتنا کہ تفاوت رکھے توقیر سے تحقیر
 لکھو دی بل حق نے لیکن تری تبصیر
 گر صاف سخن طبع سے پانا تری تقصیر
 ذرہ میں کمان مہر جانتا ب کی تنویر
 اوس جانہ فرشتہ کے تین لے گئی تقدیر
 کیا کیا کروں اوصاف سخن او سکی میں تحریر
 پاکیرہ بیانی کون یا صافی تقریر
 دی او سکی زبان نے گہر وعل کی توقیر
 مضمون گہرا و آب تھا غواض گہر گیر

اوس انوری ہند نے دیوان میں اپنے اک شعر کیا ہے اسی مضمون کا تحریر

سودا

ہے میری صفائے سخن آئینہ کے مانند
موند آنکھوں کو اس طرح جو منہ تو نے دیا کھول
بکتا ہے تو یہ جس سخن ایجاد کے حق میں
یہ شعر ہے جو سنے گا جو میں اوس کے
میں جیسے یہ پوچھوں ہوں تباکیا ہر وہی
کس شخص میں ہیں اوس کے سے الفاظ و معانی
فکر اوس کے نے بخشا ہر معانی کو جو کچھ رنگ
سودا کی فصاحت ہے جو کچھ نظم بیان میں
وی اوس نے وہ الفاظ و معانی کو بلاغت
ہر معنی و ہر لفظ ہے خورشید ساروشن
اشعار کے ملحوظ مراتب کے قرار میں
لیکر کے قصیدہ سے غزل تا بہ مہمس
مطلع سے غرض کھینچ گیا تا حد مقطع
اندار ہر اک اوس کے قصیدہ کا جو دیکھو
وہ رلبط سخن اور وہ آئین بیان کا
دعوے جو کرے ہمسری کا شعر میں اوس کے
ہر چند اوٹے کش بہ جاؤں کسی کا
مضمون کی تھی بھل جی گویا دہن اوس کا
گو نام کو ہندی ہے بہ از فارسی ہے وہ
کب میر گلستان کی خوش آوے اسے لکھے
وہ مختصر طرز کہ طرز قدما پر
رنگ سخن ریختہ کرتا ہے اسی کا

جو بد ہے لگا دیکھ اوس سے بد کرنے ہر تقریر
اس حرف کا سمجھا تو امتنا ہر وزیر
اوس کے سخن و شعر کا آفاق ہے تسخیر
بد کہنے میں ہر گز نہ کرے گا توے تاخیر
جو ہر ستم لفظ سے فریادی و دلگیر
شاعر بھان جتنے ہیں گناہ و شاہیر
یون لعل کوئے رنگ نہ خورشید کی تو یہ
رکھتی وہ فصاحت نین غامی کی تقریر
پھبتا ہے کے خلق جو سحران کا اوس سے پر
ہر شعر میں خامہ نے کیا اوس کے جو تحریر
جس طرح سے تھے اوس کو وہ کب آئیں بہ تقریر
مزاج سے تاشنوی وہ غمخسار خیر
ہر شعر میں معنی کے جلی رنگ سے تصویر
تمید سے آتا گریہ نراک نی تقریر
پاؤں نہ کھو کوئی کرے کیسی ہی تدبیر
داؤن میں ہوتا ہے بہ یقین وہ شہیر
ہر ذہن کے سودا کے رہیگا وہ سدا زہر
کیا منہ جو کہے کوئی وہ گلہ زری تقریر
اشعار میں اوس کے وہ مضامین ہیں گرہ گیر
دیوان کو سودا کے نظر لہی کی جو زہر
کھینچا خط نسخ اوس کے ہی خامہ نے بہ تحریر
اب فارسی کا رنگ نسخ اوستا و کی تفسیر

<p>کرتا ہو اور سطح سے ہر ایک کی تحقیر کر اس کی تقلید کی دل اپنے میں تدبیر اس کا بھمان ہونہ سکا کوئی گلو گیر بے اس سے طرف اس کے نہ عائد ہوئی تقصیر اور جتنے بزرگ اس کے تھے منلوں کے تھو وہ پیر کرتے ہیں سدا ہندیوں کو یاد بہ تحقیر یہ بھی ہو محالات سے نزد خرد پیر اک شخص سے ایسی ہی موافق ہوئی تقدیر سمجھا ہی بتائے زر تحقیق کی اس پیر تحقیر کو ننگ اس سے ہر تیری ہو جو تحقیر اس عجب نگہ بین تو کرتا نہیں تقصیر ظاہر کی بدی ہو تری آفاق میں تشریر یہ صورت و سیرت کسی کا فر کو بھی تقدیر یک ذرہ نہیں پاس ترے میر کو تو قیر مطلع ہو یہ ہو چنے نہ جسے مہر کی توبیر</p>	<p>جون کر گیا وہ سائے زمانے کی مذمت رکھتا نہیں اس مہر سے ذرہ کی بھی نسبت تھا اہل ولایت سے وہ اور شاعر عالم کی جو ہر اک شخص کی ہر خند کہ اوسنے ہو ایک سبب یہ کہ وہ خود آب مغل تھا اور دوسرے مغلوں کی ہے خلقت بن مختار اور میرے ذہن اس کا سلبیدار کہ کوئی مندر کھا اوس کے تین کتنی جہت سے کیا اپنے میں تو فضل و بزرگی و مشخت ظاہر ہو حسب اور نسب بھی تراجمول حیران ہوں میں ایسے نسب اور حسب پیر باطن سے ترے کھائے نہ بد باطنی لگا اس ظاہر و باطن پر کہ مت کیجیوروزی مرزا کو ترے سامنے مطلق نہیں کچھ قدر بے پیر تو کتا ہو جنھیں او کی زبانی</p>
---	--

مطلع

<p>سودا ساز کہ جانے کئے خلق کو بے پیر دردی کش سودا بھی سمجھتے نہیں بے پیر طینت کا ترے مان سخن سے نہیں غیر دانا ہو تو بے طبع و زبان اپنی کو لغیر پہنچ آپ کے خلق کی ثابت کرے تقصیر عاجز ہو جو کر سکتے ہیں سودا کی سی تقریر سر پہوڑنے سے فائدہ راضی ہو بتقدیر شام نے قسمت کی جو تقسیم کی جاگیر</p>	<p>بے پیر فقط تو ہے کسی کی نہیں تقصیر کتا ہو جو ہر ایک کو اب تو یہ کہ مج کو کس بات میں سمجھیں مجھے دردی کش سودا کرتا ہو عیش خلق سے لے جاہل نادان کیوں خلق کو تو دیتا ہو جھجلا کے دشنام یہ گالیاں بے چاہیے تو اپنی زبان کو کاہیکو تو نارحسا اوس کے میں جلے ہے ہر ایک کو حصہ ہو دیا اوس کے مناسب</p>
--	---

تھا نقد سخن نامرہ و قلب سے بدتر
 نسان کا سحاب آبِ فجالت سے ہوا دیکھ
 حیرت زدہ آفاق میں ہیں ٹپکے کے اوسکے
 خنہم نہیں گلشن میں دم صبح گلون بہر
 اکثر جھلاکتے ہیں استادوں کی اوسنے
 رہتی اڑہیں آٹھ پہر سیر سخن کی
 یک حرف مشابہ کسی مضمون کا اوتکے
 ہوا دوسنے مضامین بروست میں باز سے
 تو نام لے اوس خالق معنی کی جگہ کا
 دور آوری شاعری میں تو نے کیا ہے
 آدین نہ کریں مجھ سے فن شعر میں پہنچہ
 جسطرح فن شاعری میں کہنے کو پہنچہ
 اول تو مجھے میر سے کیا پہنچہ نسبت
 سودا کو چکھے بیٹھے جو کہتا اوداؤں کو
 ہر چند کہ بھی میر کے ادیر یہ مٹھ آیا
 اس پہ چکھنے کو اور کھانیکو کیا کہتے ہیں سنگ
 آفاق میں آئے ہیں سبھی مرنے کے خاطر
 جاتا ہے جلا قافلا سچا سے لہو پیش
 اس صورت مژدہ شلو نصین سمجھ تو مردہ
 ہیں مار گئے نقش وہ ایسا کہ نہ ہرگز
 دیوان جانیں وہ گئے رکھ سخن ایسا
 کب مرتے ہیں مقبول خیابا حدی کے
 جو گزرتے ہیں مقبول خدا نقش انھون کے
 جسطرح نگینہ پر عقیق جگری کے
 کو کھایا ہو کٹون کے مگر تو نے زمین کے

فکر اوسکی نے خالص کیا جو نہ رگری اکیس
 اوسکے دہن لب کی گہ باری و تقریر
 اوان مضامین کو کھلاے تھا ویر
 دیکھ اوسکی معانی کو ہیں غرق خوبے تشویر
 ہیں سائے مضامین چرا کر کیے تحریر
 اوتکے جو ہیں آفاق میں استاد شاہیر
 باتے نہیں اوسین جو وہ سودا کی ہر تقریر
 رستم نے کب ہر طرح دیو و نکو کیا زیر
 اس بے ادبی کی بجھے اللہ سے لغزیر
 اس شعر کے مضمون کوئی طرح سے تحریر
 سودا نہیں بیٹھے تو ہیں سودا کی جگہ میر
 لکھائے ہی تو میر کو ہر طرف یہ تقریر
 زنار چھپو روں سے نہ پنچہ کریں گنہیر
 کیا چکھنے میں سودا کے ہوے ایک ادو میر
 برا سمن بیان کر گیا سودا کی بھی تحقیر
 طمہ ہیں سب اوسکے جواہر نام ہر اک شیر
 ہر باد فنا خانہ دنیا کی ہے تعمیر
 ہر مصلحت وقت کوئی زود کوئی دیر
 جو زندہ جاوید ہیں از خوبی لقت دیر
 ساحر شراوٹھے صفحہ عالم سے وہ تحریر
 نام انکار ہوتا ہے ابد جس سے توقیر
 جو مردہ کہے اگو وہ مردہ ہر بے پیر
 ہر دل پہ ہر اس طرح سے تحریر کی تا تیر
 کرتا ہے کوئی خامہ الماس سے تحریر
 یہ فیض بغیر اوسکے نہ پاتی تری تقریر

مصنف

مقاسب یہ قصیدہ سنے ترے نغمہ قصیدہ
 ہا اسکے معانی کو سنیں اہل معانی
 گل کرتے ہیں جو تو نے ہر گل شہرین کے
 اس واسطے اشعار کیے اس کے من تحریر
 اور دیکھیں بلاغت تری اے بیہودہ تو
 دیکھے گراؤ نہیں دنگ اے گلشن کشمیر

مصنفی

اگر باز معانی کا میر ہوئے ہو اگر
 پیدا کرین احرار ہوا حکم عصا فیر

مصنف

کیا باز معانی ہو تراخون سے جسکے
 احرار و معانی کو کیا تو نے ہے انجا
 گزرے ہیں جو کامل سخن افکے قدو بنیر
 بے دغدغہ ہوئے ہر وقت منزل معنی
 بیرو تو ہوا کوئے گمراہ کا جس نے
 بولا کوئی استاد نہ اس طرح سے اک لفظ
 مطلق شعرا کی نہیں تقریر سے لگا
 بولیں ہیں معانی کو ہزاروں جگہ استاد
 لیکن کہیں احرار ہوا کو نہیں لائے
 بے معنی نہ بولے کبھی طبع کی بھت کمون
 استاد و ربوبت جو گزرتے ہیں انھوں
 تھے عرش پہ جوال کشا مرغ معانی
 اندیشہ کو شاہین و خیال اپنے کو شہباز
 معنی ہو نکارا اور خیال اسکا ہر مینا د
 اس بلا معانی کے اڑانے سے تو آ باز
 پیدا کرین احرار ہوا حکم عصا فیر
 ہرگز کسی استاد کو سو بھی کہ یہ دبیر
 جو کوئی جلا جابے ہو منزل کا ہو ہر گیر
 اس خوبی سے جس طرح کہ ہوئے بہد فیر
 پاؤ نہیں ترے ڈالی ضلالت کی یہ زنجیر
 جو کچھ ہو معانی کے بیان میں ہی تقریر
 حشر سے کرتا ہو تو کہ شعر کو بخت بر
 طاہر بھی کہ اور مرغ بھی اور چمنی و پھیر
 دی کتنی ہی معنی کے تین شوکت و توفیر
 گراستی ہوتی ترے اندیشہ میں جن تیر
 با فکر متین و بحیالات وہ تبسم
 لفظوں کا بچھا دام کیا اوز کو گرہ گیر
 وہ کہ گئے اس فن کے جو تھے موجد تقریر
 خود صید سے ہر چند معانی ہو ہو اگر
 اور جالور و پیر اوسے نہ نہار نہ کر سیر

جس جس کسی کا حوصلہ و ظن تھا جتنا
تھکھو دیے یکسر خزن اوسکو گھر و لعل
یک قطرہ بھی لینے کی اگرچہ ہوئی مانع
جس رتبہ میں کم ظرفی و بوجھ صلی ہے
یا یا تو سراب آب کے دھوکے میں پڑو گی
گھٹ جانی تری شاعری کی کچھ نہ شیئت
گو لفظ میں شرکت اگر کچھ پرکھے اوس سے
تیرے سخن اور اوس کے میں اتنا ہی تفاوت
ہوش و خرد و فہم و ذکا عقل و فراست
مانیک بڈ مہر جو ہر روز سے یا شب
ہر خوبی تیرے ساری یہ کہ ہر ایک
ہر گز نہ کہے پنج برہن کوئی زمین کو
تیرے سخن اور اوس کے سخن کو کہے کیا
ایجا کیا اوس نے کہ جس طرز و روش کو
لفظ اوس کے نے بخشی، سخن کو جو حلاوت
کہ غور و تامل سخن و شعر کی سیکا
جس شخص کی تعلیم اسی کے سے مکمل
لے مٹی ان بیو نہیں خود کھینچ گیا ہی

اوتنا ہی اوسے بادہ حکمت سے کیا سیر
اور اوسکو دیا آب بقا تجکو گل شیر
دریا میں سے فیضان سخن کے تری تقدیر
تیری سوبیان اوس کے میں حیران ہر تقریر
ہر آب بقا کی تیرے عندیہ میں تو قیر
سودا کو اگر یاد نہ کرتا تو بہ حقیقت
ہم کسی تدبیر نہ مہر گز کہے تقدیر
جتنا کہ تفاوت رکھے ہو خاک سے اکیر
ہر اک کو دیا حق نے جو ان کوئی نہ پیر
کہ نہیں تفاوت کے نہ اسکے کہے تاخیر
کہتا ہی جدا عنبر و عطر و لعل و سیر
ہاں کی شب کو نہ کہیں مہر کی تنویر
تیرے سے بے بہرہ ازل سے ہو جو بے پیر
سو اوس کے ہی خامہ پہ ہوئی ختم وہ تحریر
وہ لطف نہ پیدا کرین لکھ شکر و شیر
کہتا ہی بجز فضل حق آفاق کو تسخیر
روکش ہو جو اوس کے کہے اپنے صلیں شہیر
پہلے ہی تری صورت و سیرت کی ہر تصویر

از سودا

پڑی جو لوٹے نے کہیں کھتی سے جڑیا
یا شب کو بیا گھوسلے میں جگنو کو لا کر

سمجھا کہ نہیں باز کوئی مجھ سا کلان گیر
جانے یہ دل اپنے میں کیا ماہ کو تسخیر

یہ بات جیدی ہو کہ وہ مہر آپ کو سمجھے
دوم کہ یک شب تاب کی چلے جو شب قیر

ہر چشم حقیقت میں اوس اندیشہ کے آگے رکتے جو معانی سے یہ الفاظ علالت وہ چھوڑ جاتے انھیں ہرگز تری خاطر ملک دیکھ تو استاد کے مضمون کا نقشہ	اندیشہ فلک کا ترے جون ہر زمین گیر عنا ہوگا احرام ہوگر دیدہ زہ گیسر ناکھیلے نکسارائے کمان لیکے تو اور تیر یہ شعر نہیں کھینچی ہر اک سحر کی تصویر
---	---

سودا

میرا دل لے کرے فکر سا کا افسے غزال	مضمون جو چھپے کوہ میں ہو صورتِ بنخیر
------------------------------------	--------------------------------------

مصنف

بد فکر کے جنکو تو ثر مندہ انھوں کے جو تو نے ارادہ کیا سو شعر کے تیرے شاگرد خدا جانے کس آلو کا ہوا تو تھا زرد لٹورا وہ کہ تعلیم سے جس کے ہو ستوریہ ہر شعر کے کہنے کا جہان میں لیتا ہر معانی کے تین طبع میں کھٹرا تیری یہ عجب فکر ہر جہین نہیں کرتا کیونکہ ترے اشعار میں ہو نور معانی روشن تر ہے معنی مضمون کی اک شمع تیرے بھی اشعار کے معنی کے بیان میں ہمدید قصید کے تین سُن یہ جو تو نے	ایضاح ارادہ سے ہر خوشیہ کی تنویر الفاظ میں آیا نہ رہا دل میں گرہ گیر بتلائی تجھے شاعری میں جنے یہ تقریر معنی سے رہا باز تو عقاب ہوا شیر کرتا ہر بقدر اپنی طبیعت کے جو تحریر کرتا ہر پھر الفاظ میں لاوا سکوا گرہ گیر رکھنے کے معانی کی تو الفاظ میں یہ پیر طینت کی تری طبع کی ظلمت سے ہر تعمیر از بسکہ مجاہد ہے تری طبع نے اندھیر ہر بند غرض ہو علی سینا کی بھی تقریر کھینچی ہر ہر اک شعر میں مضمون کی تصویر
--	---

مصنفی

دیوان کو میر نے لگا ہاتھ کہ نادان	ہر صفحہ کا غدیہ ہے بان شیر کی تصویر
-----------------------------------	-------------------------------------

لہذا خوش چہرہ دیکھنے کے لئے

یہاں ایک شعر خوش خیار لکھا گیا ہے

معنی کو ادا کرتا ہے کوئی جانور دن پر
احرار ہو اسے جو عصافیر کو خارج
ختم کرنے میں طائر وہ سب احرار ہو این
تو نے تو معانی کا بنا باز اوڑا یا
اس شعر نے مطلع کو نہایت ہی دیا حسن
اس شعر میں غنقا کا اگر ذکر نہ آتا

میں فرض کیا یہ کہ ترا باز ہوا شیر
کرتا ہو عصافیر نے کیا کی تری تقصیر
آفاق میں سمیرغ سے لے تا بہ عصافیر
تا پکڑے تو اوس باز سے احرار ہو الیر
اوس مطلع غرا کو کھنی لازم بھی تقریر
احرار ہو اپنے کسی طرح نہ تو قیر

مصحفی

لیتا ہوں کمان فکر کی جب ہاتھ میں اپنا
پاتا ہوں میں غنقا کے تئیں اوس کے سر تیرا

مصنف

کیا چستی تری فکر کی ہر تیر و کمانین
لے مصحفی عالم میں تو ہر ایک شکاری
عصافیر سے سمیرغ تلکست ہیں تیرے صید
کی تو نے ان الفاظ کی موزونی بہ خواہ

رکھتا ہو تو غنقا کے تئیں جس سدا زہیر
غنقا سا شکار لپنے جو پاتا ہے ہر تیر
پاویگانہ اذکو جو معانی کے ہیں غمیر
بردی انھیں زہناہ معانی کی نہ جاگیر

مصحفی

اور باندھوں ہوں جب ست نشاپہنچ کے
رہ جائے ہر منہ دیکھ مرادیدہ زہ گیر

مصنف

یشت نشانہ پہ جو باندھے ہر سخن کے
اس مصرع بے ربط کے معنی نہیں سمجھ
زہ گیر کے منہ دیکھ کے دجانے سترے
بہتر تھا کہ دیتا کر ارادے کی تو اپنے
وہ شخص جو کوئی تھے اس اندیشہ کے الگ

ہو اس میں طبائع کو تردد بجا ہیر
رہ جائے ہر منہ دیکھ مرادیدہ زہ گیر
کیا پائی تری شاعری ہر شعر نے تو قیر
اس شعر کے ساتھ حاشیہ میں شرح بھی کر کے
جس طائر اندیشہ کی تھا عرش سرازیر

<p>بھبتا نہیں ان شیریں نہ کرنا تجھے یہ ناز نقویر کے بھی شیریں پر شیر کی صورت اس شعر میں الفاظ کی نقویر تو کھینچی صفحہ پر نکات کے مصور نے لکھی ہو کہتے ہیں سبھی جہرے کی نقویر کا لکھا اس طرح سنا کہ کہ مصور کے شیریں کو اس شعر کو اس رنگ سے اس وقت تو کہتا ہر چند مصور نے گل لالہ کالے رنگ پائے کورہ راست کی تقریر دیا ہے بردیکھنے دیتا نہیں بلکہ طرف اوس کے اس رنگ کی نقویر سے نقویر کا تو رنگ سودا کا قصیدہ وہ کہ جو شعر ہو اوس کا یہ تیری زبان سے جو ادا ہوئے نہ ہرگز نادریہ مقولہ ہو کہ اس کہنے پہ تو نے</p>	<p>مانی من کر کھینچ آئے تجھے شیر کی نقویر دیوان کے ترے شیر ہن رنگ مگر خیر معنی کا بھارت نکات کیا اتنے کی تفصیر حکم کے گل لالہ ترے رنگ کی نقویر یہ رنگ کی نقویر فقط تیری ہے تقریر کوئی کہے تو بھینچ مرے رنگ کی نقویر گر غم سے بہرہ تجھے دیتی تری تقدیر جہرہ میں بھرا پر نہ لمانی تری نقویر کوشش میں تو ادھر سی میں کرتا نہیں تفصیر یہ حق کہ تیرا ہے ہر اک آن گلو گیر گر بولتا ہو جاتے معانی تو نہ تغیر معنی کی نزاکت سے ہو مند مجھے نقویر تھی اس سے جواب اوس کے ہنر کوئی نہ سودا یہ کیا اپنے یہ ترجیح میں خسر یہ</p>
--	--

مصحفی

<p>سودا کے کما نغز قصیدہ میں یہی نہ مصرع سے لحد خون جگر مصرع چہاں</p>	<p>کچھ اسکے سوا اور تو میری نہیں تفصیر مصرع یہ عجب پوچھ تولاتا ہے ہر شیطاں</p>
--	---

مصنف

<p>مصرع کا جو مصرع میں شعر لفظ اول کو سوطر کے وہ قسم ہیں ہر شعر میں تیرے جو تیری زبان ہو سوز بان تیر کی بلا وکی اس پر تجھے ہر فارسی گوئی کا بھی نسوے پھر فارسی گوئی پہ صنو محفل سیا اور</p>	<p>میں نہیں سنا تا نہیں ہرگز کسی تقدیر صحت کی جنوں کی نہ سچا ہے ہر تدبیر کرتی ہر ادا کہ نہیں سوطر کی تفصیر کیا تاب زبان سے ہوتی منلوئی تقریر کہ کہ کہ کے جواب ایسوں کے کرنا ہو یہ تحریر</p>
---	---

	مصنف	
<p>جالا کی سے ہاتھوں کی بجائے ہین جو زنجیر پر قیمت کا فور کو کب پہونچے مباحثیر و کالوں میں جسکے ہونہ ہاؤن نہ عقا قیر شیرینی نہ پیدا کریں جو دانہ انجیر بر ہو دس گیدک کو نہ یاقوت کی تو قیر کرتے ہین تو پھر وہ بھی دوپلے کی ہر قیر میرا سخن اور میری زبان اور میری تقریر</p>		<p>اعجاز خلیلی کو کوئی پہونچے ہین وہ لوگ ہر چند کہ دو لون کا مرنی تو ہر نیسان پھٹتا ہو کب اونکے تین عطاری کا دعوے غشی اش کے دانوں کو اگر دو دھین کھین ہر چند کہ یاقوت کے ڈھنگل سین ہوں سار مصنع کو بھد خون جگر مصراع سے چپان ہوں چاہیے لاش جو کہ شعر کا دعوے</p>
	مصحفی	
<p>اس بات کو دے کھینکے جو ہو دینگے گنہیر</p>		<p>میرا نہ چھپھور دن کی طرف روئے سخن ہی</p>
	مصنف	
<p>اس شعر کو گنہیر دنی جانب کیا تیرا اس وقت میں ہوتا تو وہ دیتا مجھے تیرا بک جو تیرے منہ آئے نہیں کوئی گلو گیر اس عصر میں فوس نہیں میر علی شیر تصویر کھلاوتے کیا شیروں کو زنجیر</p>		<p>نستا ہر چھپھور دن کے چھپھور جو یہ تو نے گنہیر یہ کہتے ہین سخن کا کوئی پرسان تیرا سخن اوٹھ گئی از بسکہ جہان سے کہ تا وہ ہر حق کا ہلالی کا سا حوال یہ شعر ہی کیا وا ہی دینی کہ جس میں</p>
	مصحفی	
<p>ہر صفحہ کا غنچہ ہے یاں شیر کی تصویر</p>		<p>دیوان کو میرے نہ لگا ہاتھ کہ نادان</p>
	مصنف	
<p>سیرت میں تر لعل ہے ہو دیکھنے میں پیر</p>		<p>دہ ہاتھ لگا دے ناو میں جھڑی صورت</p>

معنی کی جو ہونا نام سے مشہور ہو کل
 اودن سادہ ہو کوئی کھجوا آفاق کے لذر
 روکش ہو وہ ایسوں کے جھین حق زدیافہم
 یہ بات جدی ہو جو وہ مہر اکبر سمجھے
 صاحب میں کئی اس طبقہ میں شعرا کے
 مصرع میں اگر لہجہ معنی ہوتی سلم بند
 نقاد کا مضمون بد رستی جو یہ باندھے
 سمجھیں میں کلام اپنا باز سورہ یوسف
 کرتے ہیں مجالس میں پھر اوسکو بدی باد
 اس خط کے عمدہ سے فیلے وہ ہی براؤن
 استاد کی اونکے ہو اونھوں کو یہ نصیحت
 اتنا تو ملازم رکھو الف ظ کا ملحوظ
 جب تک کہ نہ منظوم ہو بانگ ترازو
 تم شعر سخن اپنے کی بندش میں کیا بن
 پھرے گو نہ عشوق کے دوش سے شبیہ
 مضمون جو قدر زلف کا مشوق کے ماندھو
 ملحوظ قرین رکھو ہر آن نظر میں
 استاد کی اس بند پہ کی اور ترقی
 مضمون جو ہو رنجیت کا تازہ کسی کے
 پھر کہتے ہیں یوں ہو کسی استاد کا یہ شعر
 اور اؤ کا کوئی فضل و کمال آنکے دیکھے
 سرقہ کو نہ سمجھے نہ توار کو گراؤ سنے
 پھر بعد مال نجواب اوسکے یہ ذی ہوش
 محسوس نشانہ ہو غیل میں اوصول کے
 اتنا یہ سمجھتے نہیں نادان کہ جہان میں

اوسکو بھی پچھوڑیں وہ کھجوں کیے شیر
 مافیض سخن اوسکی نہ طینت میں ہو شیر
 نادانی سے کب لہجہ تین کر دین شیر
 دم کر مک شب تاب کی چمکے جو شب فیر
 ہم زہم سخندان کو نہ اونے کرے تقدیر
 زعم اپنے میں سمجھتے ہیں کیا پل کو زخمیر
 کوس لمن الملک کے ٹھوکر ہیں ہم وزیر
 معنی جو ہیں سو خواب فراموش کی تعمیر
 سامع کرے عتین میں زہ بھی جو تاخیر
 جو ملک سخن کے ہیں ہنستونین شاہیر
 لفظی نہ تناسب ہو تو کچھ مت کرو تحریر
 بے پختہ و ناخن نہ لکھو دودھ کو تم شیر
 باز دھونہ کھجو شعر میں تم لفظ شکم سیر
 بولونگم یا رکویا رونہ کھجوتی سیر
 تاز لفظوں کو باز دھونہ کسی شکل سے گلگیر
 لکھو الف و لام کے سیارہ کی تفسیر
 مرجع ہو مونس تو نمیر اوسکی ہونہ کیر
 شیوہ وہ لیا غیر کی ہو جس میں کہ حقیر
 کرتے ہیں اسے فادسی میں باندھے شیر
 سرقہ یہ کیا جس نے بڑا ہو کوئی پیر
 ہیں طرہ معجون جو ہوں خبط سے عمیر
 پوچھے جو کوئی کیا ہوئی و لون کر و تقریر
 رو بہین سرقہ کو توار کو کہین شیر
 ہونے نہ کمان حصار کے سے جہا تیر
 حاصل نہیں ہوتی ہو کچھ ان باتوں سے توفیر

<p>جائے بین جنھوں کے سین سائے شام مادہ نمونی آج تک اس طرح کی تقصیر اے معافی ہے اس گنہ و جرم پر تغیر طینت کا تری بسکہ حماقت سے تغیر رکھتی ہے زیادہ مہ و خورشید کشمیر انداز کا اسکے دل آفاق ہے تغیر اور فارسی کے فن میں ہر عصری کا پیر تعلیم معانی کی جو اداسکی ہے جاگیر بخشی ہو تب آفاق میں ہر ادنیٰ ہے توقیر جبریل امین کی بھی زبان کرتی ہے تقصیر ہوئے ہو اداسے کب کسی مردود کی تعمیر کہنے کی جواب انکے جو کی توں یہ تدبیر نہ معنی و نہ لفظ نہ تقریر و نہ تحریر خورشید درخشان بسط بر فلک پیر ایسی نہ زبان کی تری زہار ہو تقریر خامہ کو میرے مٹوا کرنے سے تحریر</p>	<p>ہو شاعری و شعر میں یہ مرتبہ ادن کا جزیرے کسی شخص سے از عمد نظیری یا رب کہ نظیری کی بجھے روح مقدس ہو فارسی و ہندی تری ٹھک کہ جو ہے سودا ہو نظیری کی غزل اور قصیدہ طراز اسکے چو اک خلق ہر مفتون بل و جان ہندی میں ہو یا نوری و سعدی کا استاد ہو اسکے تصرف میں مضامین کی کشور تشریف قبول اونکے کلام کو خدا نے اونکے سخن و شعر کے توفیق و ثنائین دیا کلمے مقبول ہو جو درگہ حق کا حق اپنے کی غلبہ سے اب اے کان سفا جز قافیہ پائی کے اون کا سا ہے تیرا اس طرح سے تابندہ یہ مطلع ہو کہ جو ان گرامر کے سوار جلائے بجھے تقدیر تقریر وہ یہ معنی کی تصویر ہے جسکی</p>
---	--

سودا

<p>معدن ہو جان سونیکا و ان خاک پر کیم کب شبہ فرو شو کو حضور انکے سے توقیر جاتی ہو دو پلکے یہ نظر ادنیٰ ہے تقصیر لڑتی ہو سدا بر گہ بار سے تقریر تعلیم ہے منشی فلک کو مری تحریر پرواز کو منشی کے جو پہنچے ہیں وہ قصور مضمون چھپے کوہ میں ہو صورت یا غیر</p>	<p>مستغنی ذاتی نہ ہوس کی ہوں ستغیر لبریز ہو کیسہ در مکنون سے جن کا ہو لعل سے نسبت نیک چشم کو جن کے ہو وہ در کیتا بجان جسکی زبان کی یوں معجزہ یہ بولے ہو صریح و کلم کی ہوتا جو سخن فہم تو ہزار سمجھتا تیرا ونگے کرے فکر ریا کا اسے غزال</p>
---	--

یک صفحہ رہا تیرے نہ دیوان کا خالی
اوس چاند پہ اس ڈالنے کی تیرے
پھینکنا طرٹ اوسکے تو بہت گرجہ و کین
بیہودہ کیا اپنی تو اوقات کو ضائع
تو اوسکے عوض دیکھتا اپنے ہی سخن کو
پر محنت تیرے تجھے اس پر متوجہ
تو کیا کرے ہر طور ہی سب حتم کا
جو ہو سخن خوب بُرا کہتے ہیں اوسکو
ہیں متفق اللفظ وہ اس بات کے اوپر
کہتے ہیں غزل اور قصیدہ کی زبان کے
ہر طرز غزل اور قصیدہ کی ہر طرز اور
مصرع غزل گوئی ہیں لیکن گونا گاہ
کہتے ہیں قصیدہ بھی غزل ہی کی زبان میں
طور غزل اپنے کی قصیدہ میں بھی ہرگز
ایمانہ قصیدہ میں جو کچھ وزن غزل سے
ثابت یہ ہوا اوس سے کہ انہیں نہیں قدرت
ہر طرف یہ تقریر کہ اس کہنے پہ اپنے
کہنے کا غزل اور قصیدہ کا جو مذکور
سودا کی غزل کے سین رکھا نہیں منظور
ہر جنہ غزل ہی میں نہیں درجہ کوئی
یہ میر کے بھی نام کا اک حرف ہو ورنہ
کیا میر کا ذکر ہو سکتا ہے یہ غزل میں
سودا کی غزل کوئی کا اسطرح جو مذکور
اس طرح میں اور فکر میں ہوتا ہوں ہر لکھن
منظور غزل اوسکی جو رکھتا نہیں شاعر

اس مرتبہ سودا کے مطاعن کیے تحریر
دونی بجمان اوسکی ہونی نور کی تو قیر
تیری ہی سرور پہ پڑا خاک کا وہ ڈھیر
اوس سے تو تیرے واسطے انسب تھی یہ میر
کچھ آتی رہ معنی پہ شاید تیری تقریر کہ
ہونے نہ دیا تک تری مطلق نہیں تقصیر
طبع اونکی زبں ہوتی ہر محبت کی جاگیر
اور کرتے ہیں ذکر اوسکے مصنف کا بھیر
ان دایہوں کی بس کہ جو صاحب نہیں تمہیر
تقریر و بیان کر نہیں ہر فاصلہ سو تیر
آپس میں ہر ان دونوں کے فرق زبرد زیر
کرتے ہیں قصیدہ جو بعد فکر یہ تحریر
مطلق اور خوں کی کرتی تفاوت نہیں تقریر
کر نہیں رعایت کی نہیں کرتے ہیں تقصیر
اور دیکھے کلام اونکی کی کیاں ہر جو قیر
تقریر قصیدہ کو غزل سے کہہ بن نفسیر
باوصف کہ اک حرف میں انکو نہیں تاثیر
آتا ہر تولاتے ہیں ہر اسطرح پہ تذکیر
جو طور غزل کا ہو سکتے ہیں اوسے میر
جائے ہر اک اپنے تین میر کا بھی پر
عند یہ میں انکے نہیں کچھ میر کی تو قیر
آئے بکل ادسا داخون کا فکرو کیر
ستا ہوں تو حیران ہوں میں جو قصیدہ
ہوں غنچہ گرہ خاطر و نشگفتہ و دل گیر
اوس سے بھی بُرا ہو گا وہ زیر فکر بدیر

سرشتہ ہو عزت کا فقط ہاتھ خدا کے تھڑہ وہی پانی کا ہر قسمت کی ہر تفریق انکا ہوا اگر بو علی سینا بھی معلم نسبت سے فلزات کو مس ہو ہر سونا	افزائش قدر پانی میں چلتی نہیں تدبیر ہو ایک ملکہ ایک گھر ہو کے گرہ گیر تعلیم کرے کس دس اوسکی انھیں تاثیر بہتر کی جو ہو جنس وہاں کیا کرے اکیس
--	--

مصنف

اوستاد کو منظور جو اکیرہ تھی چوٹ وکیہ اسکو ہر اوستاد فونکی تقریر کا یہ طور کیا ربط ہر سودا کے مجھے طرز سخن سے مضمون و معانی سے نہیں بہرہ کچھ اوسکو عجاز تراوش کہے ہر نطق سخن کے اور مرز خرف اپنے کو سمجھتا ہر معانی وکیہ اوسکے ذرا جلوہ تقریر و بیان کو ورنری الفاظ و اوہندی معنی پائے گا تو ایسی نہ کسی اہل سخن میں سودا کا ہے سلک در شہوار سے بہتر سمجھا تو یہ گر ہجو میں سودا کے سخن کے کہلک سخن اوسکے کو برا تو نے تو اپنی ایک بستم کی عزت میں نہ فرق اوسکے سخن کے اوکھڑی سخن اوسکے کی نہ اک بستم بھی مجھے لے مفری سودا کا اگر توبہ بدی تو کر کسو اسطے تو ٹوٹ پڑا اوسکی بدی پر کچھ باب کا تیرے وہ تھا قتل کا باعث تلاہ میں لگر اوسکے مجھے کیجے مقابل ہر باطنی اوسکے تین مجھے یہ تفاوت	ہر جا یہ جدی رنگ کیا صرف کی اکیرہ اگر دوسکی فقط صاف زبان اوسکی ہر تقریر گتہ کھایا بحث تو نے یہ ہے مردک بے پیر اون کے تین تو یوں کہے جکی ہر یہ تقریر مضمون و معانی کی تو اونکے کرے تحقیر رحمت مجھے اور اوسکو جو کوئی ہر زوایہ صافی سخن اوسکی سے ہر نور کی تقطیر بگینی تحریر و گہری تقریر جتنے کہ مشاہیر میں اور غیر مشاہیر ہر مصرع اشعار پچشم خرم دہر اپنے لیے پیدا کر دیکھا عزت و توقیر توقیر بڑھانیکے لیے کی تھی یہ تدبیر آیا ہر نہ آویگا تو کتنی کرے تحقیر اور اپنے تین تو نے کیا خلق میں شہیر کرنا نہ تو ہوتا تھا ترا کون کلہ گیر کی اوسنے بھلا ایسی قوی کوئی قصیر بند عداوت تو ہے نزدیک بے تکفیر بتنگ اوسکے غلاموں کی ہر تیری ہر جو توقیر جون تیرگی شب سے لکھے مہر کی توقیر
---	---

گر میر جوین گلشن دیوانوں کی اونکے
 کچھنی ہو معانی کے قصیدہ میں بھی ہر چند
 پر نازک و باریک کیا طرز غزل کو
 توقیر مسانت نے غزل گوئی کی اونکے
 ہونکا ہو جو کچھ خواہ غزل خواہ قصیدہ
 موقوف غزل اور قصیدہ پہ نہیں کچھ
 سودا کی غزل چاہتے ہیں اپنی زبان میں
 اندیشہ دیا حق نے جھوٹے تین عالی
 کرتے ہیں وہ لطف اپنی طبیعت کے موقوف
 جو کچھ کہیں وہ خواہ غزل خواہ قصیدہ
 کچھ ایک قصیدہ نہیں ہر بات میں اونکی
 الفاظ و معانی ہیں ہم جن گہ و آب
 دیکھ او سکو تو ٹک کھو کے تقسیم کی نکمیں
 پہونچا دل وانا ہم اور دیدہ بینا
 کہ فرق سفیدی و سیاہی جہا نہیں
 تو خاک کو سمجھے ہو زرباب سے بہتر
 بہتر جو سخن ہو گہر و لعل سے او سکو
 رہتا ہو خزانہ رزوانی تھیل کے دیبے
 ہرگز نہیں رکھتا گہر و لعل کا رتبہ
 جیتک کہ نہ سنگ نہ وزنگ نہ وڈھنگ
 سوانہاں سے اک بات ہو انکا سخن دشمن
 کہیں باتن خدا نے یہ تمام ادلے سخن پر
 ہیں وہ دُر کیسا بجاں جنکے زبان کی
 یہ کیا غضب افہام جہاں پر ہو خدا یا
 جو ایسی زبان میں ہو غزل و سکو کہیں بہ

گرم سے کچھ بہرہ تو رکھتا ہو بہ تقدیر
 ادن مانی و ہزا دے ہر شعور میں تصویر
 تھا سا زمعانی کا جو ہم او سکا کیا زیر
 رکھے نہ قصیدہ کی کسی شخص کی توقیر
 رنگین و متین ایک سے ہو ایک کی تقریر
 جیسے ہو زبان جسکی وہ لاتا ہو یہ تحریر
 یہ ہونہ اگر چرخ و زمین ہو زبرد زیر
 کیونکر وہ کریں پست سخن کہنے کی تدبیر
 گر ہوئے موافق نہ با فہام جاہیر
 کب لفظ و معانی کی کریں خوبی میں تقصیر
 پایا ہو جو کچھ خانہ فکر او سکی سے تحریر
 تقریر و فصاحت ہیں ہم جن شیک و خمیر
 طینت ہو بشرطیکہ تری انم سے غیر
 یکساں ہو تیری چشم میں تابی و تنویر
 یک رنگ سمجھتا ہو تیلے شیرے تا قیر
 ذرہ کو بڑا جانے کرے مہر کی تحقیر
 کہ تا نہیں تو رشتہ خاطر میں گرہ گیر
 کہ نیکو تو کر جمع در و لعل کی تدبیر
 دیکھا سخن اہل جہاں تا سخن میر
 پاتا ہو سخن کب گہر و لعل کی توقیر
 رکھتا نہیں یہ جتنے ہیں گنام و مشاہیر
 وصف اپنے میں شعر جھون ڈیا تحریر
 لڑتی ہو سدا برگہر بار سے لقتیر
 انکو نہ دیا تو نے مگر فہم بہ لقتیر
 اور لہجہ میں ہو عام کے سوا کچھ وہ توقیر

مکن ہی نہیں یہ کہ کیسکو کرے تقدیر
اوسکے سخن و شعر کو دی حق نے یہ تو قیر
گر ہوئے سخن کا تو بجا اوسکی ہی تقریر
سودا کی سی ہرگز ہے نہ تقریر نہ تحریر
سودا کی غزل سخی کی اب کرتے ہیں بخت
تو کیوں متردد ہو یہ ہی انگلی پر تقصیر
اس رتبہ تک ان کو جو نہیں لکھی تقدیر
بدکنے میں یہ اوسکے نہیں کرتے ہیں تاخیر
لکھ کر بن سودا کے یہ تقریر میں تحریر
طرزِ غزل اپنی کی بڑی جلتے ہیں تو قیر
ہم پہلو دہم رتبہ پہ کرتے ہیں یہ بخت
ہر ایک کو وہ سیر بھر اور اپنی سوا سیر
یہ خط ہوئے کسی خاطر میں گرو گیر
وانائی کے گواہوں کے مقربوں جا سیر
وانا و نہیں ہوگی نہ سخن اوسکے کو تو قیر
کر تا ہوں ادھونکی یہ نشانی کو میں تحریر
ہر ایک ہوا گرچہ کہ فن اپنی میں تحریر
اللہ نے اوسوقت کو بخشی تھی تیار
حاجت نہیں اظہار کی سب ہیں وہ شاہیر
اوس عصر کے کو نہیں زبان کرنی پر تقصیر
گلشن میں سخن کے تھا ہر اک چھپہ تقریر
گر گوشِ پسرین پر گوشِ جاسوس
دو بلبلوں کا زمرہ و نغمہ جمان گیر
بلبل نکلیا زمرہ اہل کا سا بہ تحریر
بجٹی رہی انکی ہی دستا کی ہم وزیر

سودا سے بڑا شاعری میں تابقیامت
ہو شاعری میں اوس سے بڑا نام خدا کا
جو شاعری میں اوس سے بڑا ہودہ میتر
شاعر جو یہ موجود ہیں انہیں سے کیسے
کس فہم و فراست پہ یہ ہو کر کے میتر
اس فکر میں تھا میں کہ کیا پر خرد نے
و دن طبعی و نامی بد فکری کے باعث
اس واسطے جان اپنی اوس طرزِ ورز
بہر چند کہ مقدور نہیں ایک بھی مصرع
اسپر بھی یہ نادان بہ تقاضا و سفاہت
اور اوسکی غزل کی کہ نظیری کی غزل سے
ہر سچ یہ مثل عقل کو جاتے ہی ہر اک شخص
لیکن یہ سمجھتا ہی حماقت پہ دلالت
وانا جو ہیں کرتے نہیں دانائی کا اقرار
کیسی ہی بنایا کرے باتیں کوئی نادان
منظور چور کتے نہیں سودا کی غزل کو
لے آؤ دیکھتے تا بہ خرین جتنے تھے شاعر
گزارا ہی پر آفاق میں جو اکبری دور
اوس عہد میں کامل ہو دہر فن میں ہزار
تعلیف خصوصاً طبعی کی شعرا کے
وہ بلبلین تھیں گرچہ ہزار و سوائے زیادہ
ایک ایک کی ہی چھپوے شور سے اب تک
اوس دورہ کے اہل بلبلوں میں سے زیادہ
نام اڑکا نمودری و نظیری ہو کہ کوئی
مظہر از فن شاعری میں تابقیامت

تھا شعر کا شوق اور کوجوانی سے نہایت
ایک عمر کے عرصہ میں بہت شوق و شغف سے
دل جمعی تھی منتخب اپنی سے سوا دیکھے
نہ کر سنا فارسی گوئی کا کہیں کے
دل افکے میں آیا اسے لیجائیے اور اس پس
اس تذکرہ کو لیکے لفظ ہ وہ اس پاس
جو شعر ہو چست اور سین کرے صا و وہ لہیر
دکھلایا جب اس تذکرہ کو خان نے کہیں کو
لے گئی رکھی اسکی کئی شرط پہ موقوف
جہ دم نہ کی باون شرطوں کی اشرف علیخان نے
ہاتھ اپنے سے اک بند پہ لکھ اسنے وہ شرطیں
پھر اونے کما کیجے مہر اپنی اب اس پر
اصلاح کی لکھو اسناد اشرف علیخان سے
اسطرح ہوا تذکرہ اوپر متوجہ
ابکار مضامین و معانی کے سب سہین
تن پر نہ کھا ایک کے سراوین و اسنے
آئے وہ سب اسطرح بزیر قلم اس کے
پہونچی یہ خبر جس گھڑی اشرف علیخان کو
اوس حال سے آئے کوجو افامین وہیں جلد
احوال کو خان کے جو وہ دیکھا متغیر
پاس اس کے سے لفظ ہ پیش بہ خوشنوت
لا گھر میں جو اس تذکرے کے حال کو دیکھا
اس ظلم کا انصاف کر دو میری تم داد
سودا نے کہا خان سے کہ انصاف کے خواہش
انصاف طلب ہو جے اول شخص خاص سے جا کر

مصرفت اور سین لے جتیک کہ ہوئے پر
اول خان نے کیا تھا غفلت کر کہ تحریر
جہ میں کسی آگہ کے دیکھانے کی تھی تدبیر
اشرف علیخان نے جو با فواہ جما ہیر
لکھے ہو وہ اس شہر میں استاد کی تشہیر
تا دیکھے وہ اس تذکرہ کے شعر بتا خیر
اور سست کے احوال کو یوں نہ وہ تغیر
تب عذر دیا اپنا بیان کر وہ بتکر رہا
جو جو اسے منظور تھا لا اوس کو بتکر رہا
لایا جو بتکر رہا وہ ہتال میں تاخیر
جو باتیں کہ پائین یقین قرار اسکی تدبیر
تا ہوئے باسناد مزین بہت ریر
وہ مشکئی مسند تعلیم جما ہیر
کرتی زبان جسکے بیان کر نہیں تاخیر
تھی زاد طبع اور کئی جو گدے ہیں شاہیر
لی ہاتھ جو ظالم نے قلم اپنے کی شمشیر
جون فوج گنگا راون کی آئے تہ شمشیر
سن اونکے اس احوال کو حالت ہولی تشہیر
پاس اس کے سر سیمہ و مضطر گے جون تیر
تا دیر بستم سے رہا غنچہ کے تصویر
اوس تذکرہ کو لائے اٹھا سخت ہو دلیہ
سودا نے لا اسکو لگے کرنے یہ تقریر
میں ورنہ گریبان کو ڈالوں گا ابھی چیر
ایسی ہی اگر آپ کو تو کیجئے مت دیر
جو فارسی گوئی میں ہیں بالفعل مشاہیر

اسطور سے اور وضع سے گردش فلک پر
اور لائیں گے داناؤں کی کہ بجو بہ تحریر
ہو دیگی بروں کی نہ کھو اچھون میں تو قیر
اچھون سے جو اچھے ہن تو ان کی کرے تحقیر
زمان حاققت میں ہو جو کوئی زنجیر
رکھتی ہو زیادہ یہ مثل مہر سے نشیر
سوڈالے ہو خاک اپنی ہی انکھوں میں بے پیر
معنی سے تیرے طبع کا ہرگز نہیں تحیر
کتا ہو تو جو شعر میں تھا صاحب شمشیر
چڑھتا کوئی منہ اس کے جو زیر فلک پر
ایسا رکھے تھا دبہ شاعری وہ شیر
ہو تبہ شناسی میں تیری فہم کی تقصیر
سینہ کے تئیں اپنے وہ کرتا ہر تیر
لے مغزی اس جھوٹ چن دیکھے تقریر
سوڈا کی بھی تھی خلق میں تیری ہی تو قیر
احوال بقا میں جو کیا تو نے یہ تحریر
جھوٹا ہو تو اور جھوٹ وہ مست تیری تقریر
مانا میں جو کتا ہو تو بالفرض وہ نقدیر
ہو معرکہ پرواز خورشید جہان سیر
مردم شائے کوے جون مہر کی تنویر
واہی جو بکا ہو یہ تیری حق کی تقصیر
کھنچوں میں اس احوال کی تقریر میں تنویر

آیا ہو عجب دور یہ تابندے کر بگکا
نادان و سفیل اپنے تئیں سمجھیں گے دانا
اچھون کو برا ہو کے بیشک وہ برا ہے
بھسانہ برا ہو دیگا آفاق میں کوئی
مانند تیرے اور بھی بمعنی بکے ہن ہو
کس کے نہ پریشان میں کچھ اس کے سخن کی
جو خاک کوئی پھینکے ہو خورشید کے اوپر
نازان ہو عبت تو سخن پوچ پر اپنے
سوڈا ہی ہر اک شخص سے یاں سینہ پر تھا
جھوٹا ہو تو زہناریہ سوڈا کی نہ بھی شان
کب سامنے ہوتا کوئی رو بہ مفت اس کے
یہ جھوٹ تو سب ایسے بکتا ہو کہ اس کی
تھا اس کے مقابل نہ جان کون کہ جس کا
سوڈا پر یہ بہتان ہو فقط تیرے گمان کا
معلوم تھا اس سے یہ تجھ پر ہے یقین
اوس تذکرہ پوچ میں لے مغزی اپنے
یرزا سے کیے لکھنؤ میں معرکہ اس کے
ہر چند کہ بکتا ہو یہ سب پوچ تو اور جھوٹ
وہ معرکہ یون اوس سے تھے جو شک و خفاں
عمدا و سکتے میں اس طرح تھا نام شعرا گم
تو اہل سے اوس حال کے مطلق نیل گاہ
اوس ذکر کو سن من و عن اب میری بے

شروع مناظرہ میرزا رفیع سودا بافاخر ملکین و احوال بقا

اثر نعلی خان نامی باخلاق مہذب

کے عمدہ گوارنے سے وہ اک مرد ہو قیر

میں رنجیدہ ہو کر ہوں مجھے اب کیسے صاف کیا
 رنجیدہ و آزرده ہو سودا سے یہ سنکر
 اوس تذکرہ کو ڈال گئے تھے وہ خفا ہو
 ناچار ہوا اوس پردہ ہوا جب متوجہ
 دیکھی تو عجب طرح کا ہر قتل مجایا
 استادوں کے وہ شعر کہ ہر حرف جنھو تک
 اوسکے تین کاٹا ہے بنایا ہر بگاڑا
 کاٹا کوئی مصرع کوئی مصرع ہے بنایا
 معنی سے گذرے کہین لفظوں کی عایت
 ٹھہرایا ہر معنی کوئی مصرع استاد
 لکھا ہر کہین شیخ پہ بے علی کا ایسا
 لکھی ہر کسی شعر کی تقریر یہ شعریک
 کروالے قلم خوردہ کہین صفحہ کے صفحہ
 لے سدی سے تاجا می خرم سے جن تک
 جو تھے مقدم متوسط متاخر
 وہ تذکرہ اون سب کے سخن سے تھا مزین
 اوس تذکرہ پر بات وہ اسطرح کیا صاف
 سودا ہوا اوسم کل تصویر سا حیران
 بعد اوسکے افاتے میں جو آیا تویہ سمجھا
 استاد فلک رتبہ کہ ہر خلق کے نزدیک
 کرنا ہر کلام کو جو اون شخصوں کی اصلاح
 سودا کے ہوا دل کو یقین دیکھ یہ احوال
 مشتاق سخن اوسکا ہوا تا کرے دریافت
 استادوں کے اشعار پہ غلط کا اطلاق
 آگاہ ہوا اس فن سے جو اسطرح سے اوسکے

دکھلایے اسکو انھیں اچھی ہی یہ تدبیر
 ڈیڑھ کو گئے اپنے فوہ با حالت تعمیر
 اسواسطے سودا کے رہا پاس ہر تدبیر
 جس جاکہ اون اجزا میں بھی صلاح کی ہو
 ہاتھ اپنے میں لے اپنے قلم کا بر و تیر
 دیوان فصاحت کے کتابہ کی ہر تحریر
 ہر شعر کے معنی کو کیا ہے زبرد زبرد
 ہمینی کوئی لفظ کہ اوسکی لکھی تقریر
 لفظوں کا بدل کہین معنی کی ہے تقریر
 مصرع کوئی ہمینی کہ اس میں کیا تفسیر
 پھیرے کہین لفظ اوسکے جو بھی شیخ کی تقریر
 سمجھانے کہ ہر اپنی ہی نا فہمی کی تقسیم
 خط پہنچ کے اوراق کے اوراق کیے قیر
 لے مولوی روم سے تا محسن تا شیر
 ذات اونکی ہوئی اشاعی کی بانی تعمیر
 قاصر ہر ثنا جتنے میں آفاق کی تقریر
 جسطرح سے جو رنگ لگاتے ہیں بشمشیر
 یوں دیکھی جب اوسکی وہ جہن نندی تحریر
 نر داوسکے اس صلاح میں کچھ ہوئی کی تدبیر
 از روے شرف خاک رہ اونکی بلند اکسیر
 استادوں کی استاد کی وہ ٹھونک ہم دزیر
 وقت اپنے کا وہ شخص بلا شک ہر برابر
 استادوں کی استاد کی کیفیت تقریر
 کر کے جو کرے ہر سخن اون کا زبرد زبرد
 سخت سے عجب کیا ہر کہ طینت کا ہو تعمیر

یہ سن چھری اک شخص نے کوکھ کو کوکھ چھری
 کھنے لگے لیجائیں گے ہم کو اس وقت
 اور لے لور سال کو جو لکھا ہے وہ تم نے
 سووائے اور اشارہ کی دیکھی جو یہ سدا
 ناچار میا نے کونگا اوس میں وہ بیٹھا
 اوسین سے چھری کھینچ وہیں کوکھ جلدی
 اس طرح جب لچلا تنہا اوس سے پا کر
 گہرا دسکے سے لے پونچے تھی تاؤں ہم کو
 نواب سادات علیخان ہاتھی کے اوپر
 دیکھیں تو ہی میرزا رفیع ایک میانیکے اندر
 سو داسے لگا پونچے یہ ماجرا کیا ہے
 بٹھلا لیا نواب سادات علیخان نے
 آمادہ وہ نامزد ہوئے بھاگنے کو سب
 سو داسے جو ہن ملک متوجہ ہوئے نواب
 فرمایا یہ نواب نے وہ ماجرا سن کر
 تاؤں سے خبردار ہوں جاتے ہو وہ یوں
 جزییر کے گہراپنے کا ک آن میں پونچے
 آشکر حق نے توبہ دی او کو نہریمت
 نواب جو سو داسے تین لگے ہمراہ
 حاکم نہیں اس عہد کا مجبور ہوں ورنہ
 فرمایا پھر اوسکے تین ازراہ تفصل
 تھے کریں پھر آنکے شاید کہ خلش وہ
 سو داسے کیا یہ ہی میرا خانہ امید
 اقبال خداوند سے اک خلق کو ہر راہ
 آفاق مجھے جاتے ہی اور بہو نکو میں بھی

اور سر پہ کھڑے دو ہوئے کے برہنہ شمشیر
 چلنے میں یمن کے کئے ہرگز نہ کر و دیہ
 جانکی نہیں پیش تمہاری کوئی تقریر
 سمجھا کہ کرسکے نہ یہ بد ذاتی میں فقیر
 جب دیکھی کوئی اوسنے بجز اوسکے نہ تدبیر
 چڑھ بیٹھا میانین بھی اک لطف مختصر یہ
 وہ لشکر شیطان و غا پشہ بے پیر
 نگاہ تاشاہ کھائے او تھین تقدیر
 با فوج و چشم او کھڑی آکر ہوئے رہ گیر
 اور گرد ہوس میا نے کے اک جمع تھا ہیر
 سنکر کے اوس احوال کی کچھ ٹھوڑی تقریر
 سو داسے تین اپنی خواہی میں توقیر
 اوس حال کو دیکھ او کی حالت ہوئی تنہا
 یک چشم زدن میں یہ ہوئے دانے ہوا گیر
 یہ بھاگ نجا دین کہیں کر لو اٹھیں نہ خیر
 جس طرح کمان سخت میں سے جان نکلی تیر
 ٹھہرے نہ کہیں پنج میں یہ بھاگواؤ نہ خیر
 یوں آگے کا احوال کیا خامرہ نے خریر
 داخل ہو مکان میں لگے فرمائے یہ تقریر
 تم دیکھتے دیتا میں جو اوسکے تین تقریر
 تم بیان رہو یک چند کہ جانا نہیں تدبیر
 ان موزوں کا بسکہ بد ذاتی سے تنہا
 حق اسکو کھے حشر ملک نہیں کی جاگیر
 بادوستی و یکدلی زہر فلک پیر
 احوال یہ رکھتا نہیں کچھ حاجت تقریر

لے تا یہ کہ چہ لڑا وہ بند کس زنا کو بہل کر تہہ از تہہ زنا بے تہہ ۱۱

صورت گل دلالہ کی اگر ہوتی گرفتہ
معنی کے سوا بندش الفاظ کے اسکے
اوتاد کا تب شعر نہ شعر کے اپنے
اوتاد کے اوس شعر کے مضموں کو بھی میں
کیا یادہ خوشی ہے مجھ جب جبین تیر
ہر خند کہ معنی میں ہو دونوں کو تناقض
اس شعر کو لکھ کر دیا تھا اوس نے بقا کو
جس وقت کہ دکھلا چکے سودا کو یہ اسناد
بے سقم سبھی شعر میں اسطرح ہمارے
سودا نے کہا اوس سے کہ اے فہم دشمن
یہ شعر ہر تائید ہمارے ہی سخن کا
اوس شعر میں اوتاد کا جو کچھ تھا ارادہ
جب شعر نہ ٹھہرا وہ نہ شعر کہیں کے
اولن بیو کا احوال کہا اے کہیں سے
جب بند ہوئے شاعرین تب انھیں اپنے
بہتر کہ سودا کے تین دیجے حفت
یہ مشورہ ٹھہرایا بلا سب کو کہیں نے
سودا کو بکرا لاؤ تم اور دو اوسے حفت
آکے وہ دل و جان سے قبول در کر باندہ
آئے تھے بہم جمع ہو بہتیار و نکو یکے
گھر اپنے میں بیٹھا تھا وہ اندر افک و غافل
پیش آیا متعظیم وہ اخلاق سے اولن ساتھ
یہ بولے وہ سب بیٹھے ہی کو کہیں نے
سودا نے کہا اس گھڑی مجھ کو خفان ہے
کل آؤنگا میں اولن کے کند و پھولنے

کب کرتی پیالہ کی تباہی سے وہ تدبیر
سودا نے رسالہ میں مفصل لکھی تقریر
پھر اوس نے دیا کر کے بقا کے تین تھوڑے
الفاظ میں ہندی کے کیا لاکے گرہ گیر
نظر و بین قبح ہو دل بگرفتہ کی تصویر
لفظوں کے نشاہ سے کہ اوتاد کی تدبیر
یہ کہہ کہ یہ اسناد دکھا کر تو اسے زیر
پھر کچھ طرف سے میرے تو اس کی تقریر
ہو اٹھنے بجھنے میں تری فہم کی فقیر
لا شعر کے معنی کو سمجھ کر تو بست نہ گیر
سمجھانیں تو معنی کا اسکے زبرد گیر
سودا نے کیا آگے بقا کے اوسے تقریر
تب وان سے اٹھا ہو کہ بقا لڑم و لگیر
اولن دونوں کے مضموں کا جو آپس میں تھا تفسیر
حفت کے مٹانیکے لیے سو بھی تہہ تیر
تا خشک جھون کا ہو ہمارے خوی تصویر
جو شیخ بچہ اوس کے تھے در حیطہ تسخیر
اور اوس نے جو ایراد لکھے ڈالو ان میں
کنے کو سمجھ اوس کے کیا اوسے جو تقریر
سودا کنے اشرار وہ بر غزم زدو گیر
ناگاہ یہ وارد ہوئے لے خجرو شمشیر
او کو وہ نہ سمجھا کہ یہ ہن مایہ سرد گیر
جلدی ہو بلایا نہ کرو چلنے میں تاخیر
سچ جانے اور کیجیے موقوف یہ تقریر
جاگیر نہیں ہی جو کرین گے مجھے تفسیر

حیران تھا کہ کیا بات بناؤں میں کہ جس سے
 تھا اوسکو سلوک اوسے اولیٰ نام میں منظور
 خاطر کا تھا پاس اوسکے جو مختار کو ملحوظ
 ارکانوں سے تب اپنے بھلا کر کہا اوسنے
 سب شیخ بچوں کے تین تم اور مکین کو
 حاضر ہوئے ہیں آگے گھنگار تمہارے
 القصد جو تھے نائب مختار کے ارکان
 سودا کے گھرا بتم چلوں لیکے مکین کو
 سودا کے جو قتلہ اوسکے تین لائے
 تحفت سے اوسکے تھا جو کچھ چہر کا عالم
 سودا کے حضور ان بھونکوائے وہ شخص
 سودا کے کہا اکی میں تقصیر سے گذرا
 یہ کیا کہین اس میں کہ مقدمے یوں تھا
 رخصت اوس میں سودا کے کیا عطر دار پا
 ہر کالے نواب صفا الدولہ کے تھے حاضر
 سودا کے تین لپٹے تھے جیسے وہ محدود
 اور ڈالتے تلوار سے مارا اوسکو وہ نامرد
 پایا ہر اکیلا جو سلاطین کو اکثر
 پر گندہ کیا اوسنے جو اوستادی کو اوسکے
 سودا کا کنکاش وہ ہوا موجب عزت
 اللہ جو شخص کو کرتا ہے مقرر
 شاعر کے تین کام ہو کیا تیغ و سپر سے
 اثبات حضور اوسکے ہوا تیغ زبان کا
 اے معنی اسطر سے یہ جانے گذرا
 بد ذاتی میں کچھ شبہ نہ تھا اوسکے و لیکن

نواب کے نزدیک معات اولیٰ ہو تقصیر
 رکھتا تھا وہ شیخوں کی بسر داری جو تھہیر
 از بہر رفاه اوسکے یہ نائب نے کی تدبیر
 یہ کام کرو جند کرو اس میں نہ تاخیر
 سودا کے لیجا کے کرو اوس سے یہ تقریر
 جوطح اوس میں چاہیے اب ڈیکھے لغزیر
 آئینوں کے گھر میں وہ لگے کرنے یہ تقریر
 اس میں ہی بھلائی ہے تمہاری نگر و دیر
 خجالت سے ہر اک اوس میں تھا غن جو تنویر
 احوال وہ رہنما رہن قابل تحریر
 اور بولے کہ ان خا طیل کو بٹھے شرحہ تقصیر
 سر کے مرے آگے اوسکے ڈکڑ جب زیر
 انسان کو لازم ہو ہے تابع مقتدیر
 حاصل یہ اوس میں اس حرکت کی ہوئی توقیر
 جاعز کیا دیکھ گئے تھے جو یہ تقصیر
 لیجا تی گھرا اپنے اوس بالقرض و نقدیر
 عزت کی ہی سودا کی نہ اک کی تحقیر
 اسطر سے ہیں لگے لاخبر و مشیر
 اوس گندہ کی اب مشکل و شوار ہو تھہیر
 اس سے بڑھی ادا دسکی تو اوستادی کی توقیر
 اوسکے لیے ہر امین عزت کی ہو توقیر
 جب لڑنیکو دی حق نے بنائے اوسکے مشیر
 جسدن سے کی بات تیغ و تبر لٹنے کی تدبیر
 جو تو نے بقا ساتھ کیے مہر کے عویر
 تحفت سے اوسے کون ہے عزت جو تقدیر

انگاہ شرارت سے نہ تھا ان کے من ہرگز
تکرار سخن کی تھی عداوت نہ تھی مجھے
شاعر کیلئے جنگ سخن کرنے کو باہم
تیغ سخن اور اسکی جو امالت نہیں رکھتی
کچھ مجھ کو نہ تھی اوس سے سخن اپنے پہ تکرار
اصلاح دی اپنے تئیں سمجھا کہ بننا میں
کھا میں یہ اس واسطے تا نزد سیفہاں
خالص ہواں اور استادوں کا نقد سخن ایسا
تا مغمی سے جب اوس نے لکھے اور بپطاعن
دیوا کو منگا اوس کے من جطرح کر اوس نے
میں نے بھی اوسط طرح سے شمار کر اوس کے
پر میرے اور اوس کے یہ لکھتے میں تفاوت
احوال یہ کہ عرض ہو نواب سے رخصت
ہو چکی اور سے جب یہ خبر آفاق میں چلا
وہ اوصاف حجاب کہ عدل و سکے سے دہم
یہ شعلہ در آتش خشم و قہر کہ اوس کے
بہشتی تھی آتش غضب و غصہ کی اوس کے
مختار تھا اوس عصر میں نواب کا نائب
فرمایا اوسے اوصاف دوران نے بھلا کر
ماحق متعرض ہوئے سودا سے وہ جا کر
کھد داؤ محلہ کو ابھی جا کے اور خوشی
پھر اومین سے ایک ایک کو گنگا کو رو پار
اور پہلے اوسے پارا و تراؤ کہ جس نے
ہا اور بے حکام کو تم جلد عمل میں
نائب جو نواب کے اوس وقت میں بھی

پیش آئیے اس طور سے مجھ ساتھ وہ دوسرے
کچھ اور کوئی نہ تھی یہ فقط حق کی تقصیر
بہتر نہیں یہ تیغ زبان سے کوئی شمشیر
اس واسطے شمشیر سے کی لڑنے کی تدبیر
مجھ پر نہ گوارا ہوئی استادوں کی تحقیر
اور استادوں کا ہن جو وہ استاد شاہیر
اور استادوں کے حرف آئے نہ دروغ تو قہر
یہ قلب نہاسا منے جس کے زرا کیس
بلکہ مجھے ناچاری سے تب سو بھی یہ تدبیر
اور استادوں کے اشعار کیے ہیں زبرد زیر
باشخ و بیان معنی کی تقریر کی خیر
بجایا وہ تقریر و بجا ہے مری خیر
کر آیا اوسی رات کو گھر اپنے میں شبگیر
فریاد رس آہو دکھ شکن شہر
شاہین رہا بعد اوس کے میں محکوم عصافیر
اوس لحظہ تھی قاصر یہ بیان کی میں تقریر
ہر چند کہ ارکان تھے مجھائی کی تدبیر
لایا تھا مالک کو وہ سب اپنے یہ تخیر
ان شیخوں کی تم نے سنی یہ بدعت و تقصیر
والہ کہ ہوا کی خطا کی یہ ہی تقریر
اور منہدم اوس کو کر جو امان کی ہو تیسر
اخراج سمون کو کر دے طفل سے تا پیر
بھیجا تھا اودن اشرا کو از ہرزد و گیر
خاصہ میں نہ کھاؤنگا اگر اس میں ہونی دیر
اس مرتبہ نار غضب و غصہ کی تاثیر

اوسکا ہندو فصل ہر اک دلپہ لکھا ہے
 ہر فرد کی از پیش نظر جیسے زیادہ
 جلنے ہو اوسے ماہی دمدورہ و خورشید
 ایسا نہیں گذرا ہر جہا نہیں کوئی ابلک
 نوکرا و سکا ہو لکھنا ترا ایسا کہ جہا نہیں
 اگر نظم و ذکر نہیں جو تو نے بکا ہے
 کیا جو نری اوسکی اگر مدح کرے تو
 و مو پہلے تو بامشک گلاب اپنے دہن کو
 کوسا سٹے گذرا ہو وہ مقبول طبائع
 مقبول اوسے جانے ہو تو مقبول کے مردود
 اوسکا ہو بھرا دل میں حسد تیرے لیکن
 شدت سے حماقت کی ٹھہرائیں کیا
 یا جھائی ہوئی اوسکے سخن کی ہر جھوٹ
 کہیے اوسے خورشید سپر سخن و شعر
 اور دے تین نسبت ذرات ہو اوس سے
 یوں اوسکے سخن سے ہو نمود سخن خلق
 اے مصحفی ہر ایک کے حساب اور نسبت
 ہیں فارسی کے تذکرے بید و نہایت
 البتہ کہ سب ایک سے ہو دینگے نہ شاعر
 لازم ہو سخن کے تین پستی و بلندی
 پر ثبت کیا اونہیں ہر جن جنکے سخن کو
 وہ کون ہو جس شخص کے احوال کو تو نے
 اس تذکرے میں تیرے کسی شخص کو حقین
 معلوم ہوا اس سے کہ تھا تجکو یہ منقطع
 جس جسکا بھرا ہو حسد دلین ترے دلین

نوکرا و سکا نہ تھا کچھ تیرا محتاج بخیر
 احوال کا اوسکے جو نقیر اور سہ قلم
 ہو لیکہ وہ آفاق میں مشہور مشاہیر
 اور بعد کے ہونگی خبر کھتی ہو تقدیر
 نورہ کرے خورشید کے احوال کو تحریر
 کچھ شان کی اوسکے نہیں ثابانہ تقریر
 ہو رتبہ و قدر اوسکی کا وہ موجب تحقیر
 اس شخص کا تب لا زبان اسم بتو قبر
 تو اب ہی کے یاد سے لے داہیون کے پیر
 کرتا ہو تو پھر کس لیے ہر شعر میں تحقیر
 تقریر و بیان کے ہو سلیقہ کی یہ تقصیر
 لکھی ہو کہیں مدح کہیں ذم کرے تحریر
 اسواسطے کرتا ہو تو بھٹکی ہوئی تقریر
 انوار کلام اوسکا ہر از بس کہ جہا لکیر
 ہیں ریختہ گو جتنے کہ گنام و مشاہیر
 جون پر تو خورشید سے ذرات کی تنویر
 اسطرح ہوا کہ تو خبر دار و خبر گیر
 دیکھ اونہیں کہ کس طور سے مذکور ہیں تحریر
 ہر ایک کا یکساں نہیں اندیشہ و تدبیر
 ہوئی ہو جذبی طرح سے ہر فکر کی تقریر
 ہر ایک کے احوال کو لکھا ہو بتو قیر
 لکھا نہیں بے رتبہ و بد طور و بہ تحقیر
 اظہار معائب کے سوا کچھ نہیں تذکیر
 پر دین کرے تذکرے میں ہو جہا ہیر
 کرتی ہو اوس احوال کو ظاہر تری تقریر

ہو سننے کی یہ نقل کاس جنگ جہل پر
 سودا سے کئی روز کے بعد آئے بقائے
 اور کہنے لگا یہ کہ بلا شک ہو مسلم
 یہ عرض ہو میری جو قبول اسکو کرن آپ
 دیکھ مرے دیوان کو اصلاح کی تشریف
 ہر چند کہ خانگ کا سودا کے یہ موجب
 آیا گیا لینے کے وہ اصلاح کے خاطر
 دیوان کے اصلاح ملک رکھی یہ بہت
 دیوان کو کیا اپنے جب اصلاح سے فارغ
 شاگرد میں سودا کا ہوا آئے و لیکن
 شاگردی سودا کی وہ بہت شکنی کر
 اوس طوق اطاعت سے کل اپنے گلے میں
 برگشتہ ہو کہنے لگا یہ وہ وہ وہی
 یہ تو نے سنی معرکہ آرائی بے لک
 سودا سے ہو کس طرح بقا معرکہ بردار
 اوساد کے بھیجے سے تو آنیکو بقا کے
 اے وہی کیا تذکرہ میں تو نے ہو اپنے
 اوس شہرہ آفاق کے احوال کو کوئی
 نسبت کری ہو سرقہ کی اور جہل کی اوس
 جہل اوسکی کا اور سرقہ کا رتبہ مجھے ٹھکتا
 جہل اوسکی کرنے ناز سدا علم و ہنر پر
 ہر چند کہ ہین اوسکے مراتب مجھے ٹھوٹا
 اس لکھنے سے قدر اوسکی نہ یکذره ہوئی
 اغلاط و توار دکا کرے اوسپر تو بہتان
 لکھتا تو اگر یہ کسی گناہم کے حق میں

جس سے پڑی اسناد کے بنیاد کی تعمیر
 اوس بخش ماضی کا کیا عذر تقاصیر
 اوساد تم اس فن میں با قرار جا ہیر
 انسب ہری فہم کے نزدیک تدبیر
 تا اہل سخن میں ہونحن کو مرے تو قیر
 ہر خلق سے قبال میں کی اوسکے ذخیر
 دیوان جو کئی جز کا تھا کرا و سکو بنگلیر
 کی وقت میں اصلاح کے ہرگز نہ بھودیر
 بعد اوسکے معاد سے تین سو بھی تدبیر
 ہو دیکھا مکین سکے اس حوال کو د لیر
 لاجت یہ موجب ہے ربط بوقت ریر
 جا ڈالی پھر اوس سلسلہ کی باونین زنجیر
 مجددوب کے مانند وہ جذبے کا ہو تخییر
 اوس کذب کو دھو ڈالکر اس صدق کو تحریر
 خورشید کا ذرہ نہ کچھ ہوئے گلوگیر
 اگر معرکہ سمجھے تو ہو اسین تری تقصیر
 مذکور کو سودا کے عجب طرحے تحریر
 لکھتا ہو بے قبلی و خفت و حقیر
 رکھ بعضونہ عندیہ کی اپنے کرے تقریر
 گر ہوتی تیرے دیدہ تقسیم میں تبصیر
 اور سرقہ نے طبع و دل عالم کیا تخییر
 ہر اوسکے تجاہل میں حسد کی تری تقصیر
 اور تیری حماقت کی زیادہ ہوئی تشریر
 نفست ترے اس جھوٹ یہ کمفرتی پھیر
 تب خلق کے نزدیک بھی تجی تری تقریر

کس لطف سے الفاظ سماں میں کیا دخل
 رکھنی تھی عجب معجزہ بے علمی سودا
 بغض اور عداوت کو جگہ دین نہ دیکر
 بعد اوسکے تو انصاف نہ کر غور کہ عالم
 مختار کیا تجکو میں ہو کر کے حکم تو
 کچھ شعر کی باتیں نہیں ایمانی و دینی
 اوستا دینیں باپ کی گریبات بری ہو
 اس بات کو سچ جان کہ پیدا کرے معنی
 جتن پر سو جھانے سے قباحت جو کو کی
 سودا و مکین میں بڑی اوس سے لڑائی
 کہنے سے ہو مگر کوئی بنی یاد ولی کوئی
 ممکن نہیں ہو نچاے ہم رتبہ معصوم
 سہو اور خطا ہے بشریت کا لوازم
 پاک اپنے تین جانے جو انسان خطا
 عیبے گراں کے عین ہر یک گراں ہو
 تیزی نظر عقل کو دی حق نے مجھونے
 آفاق میں جو عقل سے معذور ہیں انکے
 حق اپنے سے اور دیکھے ہنر کو جو کو عیب
 حال دیکھے سے اک شعر نظری ہو مطابق
 یک عمر کا دوستو کا عیب جہان میں
 اکمال سمجھتے ہیں مومن تیرے جس کو
 اس قصہ کے لکھنے کا ہوا معصی باعث
 لکھنا نہ اگر معرکہ سودا سے بقا کے
 ناما واقفوں کی واسطے واقع تو ہیں واقف
 کیا معرکہ کو نکار بھٹا تھا سودا سے بقا کو

اشعار کے اوسکے کو اذنین کر دیا تصویر
 علامہ کا اللہ نے جاہل کو کیا پیر
 دیکھ اوسکے رسالہ کا لغیر احد تو غلط
 اون دونوں میں سے کسی طرف ہوتی ہو تقصیر
 وہ کر کہ ہو جس پر متقاضی تری تدبیر
 بد کہنے سے جن کو ہو کوئی داخل تکفیر
 اچھی نہیں کیجاتی بنگل تبر و تبر
 شکر و غم کے لڑنے سے نہ اوستا کی تقریر
 ممنون نہواور لیکے لڑے اوس سے وہ شمشیر
 تھے مدد ہم پیش ازین جو شک و شبہ
 تو اوسکی خطا سے بری و پاک ہو تقریر
 بالفرض ہوا شعور میں خاقانی کا بھی پیر
 انسان جو ہی ہر امر میں ہی مصدر تقصیر
 بے شبہ و شک جرم و خطا کا ہی وہ تھیر
 کچھ اوس سے کسی شخص کی بڑھتی نہیں لغیر
 عیب اپنے بھر جشم کے گند اوسکی ہو تویر
 اور ذکی خطا جوئی یہ مصروف ہو تدبیر
 کیونکہ خطا بنو کا ہو ہے بدست تیر
 اس واسطے معنوں کو کیا اوسکے میں تحریر
 دشمن سے سُن اپنے تو ذرا دمف کا تذکر
 کس نقض سے اوسکے تین کرتا ہو وہ تقریر
 تھا ورنہ دماغ اسکے کسے کرنے کا تحریر
 کرتا یہ بیان کر نیکی میں کس لیے تدبیر
 اس معرکہ کی میں نے قلم بند کی تقریر
 یہ اوسکی فقط جمل حماقت کی ہو تو قیر

اور یہ وہ اگر نالوج و لچر و اہی و بے ربط
تقریف نہ کر بلکہ سخن کے سین کر خوب
منہ پر تیرے بخشین کرین بھیجے تری نفس
نعیت نفس اپنی حماقت سے نکر تو
بد طبیعت بد نفس جو کوئی ہیں جمانین
رکھے نہیں زہد از خبر عیب سے اپنے
نام و ازل ہیں سودہ اور دن کی ہمیشہ
صورت ہیں ہنر کی وہ نظر میں حمق کے
جو واقعی میں مرد ہیں اذکا ہر یہ احوال
کتا ہوں میں مجھ سے زہرہ پند نصیحت
اکیس بنا چاہے اگر عرو و شرف کی
گر یاد ہو کر خاصیت خاک تو پیدا
ہر چند تری طبع کی بالصدہ میں یہ باتیں
بد فہم سے غاید کبھی نسبت کرے پیدا
دل اپنے میں کر سوچ کے گا تو کہ جسکے
بد ہر سخن اوسکا تھا بہ از گو ہر شہوار
اور ایسا ہی احمق جو رہا تا دم زلیست
کسو اسطے مجبور سرشت اپنی سے ہو تو
لے ناطق اب ادھم خامہ کی عنان لے
ہونگے حق تیری نصیحت سے نہ غافل
تقریف میں کچھ لفظ و بیان اپنی کی لکھ تو
لازم ہو جو ہیں جو ہری بازار سخن کے
اس لطف و مفا سے کرے جوہری ہر
فرمان بلاغت کی ہو پیشانی کا طعنا
جون زلف بتان اسکا ہرک سطر گوش

تقریف سے تیرے نہ اس سے ہو دیگی توفیر
تا خوب تر از خوب نہولا بہ تحسیر
ہو یہ حرکت کر کے تو زہار نہ تشمیر
جو کوئی مرید اسکا ہی شیطانکا ہو یہ
شان اپنی پڑھاتے ہیں وہ کوفی کی تحقیر
اور نکلے ہنر کی کرے ہیں عیب سے تقریر
رستے ہیں بدل ڈھونڈھنے کے درپے تقصیر
ہیں گرچہ ستر با قدم عیب کی تقویر
ہیں اپنے معائب کے وہ ہر آن خبر گیر
سُن گوش دل جان سے ذرہ تو یہ تقریر
مرد و نکی کر گرد قدم ہونے میں تقصیر
آتش ہو تو بھو بچا تو بہم آب کی تاثیر
اور تیری حماقت کے مخالف ہو یہ تقریر
تب جان زانیسکے فیہمون کا مجھے پیر
ایک حرف نے کی تب نمے دین تاثیر
نہی اوسکے سمجھنے میں یہ فہم کی تقصیر
ہو تا نہیں اس جرم سے تو واجب تقریر
کر نیسکے بد و نیک کے مختار ہے تقدیر
تنگی کرے ہو صفحہ بھولانی تحسیر
احق ہیں ازل ہی کے یاد کی نہیں تقصیر
جاگر سخن میں سے مجھے چاہیے توفیر
اب گوہر شوار میں تو لین تری تقریر
جسطح کیے لعل و گہر تو نے گرہ گیر
اس نظم کے ہر مصرعہ مودہ دل کی تحویر
ہیگا دل عشاق سخن کے لیے زنجیر

طاقت تھی کہ ہوتا کوئی سودا کے مقابل
 اے رو بہ پر حیلہ داسے گر بہ پر مکر
 اوسکا ہی بھرا بغض ترے دلیں نے تو
 ان باتوں نے اچھے نہ برے ہو دین سلطج
 سمجھا تو کہ سودا کہ بڑا کہ کے ہوں اچھا
 اے مٹھی اچھا تو نہ دیکھا کسی طرح
 اچھے جو میں سمجھے ہیں برے تین اچھا
 اچھا جو دکھاتا ہے تجھے تیری نظر میں
 اچھا تو اگر آپ کو سمجھا تو نہ آیا
 جائیگا بڑا اپنے تین سے جب اچھا
 خوب آپ کو سمجھا تو ترفی سے رہا تو
 و شواری تا منزل اکمال پہنچنا
 ہر نقص کے اندیشہ میں تکمیل کی کوشش
 وانا ہے تو نادان ہو دانست کی کرسی
 گر خوب ہے اپنے سخن خوب کو بد جان
 ہر خیمہ دیکھ لے ہے تیری زبان سنگ
 رکھنا بنا تیغ زبان اپنی سے کب تک
 صدر رحم و بخیہ کے پے زخم دل خلق
 گر فہم ہے تو اپنے تین ہیچدان جان
 بالفرض اگر تو فلک فضل و ہنر کا سر
 جو ان ہو سکے تو نقش خودی کہ تین کرست
 کیسا ہی تو اچھا کے اوپر نور امنی
 ز نہار طبیعت کو نہر حق کا پیر و
 تعریف نہ کر آپ تو بڑے فکر سخن اپنا
 دیگی جو تری طبع کی تین خوبی معنی

کیا رو بہ روا دے تھی بقا کے تین تو قیر
 سودا نے برے کئے پر از بسکہ تو ہی شیر
 رکھ اور نہ پراد کے تین لاتا ہے بتقریر
 کیونکہ وہ برے ہوں تحفین اچھا کہ تقدیر
 اچھا نہ بنا بلکہ بر دین میں ہوا شیر
 اچھا وہ نہیں ہے جو کہے اچھا ملی تحفیر
 کتا ہے بڑا اچھا کو تو ہے بر دین کا پیر
 سو حق ہے تیرا کہ وہ تیرا ہے گلو گیر
 فہرست میں اچھو کے ترانام بہ بحریر
 ہو دیکھا تو اور پائیگا ت اچھو نہیں تو قیر
 اس حرف کو ز نہار نہر دین گرہ گیر
 پہونچاتی ہے دہان لاکھو تین لکھ دھو تھیر
 جب سمجھا تو کامل ہوں ہوا نقص میں بحر
 تا ہوئے تو دانستے جو میں دانا مشاہیر
 گو بہر سخن غیر کا کراد سکی نہ تحفیر
 تا چند رکھیں یہ درستی تری تقریر
 ہر خاطر دہر دلو لگا زخم تو دل گیر
 تقریر تری چاہیے پیدا کرے تاثیر
 تا تجکو جہان کے ہمہ دلو تین ہو تو قیر
 خورشید ہے کر ذرہ مثالوں کی نہ تحفیر
 تا صفحہ ہستی میں ہو قائم تری تصویر
 کرسی کہ ہو اس سے بھی اچھی تری تقریر
 کر عقل کو فکر اپنی کا تو را بہر و پیر
 ہے تجکو شتم ادسکی جو ہے خالق تقدیر
 سامع نہ کر لگا کھو تین میں تاثیر

تکرار قوافی کے قصید میں نہیں عجیب
آئے نہ نصیر اور نظیر اس میں کسی طرح
اس بحر کی خاطر میں کئی قافیہ مخصوص
اس وزن کے میں قافیہ سوئے ہیں میں
سب فارسی و ہندی ملا قافیہ اس کے
ان قافیہ میں آٹھ سوار کتنے ہیں اشعار
تکرار قوافی کے میں اسناد کے خاطر
صائب سا ہوا کوئی کم آفاق میں استاد
اوشا و ساحر کے قصید و کتب جو دیکھا
پہونچے نہ جسے وہم فرشتہ کا بھی زہار
تکرار کو پر قافیہ کے حسن سمجھ کر
مضمون معانی کو بدل اوسنے کیا ہے
استادوں کے نزدیک نہیں عجیب کچھ ہمیں
القصر کہ جسم میں جن نطق میں میرے
گلہ دستہ بنایا پے طبع عفت لایں
تا اس کے تفرج سے تفرج کریں حاصل
بہر حمقادستہ ہے تیرون کا یہ گویا
ادھر مڑتے ہیں سُن اوسکے تین ڈھکے ہے
سینری و صفائی کو قصیدہ کی مری دیکھ
بہتر ہو کروں خاتمہ اُس کا بدعا میں
تا جہل کو نسبت کریں ظلمت کے جہان میں
جو عاقل و عالم میں زمانے میں الہی
اور جتنے کہ ہیں احمق و جہل اُنھوں کے

یہ قاعدے ہیں کہ گئے استاد شاہیر
اس وزن کے میں قافیہ ہر چند بہ تکثیر
آتا نہیں لفظ و تغیر اس میں گہر
خامہ کی مرے کچھ نہیں اس میں تقصیر
کچھ میں سے شاید کہ زیادہ ہوں بہ طیر
کس طرح سے آہن نہ قوافی ہوں بہ تکریر
اس فکر کو ان بیتوں میں لایا ہوں بند کیر
لائق ہو اسے گر میں سکون شاعر کا پیر
رکھتی ہو ہندی معانی یہ وہ وقت پیر
ہر چند اڑے عرش پہ ہو کر کے ہوا گیر
صورت کش معنی وہ بہ ازمانی تصویر
لعل ایک دو بیتوں کے دوسری قافیہ تحریر
تا دان ہو جو یہ عیب سمجھ کر کرے تحقیر
اس رنگ شگفتہ یہ ہوا گلبن لقتیر
گل ملا کے گلستان طبیعت سے بہ توقیر
جو وقت مطالع کریں یہ خوبی تحریر
دیکھے سے اسے ہوتے ہیں از بسکہ دلگیر
ہر مصرعہ چیت اور کجا جگہ کے میں جان تیر
بالقے خطاب اوسکو دیا برش پیشیر
کسی ہو اجابت نہ دعا یہ میں کر دیر
تا جلوہ گر آفاق میں ہے علم بہ تنویر
تدبیر سے انکی نہ تفاوت کرے تقدیر
لعنت کا گلے طوق ہو باؤ نہیں زنجیر

کیا طاقت دیکھا تا ب جواب اسکا معاند
 دیکھے جو مخالف کوئی اسکو جگر اوس کا
 آنکھ نہیں اتجا کے یہ ہے کھل جواہر
 اقلیم معانی میں ہو راقم ترا ڈنکا
 شاہنشہ اقلیم سخن ہو توجہ ان میں
 ہو چار قب لطف و بیان سخن و حرفت
 لیتا ہے ترا خامہ فکر اذن سے سدا باج
 ہو طبل و دوات اور علم خامہ ہو تیرا
 شہید کی تعریف تری کیا گردن جس سے
 ہو فارس میدان معانی تو وہ جسکے
 ہو شاعری کی فخر و شرف طبع سے تیری
 در کوہ کنی سخن لے خسرو شیرین
 شہدیر جو اندیشہ انگلیوں ہو تری طبع
 دامت ہو دل اہل جہان جس کا اسکے
 لایا ہو کوہ ایک جوی شیر کو فرہاد
 شہسے نے ترے خامہ کے لیلی وشی کے
 جس جس سے تو نے بُت مٹی ہیں ترا شے
 الفاظوں سے یوں اسکے معانی ہیں نمایاں
 غرا و ضیح اور بلبل یا ایسا قصیدہ
 تیری ہی طبیعت میں ہو یہ زور کہ تو نے
 لے سحر رقم مانی اندیشہ نے تیری
 مدد آفرین ہو بلکہ ہزار آفرین تجسکو
 جس نظم کی عمر حضور عمر مسیحا
 سودا سکو میں لکھا کہ نہوتیے فلک سے
 سکرار توانی کی جو نادان کرے تکرار

لاف زبان اور کرے لکھنے کی تدبیر
 دو ٹکڑے ہوٹ کر یہ وہ بُزدہ ہو شمشیر
 سیراد سکی ہو اذن کی سبب قوت بتصیر
 عالم میں سخن کی تری بجتی ہے ہم و ذریعہ
 چاروں حدیں اوسکی تیری فرما ملی ہیں لایہ
 قامت پہ زبان کے ترے زبیدہ یہ تقریر
 بہن تخت نشینان سخن جتنے مشاہیر
 معنی ہو سپاہ اور زبان ہو تری شمشیر
 تو نے ہو کیا ملک سخن کے سین تنویر
 خامہ کا فرس ران بیانکے ہو سدا زور
 جسے کہ معانی کو دیا خلعت توقیر
 خامہ ہو ترا شہ فرہاد کا بھی پیر
 شکر ہو مضامین تری شیریں تری تقریر
 غدرانی یہ رکھتی ہو تری خامہ کی تحریر
 ہر بین دستور اسکی ہو اک تازہ جوی شیر
 جون شہرہ مجنون کیا آفاق کو تسخیر
 آذر کی فلک سے نہ ترا شین یہ نصا ویر
 فانوس سے تابندہ ہو جون شمع کی تنویر
 ہو مصحفی کیا کہ نہ سکے مصحفی کا پیر
 یوں باندھ یہ مضمون زبردست کیے لایہ
 کبھی بھی ہو کس انداز سے اس نظم کی تصویر
 کیا طویل ہے تو نے یہ قصیدہ کیا تحریر
 آگے کرے تطویل کی کوتاہی و تقصیر
 لے مصحفی ہو محبت سودا کی یہ تائید
 اوسکے لیے اشعار کیے میں نے یہ تحریر

۵ نام نیکو و فکشان ضائع گمن تا بماند نام نیکت برقرار و کیسکه بسیارست و خود را کم می پندارد و بسیار تراست و کیسکه کم است و خود را بسیار می شمارد و خود سه است از پامی افتد آدمی را باید که اوقات در تربیت و تهذیب اخلاق صرف نماید بدان که خمیر مایه مرات از سنگ و آهن تار کیست اما بواسطه تربیت و کسب مفا کارش بجای می رسد که صورت انسان در جلوه گر می شود تو که خود انسانی اگر پیش انسان کاملی زانوی ادب نه کرده نشینی همچنان در تو نیز گم سال او صورت می گیرد هر صاحب نماله که ترا خواهد دید بصورت خود خواهد یافت هر یک هم جلس خرد را دوست میدارد و غرزد اما خواهی شد ۵ اگر دریافتی برداشت بوس و بگو تا غافل شدی افسوس افسوس -

بدانکه این رساله مسمی بعبره الف فلین متلبرج فصل است فصل اول

در بیان موجب نوشتن رساله فصل دوم در بیان اشعاریکه میرزا فاخر بر دخت کشیده اند فصل سوم در بیان اصلاح نمودن میرزای موصوف بر اشعار استادان نقد ماضیه فصل چهارم در بیان اشعار مقرر میرزای مسطور فصل پنجم در بیان اشعار مقرر میرزای مومی الیه که بنده موافق نمم ناقص خود در آن دخل نموده فصل اول در بیان موجب نوشتن رساله باید دانست که درین ایام ساعده عجیب و غریب روی داده لازم که سخن طرازان روزگار دکنه سنجان هر دیار جنبه از گوش هوش بر آورده تحویل سامعه نمایند اشرف علیخان نامی مرد بزرگ از خاندان عمده که آشنای دیرین این احقر اند از تذکره های قدیم و جدید بشقت بازده سال تریب لک بیت و تذکره خود تالیف بخندت میرزا فاخر صاحب متخلص به مکین سلمه الله الواهب آوردند و الحاح و سماجت بر اے تصحیح برزند میرزا صاحب فرمودند که ما را دماغ نیست خوب این کار را بر اے خاطر شما بشرط قبول کنیم که اشعار تمام شعراے هند را از فیضی و غنی و سبکی و ناصری و تبدیلی و بلج الدین علیخان آرزو و میرزا شمس الدین فقیر گرفته یک قلم خط بکشیم مگر تصحیح و انتخاب اشعار شعراے اهل ولایت نخواهم نمود خان مذکور باستماع این حرف بمعنی تذکره را برداشته آوردند و قبول نمودند بعد از چند سال سنی جز و تذکره را بخندت شیخ آیت الله صاحب متخلص به ثنا بر اے تصحیح برده بودند چنانچه شیخ صاحب مذکور چند جز و صحبت رسانیدند بعد از اتفاق رفتن ایشان از لکنهو بطرف فیض آباد افتاد بعد از آن ناچار شده باز بخندت میرزا موصوف تذکره مسطور را خان برزند

عبرة الغافلین

بسم الله الرحمن الرحيم

برابر باب فتم و ذکا مخفی نماند هر دو در مندی که بخود وار رسید برود و لها رسید و تا بدو و لها رسید بخدا رسید پس بر زبان راستی بیان خدا رسیدگان در کلام اساتذہ مسلم البشوت
حرف جا بهجا بے تامل نمیگذرد و می دانند **بیت**

هر که سخن را به سخن منم کند | قطره از خون جگر کم کند

و تبر دل آگاه ایشان روشن است جمعی که در فن سخن لہای دریدہ دهنان دوخته کوس
لمن الملک الیوم کوفتہ از دار الفنا بدار البقا پیوستہ انداز آنها انحراف و زریں کار
خویند ان نیست کہ نفوس نفیسہ مذکورہ علت غائی ایجاد سخن و صیاد مرغ معنی عرش ممکن اند
و عقیدہ این ہیچدان نیز همین است جائیکہ شاہماز خیال قدرت آنها بالافشان است
ما کجشک طبعان را چه یار که زیر سایہ او بر زمین اگر میلان طبیعت کسی بہ سخن طرازی و نکته بینی
باشد باید کہ شیرہ جان را در متابعت ہیچو کسان صرف نماید و ما در اسے این اگر باقیم سخن
پاکدازد و پہلو نشینی اہل معانی دستش ندہد باید کہ درین راہ بر نقش قدم آنها جبین سالیہ
پیروی کند تا از تشیب و فراز راہ سخن نغزشتہ نخورد و سرنگون نیفتد عیاذ باللہ اگر کسی سوا ی
طریق آنها بعمل آرد بجز نایہ افعال و رسوائی بدست تیار و سرنجیب فرد بردگان این طائفہ
گرداب دریای بلا اندر بہار بے آشنای این بانی پسے نہائی تا غرق نشوی و تلاطم
امواج طبیعت آنها کوہ را از جامے برد تا بکاه چه رسد اگر طبیعت کسی بر صفحہ قلم خوردہ آنها
سرگرم نکتہ چینی شود بدان مانند کہ باد تند خاشاک را بدم شعلہ ہد اوراق مشتوش کرده آنها
لیاقت آن دارد کہ کسی سرش خود نماید تا بھضم منظور ایشان چه رسد و در ریزہ چینی ایشان
صاحب قمتان خطما بر میدارند و لذت ہائے بزند لیکن نوالہ باندا زہ کام و ذہن
باید برداشت تا از ذہن باز نریزد و مصرعہ این لقمہ باندا زہ ہر کام و دہان نیست بے اسے
غیر از اگر جرعہ از بادہ سخن نزدست سرخوش باش و لیکن از شور انگیزی یہودہ نکتہ و پاش
کہ از کیفیت خواہد رفت و مہج خمار گرفتار خواہی شد عرف مال این قال مقال گفتگو آنت

نوشته در همین محله بودند که روزی بخاطر ایشان چنین رسید که آن اشعار قلم خورده را بنابر
منصفی نزد این ضعیف الباد آورده انصاف خواستند بنده خاکسار محمد رفیع متخلص به سودا
التماس نمود که این احقر بزبان امور فارسی چندان ربط ندارد و دخل هجو منی در زبان فارسی
بدان می ماند بیت تو کار زمین را نگو ساختی به که با آسمان نیز برداختی به و خدا عالم است
این چند بیت ریخته از قبیل فقیده و غزل بجهت سبب حسن قبول یافته است و الا بنده هم کلام
خود را از آب نه کشیده و میرزا فاخر صاحب البتة این کار فهمیده و سنجیده بعمل آورده باشند
و کمالات ایشان هرگز شبنمیت اگر مزاج لیسشت چنین انصاف طلب است
می باید که انصاف این نسخه را نزد سخنوران فن فارسی برده طلب انصاف نمایند چنانچه
بالفعل از شاگردان شیخ محمد علی حرمین رحمة الله علیه شیخ آیت الله متخلص شنوا و از
شاگردان میر شمس الدین فقیر میرزا هجو متخلص بزره حاضرند و سوای این هر دو صاحبان
میرزا ابوعلی هالفت در بنگله و نظام الدین بگرامی متخلص بصلح در فرخ آباد و شاه نورالدین
داقت در شاهجهان آباد موجودند حق تعالی این همه صاحبان را بجز طبعی برساند انصاف طلبی
این ابیات یکپای مودی میخواند چندان دور نیست بنده را معاف فرمایند چون این کلمات
التماس نمودم خان مذکور این شعر خان آرزو و بزبان آوردند شعر آید بحال ذائقه خویش
گر بایم به یک آشنای با فرزند روزگار نیست به بعد از خواندن شعر فرمودند که مگر صاحب
را خبر نیست این نام برده با راکی بخاطری آرند هرگاه گرد بر آفتاب تابان انداخته در حق
شمس الدین فقیر چنین می فرمایند که در رساله عروض او پنج و شش جا غلط غاش بر آورده ام
و بر اشعار شیخ آیت الله منع اعتراضات دارند و اشعارند همین داققت را اکثر جا اصلاح
می نمایند و اشعار صالح و دیگران را سهل انگار شده میفرمایند که دیده و نادیده خط کشیدن
بر اشعار ایشان موقوف نمودم چون خان موصوف چنین فرمودند بنده بدیرستی التماس نمود
عجب حال است هرگاه پیش میرزا هجو کسان اعتبار ندارند تا بن هجوچان چه رسد طلب انصاف
از بنده دور از دانی صاحب است غرض با وصف آنچه فرمایند آن اجزای تسلیم
خورده را بجز آدتمایش احقر انداخته کسیده خاطر برخاسته بخانه خود تشریف بردند چنانچه درین
ایام گاه بیگاه که این عامی سیر این ابیات نموده در دفع اکثر اشعار شیخ سعدی و امیر خسرو دهلوی
و مولوی روم و مولوی جامی و غیره اسانده قدیم و جدید که منتخب و برگزیده عالم اند قلم خورده

و اتماس نمودند که شعر غلط را صحیح نمایند و مکرر را مکرر بنویسند میرزا صاحب اجزا را که شیخ آیت الله صاحب تصحیح نموده بودند ملاحظه کرده فرمودند که این تذکره را آن زمان بصحت میرزا محمّد که یک نوشته در باب سماجت خود بدید چنانچه خان مذکور نوشته دادند چون نوشته ملاحظه نموده شد بید ماغانه از دست انداختند و فرمودند قسمی که من میگویم نوشته بدهند ایشان گفتند که هر چه بفرمایند همان قسم نوشته بدیم میرزا صاحب فرموده چنین نوشته بدید مسوده زبانی میفرمایند که سابق تذکره را بخدمت فصیح الفصیح و البلیغ ابلغا میرزا صاحب مشفق کرم فرمایند تا آخر صاحب سلمه الله الواهب برای تصحیح اشعار و عبارت برده بودم ایشان بسبب کثرت اشغال فرصت نیافته ناچارستی جزو تذکره را نزد شیخ آیت الله طنابگمان اوستاد دی برایشان هم داشتم برده بودم ایشان تا مدت دیده بعضی جاها که غلط بودند آن را صحیح دانسته در گذشتند و بعضی جاها غلط دانسته به تصحیح پرداختند آن را غلط تر نمودند لهذا مرتبه ثانی به حدی و آرزوی تمام بخدمت فیض هویت میرزا صاحب که درین فن استادان و مثال ایشان درین جزو زمان و درین شهر صاحب کمال دیگر نیست برای تصحیح بردم تمت کلامه خان مذکور اول بل غصه شده ابایی اینی نمودند که صاحب را بشیخ آیت الله صاحب چکار ذکر اوشان درین نوشته خوب نیست که از آشنایان بنده و اوستاد مسلم الثبوت اند چون میرزا فاخر صاحب مقصر بر اینی برای تفاخر شدند ناچار بهر خود موافق درخواست اوشان او نوشته دادند بعد از مدت مدید چون بسمع خان مذکور رسید که اشعار جدیده جمیده از تصانیف اوستادان سابق و حال که در آن جریده مندرج بودند همه را قلم خورده مشکوک ساخته بل اکثر جاها با صلاح پرداختند سر اسیم گشته از خود رفتند چون بهوش آمدند با اضطراب تمام نزد میرزا فاخر صاحب حاضر شدند میرزا این صورت ملاحظه فرموده بستمی نمودند و خان مذکور نتیجه سماجت سابق را برعکس دیده در طلب تذکره به بید ماعنی پیش آمدند آخر کار از حضور فیض بخور میرزای موصوف آن اجرای را بخانه آورده چندی گوشه نشینی درزیدند و به مشغله صاف نمودن اشعار قلم خورده شب و روز بسر می بردند درین ضمن هر آشنایی که بخدمت خان مذکور می رسید و مستفسر احوال بر نیامدن خانه میکرد دید ایشان آه سر دزدل پرورد و کشیده میگفتند که ای مهربان از چندی در تعزیه زاده ای طبع سخنوران سابق و حال غالت اختیار نموده ام که میرزا منظمه خولن فرزندان اهل معانی را ناحق گردان خود گرفته

گویند که از خوبان بدنام شدی خسرو که شمشای تو از بسکه هست رنگ آمیز خسرو که نخست دی اول دلش دهید نداغم مر ترادر دل چه انتاد تغافل کردنت بے فتنه نیست سخن باقی و شب در گفتگورفت	دل چون نکند فرمان خسرو چه کند آن را نه آشتی تو داند کسی نه جنگ ترا دان دل که سوخته بود آتشش دهید که دادی صحبت دیرینه بر باد فریب صید با خد خواب میداد پسیده دم دید و مه فرو رفت
---	--

سعدی علیه الرحمة

برین که صوخی زده ام خرقه حرام است آرزو میکشم با تو دلم در بستان چون تنگ نباشد دل مسکین حامی هر غمی را فرمی هست از ان می ترسم چرا د چون نرسد بندگان مخلص را پیش دگر نمیستوان رفت	ای مجلسیان راه خرابات کدام است یا بهر گوشه که باشی تو که خود بستانی کش یار هم آواز بگیرند بای پیش از انم بکشند زهر که تریاق آید رو است که همه بدی کنند که نکوست از توبه تو آمدم به زهر
--	---

مولانا ی روم علیه الرحمة

ای خداوندی که یار جفا کارش ده تا بداند که شب مایه جان می گذرد دلبری عشوه گری سرکش خو خوارش ده در عشقش ده و عشقش ده و بیارش ده	این هر دو شخص در آفریندگره با بنام مولوی روم ثبت است و زبان در عالم نیز چنین است و میباید صاحب می فرمایند که این هر دو شعر از مولوی روم نیست خوب مصرع متاع نیک هر دو کان که باشد و تا بل خط کشیدن نه بود +
--	--

مولوی جامی علیه الرحمة

سرود مجلس در دست آه و ناله ما مرا بگوی تو خواهم که خانه باشد	حباب خون جگر لاله گون بیاله ما زهر آمدن آنجای بهانه باشد
---	---

بنظر درآمده و بسبب نارسائی فهم ناقص خود فتح این ابیات مطلقاً بخاطر نرسیدن امکان اینقدر دانست البته که از چنین صاحب کمالی که کمال خود دعوی دارد بچوکاری بعمل آید بیوجه نخواهد بود فی الواقع مرتبه میرزا درین فن بجائیست که متراد و را مردم اگر بر بیان دیده بنویسند جادو و گمشدل من بچیدان به کنته او پی نبرد لیکن از داناتی میرزا صاحب بید بود که چنین حرکت بعمل آورده روشش و صنیع و شریف گشتند خدا نخواسته اگر هر یکی از این معتقدان شعرای مذکور مشکوک نمودن این اشعار سوال نمایند بقیه عمر ایشان در بهم رسانیدن جواب به نحوی صرف شود که جای دم زدن نباشد علی الخصوص دو حرکت بسیار قبیح از ایشان بعمل آمده یکے خط کشیدن بر اشعار صحیح اوستادان مسلم الثبوت و دیگر از جهان گذشتگان را بخوبی یاد نکردن برین هر دو چیز قبیح تذکره موقوف نبود عالم سخن هزار رنگ است و هر یکے بر یکے مآلوف چه لازم بود که شعر دیگرے را که مرغوب طبع خود نباشد سست دانسته مغشوش سازند می بایستی هر شعر که پسند خاطر می نمود بصدا خاص مزین می ساختند و باقی را بحال خود میگذاشتند بد است این احقر محضراً صلح و انسب چنین می نمود و الله اعلم بالصواب -

فصل دوم

در بیان اشعار اساتذه که میرزای موصوف بر خط کشیده اند در و قبول نموده -

حضرت امیر خسرو علیه الرحمة

خودم الفسان بدستین امکان دارد
جان من یا دلان غم یا دلان ازین بهتر خورند
که بلاها همه زمین زخمه برودن می آید
که در میان من دل هزار فرسنگ است
که شنید است که دید است و کرا پیش آمد
از جور تو که کم گله افکار نه کردے
کنون بر میبرد نمی که من میباشتم روز

تو بدین خوبی و من عاشق آنکه ز تو دور
عمر با بگذشت یا من نیامد در دست
اے صبا خاک پیش آمد بید از به چشم
تو که منم که مراد دے چه سود ازین
انچیز من دیدم و من میکشم از درد فراق
ز انسان شده ام خواه پیش تو که هر چند
من آنکسیدم دلان را خفته پی بندم در دے

	امینای حقینی	الحدید
بخطرت نرسیم گر همه غبار نسوم	کجا شد آن همه مهرے کدائستے اکنون	
	میر حسنین مخاطب بامتیاز خان متخلص فخالص	
<p>کہ تا آید نگاہش بر سر مژگان حیا گردد مقری تشبیح ازان بی برہ الہ یاد خداست سیر گلشن پیشکش پرچم گلچیدن چہ لود انقدر دل زکے خواہ کہ مقدور شود مینزد برگشتہ مژگان شانہ بر کاکل ترا بمن آب و ہواے دل مگر دیان میسازد چہ بکار خویش آید کہ بکار ما بیاید سہرہ چوبست عافش بچہ آفتاب شد</p>	<p>ز شرم آلودہ چشمی دیدہ ام نظارہ گری بہر کہ شد بالا نشین محروم گشت از یاد تو شوخی مشت پری یعنی کہ بلبس با چرا آدمی نیست صنوبر کہ بود بارش دل حسن سرشار تر امشاطہ دکار نیست ز تاثیر نگاہ چشم او پیوستہ بیمار بمرا خود نشد چون بگذار کم شود دل ماہ من از مبارکش بسکایاب قناب شد</p>	
	میر اصائب	
<p>کہ شد گویتمی سایہ افکن از برودشش صورت ابلیس را بگذاز تا لوم شوے بغیر ما کہ دشنام میتوان داد ما سر بسر قلم واجب دادیدہ ایم صائب چہا شنید ز مردم برائے تو سخت میر رسم دو چار آفتاب من شود</p>	<p>نہ خطت این نمایان گشتہ از طرف بنا گوش ترک عجب و کبر کن تا قبلہ عالم شوے کہ کام عاشق نا کام میتوان داد بہر گز نبودہ است باین رتبہ حسن خط گر بشنوی از دو دہ سہ حرفی چہ میشود آنکہ دارد عہد خیرگی بر چشم خویش</p>	
	حکیم شیخ حسین شہرت	
<p>اگر کردم حسد بر تارک دنیا حسد کردم بید رفیع جور و جبار اگر ان کمن</p>	<p>اگر کردم حسد بر تارک دنیا حسد کردم بید رفیع جور و جبار اگر ان کمن</p>	<p>نشد ہرگز کسے محمود من از مردم دنیا سودای باز محنت وصل تو در گرفت</p>

<p>بهر محرومی من از ره دیگر گذرد که بگذرد سخنان تو بر لب و دهنش لیک از دل بر نخی آید سرا هناده بر سر بالین خود کبان هر دو</p>	<p>آه از آن شوخ که من بر سر آتش چوروم گذر کن از سخن بوسه این نه بس باشد خواهم از دل بر کشم پیکان تو شکار پیشه و ترک اند کفنه چشمانش</p>
<p>آه سبزواری</p>	
<p>غباری در دل از هر کس دارد بر من افشاند چون نیست امید ی که بیایم دگر اینجا</p>	<p>شود از دیگران در حتم و بر من افشاند تابوت من آهسته در کولیش گذر آیند</p>
<p>مولانا فشری</p>	
<p>ای جان من فدای تو این نیر بگذرد</p>	<p>آئی و بگذری و بمن هیچ ننگری</p>
<p>نعمت خالغالی</p>	
<p>کز ناله ببلان شده ناله سیر آهنگ تر در بستر هر برگ گل جای تو گرم است گرفته هر کسی از عشق چینه یادگار از من که دارم از غم و راز معشوقانه عار از من قفل ایجد بگرفتند و میخ نه زدند عاقلان عبرت ز نخل بے ثمر باید گرفت ز آنکه دیدیم بیک حرف تو بچ غلط آفت یل نهاده است چه می باید کرد آهی هر کجا باشد خدا باشد نگهبانش</p>	<p>شد گل ویش گم بگذرد گل گلزنگ تر هر خط ز بس آمد و رفت تو در اینجا است گل اشک چشم دلاله دل سنبل بستان اگر نشست عالی پادشاه شکوه توان کرد و اعطای منع شراب از دوسه حرمی کردند قدر و قیمت نیست هرگز مردم بی فیض را مد چشم گز خوری یک سخت نیست درست باخ و زلف تو کار است چه می باید کرد ببینت هر که حق آشنائی را نگهدارد</p>
<p>شفیعی اثر</p>	
<p>سم در قبضه و شرکان جلا دتومی باشد</p>	<p>بخون غلطیدن دلم از بیدادتومی باشد</p>

محمد علی سلیم طشتری

انکه بر با گل نمی زد پیش ازین ازدوستی
 نگاه باغبانم می پرستم لاله گل را
 نمیکشد به چمن طبع پر عنبر در مرا
 سلیم بار فروشی عشق را نازم
 ز بلبلان گلستان سلیم صد فریاد
 لے باغبان بجان تو ما آموده ایم
 به معشوق کسی هرگز ندارم میل آمیزش
 رسید کار بجای ز عاشقی ما را
 از گرفتاری چسبانا نام سلیم
 ز ناز و غمزه دران چشم هر چو پای هست
 گرم آتشازی ام چون دید در طفل بد
 گرفتارم آنکه دهد وعده شاید امید
 آن لب سلیم آب بقار شمشید کرد
 دارد اید دست ز تو شکوه بسیار سلیم
 حق عشق از یک نگاه گرم بارم شوند
 ولتے بر آنکه کند توبه به هنگام بهار
 گرم بومل رساند سلیم نیست عجب
 من کجا و سفا از کوی خرابات سلیم
 بره گذار نظر ریزنے دو چار شدم
 چو سوی صید گاه اید ز دوق و غلمان
 ز بوی سیرین برون نیخا انجان مرغ است
 بباغ میرود آن شاخ گل سلیم و گره
 گلر خان بنیند مهر که بر اسیر بندم

میزند اکنون بچوب گل من دیوانه را
 کنم چون موی بنیند ز بابت شاخ بسمل را
 شراب میکشد اینجا که بزر و مرا
 که خاک بودم و بفرخت چون عیر مرا
 که از بهار نکر دند با خبر ما را
 از کیمت گل است علاج ز کام ما
 به بیل میدهم گل با اگر دست من باشد
 که در قبیله ما هر که بود مجنون شد
 فکر آزادی چو در اندیشه نیست
 و لے چه سود اسیران نگاه میخوانند
 گفت این بد بخت مشق عشق باری میکنند
 دماغ کو که کس صرف انتظار کند
 خونهای خلق که نه شدن خون تازه است
 آه اگر مهر خوشی ز دوان برخیزد
 چون دهم شهری کرد عزت و چارم شوند
 این گناهیست که مستوجب عقیدن است
 که هر چه کوئی ازین روزگار آید
 چه توان کرد و جو تقدیر است باشد
 خبر ز دیده بدل نارسیده کارم شد
 صدای خنده زخم از سربک تیری آید
 که چون برگ گل هر جا کس دید میلزد
 بهار در چمن امروز میمان گل است
 آفرین گویند بر هر زخم تبریک دگر

<p>بیش چون خودی هنگام عوف و عاظم بزرگ موی مینی میدهم جاد و دل خوش گدائی را به نخوت میکنند مرد و دیشان برین است بوی ناله هر جا میرم شهرت گرفته بودم از فعل کیش دشنام می خواهم نام صاحب بهران از کار فاش بلند عشق چون کامل عیار افتد کجا دشن شهرت از فرزندی دم نگر دی حق شناس دنیا می سفله پردر نگر فت دست مردی من دهرت جنج دوستی با هر که می بندم یک عمودین میکده بودیم سدا فراز شهرت رخ یار تو نکو خطه جو بر آورد</p>	<p>زبان خوش را الکن میدی کاش میدی اگر از زلف یار افتد بست من ساری چه میکردند اگر میداشتند این قوم دنیائی ننیدانم گره از زلف با کاکل کشا و شنب که من کار نمایان کرده ام لغام می خواهم شادی از بهر این دعوی بلند شمشیر نیست کوکبن معشوق را از سنگ پیدا کرده است بندگی باید میبسر زادی منظور نیست با چون خودی نه بنده از خاک بر ندارد بغیر از دشمنی با شرط دیگر نیست منظورش چون دختر زنی یک پسرساده ندیدیم در بنگ تو کیف است که در باده ندیدیم</p>
--	--

سراج الدین علی خان آرزو

<p>اگر میدیدم رخ از بنگ بان دندان جان را شیخ آنجا دعوی تقوی نخواهد رفت پیش هر خطه آیدم بنظر دیگر او مرا کام دو بان من ز می بوسه بر کنند گر تو هم آئی بی طوف شهیدان در نیست زین پیش طاقت جورا بی یوفانداریم آید بحال ذالقه خویش گریه ام بتقریب محب بودم فتن محاسب عمری از زلف دل گرفته بخت تو بستمیم سه کامل بنورانی رخ دبر نمنه ماند دیدم زلف تا کمر آن دل سرور را</p>	<p>گستی شیخ چون شک تابش جان را عالم آبت این دانشی نفع نیست زان رو وصل ریش بود آرزو مرا در بزم وصل است همین آرزو مرا گریه می آید و رنج راه چندان در نیست تا چند خون توان کرد آن دل که ماند ایم یک آشنای بامزه در روزگار نیست بے تاراج من تا خانه خوار می رفتم این عذر بدتر است بے لنگانه ما اگر ماند شب ماند شب دیگر نمی ماند شامی محب مقابله دیدیم روز را</p>
--	---

در کی قتی

کرده ذوق چمنی گرم طلب باز مرا
شوق گل با قفس آورد به پرواز مرا
بروز عهد تو هر دل که بود پر خون شد
ستم تو کردی و تهمت بنام گردون شد

دانای کستیری

ز کوه حسن ز عاشق در لعل توان داشت
درست اگر ندی نیم بوسه بسیار هست
تآب مقاض ندارد ورق نازک گل
لب گستاخ رساندن برخ او تم هست
منظر اب اندر سخن عیب است انا چون کمال
مصرع بر لبه باید گویش ماهی رسد

فقیه در دمن

نامه ام تا باز ننماید کس خوب مرا
کشته قاصد را بگردن بسته مکتوب مرا

ذهنی مشهدی

صد سفر همراه دی بودیم از عهد صبی
از رقیب امر دمی پرسد که او هم که کیت

رضی الدین نیشاپوری

آخروزی گذر کند بر دل تو
مکن بنود که دل ترا بگذارد
آتش بر سر ز چرخ آتش بارد
این سوخته دل ببا امید دارد

رضی اصفهانی

از غمی بمن نزد که دم تیغ بر گشت
بر گشتی بخت من از این قیاس کن

رفنا پروی

دل جان سپرده بسکه طمید است در بزم
من خوش بر این گمان که قزاق گرفته است

بروای عالمی شادی از دست گلرخان سلیم رفت ز گفت خست را با پیران قد باغ ز سامان گل لاله کمی نیست منت ز باغبان چه کنم از برای گل بدبسیان گر نظر بکیم جدا نیست	صد بار گفتنت که سلیم بخین مباحث نصیحت من دیوانه بعد ازین عبت است چیزیکه درین فصل فروست فلان است دارد خدنگ ناز تو زخمی که واه واه گرش بابا نظر بودی چه بودی
خضر خونساری	
ز رفتن تو دله باز پس نمی ماند	ما تو میروی و درین شهر کس نمی ماند
جلیل خلیل خلص	
دردی که میکشد دلم از انتظار وصل گره شد بر تو از تنگی جابیم شمع تابان	داند کسی که بر سر رای شمشیر است بنگین یا قوت حمز گشت آخرا بن بنگین
درویش دمی	
بزرگ دیگر امروزم نصیحت میکند نا صح هنوز پیش آنکه اعتباری برت ای هدم افسوس که کار مشکل نتاد	مباد اول ز دوست برده باشد دلربایی من که شب بودی با اغیار و پنهان از من مستلم بر رضای قاتل نتاد
میر رضی دانش	
می بخور چند آنکه نشاند ز گل گلچین ترا چند هر هفته کم خون دل بخواران	یا سباجن پاک خورشیدین دن غمش است شب آدینه نهین در رمضان میبایست
داود دینولی	
بیتواز شعله آه دل دیوانه ما که افتاده بگفت زلف تو دو کام گرفتیم	سپیل دودی شد و بر خاست دیوانه ما شب بر سر دست آمد و آرام گرفتیم

میر نظام الدین سنہلی

برہامی کہ آن نامہربان کیا پیش آید | روم از خویش دماہی باید تم تادل خویش آید

سیفی بخاری

ہر کہ دید از غم آن ماہ جبین نارم گفت | ہر بلائے کہ ترا بہت ہمین یکماہ بہت
ہست از دہنت در دل ہر غنچہ سخنہا | گلہا شگندہ گر بکشایند دہنہا

میرزا سیلمان جابری وزیر

اگر ز دل غم زنت مبر معدوم است | و اگر مراد من از تو وفاست معلوم است

حاجی فریدون شائق

مست و میباک و دفا و بھمن بخر برکت | خوب می آئی اگر رحم شفاعت نکند
آتش مہ و دھشتہ خوش با ضیاست بنگر | شائق بہال چہے آن نازنین نباشد

میر سنجر کاشی

روندارم کہ بگویم تو در نہ دارم | سخن چہ کہ بروے تو گفتن دارد
ہمین حیرتم ایدل ز سادہ لوے تو | اگر وجدائی و امید ز بستن داری

حسن سیرتی

دل محمود شد اسیر یا زہد | کار خود کرد عشق بندہ نواہ
ز پردین کبوتر ہم تن در مضطر | کہ کجا شستہ باشد کجا رسیدہ باشد

سالک فرومینی

از ان کجہ مردہ را نفسش آن نگویست | دشنام خشک ہم بدعا گوئے رسد

میر رضی ارطمانی

باور کن که از تو دل آزرده میروم
چند دوستی است بآن سنگدل رضی دیگر
جنگ مرا جو صلح تو هیچ اعتبار نیست
چند دشمنی است که با جان خویشین داری

رضای کاشی

نیاز عاشقان معشوق اور ناز می آرد
تو سرتاپا وفاداری ترا من بی وفا کردم

سعد الدین راقم

از آزار دل من یکسر موکم نمی گردد
ستمگر بی وفا برگشته مژگان کنی که من ارم

میر محمد زمان خان راسخ

از گلگشت چمن بیرون چو آن شیر خواران خند
کنشاده بال قمری سرو چاک گریبان شد

حسن بیگ رفیع

ز جور پیاپی گویم مثل که به پیشل است
بلطف اوستم رفدگار می ماند

سلمان ساوجی

دعوی زهد تو آن روز سلم دارم
عشقل صنوبری که دلش نام کرده اند
که روی بر سر آن کوچه و میثاق آبی
سلمان بیا و قد تو در بر گرفته است

مثنوی

افتاد مرا عجب شرکارسه چکنم
تا لوسم و زاهدی و لیکن در راه
و ندر سرم انگنده خواب چکنم
گر بوسه دهد مرا نگارسه چکنم

شاه واقف

نمی گز چشم ما نیز د جهان اود خطر دارد | معاذ الله که این ابر بلا طوفان انگیزد

شاه حسین

چون نیازم در مقام ناز میدارد ترا | بر من زار از ترحم باز مسیلا در ترا

شرف تبریزی

دست تو چون بگردن قاتل نمیرسد | ای مرغ نیم گشته طبعیدن چه فایده

شرف جهان

شد سینه بعد چاک ز تیغ ستم او | بیرون نشد از سینه صد چاک غم او

میر شاهی

ز جهانیاں ندارم بکسی جز از تو الفت | تو هم از دوری برائی سر یکی سلامت

شرف جهان

سگ کوش اگر آرزو مار از دخی رنجم | میان همنشینان گفتگو بسیار میباشد

شاپور

کم کن ای شاپور از ناز زلفش گفتگو | این سخن با آدمی ناز و دکا فرمی کند

شانی تکلو

تکلمم ناز و بستان چکنبم | الطوفان عاشقانه افتاده است

دست پسر گرفته دست پدر دہ زین طلسم شکستہ چون بستند بند قباہی خویش را خاطر خود گرہ مزین کہ در ہر گوشہ از چشم تو افتادہ است بیا کہ دست تادگر دہن من کہ تیغش خون گویست آن سوز کہ بی منت پرواز تلان ساخت	حسرت مرا گذشت کہ چون جدبہ وفا دل سدا زلف بر نمسار د ایں بے قتل چون منی دعدہ چہ میکنی مکن بکتابے لبست مشغول رہان کہ خواہی شد ہمچو در افتادہ ناگہ بیار خود درسد پروانہ مزین لان محبت کہ نداری
--	--

میر یادت لاہوری

چو آفتاب لب بام آخر عمر است	رسید بر سر ناخن حنای عشرت من
-----------------------------	------------------------------

سرخوش

حال دلم بگوش تو غافل چہان رسید	گفتم پیام شوق تو قاصد خویش رفت چشم اد ابرو دے میکہ ز رخت مے بکشتی نشستمے آید
--------------------------------	--

سری مشدی

خوشین را ہیچکے بے ذوق تنگی کار نیست	از ہوس پہلو خورد عشقی کہ ہوا دان نیست
-------------------------------------	---------------------------------------

سخنور

بتاب حوصلہ عاشق تو مے نازم	کہ جان ز جور تو بر لب دیہج گفت
----------------------------	--------------------------------

رباعی شاہ بوعلی قلندر

دل کر دے نگاہ در دست عشق	جز روی خوشت نہ میماند زور عشق چند آنکہ رخت حسن ہند بر سر حسن بیچارہ دلم عشق ہند بر سر عشق
--------------------------	---

بافت کاشی

حیران خودم که از چه چشم
مین بچ باین و آن مناسخ

مرزا بیدل علیه الرحمته

عشق گاه قدر دان درو پیدا میکند
دل جمع این زمان چه مکان است
رجیب هر فرقه آغوش می چکد اینجا
عشق اسرو بر حکیم پیرس از فقر اینجا
نشاء گوشه دل از دیر و حرم نمیرسد
روز در غم حسرت شب بکوی نوید
ازین عبرت سرا گفتم چه بردند آرزویشان
آنجای جواب نامه عاشق دریدن است
همه عمر با توفیق زدیم و زلفت ریخ خار ما

بیتون تا حشر اگر نالد و گریه و میست
ریشه گل کرد و رفت و آنه و ماء
بیا که جاں تو در حشیم دوستان نیست
عالم همه افسانه مادر و ما هیچ
سر سبز از رنگ زن مدد بهم نمیرسد
روز آن شمع نیست طرفه زندگانی هست
حقیقت محرومان گفتند دلغ آشنائی با
بیوده انتظار خبر می کشیم ما
چه قیامتی که نمیرسی ز کنار ما کنار ما

رباعی

بیدل به تلاش لـزق آماده به بر
در زمره کائنات دید که نه کرد
نگ تالـجـ سنگ گشت و خـرجـا کر خر
این ننگ بخود قبول خبر نوع بشر

رباعی

زاهدان سوے فطرت مردانند
یک ره خبر از آتش کاغذ زده گیر
در معبد شوق بیستی مند دانند
تا به تنگن جو به می گردانند

رباعی

بیدل بسجود بندگی توام باشن
تا بد نفس بدوش داری خم باش

حیدر شکونی

میز انگش نه باندازه است اسے محرم | بگو بستم بسیار بار بکنم

شفا فی

صبا دایمست بامن سینه صافینا ازان بزم
از درول چو در آید نگر در چپ و راست
من کجا دھوس بوسه ازان لعل کجا
غافل خود شدیم بگویش گه وداع
شفا فی از تو تمنائی یک نمک دارد
که بوسے پیرهن در غیہ آہ کلندہ برگردد
ما با نگویش سستہ است وفانہ نشیند
لب گزیدی و دلم در طلب جام افتاد
خود را از اضطراب ہما نجا گذاشتیم
امیدوار ببلداری و قنایت نیست

شیخ بہاؤ الدین عالمی

مرا امید بہودی نمادہ ای خوشا روزی
نہادے میخانہ سرخرو بہے دیدم
گر میگفتم علاج این دل بیمار می باید
گفتمش مبارکباد از منے مسلمانی

کمال الدین شنائی

دل داد و جان ازان لب بگرش گرفت
جان تمام داد و عوض نی جان گرفت

شرف الدین علی پیام

جز غریزہ القدر یوسف را گئے خوشہ است
غیر و وصل کسے نہ ہے طالع
تو ہم بگیسے خود گو کہ داشود با ما
ساختہ است آئینہ سان با خوب شیت و نگلہ
موش گفتی کہ قیبا از تو نکایت دارد
از غور میر زانی تنوخ بے پرواے ما
من و ہجران یار یا قسمت
اگر مناسبت شام با غریبان است
ول بہر صورت کہ باشد زندگانی میکن
ہر چہ خواہی تو بگو غیر چہ طاقت دارد

<p>مینت در سر فکر دوزی صاحب پیشیر را تغی ہندی کشیدہ سے آید گر بہ بیند رخ زیبایہ نما در شیشہ بلور سے جان فزا قبول قبول بسکہ کنی خویش را بوملش گم شیدہ دستی و نمخہ نیست از جہان مجنون بریدہ دردی و دیوانہ کرد گفتش میسکنی بہ من نکلے کو میروم از بجای اداسے کاشش</p>	<p>باشد از ناخن کلید رزق در کف شیر را داسے برماشتی کہ بے جگر است گل فرستد بہ محبت صلوات ہر کس کہ دید گفت کہ حج مجسم است ترا نشستہ بہ پہلوی یار توان دید کم کہے دانکہ این ہم مشربی است کم کند عاقل چنین کاریکہ این دیوانہ کرد از سزا ز گفت باید دید در مقام ستیزہ گوید باشش</p>
--	--

شیخ آیت اللہ شتا

<p>مردیم چون کنیم کہ باید بخلق ساخت ما را کہ در غمہم تو بخود ہم برآ نیست</p>	<p>در تذکرہ خان موصوف نقطہ شک گذاختہ اند فی الواقع در معنی این بیت اشک در شہر میں میرزا بلا شک۔</p>
---	--

<p>چہ سودا فطرت تو را زدادہ سینہ میداند کہ از بس بدگمانی دوستی را کینہ میداند</p>	<p>میرزا میگویند کہ معنی فطرت درست نمی آید و تذکرہ اشرف علی خان نقطہ شک درین شعر کردہ اند اینجا شک از فطرت میرزا صاحب بعید است۔</p>
--	--

شیخ محمد علی حنین علیہ الرحمۃ

<p>لب باقوت او سازد جل علل خشان را نہ آنم کہ تخاصم عشق آسان دست بردارم ول را بہ بنان خانہ دیدار فرستیم واعی خوشی افتاد ز عشق تو بہستم بجفات دل نہادم کن انجہ می توانی ہدف سینہ ز من ناموک مرغان از تو</p>	<p>خطایحان او در دام آرد ما تا بان را بمان قیامت سے برم چاک گریبان را این نامہ سرتبہ بدلدار فرستیم این لالہ بآرایش دستار فرستیم چکنم نمیتوانم ز تو احترامہ کردن سخت جانی زمین و سستی چہان از تو</p>
--	--

زین غره که در کار که طبعیت تست	اگر نمی توان شدن آدم باش
--------------------------------	--------------------------

رباعی

در مذہب خود گر همه خر گرد و کس	تا صبح نشوی ببا و تر گرد و کس
اے بیخبر این قافلہ او ہام است	جائے زبیدہ است کہ بر گرد و کس

رباعی

بیدل اگر از عالم جودت خبر است	انظار قناعت ز ہر بدست است
ساغوز رو عشرت کن و قبال طلب	مہمان کریم را فصولی ہنر است

رباعی

بیدل عمریت کہ طلب در بدریم	در معنی تحقیق ہمان بے خبریم
امد پردہ شگافیتیم و جبری نکشو	اکنون بر خیز تا کہ سیبان بدریم

شوکت بخاری

خط کہ یا قوت تو نظارہ پسند است	اگر دلیست کہ از آمدن خندہ بلند است
کی بود طاقت آغوش من نہ اندام	ایگدازد و چون شکر آب نگین نام ترا
کے می بخند آن دندان یا قوت لب اورا	کہ از بطنم بود شک ز برگ گل ترازویش

خان آرزو و در اول مصرعین بیت چنین دخل کرده اند۔

نہ بخند گوہر دندان و یا قوت لبش آئیں	اگر از شبنم بود شک ز برگ گل ترازویش
--------------------------------------	-------------------------------------

میرزا صاحب بعد از خطا کہیدن در تذکرہ مذکور بدخطا حاصل داشتند و ہر دم صورت معنی ندارد و برابر با بقہ روشن است کہ بہرہ صولت بے معنی ندارد و در دخل خان آرزو ترقی معنی است

غنی بیگ قبول

بے اصل ہر کہ دید بنائے زمانہ را	آئینہ دار ساخت ز یک خشت خانہ را
---------------------------------	---------------------------------

حالت

از چاک تنم در دل پر خون نظری کن
نظاره صد بار زمین خسته تری کن
با مهر و محبت تو جفا همیشه چه دارم
روداغ بجای نه و خون از جگری کن

بسمان الله این مرد و شعر حالتی را بلند رنجه داشت و در تذکره مذکور تحت خود نوشته اند و بر
همچو شعر رنجه دار او خط کشیده اند اینست
کشیده تیغ و سر حالتی بنظر آتش
خبر و بهید کزین ره چنین سوار گذشت
فصل سیوم در بیان اصلاح نمودن میرزای مسطور بر اشعار
شعرای حال و استقبال میان نورعین و اقف ساکن بیابان

دیدم بحر مرغ چین زاده در قفس
نالییدی که ز لوله افتاد در قفس
میرزا صاحب در مصرع ثانی بلفظ بیثباتی لغت نموده میفرمایند که ناله تعلق بشنیدن است
نه به دیدن حال آنکه شعر محسن تاثیر که از استادان فقه و مسلم البیوت و زبان دانان و از اعزا
ایران است سند شعر واقف است -

محسن تاثیر می فرماید

اثر ناله ام آخر به قفس آتش زد
کس چنین ناله مرغان گرفتار ندید
و جباب فیض آب حضرت شیر از حواجر حافظ نیز می فرماید
این چه شور است که در ده قمر می بینم
همه آفاق پر از قفسه و شرمی بینم
و نیز باید دانست که از بیثباتی مرغ ز لوله در قفس لطف ندارد و اگر طوطا هم بال پر
بجنباز قفس در حرکت می آید و در اینجا لطف صوت تاثیر ناله مرغ مدحی شاعر است -

غزل

بر سبک روحی ما کس نتواند در لبست
چون هوادر همه آفاق بود خانه ما
در مصرع ثانی اصلاح میرزا اینست
همچو بود در همه آفاق بود خانه ما

<p>طفلی که زمستی نشناسد سرو پا را ز بهر جان دیده ام طای که کافرا ز اهل بنید اگر آن دیده انبای زمان مستوری یک روش نیست جان گذران آفا فل من آن غارت گر جان می پرستم سز و کز تو کنم عهد جوانی من گشته دور از کوی جانان خانه دارم</p>	<p>از بے سرو پا یان چه خبر داشته باشد خدا کو تاه سازد عمر ایام جدائی را خوش بیاسای که از جمله بلا دوری خاک ره گردی اگر تاج سر فقوری غم جان نیست جانان می پرستم که یور پر کفنان می پرستم دل آنجا دلیر آنجا دعا آنجا امید آنجا</p>
<p>آنجا میرزا صاحب عقل مصاحب بعد از خط کشیدن بر اشعار اوستادان در تذکره مذکور بدست خط خاص نوشته اند عجب حالیت که مؤلف تذکره شعر بلند رتبه را موقوف داشته بلکه موقوف بر نوشتن دیگران گذاشته و اشعار رتبه دار همسین اند</p>	
<p style="text-align: center;">سعید اشرف</p>	
<p>منتنه گردان ز گس خونخوار اگر دوری چون رگ یا قوت در لعلش بود موج سخن کوس شهرت نتوان زوز میان دگرے تا بجای پاید ز مردم بود دوست ز تو تباری از بهر هنر طاقت ما تا باقیست زبان را نیست یا زانی سخن گفتن که کرد بگفتا کیست اشرف اینک می بینم سرافش ازین چشمه ایم از انتقام با می برسی</p>	<p>چون طبعی گو کند بیمار اگر دوری بسکه کرد است از حیا گفتار اگر دوری چند چون کوه بنالی ز فغان دگری چکنی دست فروشی ز دوکان دگرے ماه من کار ندارد بکتان دگرے طبع نهی دل افشگری لازیکه سیدانی گرفتاری کمی بینی نظربازی که بدانی ما چنانکه کادی فیض از ما بیشتر یابی</p>
<p>ظاهر میرزا صاحب قیاحت این شعره نموده اند که بلند رتبه دانسته با تحاب نوشته اند</p>	
<p>ببلع رفتی و گردید عارض کلمت بستی در سر کشته دارم نهان چون گرد باد صد هنر دارم که لافم بشعر و کلمش است</p>	<p>بزرگ چهره مقلس ز شرم مهمان سرخ خاک حرامم گردوم بر آسمان چون گرد باد خامه در دست هنر در تیر روی ز کس است</p>



چون مزاج شریف ایشان بفرایم آوردن الفاظ متناسب بسیار راغب است چنانچه در شعر
بالله عارف رفت اندام مصره آخر را چنین اصلاح نموده اند که

جایگاه چشم دگوش است بینی چسبنا سفت

گوشه است معنی از صفحه عایت حک شود میرزا صاحب را پیچ پروا است و له

دوستی پاندار بایسته که | احمد با برادر بایسته

میرزا صاحب بجای پایدار استوار ملاح داده اند فی الواقع با اعتقاد خود خوب فهمیده اند
لاکن اعتقاد جمهور نیست که براس دوستی پانماری و برای ستون چوب و کمر استواری
می باید زه استواری فهمید میرزا صاحب صاحب است

یکدیگر براس عیدن کفایت است | هر چند روی مروم دنیا نمیدانی است

میرزا فاخر صاحب در مصرع اول چنین اصلاح نموده اند مصرعه

یکدیگر براس نمیدان بود ضرور

نصاحت مصرع میرزا صاحب و مصرع اصلاحی میرزا فاخر بچشم غور ملاحظه باید نمود

مولوی روم

من با تو نمی گفتم که ده دوسه پیمان | من مستم و تو مستی اکنون که برد خانه

میرزا صاحب بدستخط خاص مصحف ثانی را در تذکره اشرف علیخان خط کشیده چنین
اصلاح نموده اند

من مست و تو مستی مست اکنون که برد خانه

بر بلاغت و فصاحت طبعان خوبی ملاح در دشمن میر عقیل نامی شاعر متخلص به کوثری
از سادات همدان بر میزد و محبت حضرت امیر اطهار علیا کلام بود حتی که شاه عباس
ماضی روزی باو تکلیف شرباب کرد و گفت میخوردم بسر مبارک مرتفعی علی
علیه السلام شاه فرمود بسر من بخور آشفته شده گفت که من نخورم مگر ترا از تقوی علی
دوست تر میدارم شاه را بسیار خوش آمد و مبلغی بعد و سیورغال برای او مقرر کرد دشمنی
شرین و فراد خوب گفته نظمش صفائی گوهر و سلاست آب کوثر و ارد اشرف علی خان ال
ریاض الشریع از سفینه و تخطی شیخ محمد علی حرمین این نقطه را مع احوال در تذکره خود ثبت نمود

همده التماس می نماید هر چند بوم سکروج است لکن در بودن همه آفاق تعلق ندارد چه حکما
 خلارا بسبب امتلاک هوا محال قرار داده اند نه بجهت پوشش نامبرده درست است
 و اصلاح میرزا این نکته رسان و نکته سخنان قبیح و نادرست اگر اصلاح منظور بود کاش
 چنین می فرمودند - ع

همچو بود هر کس گلزار بود خانه ما

غنی بیگ

ماه نو گر چه رفت برگردون / زیر جاق کمان ابروی اوست

میرزا صاحب در مصر دوم این شعر بجای زیر جاق زیر طاق اصلاح نموده اند اینجا حق بطرف
 میرزا محمد فاخر صاحب است چه ازین اصلاح شعر دو کتف پیدا کرد اول آنکه طاق
 مناسب ابروست و دوم آنکه مبالغه طول قیامت معشوق است لاجل و لا قوه الا
 بالله العلی العظیم نفهمیده اند که زیر طاق اینجا معنی ندارد و اصلاح دان می داند که
 زیر جاق مصطلح محکوم و فرمان بردار شدن است حق تعالی اصلاح غلط فنی و غرضی
 ایشان نماید آمین +

اشرف

مهر خود را از توای بے مهر کی توایم برید / سما جوانی عاشقم چون پیر گردیدی مرید

میرزا صاحب مصرع اولین را چنین فرموده اند

ای بت بهر قطعا از تو توانم برید / تا جوانی عاشقم چون پیر گردیدی مرید

ازین اصلاح شعر نزدیک زبان دان از پایه سلامت افتاد و کسب تناسب الفاظ
 قطع و برید که لازمه زبان میرزا صاحب است هرگز مزاج ایشان بر حسن تکرار لفظی زرفت

میرزا خلیل

شنیدن بتو رفت از باد ویدن سد فراموشم / چون می بینی همه چشم چو می گوئی همه گوشم
 میرزا صاحب چنین در مصرع آخر اصلاح فرموده ع جوی بینی همه چشم جوی برسی همه گوشم

مؤمنان خط بد و در رخت مفت کشیده اند | احمد گونه جزا از تو مرفت کشیده اند

و سواي این شعر ملا محمد سعید اشرف است که مرثیه از زمزه مفت خواران
مانده سخن او خود را میداند اشرف

بیت | ایچو رخسار مرفت و لبران تازه خط | مصطفی گرمی نوشت آنهم خط خواند

سودرخان عاقل

اگر خواهی میدهم عالم بوحث ذات بخون | اگر غاصبت کی باشد ز چندین جزو بخون را

میرزا صاحب در باب معنی این شعر چنین میفرماید که بدستخط خاص در تذکره مذکور نوشته اند چه نویسم
مؤلف زاد و نمه بلخی شده که اشعار بی رتبه را خط کشیم سخن شناسی گو که گستی این بیت مرحومی
را بفهماند واضح باد طالش در عرصه ماعبارت از چنین تشبیهات بارده میگردد مذرات بخون را
تشبیه بخون داده و اهل عالم را اجزای آن گفته هر چند بخون معنی آمیخته شده آمده اما بنا بر
عرفت خالی از سودا نیست متشبع میفهمد این تتم تشبیهات بد معنوم را اهل کمال در کلام
معنی آرند مگر جائی که غرض تشبیه بقیح باشد معنایقه ندارد و تشبیه بخون بی نشئه بود علیه البرحمه
والغفران نفهمید که سر رشته کجا میگذشت تنها بخون قرار دادن ذات بخون را نقایص
بقولون محل گرفت نیست بلکه ترکیب تمام بیت بی کیفیت واقع شده کاش چنین میگفت
بود آیهی با هم بطینت ربع مسکون را | اگر کیفیت یک باشد ز چندین جزو بخون را

و اگر عالم را بخون مراد گرفته مهره اول معنی ربط ندارد و تمام شد کلام مکن بیت کلامه و
مقتاد این عاصی نیست که هلا بکنه مصنون مصنف بکنه نه بوده اند مصنف مدحجای بخون را
بعلا کلمه خلقت آنها از عناصر است مناسبست و لایه است و غایت بخون را بوحث سخن
پیش یا افتاده را نظر بکور سودا میباشیم فهم ملاحظه نمیکند و در تقضیع مصنف و مؤلف عبارت
آرایی بیجا نمیانیدند که این عبارت موجب تفحیک سخن شی ایشان است بنا بر ناقصی
خود در مصرع غلام سودا بقراباده اند و مصرعی که معنی ندارد دید دولت موزون نموده
این است مهره

بود آیهی با هم بطینت ربع مسکون را

بر برزی فم شورید است که معنی ربع مسکون یعنی چهارم حصه زمین که آبادی دارد چنانچه

نمودی از ریاضین زریب تزییب	نمودی از ریاضین زریب تزییب
زنگها خروده دادی که بلبش را	زنگها خروده دادی که بلبش را
گه آراستی سر و دامن را	گه آراستی سر و دامن را
که ساز و آشیان در پهلوی گل	که ساز و آشیان در پهلوی گل
فردان گشت طرف لاله زارش	فردان گشت طرف لاله زارش
بر آورد از کین گاه بلا سر	بر آورد از کین گاه بلا سر
که گلچین را بخارے کرد محتاج	که گلچین را بخارے کرد محتاج
بیوی آشتنا کرد و داغش	بیوی آشتنا کرد و داغش

اعتراف من میرزا فخر صاحب امیت تزییب از لفظ زریب ظاهر آید و نه اند چنانچه
 زریب بمعنی آراسته میگویند فاعل اند که چون آرایش که زریب است لفظ فارسی است تزییب
 و تزییب چگونه درست باشند چنین لغزش در کلام ناآگاهان بسیار است چنانچه مزلف و
 مرغن افسوس که رفته رفته اهل علم ما هم آگاهی بعضی اوقات نمی شود کلام کین تمام شد نیست
 کلامه چون مؤلف تذکره نوشته که از میان من و شیخ محمد علی حنین علیه الرحمۃ و الفقراں نوشته ام درین
 حدیث کنایه آگاهی اهل علم نیست شیخ است نمیدانند که شیخ مذکور بعضی گذشته است که تحریر و تقریر او برای
 تمام عالم سند است و لفظ تزییب را که شیخ درست داشته بے سند خواهد بود و او استادان اکثر
 الفا فارسی را مصوب نموده در اشعار خود آورده اند چنانکه حکیم خاقانی علیه الرحمۃ و رحمة العاقین
 فرموده خاقانی نے ذوق خود شیدین شد خراسان و لغتی او هر کی مفاهاے در تذکره در تقریب
 مولانا فیضی قلمی نموده که جمعی متأخرین حتی مولانا حنفی ابکاره شیخ مند طبعان از سوان فطرت
 و مصاحبت او با صلاح آمده باید دانست که منند در بخار و هند ساخته شده است و لا کوثری
 هم مرد ولایت نادر عالم و زبانان است و معنی اهل عرب هم اکثر الفاظ عجم را معرب نموده اند چنانچه
 لفظ یاه ناریخی است این را معرب نموده مبنی گفته اند و هند ما منند پس زریب را تزییب کردند
 چه لفظشان دارد و ما و یاه این چیزے که شیخ محمد علی حنین علیه الرحمۃ و رحمة العاقین
 ما مردم زیاده از دهن است و همچنان مزلف که اصل ماده آتش زلف است برآسته اهل
 محم این قدر شهرت دارد که مصلح مقرر شده در صحت این هیچ شک نیست چنانچه دستور
 ولایت است و اکثر نامی گویند از امیر خسرو است

<p>بیاید طرح غزل کنیم این غزل در پیش بود آب استاده است آفتاب استاده است اول فقیر اسپ را در میدان تاخت و این مطلع را بدیده گفته خواند سر خوش</p>	<p>این ز نسیم ناگردن غزل استاده است سر بر فتن عیان بچون جاب استاده است</p>
<p>نامصر علی حسن مطلع بهر ساینده جواب مدعیان را باین عبارت فی الفور اداساحت</p>	<p>اہل بیت را نباشد تکیہ بر بازوے کس خیمہ افلاک بیچوب و ملناب استاده است</p>
<p>میرزا فخر صاحب بدستخط خاص در تذکرہ مذکور نوشته اند علی ہذا القیاس مصرعہ اول نامصر علی علیہ الرحمۃ مسست افتادہ واقع شدہ اگر بجای اہل بہت سر بلندان ملکیت ملایم افلاک بود انظر و انظر الالفاظ باوصفی کہ موجب گفتن حسن مطلع ملاحظہ نمودہ مصرع اول شعرا و راست انکاشتہ باصلاح پرداختہ حاضر جوابی اور انجا کہ سیہ برابر ساختہ و بکنہ عاں پرداختہ کہ جواب مدعی را بچہ خوبی بیان کردہ اند کہ سوج نامصر علی انظر و انظر الالفاظ بگوید نہ محل لفاظ خواستن میرزا ست شیخ آیت اللہ قزوینی غزلی خوب گفته این ست</p>	
<p>اول ادبیا لہ قسمت عیش خروش کشند عنت بلذت شاد است خاصہ کامی را نشست و خاست بچو لے ظلم ضعف نمایند چو آید از پس دیوار تنگ پاسے بچار سوی غم آبادم آن کہ اہم ہست چہ میفروش کہ حکم او دہد بغاغیہ اش چنان نہ مصرع میدکی بشور شیم ش</p>	<p>درد و دمان رسد بچہ کو نموش کشند کیش قسمت خود نیمش و نموش کشند گر کنیم کنون تادیت بدوش کشند چراغ دازد کہ سر ز راہ گوش کشند کہ سر بکوی فرج بخش می فروش کشند ملک ز پایہ عرش مجید دوش کشند کہ نفس با تواند کس نموش کشند</p>
<p>میرزا صاحب موصوف در مصرعی کہ لفظ پیش و نوش یکجا بستہ شدہ میگوید ہمگام پیش کشیدن بمعنی خوردن درین بیت واقع خمدہ جمعا بجائے آن زہر گفته کہ زہر کشیدن مستعمل است دہم صنعت طباق کہ در ان ست فیت یعنی شود عامی گوید مرا جمع ثانی آن ست کہ شاعر بدرا مثل نیک بر خود گوارا میکند و کشیدن بمعنی خوردن است چنانچہ شراب کشیدن مشہور و معروف است و شراب خوردن نیز بالفرض اگر میرزا صاحب در پیش خوردن بلفظ کشیدن شبہ باخذ باعتبار تشبیہ نوش خوان مفید و متراض دویم</p>	

اهل ریاضی جلای که حقیقت زمین یعنی کره فرضی نوشته اند یک ربع را مسکون نوشته اند پس قطب
 زمین را با هم چه آمیزش است بلکه آن را با هم در طینت آمیزش است که ترکیب همه از عناصر
 و قطعه زمین صرف عنصر خاکی است و آمیزش کثرت میخواند و بر چندین آن معنی که بسیط است
 نوع از کثرت دارد لکن این کثرت باعث آمیزش که در اینجا عبارت از فعل و انفعال است
 نخواهد بود و درین مقام فائده نخواهد بخشید با اینهمه رسانی تمام اعتراض های بیجا بر اساس تذه
 مسلم الثبوت دال بر ذکا و طبع و قیاد است و لفظ معجون بهایم تفحیک متصل زبان اهل
 هندوستان قیاحت است مثل بیچاره چه میداند که در هندوستان قیاحت است شیخ
 ناصر علی علی تخلص که از جمله خوبان روزگار است و اکثر صاحب تذکره آذربایرون
 شعرا و هندوستان نوشته اند و میرزا معز فطرت و سرخوش و دیگر شعرا عالمگیری
 و بهادر شاه پوری اودا و در حق او میرزای موصوف چنین میفرمایند انصاف را چه پیش
 آمد چرا مانند بعضی اشعارش حکم یعنی فی بطن الشاعر پیدا کرده منصفان را چه شد براس
 چه بصورت اکثر الفاظش ترکیب لایمی بهم رسانیده هیچ نمیگویند میرزا صاحب مرحوم یعنی
 جناب میرزا صاحب را این حالت رسیده که مورد چنین کلمات شود.

از موش بد بودند مکن هزه در ایوان	خیر است چرا اینهمه بیوش نشسته
شور زن ذلیل بلند است درین باغ	ای بلبل خوش لجه چه خاموش نشسته

عاسی گوید فی الواقع این بلبل خوش لجه میرزا دارهین که با زاغ و زن طرف نشود و در حق
 چنین میرزا صابجی که اشعار او را میرزا فاخر صاحب خط بکشند و اصلاح نمایند ناصر علی اگر این
 مقطع گفت گفته باشد چه مضایقه است ناصر علی شخصه است که نمیدان شعرا و کمال است
 بهیچنشی او کمال است و میرزا صاحب میفرمایند که منصفان را چه شد که انصاف نمی نمایند
 هرگاه منصفان بیچاره در حق میرزا صاحب چیزی نمی توانند گفت تا به ناصر علی چه رسد
 ناصر علی صاحب کمال موصدا رسیده بود میداشت که شخصه بعد از من در بلده کهنه میخواند
 که زاده طبع مردم به تیغ قلم قتل خواهد ساخت بنا بر خوف اکثر شاعران که
 فی بطن الشاعر است حق بجانب ادبست محمد فضل سرخوش در تذکره خود نوشته است
 که در او اکل مشق رذری فقر با ناصر علی گفت اغره میگویند مسوده اشعار ملاذیم بدست
 ناصر علی افتاده اشعار او را بنام خود میخواند ناصر علی گفت که امتحان شاعر طریح غریب است

میرا صاحب قافیه مصرع اولی که روزگار بود آنجا کو هسار قلیاح داده اند و قافیه مصرع ثانی که کو هسار بود آنجا روزگار بر منتهی همان که از لطف سخن بهره دارند واضح است که کار بر روزگار تعلق دارد و دستوری که بر کو هسار این تقصیده انصرع را درج کرده

ہر سخن جای و ہر نکتہ مکانے دارد کو

2

اگر تو در دیرین بندگی کو خرد غم پروردگی
لطفی که با ما میکنی با گبر و ترسا کرده

اصلاح میرزا قاضی صاحب

در حق این صلاح چه باید گفت بچگون فنون غرض خط کشیدن و اصلاح نمودن بچگون
نادان بر اشعار شیخ محمد علی حزمین علیه الرحمة که بعد از میرزا صاحب بچون شاعری زبردست
نه در ایران و نه در توران و نه در هندوستان بمرسیده خالی از خلل و مانع نیست و او را
این شیخ مرحوم یک اعتباری بچشم اساتذہ این فن داشت که آنرا پیدا کردن بچشم
مشکل است و سراج الدین علی خان آذر و سمرقند مرحوم که او را شعری از این طبع
که از ابو الفضل و فیضی نمی دانند او چه پیش برو که ایشان تصدیق بچشم کشیده اند و سجده
تعالی بکر کاریکه شخص را اعتبار می دهد بچشم تا پیدا کند طرف او شستن کار اصل است
چرا عموماً این سخن خود را بنظر فہم ملاحظہ نفرمودند کہ مترفع میزدار فہم رنجہ گوشت فی الحقیقت

۱۱۱ | جہاں نامہ زمانہ انصاف خلق حبس | وہم ولی نیم آگاہ از حقیقت خویش

چنانچہ این چندیت ازدیوان ایشان درین جتنے لرید حسن چہاریم درینان امان
معرض میرزاے مذکوراعنی فاخرکین ولہ

داستی من یاد دادم بجمله خویش را

عاصمی میگوید لطف از منی این بیت پدیدست درصی مردم که عاصی را از بی باور و ادا کردن
از او دادن راستی شاه گدائی شود و کجلاهی بر معشوق برآورده است و گدازنده

عقل و دین کے لئے
نہا ایمان کیا ہے
جو کہ جو کہ
کے دل پر ہے
ملا کر مل رہی ہے
بھی نہیں
وفا کی سرور
دلیجہ کی
فانی کیمیں
کہا ہے
پیر و پناہ
اشرف مہمان
۱۵ سال

تست	میرزا صاحب بر این بیت آخر قطعه است	چو می فروش که حکم اردو بد لغاشیه اش	ملک ز پای عرش مجید دوش نشاند
میرزا صاحب در تذکره مذکور نوشته اند این بیت حکم معنی فی لطن الشاعر دارد و لغاشیه گفته می باید تنها از لفظ غاشیه خدمت و اطاعت مفهوم نمی شود بنده میگوید بجان الله مرتبه شعر نمی در زبان دانی تا بکجا رسیده شاعر گفته است که لغاشیه دهد و غاشیه را کس نمی خورد و نمی پوشد بالفظ کشیدن ازین احتمالات تمیز گرداند علاوه آنکه لفظ کشد در غزل ردیف استاده است یا زهم غاشیه کشیدن نفهمیدن خالی از بیدار معنی نیست که بسبب آن نکته این معنی رسیده تر سیده اند	ایترسان حبه اگر گویه بسم آمده راه	بیتو خندان به لقصع چو صفیق چند کنم	میرزا صاحب بجای لفظ لقصع بلفظ مکلف اصلاح نموده اند این اصلاح هم کم از خود گرفتند با اصلاح دادن نیست بر اهران این فن این معنی روشن است
بیت	شیخ محمد علی خرن علیہ الرحمہ	میگویم بجان سر راهی گاه	او هم از لطف نماند خست بجای ہی
میرزا صاحب در مصحح ثانی بجای لفظ نمان لفظ با اصلاح داده و مره لطف نمانی را بجای برابر ساخته و در مصحح آخر حسن مطلع بجای لفظ توانی لفظ خطای بهم سایند و ملایم آل مصنف بے زبر و او میگوید که از دوسه روز که نگاه ز دیده است پیش ازین چه جواب ازین بطور آمد که نمیکرد حالا چه گناه از من بوقوع آمد که نگه میدزد و این اراده شیخ علیہ الرحمہ از لفظ دوسه روز پدید است سخن فنی می باید که بے باراده مصنف برود ایشان لفظ گناه و خطا که بر زبان عوام کمی متعل است از زبان آنها برداشته اند با اصلاح نموده اند و مرتبه شعر را از اعلایین تا اسفل السافلین انداخته است	اول	از مرد کار دل روزگار می لرزد	از مرد جا ست کنم کو سار می لرزد

فقیر نزد مرد میدان سخن درست دهر که اذن سیرت در پے معنی دانستن شعر میرزا فاخر جیل
بکار برد عقل و شعور دوست است و له

از مدار اگر چه کام دل نشد حاصل می | خاطر یار و دل دشمن بدست آید مرا |
اراده میرزا ازین بیت چنین مفهوم میشود یا چنین می خواست که ترک تننا از و بکنم پس منکم
مدار کردم یعنی قبول این معنی نمودم کام دل من حاصل نشد و دشمن دیار هر دو از مارا نمی شنید
لاکن عاصی می گوید هر گاه خاطر یار و دل دشمن بدست آمد در حصول کام دل کدام عقده
باقیمانده درین صورت هر تننا که عاشق در دل داشته باشد می تواند بر آرد چنانچه
تشبیه کاشی می گوید

بر روضای یار تشبیه حصول عاشق | کام دل شود خاطر بدست آورد |
یار و غیر چشم من گردند با من اختلاط | آفتاب ذره در روضن بدست آید مرا |
هر چند آفتاب و ذره در روضن یکجا بدست آوردن غالی از خروق عادت نیست تا هم لطف
معنی سوا ی لطف و نشر مرتب ازین شعر مفهوم و معلوم نمی شود و

وله

یا بهر جانب نهادم در شهادت گاه عشق | از تو تمشیر و ز خود گردن بدست آمد مرا |
اراده میرزا چیز دیگر خواهد بود که بقسم ناقص میرسد و معنی تحت لفظی نیست که میرزا در
شهادت گاه عشق بهر جانب که پای نهادند در شهادت گاه چنین پیدا است که چندین
تمشیر و چندین گردن بدست آمدند و ندانستند که اینجا لفظ بدست آمدن موقع نیست
محل نظر آمدن است

وله

گرفته بود درین بزم چون قبح دل من | تنگفته روی صبا تنگفته کرد مرا |
عاصی گوید اگر در مثل قبح صورت گرفتگی می داشت گرفتگی دل را با تشبیه میباید نزد
سخنوران قبح را با گل تشبیه است و گل را با قبح و غنچه را با صراحی و صراحی را با غنچه و
ماورای این میرزا صاحب را بر و دین استنادان عبور بسیار است ظاهر ممل قبح

راستی کلاه است لطف ندارد و له

ازن سیرتان در جهان ماصلا دهند | اساتی گرفت ساغر مرد آزما می

عاصی می گوید اول دعوی مردی بر زن سیرتان ثابت نه کنند و بعد از آن بر ساغر مرد آزما
صلا با آنها دهند آن بیچاره با کجا دعوی مردمان دارند و سیکه ساغر مرد آزما بدست
دارد باید که صلا با آنها دهد که دعوی مردی داشته باشند زن سیرتان و لفظ از مودن
هم بمن بنماید چنانچه این شعر نظیری بنیاید ریست

کار نظیری در رضا غم خوردن خوشی و دن | دارم می مرد آزما خوش باد شیخ و شاب را

بر عاصی نظیری علیه الرحمة ازین بیت است که در رضا الکی کار نظیری غم خوردن و
خوش بودن است فمین راعی مرد آزما قرار داده پس خطاب میکند بشیخ و شاب که هر دو را
دعوی این معنی است نه نمی که میرزا گفته اند که ساقی بر ساغر مرد آزما صلا زن سیرتان
و مرد زن سیرتان کجا دعوی مردی دارند و شیخ ابو فیض فیضی نیز می گوید + +

گردنشان دهند حر لیاقت بزم عشق نو | بر خاک بیز جبره مرد آزما می را

حاصل معنی همین است حر لیاقت را که حوصله کشیدن جبره مرد آزما داشتند که دفاتشند
یعنی در عالم نماند چنانچه بساتی می گوید که آن جبره را بفکاک ریز غرض که نظیر علیه الرحمة
بر می مرد آزما صلا بشیخ و شاب میدهد که هر که طاقت این میداشته باشد بکشد و فیضی
علیه الرحمة می فرماید که حر لیاقت بزم عشق گردنشان دهند که نماند که این می مرد آزما بکشد
پس میرزا صاحب بچه سعد بر ساغر مرد آزما زن سیرتان ماصلا میدهند درین صورت
بر هر علم و اهل و حق و عقل ظاهر و بوجد و واضح و پیداست که علم و فضل و شعر و شاعری
میرزا فخر با علم و فضل و شعر و شاعری مولانا فیضی و مولانا نظیری علیهما الرحمة نسبت ذره
آفتاب در خشان و مناسبت قطره با دریا می بیکر ان هم ندارد اگر زن سیرتان را
قبل کشیدن ساغر مرد آزما میداشتند آن هر دو شاعر ساحر و دین هر دو شعر خود ذکر
سیرتان کنی آوردند از برای میدان صاحب چرا میگذاشتند که بر شاعر مرد آزما صلا زن
سیرتان میدادند بر جبره مرد آزما زن سیرتان ماصلا دادون فقط سیرت میرزا صاحب
زیرا که آنچنان بر عایت الفاظی پروازند که خانان معانی و بیان می سازند چنانکه
از برای مرد زن آورده اند که شعر بمعنی شود لیکن رعایت لفظ از دست زود اعراض

پیام زبانی بقاصدمی داد پرسیدن آن راه بدی میداشت و از مضمون نامه قاصد کے
اطلاع میدارد که از دیر پرسد چنانچه بیت استاد است بیت استاد

چون نامه بران میروم از شهر به شهری | با من خبری هست و مرا بیخ خبر نیست

وله مکین

طریق اہل خرابات و خانقاہ کیست | و دجاده گریہ بیابان فتادہ راہ کیست

عامی گوید

طریق اہل خرابات را بارسم متکلفان خانقاہ میج ربط نیست مصرع اولی از لفظ طریق
مصرع ثانی را ہم ضایع ساختہ اہل خانقاہ نماز گزاری اند ساکنان خرابات شراب
نخورند و حلال و حرام شرعی برعم اہل خانقاہ نزد ساکنان خرابات تفاوتی ندارد و اگر
میرزا صاحب قباحات این بیت را از راہ خود سری نفہمند اللهم زد ولا تنقص و باعتبار
این عامی اگر بجای طریق لفظ آل و بجای راہ منزل ہے بود ماہ بدی داشت چنانچہ
مصدق قول ما شعر میرزا منظر فطرت علیہ الرحمۃ است فطرت

توان دید از چراغان ہای کثرت وحدت اورا | بود توحید موری رنگ کفر آئینہ کیشان را

وله مکین

مردم دغون میخورم از غیرت دشنام او | جان شیرین رفت و حریف تلخ ادا نزل رفت

بنائے معنی این بیت برتناسب الفاظ شیرین و تلخ گذاشتہ اصلاً بے بیگزگی ہے نبردند
کو لقصیب عاشق کہ معشوق بدشنام نواز دغون خوردن از غیرت دشنام او چہ معنی دارد
چنانچہ ہلالی گوید ہلالی

پیش تو دعا گفتم و دشنام شنیدیم | هرگز اثری بهتر ازین نیست دعا را

قصیحی

بے گزنازی بار بستم بر بنی تا بد نہ | بخون غلظم کہ امروزش بدشنام آشنا کردم

را بگر فکلی لبته دیده باشند و اگر این شعر با ذل راسند نوشته اند و تحت پنداشتند با ذل	
چه نشاط داده بخشد بمن خواب بی تو	بدل گرفته باند قبح شراب بی تو
آل ازین شعر مبالغه است یعنی باو مفیکه قبح بهر صورت سگفته است تا هم بدون تو بدل گرفته میماند و احیاناً اگر اراده میرزا چنین باشد گرفته بود و دل من درین بزم و تنگسفته روے سبا مانند قبح او را تنگسفته ساخت درین صورت لفظ مرا بیکا است و اگر اراده لطیف ذات خود است یعنی تنگسفته روے سبا چون قبح مرا تنگسفته ساخت پس دل من بیکار است ۵	
بندش عجیب دارد و مضمون تازه است	این شعر نیست میت ملا و پیازه است
وله	
دارد دشمنم بتو بهر جا که ما میکن	شد مورد هزار ملامت در دو ما
از معنی این بیت سوائے رسوائی حصول دیگر نیست چرا که شاعر خطاب به معشوق میکند هر جا که بتو دار دشمنم مردمان ملامت نمودند و بسیار میش کشیدند که چرا او را همراه نیاوردی ترا کسی چه کند ما مشتاق او بودیم نه مشتاق تو و له میکن	
از غوغای نئے و مطرب به بزم غیورانی رویش	رود بر من عذاب و دلخ در و حساب مشب
اول اینکه به بزم غیر رفتن چه لازم و دیگر آنکه در بزم غیر معشوق خواستن دور از غیرت عشق است و بهرگاه او در آن مجلس خواهد بود و دیگر آن هم نظاره خواهند نمود و با او مشغول ختلاطی خواهند شد و گفتار عاشقان غیور این است چنانچه در بیت میفرماید	
غیرت از چشمم برم روے تو دیدن ندیم	گوش را نیز حدیث تو شنیدن ندیم
وله میکن	
کن پنهان زمن گرد سرت کردم بگو قاصد	که از بهر قریب آن مه چه پنهانی نوشت مشب
عاصی می گوید	
بمشوره قاصد بنوشته باشد که اول ظهار نماید پسیدن شاعر کور سواد از قاصد بجا است اگر	

بدعا ازین شعر چنین مفهوم میشود که بسبب ناچاری بادیده خونبار بدست و پای غیر افتاده رنگین نموده و رقیب را که خار راه است گویا گل بر سر زدند یعنی خوشامد او نمودند لیکن در عالم محراب افتادن مسلم و بدست افتادن مسوم هیچ کس نیست پس دست چگونه رنگین شد و اینغی هم میتواند شد که در راه آمد و شد خود از بسکه خون گریستم و از آن راه غیر هم میگذرد دست و پای او رنگین شد در اینصورت هم پای غیر رنگین شدن درست و رنگین دست اینجا هم ثابت نیست مگر غیر مانند چار پای راه رود و این روش جد است و اگر به محاوره هندی بسته اند ایجادیت لاشلم

وله مکین

اگر چه دارد کلفت اما حرف میگوید درست | دل شکستن خاطر آزدن نمیداند که چیست
این بیت از آن غزل است که در تمام غزل مستوق را بعالم طفلی قرار داده اند بیک نسق گفته اند بنده در مصرع اولای این بیت اعتراض دارد حرف درست گفتن را تعلق پیکنت نیست هرگاه سخن درست از زبان بر آید کلفت کجا ماند و اگر مراد شاعر از لفظ درست این باشد یعنی قول و فعل او درست پس کسے را که اینهمه طفل قرار داده اند در مصرع ثانی اظهار نادانی او نموده اند که بسبب کسے سن خاطر آزدن و دل شکستن نمیداند که چیست قول و قول و فعل درست چه قسم خوابد بود و همچو مضامین را سابق برین هم استادان بسته اند لکن باین صورت :

شاپور

طفل است و بواشق روش نیست نداند | صد جان اگر از کس طلب نیست نداند
ولد از نداند دل ما از دل غنیار | و آنکه دل است این دل کیت نداند
شاپور به محشر چه حساب است کتاب است | با یه حیا که ده از بیست نداند

ه

دل اگر میگویم از طفلی بخی دانی که چیست | آنچه روز اول از ما برده آرا بدده

	مکین	
کجا روم چه شوم چون کنم سپان سازم	گذار من بسر کوی قاتل افتاد دست	
<p>در عالم عشق کوی مشتوق را فو قیت بر مرد و جهان و باغ جنان است و مراد عاشق بچاره همین است که در آنجا کشته شود و در عالم عشق کسی که از پا گذاشتن بکوی قاتل ایمنه مضطرب شود باید که از راه دیگر بگذارد خود تشریف برد و همچو عاشقی که از بلهوسی نیست و چه شوم طرفه لفظی و عجیب عباتی است و ازین لفظ کمال اضطراب پیدا است لازم که شاعر خود را بشکل نواغ و زغن قرار داده از مثل طیور پر و از شاید سابق این مضمون را امیر خسرو چه خوب بسته اند لیسکین باین صورت</p>		
کجا روم بکه گویم چه چاره بکنم	که تیر عشق مرا اندرون جان زده	
در واقع هرگاه تیر عشق درون رسید عاشق کجا رود سخن خسرو درست است		
	مکین	
همچو صبح شفق از ذوق شهادت دل من	بر سر کوی بتان تیغ و کفن برداشت	
<p>تشبیه کفن با صبح مسلم است و تیغ تشبیه بشفق ندارد و چون شاعر را دعوی عبور بیا راست ظاهر تشبیه تیغ به شفق دیده باشد و باعتبار بنده تیغ خون آلوده تشبیه به شفق میتوان داد و این عبارت خون آلودگی تیغ ثابت نیست ظاهر اغلاش از تحمل یا با ناسمج کرده باشد</p>		
	وله مکین	
در فقر و فاقه می گذرد میتوزند گئی	دور از تو عمر من همه ماه صیام گشت	
<p>در ماه صیام روزه می دازند روزی رافقه نمی توان گفت و عاشق را به بے خواب و خوری نسبت میدهند بفقر و فاقه جائ دیدار نشد و لفظ فقر و فاقه مستعمل بر فقر است عاشق اگر چه غریب نیست و تا هم خون جگر می خورد ماه صیام این جا بے بطه ندارد</p>		
	وله مکین	
دست و پا می غیر را از گریه نگیان کرده ام	مهر و زهر بر سر خار راه خویش را	

مانشید شود و اگر شهادت عاشق باین طور باشد لفظ شروع مضالقه ندارد به بسم الله

مکین وله

بلبل ز رشک سوخت که از شور ناله ام
چون مجر و سپند ز شور صفیر من
هر نیش خار بر سر دیوانه روشن است
صیاد عاقل و قفس دانه روشن است

و این هر دو شعر لفظ روشن است که به معنی سوختن آورده اند جز جمع و آتش و چراغ
اطلاق روشن است که به معنی سوختن باشد نیامده و سندنه خواهد اگر تشبیه شععی بود
هم مضالقه نداشت

وله مکین

نیار و تاب شیخ من هجوم عشقا زانرا
عاصی گوید کار سلطنت از کثرت خیل
شبی از کثرت خیل چشم برنجیده را ماند
نه که می رکنند نقش با مصرع اولی درست نیست

مکین وله

اگر فریفته آن دوزخ سیاه ام
چشم سرمه ناک جای دیده نشده و به قیاس
چشم سرمه ناک که چشم دلغ و دم سرمه ناک میگردد
برنگ باشد آنجا چنین الفاظ مستعمل سرمه گون و نیلگون و کلگون و نیلگون و لفظ ناک بمقام
صفت می گویند چنانچه غمناک و نمناک و آتشناک و غضبناک چشم سرمه آلود سرمه استعمال باینست

وله مکین میفرماید

پاره می کرد دل از شوق گریبان را
هرگاه دامن یار بدست آمد از روی پاره کردن چه لازم است و لفظ چه می باید کرد
دست در دامن یا دست چه می باید کرد
نیاست چنانچه نظری می فرماید

شماری تا سحر و تمیز لعل زبانی دارد
گریبانم گریبان است و دامن دست مشب

مکین فاخر

از کس بخود تافتہ ام هیچ باب رخ ای بت تو و خدای تو از من کتاب رخ
لفظ تو و خدای تو موافق این بندش بنود و این لفظ مصرفت گواه گرفتن است یا کے
که بر کے تمت کاری بند و او چنین بگوید تو و خدای تو که این کار از من بوقوع آمده

مصرعه

هر سخن جاس و نکتہ مکانے دارد
و ما و راے این قباح است که عاشق در در سیدہ میگوید من از کسی در هیچ باب رد نگردانیدہ
ام تو ہم از من رد نگردان و شاعر گزین مال معنی خود پے نہ برده هر چه بخاطر میرسد الیاد باشد

فاخر مکین

تقصیر چیست مشت مزین پنجه ام هیچ قربان شوم بزور ازین ناتوان مرج
مشت زدن و پنجه بچیدن کار سپردان است کار معشوق ناز و او غمره خود را ببارش نمودن
تادل عاشق بسیار فریفته شود و اے بر عاشقی که ناتوان باشد قوی بیکل اگر مقلد برگردد و
سخت قباح است هر چند بچیدن و مشت زدن سابق شعر است اند اما باین صورت
چنانچه میرزا صاحب گفته است

دست بچیدن و دل برون پنهان گشتن هر چه میگوئی از ان موی میان می آید

مکین و له

شهادت ادکف او بهتر است بسم الله کند شروع به چیزے که بهتری دانند
لفظ شروع در مصرع ثانی پرده جاست کاریکه طول بانجام لفظ شروع استعمال است
درین مقام محض نام و بیت برکن واقع شده و اهتمام بسیار به بی ربطی و شهادت کالیت
که بیک ضرب همیشہ و غیره می انجامد صفت کشته نیست و نه باین طور که معشوق عاشق را گرفت
و هر روز بیک ضربت و یک جریه اذیت رساند مثلاً ام و ز به بخور و فردا به تیر و پس فردا بشمشیر

مکین و له

از غبار ره کند رم آهوی من بعد ازین | سرمه خواب نرگس جادوی اور در خواب دید
عجب معنی غریب است شاعر میگوید که آهوی من از غبار راه رم مینماید پس سرمه چه
طور چیز نیست که نرگس جادوی او بر دنگاه کند مگر در خواب اول اینکه از غبار راه همکس
رم مینماید تخصیص بر آهوی میرزا صاحب نیست دوم اینکه از معنی غبار راه بر سرمه
ترجیح یافته است چرا که شاعر میگوید هرگاه از غبار راه آهوی من رم مینماید پس سرمه چه
رتبه است سوا می این لطف دیگر ندارد

مکین و له

از نزاکت سر بردیش می نماید چون کلف | خیره چشمی گر رخ نیکوی اور در خواب دید
اینجا لفظ نزاکت نیز بیکار است اگر کسی ثبوت نزاکت بر لب کرده باشد لفظ نزاکت
اینجا هم راه بدیهی داشت ماه را تعلق بنوع و ضیا و تجلی است و در مصرع ثانی معلوم نیست
که خیره چشمی نزدیک خود چه چیز را قرار داده اند در السنه عجم خیره چشم آنرا گویند که در چشم
او حیا نباشد پس درین صورت این معنون خوب تر مشوق است

مکین و له

در خیال باغ خلد و شاخ طوبی شیخ گفت | کوی اورا باقد بلجی اور در خواب دید
چیزی را که بذات انسان تعلق داشته باشد یا به نفس او باشد اورا بلان چیز بخواب
میتواند دید اگر کسی بگوید فلاغی را با لباس مکلف یا بحال تباه یا زید را با عمر و بخواب
دیدم درست است و ازین قبیل میتوان گفت لیکن کوی رایا در وازه رایا حیولی را باقد
کسی ندیده باشد کوی باقد دیدن معنون تازه است مندر بخواب

مکین و له

از زخم دشت روان سیل عرق از شرم شد | رود نیل آخر نمود آب از یوسف چاه را

از معنی این شعر پیداست هرگاه دامن یازلفت مستوق بدست آید پاره کردن گریبان
چیز دخل دارد

وله

نه طوفی چون کمین در کوه کوی توان کن
نه بستی چون زمین بر خاک پای می توانم زد
از زمین پارامی بوسه نه خاک پیرا چرا که زمین خود خاک است درین صورت تمثیل زمین بدست نیست

وله

شب دل از آشفتن گیسوی او در خواب دید
صبح از بیدار بختی روی او در خواب دید
سوای الفاظ مناسب هیچ معنی ازین مطلع بگفتم ناقص عاصی پیدائست نتیجه بیدار بختی
این نیست که می او را نیز بخواب بنید بلکه بالستی که روزانه بظاهر ملاقات کمال متناهی کنید
و گرنه بیدار بختی را بدتر از آشفتن دل باید دانست لازم که سخن سخنان بچشم دل ملاحظه
نمایند و بگوش موش بگفتم دیگر آنکه مضمون این بیت علی الرغم و خلاف مضامین است اولان
سابق است هر یک عاشق را به خواب لے نسبت داده است چنانچه شیخ سعدی علیه الرحمة گفته است
گفتی بستی بخواب تو آیم و لے چه سود
چون من بجز خورش ندانم که خواب چیست

و نیز حضرت حافظ شیرازی علیه الرحمة می فرماید

قرار و خواب از حافظ طبع بدایه دل
اقرار چیست صبوری کدام و خواب کجا

و نیز شعر دیگر از مثنوی

بگفتا وصل من در خواب در یاب
بگفتم را نیست لیکن کجا خواب

از به نتیجه بیدار بختی که عاشق تمام و محروم در خواب باشد

مکین وله

چون مستی که بنید گوشه خراب را
چشم جادویش خم ابروی او در خواب دید
شخصه خواب چیز را می بیند که بظاهر هم او را می تواند دید و ابروی خود چشم خود بمنظری آید
مگر در آئینه پس آئینه در شعر معارضه نیست

کسے دل و غم را ناپاک ننوشتہ

مکین ولہ

در محبت بدعا گریہ اثر دادم را | زہد خشک ایچہ و ہر دامن تر دادم را
 زہد خشک کجا اثر دارد و چه میدہد کہ ایشان تمثیل دادہ فقط بہ تناسب لفظ تر زہد خشک یا دفرمودہ ہر بلکہ
 زہد خشک زہرست چنانچہ شعر او ستاد است ۵
 بجای چوبہ مانند زہد خشک علقی را | ہمین زہرہ این تقوی شعاران یابی را

۵

حلال است بر لفظ گشتن حلال | زہد انکہ مہمنے شود پامال

مکین ولہ

زہرہ بان طرہ جادو ندی دل | کردوش قہم مار چو ضحاک بر آید
 از عبارت این شعر پیدا است کہ ظاہر ضحاک بہ جادوی کسی دل دادہ بود کہ بعلت او مار
 از دوش او برآمد قطع نظر از شعر شاعری نیز زانام خدا متورخ بے بدل اند ضحاک کے بطرہ
 جادوی مہوشان دل دادہ بود کہ علت مار بر آمدن باشد و مشورست کہ شیطان برکتف
 اولوسہ دادہ کہ این بلا برد نازل شد تمثیل نزد آگاہان سخن درست نیست و این مضمون لایس ازین
 شاہ لول صاحب سلمہ بہ بخوبی بستہ اند ۵

کرد مشاطہ بزلت تو مگر شوخی ہا | مارش از شانہ چو ضحاک برون می آید

مکین ولہ

آنکہ کارش لغیم عشق جگر خوار افتد | ہر نفس خیزد و از ضعف بگونہ افتد
 در غم عشق از ضعف افتادن مسلم لاکن علت بگونہ افتادن بعبید از لای ناقص فقیرست
 و این مضمون را ابوالقاسم خان قاسم مخلص بسیار بخوبی بستہ است ۵
 ہمارم نیست بگوئی تو کہ چون بایہ ضعف | کہ بخاک افتم و کہ تکیہ بدیوار کنم

عرق شرم را بیشتر بچین نسبت است یا بر خسار و عرق از زرخندان جوش زدن ظاهر مسموع
 هیچکس نباشد چنانچه شعر او ستاد است ۵
 اما بر چین او عرق شرم جوش کرد آینه را دوکان جواهر فروش کرد
 و شعر میرزا صاحب میرزا امید نیز ۵
 بشنم صبح این گلستان نشانده جوش بهار خود را عرق چو سیلاب از چین رفت و اما کرم کار خود را

مکین وله

تا شود در ارم هزاران حیل و فن میکنم آنچه می باید که او با من کند من میکنم
 مشوق را با حیل و فن کار نیست کار او نازد او او عتوه است و میرزا صاحب
 قیامت با منم میسر مایند آنچه می باید که او با من کند من میکنم
 او را چه ضرورت که از تو عتوه را گذاشته حیل و فن برای ملاقات ایشان نماید میرزا کار او را بجا برود
 گرفته اند غایان شان ایشان نبود -

مکین وله

مرادل در بند دارد ملی صحبت اثر دارد غم خون جگر دارد ملی صحبت اثر دارد
 اثر صحبت با مصرع ثانی را بماند دارد و غم جگر خوان کن است و جگر غم خوان کن نیست

مکین وله

یا نشستم عبیر عشیر در خود محنت ایوب کردم آستان
 با یوب نسبت محنت مسموع نیست سندی خواهد اگر نسبت بگوین میدانند مربوط
 می بود میرزا یوب مشهور است

مکین وله

در سینه غم آلوده چرا ماند دل من نایاک ز آتش که گریاک بر آید
 غم و دل هر دو مخلوق نایاکه ندارند فرض کردم که هر دو حکم زهر قاتل دارند تا هم

اول اینکه آتش بیگانه سموغ نیست و دوم اینکه لفظ هنوز در مصحح ثانی پُر بیکار است

مکین و له

خورد سال من نماند رسم مجوری هنوز نو | یکدم از طفلی ندارد طاقت دوری هنوز

شاعر این مضمون را ظاهر از ابی فایه طفل بسته است و مادر اسے این لطف دیگر نفعین عبارت مفہوم و معلوم نمی شود

مکین و له

لعل جان بخش بتان را نفرت از خط لازم است | نیست عیسی را ز تنغا بسوزن از احتلاط

شاعر لعل جان بخش بتان را عیسی و نمود خط را بسوزن قرار داده میگوید که چنانچه عیسی را بسوزن احتلاط نیست باید که لعل جان بخش بتان را هم نفرت از خط باشد عامی گوید تمثیل غلط است عیسی از تمام مال دنیا بسوزن در شسته احتلاط داشت که همراه خود برد چنانچه تمام شعرا عیسی را بسوزن در شسته نسبت کرده اند

مکین و له

از سامانی که دارد شمع باشد این سخن روشن | که من از درد سر در عالم اسباب میگیرم

عالم اسباب مانع و غیر نیست هر سری را که درد گرفت گو عالم اسباب باشد میگیرد این معنی اموقوف بر تمثیل شمع نبود و اگر اراده شاعر اینست که من از درد سر عالم اسباب میگیرم پس لفظ در که بمصرعه ثانی ست سبب این معنی مفہوم و معلوم نمی شود

مکین و له

دی هر که بود با تو به من یار و آشنا | امروز میبود سخن و بیگانه دیده ام

این بیت مفہوم می شود کیلوا آشنا مثلثی او به میرزا مربوط بود و قیاس او را هم محبت میرزا ندیدند همه کس از ایشان روگردانند لکن شعر چه لطف دارد که شاعر اوقات منالغ نموده

مکین ولہ

نیست ممکن کرد و داز سرگوش بیرون | بر سر عاشق او گرد و دیوار افتد |
 در و دیوار بر سر که بهفت حرکت کنی تواند کرد و موقوف بر عاشق نیست و مدعای میرزا نیست که
 در و دیوار مشرف بافتاوان باشد تا هم عاشق خد ز کند این معنی از بندش این شعر پیدا نیست

مکین ولہ

آنرا که بادبان دراز آنسریده اند | گویا چو شمع بهر گداز آنسریده اند |
 به تناسب شمع لفظ زباندازی و گدازگی آورده اند لکن بخاطر ایشان نرسید زباندرازی
 آن را میگویند که کسی سخن زیاده از دهن خود بر آورد کسے را که بهر گداز آنسریده باشند
 او را چیمت باز زبان درازی او را چیمت حسنی از دهن او همچنین بر آنکه موجب
 رنجش دل کسی باشد پس درازی زبان را با گداز گے دل چه نسبت گویا این هر دو شمع تعلق
 داشته باشند و استادان زباندازی شمع را باین قسم می بندند
 بپای شمع شیندم ز قیچی فولاد | زبان دراز سرخوش امید بهر برباد |

مکین ولہ

نرگس از چشم گل افتاد ز سیم و زر خویش | طالب سیم و زر راے غنچه دهن نتوان شد |
 افتاوان نرگس از چشم گل شایسته نیست و اگر نرگس را بعلت سیم و زر از چشم گل افتاده
 سے فرمایند گل ہم ازین علت خالی نیست چنانچه زور و مشهور و معروف است و نرگس
 در مرتبه خود هیچ کم از گل نیست اگر گل را بر خسار مشوق نسبت است نرگس را به چشم هر چند
 او عا هم در فن شعر درست است تا هم اندکے راه بدیسی داشته باشد از باب سخن متنی که او ما
 در فن شعر قرار داده اند از و این معنی بیگانه و جد است و سخن رس سے فہم ہو

مکین ولہ

شمع را گر آتش بیگانه می سوزد مکین | از گداز خویش باشد احتراق ما هنوز |

قیامت را با اهل درد و بیدر و هر دو کار است ایشان تھنیه کرده که قیامت را با موتاے
بیدردی کار نیست از چه روست

وله

آخر نمازم تا کجا ای طفل خوابازی کنان اگر بانی بر بسلی گلبے سرے بر بسلی
پانہادن قاتل بر بسلی از راه شوخی و طنازی مسلم لاکن سر بر بسلی نہادن مسوع نیست محتوی
کہ این ہمہ طفل مزاج باشد کہ پا از سر نہ شناسد قاتل شدن برداشبات نمی شود

مکین وله

نخن شد دلم از فکر کہ چون دوش شسته از ہر چه سر برودہ در آغوش شسته
در عالم فکر و اندوہ سر بگریبان سنجیب و سر برانو مستعل است سرور آغوش
مسوع نیست سندی خواهد نہ

مکین وله

تا قیامتہ رسوائے خود کرد مکین نے کشد ختم گریبان و نہ دشمن دامن
و دشمن گریبان گیر دامن گیر است و دامن کشے از راه دوستی است چنانچه شر او تا دموجود است

ه

شور مرغان چمن دامن پرواز کشید ورنہ مارا ہوس دیدن گلزار نبود
پس باید فہمید کہ شور مرغان چمن کہ دامن پرواز ہم جنس خود را کشید از راه دوستی است یا دشمنی
و نیز گواہ اینی مطلع ہمین غزل است

مکین وله

اگر بود ترسے می کشمت من دامن اگر ہر اشک بپار بخینہ دامن دامن
پس این مطلع خود انصاف نمایند کہ کشیدن دامن دال بردوستی است یا دشمنی و این سخن مستعمل

مکین وله

زنجیر زلف یار گرفتد مرا بدست | خاقان ز چین همیشه فرستد خراج من
 خراج بزور کشید بدست می آید نه بزنجیر زلف معشوق کاش چنین می گفتند که اگر تیغ ابرو در
 یار بدست من می بود خراج از خاقان می گرفتیم چون شاعر بزنجیر زلف در مصراع اول
 سری کشیده برای تناسب خاقان چین را در مصراع ثانی تصدیق داده در رعایت زنجیر
 بگوش افتاده چراغ عرض این فیل چین را یاد نفرموده که از حق تناسب هر دو ادای شد سخن
 فهم معنی یاب را باید که بعد از استماع این بیت زنجیر در نشاط زده عمل بر این آیه کلام شریف
 نماید **مکین** که اقلیلا ایسی را که کثیرا

مکین وله

این سیه در رقیب است کمی آید باز | این همان بچه زراغ است کمی بینی تو را
 درین بیت بجز تناسب لفظ باز و زراغ معنی دیگر پیدا نیست اگر لفظ میسر نکار هم می بود
 باعتماد شاعر شعر ترقی میکرد

مکین وله

از آفت و از بلا فرزونی | نه غلط هم برابر می تو را
 این قسم معنی شعر را ترقی معکوس میگویند در مصراع اول معشوق را از آفت و بلا افزون قرار داده
 اند و در مصراع ثانی برابر گفته بعد از گفتگوی شاعرانه است

مکین وله

تا صبح بر غیر شب افسانه شنیدی | در خواب شدی چون سخن خانه شنیدی
 معنی مصراع ثانی معلوم شد که مدعا شاعر از شنیدن سخن خانه چیست
وله

دل افسردگان از شور محشر کی بدر آید | قیامت را نباشد کار با توبای بیدرد

مکین ولہ

چہ جای غیر ہر کس عشق آن شیرین پسروارد
 پدرناشاد ازین رسوائی مادر زاد خواہد رفت
 ارادہ شاعر ازین بیت این ست قطع نظر از غیر اگر پیدا برو عاشق شود آنہم ازین رسوائی
 مادر زاد از دنیا ناشاد خواہد رفت لاکن مشوق را کسی رسوائی یا در زاد نگفتہ و رسوائی
 روز تولد بطفل تعلق ندارد مگر حرام زادہ باشند این بیت سوای تفعیل مشوق خوبی دیگر ندارد

مکین ولہ

ایکبار روی غیر بنگاہی کہ دیدہ است
 از چشم پاک حورو ملک قابل تو نیست
 معنی این شعر مفہوم نمیشود شرح آن باید نوشت تا بفہم رسد
 فصل پنجم در بیان شمار متفرع میرزا موی الیہ کہ بندہ موافق ہستم خود در ان دخل نمودہ است

مکین ولہ

دائم کہ دل از لالہ بیاد تو ز خود رفت
 ہم رنگ بلوی تو اگر است و اگر نیست
 ہست و نیست چہ دخل دارد البتہ نیست چگونه رنگ لالہ ما تا بلوی مشوق باشد اگر شاعر ما ہر
 مے بود این مضمون را این قسم می بست
 از دیدن گل رفت بیاد تو ز خود دل
 ہم رنگ بروے تو اگر است و اگر نیست

مکین ولہ

بسکہ بے نام و نشان تو یکسم تو یکسم مکین
 همچنان افتادہ بگذرانند روز و محشرم
 عاصی گوید کہ این مقام شادی است کہ کسی بروز خضر نہر نہ محل ترس است چرا کہ از بہر جان
 روز محشر خون باز پرس است چنانچہ او ستاد میگردد
 بروز خضر لغافی ز باز پرس ہر پرس
 تو بگیسی و غریب تر کہ مے پرسد
 و با اعتقاد اگر چنین مے گفتند شکر دست مے شد اصلاح
 بسکہ بے نام و نشان تو یکسم تو یکسم مکین
 همچنان افتادہ بگذرانند روز و محشرم

زبانهاست چنین آزار بکسی نباید رسانید که روز محشر دامنگیر من شود اگر بجای دشمن دوست
می بود منی مهر غائی با صبح او لے مربوط میشد و بر لے مراعات قافیه شعر بے ربط نباید گفت

وله

صبا و بابریده گرفت است کار خویش | گستر و دام و زلف رسا را بهانه ساخت

عاشق را بخوبی زلف کردن لطف است و در دام هر جانوری را صبا و اسیر میکند و نه می
معتشوق که صید را بدام گرفتار بکند و بهانه زلف نباید درین صورت ترجیح دام بر زلف است
و لطف زلف با نال است معشوق را باید که بر زلف گرفتار سازد و بهانه دام نماید و اگر اراده
شاعر ازین شعر اینست که از زلف صید را گرفته است و دام را بهانه نموده این معنی ازین
لفظ بر سر نه آید +

مکین وله

ازندان جو گوش حرف موزن نمی کنند | زیاد کرد و جی علی را بهانه ساخت

موزن بچاره برندان چه چیز میگوید که حرف او گوش نمی کنند این کار تعلق بنا صح یا بوا عطا
دارد و ازین عبارت این معنی برنی آید که موزن بشور و فریاد در حق زندان ناسزا میگوید هرگاه
آنها کتک گرفته در پے او می شوند او بهانه می کند

وله

منید اتم چه نیرنگ و منون کرو آن حبیب مشب | که کیسو مدعی می نالد و کیو قیوب همیشه مشب
معلوم نمی شود که در عالم عشق معنی کیست و قیوب کلام است

مکین وله

گرم می جوشد بغیر آفرده خاطر اوست | هر نفس نیرنگ او رنگ و گر سوز دهر را

معتشوق را سرد و مهر گفته اند و لفظ آفرودگی خاطر معشوق نمی زبید آفروده خاطر عاشق است
و از رنگی خاطر معشوق مسلم اینجا لفظ آفروده به تناسب گرم جوشیدن آورده اند که معنی ظاهر

مکین

شب بخوابم چرخ آن دلبر عیار نمود	بخت خوابیده بر شکم بیدار نمود
عاصی گوید در مصرع ثانی لفظ رشک بر بجاست	بخت خوابیده عاشق ادبیت که برد مسل
اورشک برد کار بخت خوابیده همین است	که برخلاف مدعای عاشق کار کند بر حصول مطلبش
رشک برد با عقاد عاصی این مصرع ثانی بهتر از دست اصلاح	
شب بخوابم چرخ آن دلبر عیار نمود	بخت خوابیده سراپا زود بیدار نمود
بر آس بیدار ساختن سراپا زدن مناسب است	چنانچه شعر استاد است
در همه شهر یک فتنه خوابیده نماند	که سراپا زده مرغان تو بیدار نکرد

مکین

این زمان دم از محبت میزند آن بی وفا	ظلم چرخ دون و جور طالع از دون گدشت
هر دو مصرع محتاج دو مصراع دیگر اند موافق مصرع اولی	مصرع ثانی چنین می باید اصلاح
این زمان دم از محبت میزند آن بی وفا	گشت چون ریش از خطا و انهم حد بران گدشت
و مطابق مصرع دوم مصرع اولی چنین می بایست اصلاح	
شکر ایزد که یازد دوستی دم می زند	ظلم چرخ دون و جور طالع از دون گدشت

رباعی مکین

در خدمت شاه عالم و عالیان	بشست اگر مکین مزن طعنه بر آن
بر خاک افتد ز خاکساری سایه	ناچار پیشین آفتاب تابان
افتادن سایه پیش آفتاب اختراع تازه است	نقصیده اند که نور و عظمت با هم
نقیض اند چنانچه حافظ می گوید	
آفتاب از دوی او شد در حجاب	سایه را با خد حجاب از آفتاب
دنیاز شعر عری است که در ملح گفته عری	
رود باروی زود سایه او با خورشید	چشم پا چشم کند پای او جنب زحل

مکین و له

اگر گره فلک دشمن عجب دارم که برخیزد	بهر بستر مرخصی ز گرس بیمار یار افتد
دشمن گری فلک به مردم بیمار چه نسبت دارد و در دست گیری میجا لطف دیگر است که لعلق	
به نبض هم دارد درین صورت برائے مصرع ثانی او کئے چنین مے باید صلاح	
میخارد دست او گیر و عجب دارم که برخیزد	بهر بستر مرخصی ز گرس بیمار یار افتد

مکین

بر لب گره از بیم تو دل صد گله دارد	این خسته زانیم چقدر حوصله دارد
عاصی گوید اگر گله و شکوه بر لب از ترس و بیم گره شود او را و سعادت حوصله دل نمیتوان گفت بلکه بنا بر خوف جان خواهد بود حوصله آنجا کار میکند شخصی که بقوت و قدرت به همه چیز قادر باشد و از شخص ضعیف حرف پست و بلند نشود چیز بگوید وقتی که پائے بیم میان آمد حوصله گجا ماند و با اعتقاد بنده بجائے بیم اگر لفظ خوئے مے بود شعر درست می شود لازم بود که این قسم مے گفتند اصلاح	

بر لب گره از خوئے تو دل صد گره دارد	این خسته تداخلم چه قدر حوصله دارد
-------------------------------------	-----------------------------------

مکین

بهر آخر شفع خویش کردی قاتل خود را	مکین مریخ را نا امید کردن از نومی آید
عاصی گوید میان قاتل و مقتول شفاعت کننده شخصی دیگر باید تا شلغ او باشد و شاعر همان قاتل را شافع قرار داد و این خود را ازین سخنوری دور است و ما در اے این اوستا و میظبرانند که ترک فلک را رقامه ساخته اند قطع نظر ازین که ترک فلک نا امید شفعت رقامی در و پیدا گردید نه صفت شفاعت میبایست که این مضمون این قسم می بتند صلاح	
بهر خوتین سر گرم کردی قاتل خود را	مکین مریخ را خود شید کردن از نومی آید

	کین	
شادیم ز دیدار به پیغام تو گویا	بر خاستی از دیده و در گوش نشستی	
	شعر عاصی	

عصی پیغام را توبه بوی شکسته	بر خاستی ز گوش و بپینی نشسته	
-----------------------------	------------------------------	--

بسی باید همنید که به تناسب دیدار لفظ دیده آورده اند و به نسبت پیام گوش اگر چه مراعات نسبت مسلم است لکن دخل معنی درین بیت دود از فم سخن سجان است و شعر بنده عاصی نیز علی بن ابی القیس شاید بخت متبحر استاد حسن قبول یابد و در محاوره استادان سلف چنانست که معشوق را بسر چشم و دل جا میدهند و گوش و بینی اختراع تازه است چنانچه شعر حضرت سعدی علیه الرحمة است

گر بر سر چشم من نشینی	نازت بکشم که ناز زینی	
-----------------------	-----------------------	--

	سبیل هدایت	
--	------------	--

بسم الله الرحمن الرحيم
حمد یعنی که عند لیب طبع یک گل فرموده چمن ابداع اوست و طافوس نظر یک گلدسته پریده رنگ باغ اختراع او و طوطی شکری خای ناطقه در محاذی آئینه عرائس معانی سرگرم ادای دلکشای و ساغر تفکیر بیهوده حیره تحقیقش دماغ آسمان پیما شور عشق یک سکدان خوان کرم و شیرینی شکر خواب راحت مضامین یک انجشت از ماده نعم قادری کسر عقل کل یک پردانه پر توه شمع مجالش قماری که معلم المکوت شرر جیده مجر جلالتش بهشت یک گل بیرون مانده دیوار گلزار مهرش سحر یک گرم دودیت بر خاسته از مطبخ ترش محیطی که دریای بیکران فیضان باین موج دینی قطره ایست از قلم اسرارش جمیلی که مرآت خیالات دوعالم مشتاق یک جلوه دیدارش کتاب حکمش نوشتن و بیاجیه نون کنایه تمام گذاشته و دوره افلاک و مرکز خاک سر انجام ساخت کجا بزبان کوتاه بلیلان خو گرفته نفس منیوانی بشکر ادای شمه انان تواند پرداخت بهرست که لذت بکام و زبان رسام و لرغنت سید العالم حضرت محمد مصطفی علیه السلام سر درسی که معراج یک پای بلند یوان قدرت اوست مقاله انار یکب افلی در شان

سخن رس می فهد چیز محال را در عالم مبالغه منقبت و مدح می آزند اگر سایه را پیش آفتاب
جامی بود سنی این شعر بر اے مروج چه لطف و خوبی آشت ظالم را میرزا فاخر کمین این شعر را دیده
سایه پیش آفتاب انداخته اند و حرف می گوید ۵

سراسر آفتاب عشق تا پیدا است عالم را | تو فکر سایه کن اول پس آنکه سائبان پیدا

موافق نهم بنده برای مصرع آخر رباعی این مصرع مربوط است **افساح**

این خاک نشین شست همچون پر تو | ناچار به پیش آفتاب تابان

غرض از نوشتن این اشعار خدا نخواسته عداوت به مصنف منظور نیست بلکه مدعا بر مبت
خود است اگر حق تعالی توفیق مطالع این اشعار به سخن سجان دهد درین امر اے بنده برخلا باشد
از ان اطلاع بخشند تا متنبه شوم و اگر بر صواب است باید که نوشقان سخن به پیروی ایشان
انعام و دوزبان را آلوده مرکب سازند و ایشان را نیز از خط کشیدن و اصلاح نمودن بر شعار
استادان مسلم الثبوت پای عداوت کسی نخواهد بود بلکه مرکز خاطر همین قلم باشد که مردمان
اوستاد اوستادان مسلم الثبوت ندانند و سابقین برین کسانیکه بدرجه اوستادی رسیده اند
عمر عزیز را به عیب جوی خود صرف نموده اند به نکتہ چینی که دیگران چنانچه بنده هم از چهل و پنج
سال اوقات خود را در فن ریخته منابع ساخته است و هنوز سخن خود را بعضی جاها نپایه تحریر
بیرون نیافته کسان را که درین فن مسلم الثبوت میدانند باید حصول فائده از انوس ادب
تکرده پیش آنها می نشیند بلکه نوشق هم اگر دخل بجای شعر این عاصی نموده است مسلم داشته
و امدای این مرتبه سخن میگزیند و در فن شعر و سخن عبارات رنگین بوستان بے خزان
است و الفاظ مناسب نهالان اندیش طیکه بقرائن در گل زمین شعر نشانند و
منه بر جسته مثر شیرین آن بلغ است و نمز نه طراز دران حدیقه بلبل طبیعت است و
بنظر خومن ملاحظ نمودن بدان ماند قس که باغبان سبزه بیگانه را از خیابان کند میوه بیرون
باغ اندازد و بے این سخن موزون گفتن ببطولی و آنکه حق الله و پاک ذات الله
میگوید و می داند که حق الله کدام است و پاک ذات الله که لے گویند چنانچه شعری
میرزا بهدل علیه الرحمته است ۵

جهان آئینه دهم است داین طومر زار دلش | نفس پرواز تقریر داند و سے گو بند الهی

و حال این دو شعر که یکے از میرزا است و یکے از بنده موافق این مقال است

دو پیش رشک چہار ابروی دلبران و باہر حرفش اعجاز عیسیٰ تو امان غرض از مطلع تا مقطع چون
 زلف و لہر یا خوشنما و شہزادہ ہر حرفش آسمان پیمائست اگر مستعان این از مدت در
 شہوار خراج گیرند و چشم بیند گانش از قبیلہٴ یسلی باج ستانند بہر کیف ہر گاہ این شرح مرثیہ
 و سلام نژاد حق رسید بنظر دشمنی در پے تلاش جواب شدم بہر حرفش بسیار دود چراغ را ضائع
 ساختم خیر از بے جوابی نیافتم لیکن محل استعجاب است کہ من کلام میر محمد تقی صاحب را بسیار
 بکس بلاغت دیدہ ام و شنیدہ ام و این مرثیہ و سلام ہم از جملہٴ کلام ایشان است چنانچہ
 میرزا صاحب موصوف بدستخط ایشان دارند و پیش من ہم رسیدہ است بیان واقعہ کہ
 این مرثیہ و سلام قابل شرح است و جای دیاغت فہم دانا است کہ چنین کلام ناقص انجاء خیر

سبیل ہدایت

مبدع عقل و کان ہنرمند و ذکا
 اعتراضی سے پر مجھے ملے ڈر
 اس سبب سے کہ تجریہ جے ادب
 کچھ نہ بولا سواے امتنا
 کرنی مجھ کو ہوئی بہن واجب و فرض
 مرثیہ کہنے کا ہوا اند کو رہ
 حق میں اس بے زبان کے بندہ لازم
 لفظ و معنی میں اسکے کم ہو چل
 بندش اُنکی نہ آوے اپنے پسند
 شرح لکھ دے جو مرثیے کے ساتھ
 ولین گذرا کہ مرثیے کا فن
 میر کی گفتگو سے وال اُس پر
 سیکھے اُس سے کہنے کا اسلوب
 دل میں منسا کوئی نہ طہرا اور
 ڈھونڈنے میں لگا ہر اک کے گھر

میر صاحب مرے کرم فرما
 عرض رکھتا ہوں اے کرم گستر
 کھول سکتا نہیں میں اپنے لب
 جو سخن آپ کی زبان سے سنا
 لیکن اب آپ سے کئی اک عرض
 آپ کے ہوتے جب یکے حضور
 و ان یہ بولی زبان سحر طراز
 ریتے گی جو وہ کبھی بے غزل
 مرثیوں کے سنے جو کہتے بند
 معنی اُنکے تب آوین فہم کے ہاتھ
 جب بتکرار میں سنے یہ سخن
 ہو نیگا فن شعر سے باہر
 اسکا آگاہ جو کوئی ہو خوب
 ماہر اس فن کے جب کیے میں غور
 آپ کے مرثیوں کو تب اکثر

و حکمت است انگشت فرنگش مخمرسای پیدمضای کلیم را چهار انگشت میشارد و دم
جان بخش هزار عیسی را قالب بی روح می پذیرد از آن روزی که آفتاب طهورش برین خاکدان
تابیده معاشر انبیاء را چنان چشم چراغ نموده که در خیال خواب تصور چشم برهمزدن بخاطر
گذرد آسمی بقبی که از ازل تا ابد گوشه دولتان ایستد خوان او سر و قضا و قدر غلامان جادویش
و مگاشش تقدیر داخل و پیاپی خبر گیران سپاهش نکته خاک گردی ست دور مانده از قدم
رهروان جوای وادی کنه مغاشش بجای قطره عرق چکیده از پیشانی بیرون از آتش هوا فست
که در باد آن سرمای دم و هوشش ایجاد دوستانش بالا کشیده آتش گریست از آله آله پایان
محرای شوقش که در انظار علم طلب رسیده اندیانه رسیده اند صلی الله علیه و آله انبیا و است الارض
و السما فی منقبت امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب علیه الصلوٰۃ والسلام مبارکتری و در هوش
خرامی قلم بنقبت ساقی ایست که از سبب او نشئه کرنا آدم بمحانه حقیقت انسانی رسیده
نگاروی ابصار موج پیمانه اودمانی هوفسهای قلقل مینای متبانه او خورشید خشتی ست
بر تافته خم کیفیت هوش ایمان غیش نه سپهر و روی کش جام جان بخشش دو عالم حریفش
جام وحدت آشنایش طرنگهای باده خیالات سرخویش از ساغر هوشش بایش ساغر گل
امید کوین متوقع قطره دامنه انجام ستاره اودبیل عالم علم بطون بی وقفه بحسن طلب
مدح خوان او صلوٰۃ الله علیه مع آله و اولاده و انما ابدانی روح استکلم و الکلام اے
طبع اگر اثر کلام میخواهی افکات را از دست ده و بیا بوصف سلطان المعانی نهنگ
بحر سخندانای المنج ابلاغ و افصح لفظی میرزا محمد رفیع سو واکه حالا قلم سخن باضانت یزیدین
حکم ایشان ست و کلام ایشان مصفان عالم را عزیز تر از جان ست علی الخصوص شرح این مرثیه
و سلام که مسمی بسبیل هدایت ست تحفه بر بلاغت روزگار میزند محض الی براس تربیت اهل محبت
نه برای محافل سرانجام شده متفق علیه طبع مصفان عالم توفیقش نغمه سر است خیرینی
مضمونش اگر مورچه از کافز پیدا کند رو است هنوز بلاغتش که راجون گل سراپا گوش
گرداند شکر خوانی مغیش هر کس را از ملاحظه هوش سازد از مطلعش مطلع آفتاب پامال حیرت
میشود اگر اثر شمع الفاظش بر خاک مرده بکوبند باندیم قیامت میشود هر مصرعش چون ببرد
از دست از خلل سنگ بنی الفضا فان هر بیتش بلج گیرنده از میت ابروی خوبان برین
بین السطوش و الی صبح صادق و مقابله و مصرع مقابل طاق ابروی موشان عاشق

شرح

پہلے یہ کیسے اے کرم سرما
 آپ پر جس طرح سے ہو تحقیق
 دوسری بات یہ جو کسہ ڈالی
 اور اس نوع کو بیان کیجے
 یا وہ جسطرح مجھ پہ ہے اثبات
 مگر چہ وہ شخص ہے امام حسینؑ
 لگے فرمائے مجکو بتلا تو
 تب یہ چھاتی پہ لوٹ کر بولا
 عرض کرتا ہوں مجکو کیجو معاف
 مان مری فاطمہ علیؑ ہے باپ
 اور جس شخص کا نواسا ہوں نہ
 حق میں جسکے ہے آیہ لولاک
 سب بنی جان اس کو مان میں
 نور چشم اپنے سے عرض سنکر
 مبسم ہو تب یہ فرمایا
 انکے رتبے کی ہے بہم یہ منط
 ظاہر اتم کو ہے یہ قصہ یاد
 رتبہ باطنی پیغمبر
 نسبتی مرتبے کو تم فائق
 باطنی رتبہ جو بنی کا ہے
 موجب اس رتبے کے بنی کریم
 میم احمد سے کرد یا جب رد
 احدیت سے ہے مرتبہ بالا

باطنی رتبہ ہے بنی کا کس
 اپنے مخلص سے بھی کہو تحقیق
 ہو تم اک نوع اُن سے بھی مالی
 مجکو آگاہ اس سے کر دیجے
 کہ تو عرض میں کروں وہ بات
 ایک دن جس کو سید الثقلین
 مرتبے میں بڑا ہوں میں یا تو
 کیوں یہ سررشتہ بات کا کھولا
 دلین کر لیجو سُنکے یہ انصاف
 والدین اپنے اب بتاؤں آپ
 امر ہو تو اُسے بھی بتلا دوں
 بربانی سے خالق افلاک
 اپنے نانا کو آپ جنان میں
 یہ لطیفہ ہوئے خوش آن سرور
 سخن راست حق کو بھی بھایا
 لیک جو آپ سمجھ میں سو غلط
 جسکی ردوئے گی فہم کر برباد
 اپنے نزدیک لیک ٹھہرا کر
 اسے سمجھے ہو یہ نہ تھتا لائق
 اسکے مافوق ہے جو بیجا ہے
 آپ کو لو لے احمد بے میم
 تھا جو احمد سو ہو گیا واحد
 سمجھے گا تب ہی پوچھنے والا

<p>غرض اک مرثیہ اور ایک سلام دہم اپنا بہت بجا پایا واقعی فن شاعری میں نہیں مرثیے میں روار کھے ہے یہ کہ شاعر اس راہ سے نہیں آگاہ چاہے ایسا کہے تو کہہ نہ سکے کہنے لائے تھے مرثیہ کم کم ہوا اپنے تئیں کو یون معلوم روین سن پڑھیں جب انکے پاس چپ ہی رہ جاؤں ہو نہیں سہ دھنکر لیکن اسپر کبھو نہ رونا آئے حق میں بندے کے غائب و حاضر ہنیں آتا دہ جس سے رو دین سب خون جس سے عوام کا ہے دل شام سے کوئین سینہ صبح ملک یہی آتا ہے بار بار افسوس معنی اُسکے نہ مجھ سے حل ہو دین اسی عزت کے مائے مرتا ہوں مانو تو جان کی ہے اپنی نجات دستخط خاص سے رکھے ہے غلام عل اور معنی ادسکے رکھ دیجے چھوٹی امت میں بیٹھ کر روؤں</p>	<p>باتھ آیا مرے بسی متام فہم میرا جب ان میں در آیا مرثیہ کہنے کا ہے جو آئین کو بلکہ وہ چیز جس سے شعر ہو رو مطلب اس کام کی جدی راہ مذکے مائے تو یوں وہ کچھ ہی کہے شعر کے قاعدے کے موجب ہم سوز بانی تمھاری اسے مخدوم مرثیہ وہ جسے عوام الناس اور سودا کا مرثیہ سُنکر کیسی ہی طرح کوئی اسکی بنائے بار ہا یہ سخن ہوا ظاہر سچ ہے یہ مجھ کو مرثیے کا ڈھب آپکے مرثیے کا ہونا تامل سُنکے جہاں جس پہ بدھو تک لیکن افسوس صد ہزار افسوس بدھو جہا سمجھ جسے رو دین جب یہ صورت خیال کرتا ہوں غرض اس امر میں کہوں اک بات وہ جو اک مرثیہ اور ایک سلام من بکا کے حدیث پر تہجے میں بھی آگاہ اس سے تا ہوؤں</p>
---	--

متن

ظاہر اُن سے بھی ہواک نوع علی اسلام

اے بنی کے باطن رتبے کے والی اسلام

	متن	
ہاں گریان گیر گردن تیرے لشکر کا لو	تا قیامت کم نہیں ہوتی ہے لالی اسلام	
	شرح	
نہیں آیا مجاورے میں کبھو ہونہ ثابت شفق سے یہ جب تک معنی جو چاہا ہوا سین تم سو کمان		نخون سوا ایسی جا میں لفظ ہو اور لالی کا حرف کرو و حک سانہ تشبیہ ہو شفق کی یہاں
	متن	
وے ہوا الظاہر ہوا الباطن کے والی اسلام		اے ہوا الاول ہوا الآخر کے مالک بالیقین
	شرح	
کیا ہوا الباطن و ہوا الظاہر اس سوا جس پر کیے ہے تکفیر مالک اسکا حسین نہیں پایا		کیا ہوا الاول و ہوا الآخر حق کی جانب پھرے اراں کی منیر کیا یہ خاطر میں آپ کے آیا
	متن	
کیا حدیث مشکم تم نے بچالی اسلام عبد ہو کے بات سننے ساری بائی اسلام لی مع اللہ کے ہو تم ہر وقت عالی اسلام		یہ شہادت تیری تائید انا بشر کی تھی یہ شہادت تیرے کلمے کی شہادت تو مام ورنہ تم بے شبہ و شک احمد بے میم ہو
	شرح	
کیا بندے نے آپ کا معلوم ہے تمہارا یہ مدعاے کلام		مطلب اس پرہ شعر سے مخدوم کرتے ہو تم خطاب یوں بانام

فہم یون باطنی سے ماہر ہے کس طرح سے کہو تو بسط بنی حرف میرا نہیں ہے لایعنی غش نہیں صرف اُسکے مضمونین کہو لفظ شکر کو کر دوں مصرع ثانی سے بھی ہو آگاہ	اس سوار تہ جو ہے ظاہر ہے رتبہ باطنی سے ہو عالی فہم کے معترض ہیں یہ سنی خلل اس سے زیادہ موزونین بندش الفاظ کی ہے ناموزون نوع کے عین کو نہیں جاگہ
---	--

متن

اے تصدق یہ پدر یہ مادر اور یہ جد پاک ختم ہے تپیر یہ سب صاحب کمالی السلام

شرح

گر نہیں جانتے تو سن لو اب گر تعلق کمال کا ہوتا منحصر کچھ نہیں نسب پہ کمال بندش الفاظ کی غلط اس کی پیش مصرع میں لفظ یہ سے مراد پر نکلتا ہے اس سے یون بیکید	ساتھ اوسکے ہو جسکا نام و نسب پر نوح باپ سا ہوتا جس پہ ہو فضل ایزد متعال بری ہے مہنی کی بنط اسکی آپ کو ہے بزرگی اجداد سب تصدق پدر سے لے تاجد
--	--

متن

الامکان بھی ایک باز بگاہ طفلی ہے ترا کوئی مکان تم سے نہیں باتا میں خالی السلام

شرح

عوذ کوئی مکان جو لفظ فصیح	بولتے کوئی جا تو تھا یہ محیح
---------------------------	------------------------------

<p>علی دوست حق کے کنبہ پر اور اسکے کلام کی تائید مین سنے مین سلام تو اکثر لطف ہے اس سلام مین اک اور بس کہ بے ربط اس قدر ہو سلام</p>	<p>ہو سکے ہو کرے وہ عقل اگر جس پہ کھڑا دے یہ کفر شدید لفظ و معنی مین بہتر از بہتر کہ نہیں اسین اس سلام کو منظور بیجھے تم سا اسے بہ نذر امام</p>
---	---

مفسر میر پر آمینہ دار ان معنی کے مبرہن ہو کہ محض عنایت حق تعالیٰ کی ہے جو طوطی
ناطقہ شیرین سخن ہو پس یہ چند مصرع کہ از قبیل ریختہ در ریختہ خاتمہ دو زبان اپنے سے
مصفیٰ کا غز پر تحریر پائے لازم ہے کہ تحویل سخن سامعہ سجان ردگار کردن بازبانی
ان اشخاص کی ہمیشہ مورد تحسین و آفرین رہوں مطلع

میت و قدر شناسا سے پہونچے ہو ہم
ورنہ دریا مین خفا بھی نہیں گھبرا کہم

مضمون سینہ مین پیش از مرغ اسیر نہیں کہ ہو بیچ فقس کے جو قوت زبان برکایا فریاد بیل ہے
واسطے کوس و ادیس کے غرض جس اہل سخن کا در منصفی زینت لب ہے سر رشہ حسن
معانی کا اس کلام کی اش سے الفاظ طلب ہو اگر حق تعالیٰ نے صبح کا غنہ سپید
کے مانند شام یہ کرنے کو یہ خاکسار خلق کیا ہے تو ہر انسان کے فانوس و ماغ مین
جراغ ہوش دیا ہے چاہیے کہ دیکھ کر نکتہ چینی کرے ورنہ گزند زہر آلود سے بے
اجل کا بیس کو مرے ہر چند کلام استادان سلف پر بھی غلطی کا گمان ہے کہ واسطے کہ انان
مربط اخطاء و النیان ہے لیکن خداے تعالیٰ نے جھین شور کرامت کیا ہے وہ
سمجھتے ہیں ناگہ اگر لکھیتی کی بدی سے قدرے زر قلب نکل آوے تو اس پر کسی کو خوض و
غور نہیں اور جو خریطہ مراف سے ایسا کچھ پائے تو اس سے کہیں ٹھوڑ نہیں پس لازم ہے
زیہوش کو ربط الفاظ سے معنی کو سمجھ کر دے تا وہ بال فیضان ناطقہ اپنی گردن پر نہ لے

چنانچہ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ۵

ادل اندیش انگلی گفتار	پایے پیش آمد ست و پس دیوار
انسان کہ جس فن سے آج کو کامیابی ماہر نہ کرے چاہیے کہ انہیں اپنے حد سے سخن باہر نہ کرے گفتگوے جاہل پہلوے عالم مورد افعال بلکہ ٹوٹی ہے اس کی برابر مد فضل و کمال ۵	

ہے بنی و امام حق کی ذات
 انا بشر جو بولے پیغمبر
 رتبہ تیرا ہے جو خدا عالی
 تو بلا شک ہے احمد بے میم
 ہے قصوف کی راہ سب یہ درست
 نہیں لفظوں سے معنی کو کچھ ربط
 اور ہے راہ جو شریعت کی
 کلمہ ہے جو کہ دین کی بنیاد
 وہ نبی نے جسے پڑھایا ہے
 انا بشر ہے آیہ قرآن
 مشکلم جزو ہے اس آیت کا
 اس کے اسکا بیان ہوشان نزول
 علماء وہ جہین ہے عقل معاد
 دعوت دین جب احمد مختار
 دل چھیاتے ہیں اپنے ہم اس رو
 نہیں سنتے ہمارے گوش ہیں کر
 تب یہ آیت غرض بران سرور
 عالموں سے مین گوش دگودے
 کہ کہ مین بھی بشر ہوں جو ہو تم
 آپ سمجھے نہیں اسے بخدا
 کرے ارشاد جو خدا کی ذات
 سمجھے اس کلام کی تائید
 جائے تائید ہے وہ جب باہم
 تھی اگر آپ کو بفکر اسلام
 بولتے یوں تو اس میں تھا خلل

حق کو کیا کام از حیات و مات
 اسکے اثبات پر دیا تین سر
 عبد تین ہو کے بات سب پالی
 لی مع اللہ مین ہر زمان ہے مقیم
 بندش الفاظ کی بہر اتنی سست
 سمجھے وہ ہی جسے ہو مجھ سا خط
 وان خدا ہے خدا بنی ہے نبی
 مسلمین کا ہے صبح و شام اوراد
 آپ کو عبد کہہ جتا یا ہے
 وحی ہر پیر دو جہان
 منفصل باندھنا نہ مین سمجھا
 جسطح چاہیے سوائے رسول
 یوں نہ بانی ہے انکے مجکویاد
 لگے کرنے تو بولے یوں کفار
 اے محمد جو کچھ کہے ہے تو
 اپنے آئین کی بات ہم سے نہ کر
 ہوئی نازل ذخا لقی کبر
 سنے ہیں مسنی یوں اس آیت کے
 وحی آتی ہے مجکوا سے مردم
 جہل کیجے تو ہے یہ امر جدا
 سب متبر ہے وہ نہ تائیدات
 کر شہادت کو فہم سے ہے بعید
 ملے بحثین کسی کے تم یا ہم
 یہی آیت غرض بدح امام
 انا بشر ہے مین کیا ہے عمل

مرثیہ عن شرح

یہ مطلع جو ہے آپ کا تو عجب ہے
کہ یہ ریکتہ کنے والو کا ڈھب ہے
وے فیض کا ناطقہ کی سبب ہے
نجانو کہ یہ مرثیہ یونین سب ہے

متن

مجنون نے دے خوشی سب تجھی ہو
ہر اک گھر میں ماتم کی مجلس رچی ہے
عجب طرح کی دے دیلاچی ہے
کہ روز قیامت کی گویا شب ہے

شرح

تجھی کا رچی قافیہ شائگان ہے
سو وہ ہر صبح میں صورت کمان ہے
رچی اور رچی قافیہ جبکہ یان ہے
تو یہ قافیہ ہر طرح سے کڑھب ہے

متن

کوئی دل نہیں جبکہ ماتم نہوے گا
وہ دل دیر ہو حسین یہ غم نہوے گا
یہ دن کچھ قیامت سے بھی کم نہوے گا
قیامت میں یہ کچھ نہوے گا جواب ہے

مرثیہ

جو لفظ سے شعر کی تم ہو ماہر
تو افروزی ہمزہ دیا ہے ظاہر
مرا صاحب اس بحر کے رکن آخر
نہوگا ہے موزون نہوے گا کب ہی

متن

ہے چار و لطف ہو رہا شور محشر
زمین آسمان ہو رہا ہے تل واد پر
حسین علی پر چلا یا ہے خنجر
ہر اک جان اس غم سے خنجر طلب ہو

بات گداوے تو چپ رہ کہ گمانے نزدیک	سوطح کا ہے سخن پردہ خاموشی میں
اگر آگاہ جس نے آگاہ سے اس فن کی بولی بولے گویا ہر دلب او س کے دروازہ	رسوائی کے پاٹ ہیں کہ عدا اپنے منہ پر کھولے بیت
طرفہ میوہ ہے یہ سخن اے دوست	مغز شیرین قلع جس کا پلہ نست
محقق نہ رہے کہ عرصہ چالیس برس کا بسر ہوا ہے کہ گوہر سخن عاصی زریب گوش اہل ہنر	ہوا ہے اس ملت میں مشکل کوئی دقیقہ سخن کا نام رہا ہے اور سد امرغ معنی عرش
آشیان گرفتار دام رہا ہے باوصف اس کے قول خدا مفاذ مع ما کدر پر عمل کیا ہے	بلکہ تمام عالم کے سخن افسانہ پر تمکیزانہ گوش دیا ہے جس کی زبان پر قبیل اعدا
سے حرف واقعی اور منصفانہ جاری ہوا ہے ! اللہ کہ مرتبہ من قلم حرفا فہو لا طاری ہوا	ہے اور بے اختیار زبان سے یہ مہر ہوا ہے ہر نوع
و اے برجان سخن کہ بہ سخن دان نرسد	
لیکن مشکل ترین و قائل طریق مرثیہ کا معلوم کیا کہ مضمون واحد گوہر ار رنگ میں ربط	معنی سے دیا چنانچہ اس کا تم میں بخشم سا کو نے غز قبول نہیں پایا ہے اسی مغفور
مرحوم کے یہ فرمایا ہے	
جمی کہ پاس محل شان داشت جبرئیل	گشتند بے عماری و محل شتر سوار
پس لازم ہے کہ مرتبہ در نظر رکھ کر مرثیہ کہے نہ کہ براے گریہ عوام اپنے سینے یا خود کرے	نادر مقالہ ہے کہ عقلا جو نہ سمجھیں اور ضبط تفحیمک و قصہ بکائین رہیں اسکا سیاق و بیان
جلا دریافت کرن اور پھوٹ بہین بیت	
معنی لفظوں سے ہوتے ہیں دلپوش	یا ان ملک رتبہ سخن بہو بچا
مرثیہ عن متن	
دلونیر مجون کی حالت عجب ہے	مہبت ہے اتم ہر قسم ہر تعب ہو
غرض کیا کہوں کس دوش کا غضب ہو	حسین علی کی شہادت کی شب ہے

نہ لینے دیے اسکو اک دم بھی سالم	دیے اسکو کیا کیا لقب پر لقب ہے
شرح	
ویسے مین دیا ہے یہ کنار و اسے	زبان جمع واحد سے یوں آشنا ہے
یہ لہجہ مین حیران ہوں کس ملک کا ہے	ویسے اسکو کیا کیا لقب پر لقب ہے
متن	
دو دنوں مات و دن تو گئے ہر طرح مین	بظاہر مصیبت پہ باطن فرح مین
سحر پہ ہوا خون قضا کے قدح مین	کہانی لے شیر تو خشک لب ہے
شرح	
بچہ پوچھوں قدح مین بھرا خون کن نے	تو بتلاؤ گے تم شہادت کے دن نے
پہ حیران ہوئیں کون اور وہ کہ جن نے	کہانی لے شیر تو خشک لب ہے
متن	
سحر تھی کہ خواب عدم اسکو کیسے	سحر تھی کہ آخر کا دم اس کو کیسے
سحر تھی کہ ظلمات غم اسکو کیسے	کہ اک یہ تو اسکا سویدا کی شب ہی
سحر تھی کہ تلوار کی کوئی جھک تھی	سحر تھی کہ برق ستم کی چمک ہے
سحر تھی کہ کوئی واپسین کی پلک تھی	سحر تھی کہ موت اس سے رودر جیب ہے
شرح	
دم واپسین گوش زد ہے ہمارے	پلک واپسین کی زباں پر تمہارے
پھرے تھی اجل جس جگہ منہ لپا ہے	اسے کیسے پردہ سین وان کیا عجب ہی
کہ روداہیہ نہ ذکر شہادت	کہ کھواضی و حال مین کچھ تفاوت
کہو تو یہ کس طرح کی ہے عبارت	سحر تھی کہ موت اس سے رودر جیب ہے

شرح

یہ تھیں مصر کے یونان مجھے سنکر
زمانے میں ہر سمت ہے شور و غبار
رہا پھر فیضون کو لانا غضب ہے

متن

بجا ہے کہ لوہو کے دریا بہائے
یہ کشتی فلک کے لومین ڈوبا ہے
شہ تشنہ لب کا کہ غم سنا ہے
یہ کس منہ سے کہیے کہ وہ خشک لب ہے

شرح

کہتے ہو کون ہو وہ کہاں ہے
کہیں ہر مصر میں اسکا نشان ہے
جو اپنے پہ اس گفتگو کا گمان ہے
تو یوں کہیے کہنے کا ایک ڈھب ہے

شرح باصلاح

بجا ہے کہ لوہو کے دریا بہاؤں
یہ کشتی فلک کی لومین ڈوباؤں
شہ تشنہ لب کا کہ غم سناؤں
یہ کس منہ سے بولوں کہ وہ خشک لب ہے

متن

لعینون نے اسکو دین سے بلایا
بچ اقبال کے بن میں بیا
پھر اس جو سے اسکو ملا اہی ملیا
کہ بس غم سے خورشید کے تین تبا

شرح

بچ اقبال نے زانزدنی با
کیا غیر موزون یہ مصرع سراپا
نہیں اس میں ہرگز مرا حروف بیجا
کہ اوزان اشعار میرے لب آہ

متن

غرض وہ جفا اوس کو دکھائی ظالم
کہ بسکا وہی آپ رب ہیگا عالم

تھیں مین نے اللہ کو سونپا اب ہی	اے میرے عیال اور مری بیٹی بہنا
شرح	
جینیں دختر خواہر اس جا کہا ہے عیال ایک جو لفظ ہے اس میں سب ہی	عیال اے ملاذان سے کب ماسوا ہی یہ تفریق بیجا سے کیا نہ عا ہے
جواب اسکا کچھ ہو بجز ہرزہ گوئی تھیں مین نے اللہ کو سونپا اب ہی	یہ ہو چو گئے مصرع کا پوچھے جو کوئی سخن کہنے کے طرز یہ بھی ہیں کوئی
متن	
سب اہل حرم سینہ کو بان کھڑے ہیں کہ دیدار اب تیرا پھر ہلکو کب ہے	شہ دین یہ فرما کے رنگو چلے ہیں بلا میں وہ چاروں نظرت لے رہی ہیں
شرح	
پیر اتنا نہ سو جھانہزار آفرین ہے روا ماضی میں حال کا ذکر کب ہے	تھیں اپنے پر شاعری کا یقین ہے چلے ہیں کے کہنے کی یہ جانہیں ہے
یہ معیوب فن سخن میں لیا ہے بہت شوخ ہو اور پر بے ادب ہے	چلے اور کھڑے قافیہ جو کیا ہے تھیں جن نے بے عیب آکھ دیا ہے
سخن واجبی پر کے دن نہ رہنا کہ دیدار اب تیرا پھر ہلکو کب ہے	جو عہدہ کرو گے مجھے وہ بھی کتنا بلا میں لیے سے نہ نکلا یہ کہنا
متن	
اور اس طرف کلثوم تھی لب بلاق فراق اب ترا ہکونا اور خطب ہو	اور ہر زینب اسکے تھی قربان جاتی اے بھائی یہ آفت سہی نہیں ہو جاتی

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔	متن	
شہ دین نے اسباب رن کا منگایا سبھون کے منہ او پر منیصل و قصب ہی		غرض اس سحر نے جو چہرہ دکھایا حرم نے جواب اسکا اور کچھ نہ پایا
	شرح	
پہ اس گفتگو نے نہایت رجھایا بدانت لینے تو ہدیہ ان تب ہے		سخن سب کو سب کا خوش و ناخوش آیا خدا جانے تم اس میں کیا مغز پایا
بتاؤ مجھے کہنے کیا ان کو بھجا بناتاتین سے ہی کچھ سو قصب ہی		قیص اور قصب یا نہایت بین بجا کسین پر بن کو قیص اے ملاذا
نہ اس معنی سے بھی ہوا بنی تلی سو لفظوں سے اسکا نکلتا عجب ہے		نقشب اس سوا قسم ہے پارچہ کی جگہ آب نے جس اراد کو یوں دی
روئے گا سر اپنا کوئی سنے اسکو کہو کیا جو پوچھے وہ کیا شے قصب ہے		کو مرنے یہ رولا دے گا کس کو رولانے کی خاطر سناؤ یہ جس کو
	متن	
زمانے سے ساری عمر بے نصیبو عجب طرح کا تم او پر فضل رب ہی		کہا شاہ دین نے اے میرے غریبو خزان دل باغ کی عنبر لیبو
	شرح	
خزان دل باغ کی کہو تو سند ہے اگر فرض و واجب نہیں مستحب ہی		خزان دل باغ کب گوش زد ہی غلط گوئی کتنی غرض یاں بکد ہے
	متن	
جو او سے سر و چشمہ یا اس کو لینا		تو اب ہاتھ سے تم رضا کو نہ دینا

نہیں ہرگز تمھاری زبانی	انھیں اس میں لکھ لینے کا کیا سبب ہے
متن	
اُدھر باؤن پر گر پڑی ام قاسم	کہ میں بیوہ تیرے برادر کی خادم اس حضرت مرے دین و دنیا کے حاکم کو میرے مرینکا بھی کوئی دھبہ ہے
شرح	
اُدھر معنی کی رو سے افروز دہریان	یہ لفظ اپنی جانب میں بے سود دہریان یہ لے غیر موزون بھی موجود دہریان نہوں یہ دو لفظ اس میں بے سقم تب ہر
متن	
اے بھائی جی میرے تو جو کچھ تم کہتے	مرے جیسے مرینکے رکھوالے تم کہتے چھتر میرے اور میرے پوتے تم کہتے میں تم بعد جیونگی یہ کیا غضب ہے
شرح	
عوض آپ رکھوالے کے بندہ پرور	یہ کہتے کہ وارث ہو تھا اس سے بہتر جھین لوگ کہتے ہیں رکھوالے اکثر جتنا مجھے انکا یاں فرض اب ہے
جیسے کیے رکھوال سو پاسان ہر	جو موتا پہ ہو پاسان وہ گمان ہے مجاور با فواہ اہل جہان ہے نیوں بولے ہونگے کہ درازا دیا ہے
چھتر کہتے ہو کیا ہوا ہر یہ تم کو	غرض کیا کہوں واہ صلو و جلو کہو کن کے بچے کی آتی ہریان بول جہان دیدہ ہوا آشنا قوم سب ہے
متن	
اُدھر بیٹیوں نے ہر دامن کو پکڑا	گر بیان لپنے ہی دونوں نے بھاڑا لے بابا جی ہکو یہ جینا ہے کھانا کھلا دو اگر زہر کی کوئی حب ہے

	شرح	
تو جاگز بنین شاعری کے وہ فن میں کہ جو منہ سے نکلے ہو بے لٹا سبھا		جوا تہی ہو تقطیع لفظی سخن میں مگر کان بے ربطی کے ہیں ہن میں
لگی ہر ہن کئے کوٹ اپنی چھاتی چلا تو بھی بھائی مرا کون اب ہے		یہ بندش تھیں کاش یوں باندھ آتی نہیں تیری فرقت سی مجھ سے جاتی
کون کیا میں یہ مرثیہ ہو کہ پھلڑی فقط قافیہ کے لیے یاں حطب ہے		مزاج آبکی سچ سے جاتی ہو اکڑی زاق آگ بیشک ہے لیکن نہ لکڑی
	متن	
علی کا ہوا داغ تازہ دو بارہ نکرنے کا جو ہر بہین کیا سبب ہے		اے بھائی بنی آج گویا سدھارا اے بھائی پھر نیگے کمان ہم اوارا
	شرح	
کر لے کا نہیں اسمن ہرگز ٹھکانا جسے شعر تقطیع کرنے کا ڈھب ہے		سریت اس بحر میں یہ بخانا انھیں اس جگہ ان نے موزون ٹھانا
کسی میر و میرزا کو کہتے نہ پایا کو اہل خطہ ہو وہ یا عرب ہے		ادار فقط تم سے سننے میں آیا بلا مد اسے سکو کن نے بڑھایا
	متن	
زمین کھود ہم سب کو یاں گاڑ جاؤ ہماری بھی آنکھ شہادت نسب ہو		ہمیں اپنے ہاتھوں سے تم مار جاؤ لگا ہلو ایک ایک تلوار جاؤ
	شرح	
کون طبع پر گرنہ آئے گرا نی		میں اس چار مصرع میں جبات جانی

وہ آشاہ کے پادشہ گر پڑی تھی	کہ یا شاہ احوال میرا عجیب ہے
نہ لٹنے کی اب مجھ کو اپنی خبر ہے	نہ معلوم ہے سر کی چادر کدھر ہے
یہ تم نے جو مرزیکو باندھی کمر ہے	مری موت بھی اسگھر طی مضطرب ہے

شرح

سنی آپ سے میں عجیب یہ حکایت	کہ لٹنے کی تھی غم کے آگے شکایت
عبور تو ایچ بھی ہے نہایت	خبر آکھو ایسی باتوں کی تب ہے
خلل اور اک اسیمین ہو بندہ پرورد	نہیں موت وہ سے جو غم سے ہو مضطرب
اسے یوں کو اپنے تخلص سے لے کر	مرے جسم میں جی مرا مضطرب ہے

متن

مری موت اب مجھ کو پاتی نہیں ہے	کہ ہر مرگئی موت آتی نہیں ہے
مری آہ جگ میں سامتی نہیں ہے	مرے غم سے فریاد بھی جان بلب ہے
ترسی راہ بالوں سے لپے بہاروں	سر اپنا نکھائے قدم پر اتاروں
لے سرور میں اپنے یقین تیرے واروں	مرا موبو بوجھ یہ قربان سب ہے
میں اصغر کو بھی اسگھر طی بھول گئی ہوں	کہ سب جسکو ساری ہلائی رہی ہوں
میں اسدم تو فائوس سی جل گئی ہوں	مرا تن بدن شمع ساں ملتب ہے
آتے میں اوھر عابدین نے پکارا	سر اپنے کے ٹیٹن چار پائی سے مارا
کہ بابا جی میں کیا کروں کا بچا را	مرا دل عجیب طرح سے مضطرب ہے
اتے بابا اکیلا میں اب کیا کروں گا	یہ ناموس کیدھر میں لیے پھر دوں گا
لے بابا مصیبت میں کیا کیا بھر گا	میں کیا جاؤں قیمت میں کیا کیا توبہ
میں تم بعد احوال کس کو کہوں گا	بچوں کا بلکنا میں کیونکر سہوں گا
اس آتش کدہ میں کیتک دھوگا	مرا دل تو تندور سا ملتب ہے
مجھے کہیے ناموس کیدھر لیجاؤں	یہی چاہتا ہوں کہ سر کو کٹاؤں
کہاں جا کے عورت کو میں چھناؤں	کروں کیا وصیت کا پاس ادب ہے

<p>شرح</p>	<p>کونئی نظم میں ہو کہ اتنا ہو در پیے کروں منہ آد ہو کے کر نیکو تائے</p>
<p>کیا تم نے یاں ہو کوئی دوست کا ہو تھین تو یہی پٹینا جب نہ تب ہے</p>	<p>نہ اود صر ہی کے لفظ کا وہب ہو نہ بابا ہی جی کا مخاطب ہو آئین</p>
<p>نہ صحت قوافی ہی کی اب ہو آئین بجز ر بطبے ر بطجو چا ہو سب ہے</p>	<p>متن</p>
<p>ابن حاجی مولس سے شاید لیا ہے بھلا کیے یوں قافیہ ٹھیک کب ہے</p>	<p>متن</p>
<p>ابن گور پر فاطمہ کے بھٹا دو بتا دو جو کوئی اس زمین میں نقب ہے</p>	<p>متن</p>
<p>سر پایہ لائے بھلا اسکی تقصیر فصاحت کو اس واو کی دان طلب ہو</p>	<p>متن</p>
<p>سرکشا سکے دامن تلک لک لڑی تھی</p>	<p>سکینہ کی مان پیچھے سب کے کھڑی تھی</p>

یہ مصرع بھی ہر روح کا فکے سوبان	اکراک اک نے سو سو سے کیا حرب ہے
---------------------------------	---------------------------------

متن

وہ بادن نے ایسا ہے میدان کیا	کہ تینوں سے وہ کھپ کھلیاں کیا
پھر اک اک نے جی اپنا قربان کیا	محبت کا قربان ہونا حسب ہے

شرح

مرے یار جو چاہے سو مجھ کو کہ جا	یہ کیا تو ہے حاجی مونس کا لجا
کہا میں زبانے کہ خاموش رہ جا	زیادہ نہ بک آگے جاے ادب ہے
درست اور توبہ ہر معنی کی رو سے	تمہارا جو ہے طور اس گفتگو سے
اسے میں نہ سمجھا یہ پوچھوں کس سے	محبت کا قربان ہونا حسب ہے

متن

پھر آئی جو اولاد حیدر کی باری	تو کیا کیسے ہر ایک نے کیا سنواری
ہزاروں ہی مائے وہ مردود ناری	بڑا لشکر کا فران میں شغب ہے

شرح

دل و جان سے قائل میں اس نظم کا ہوں	کہ یہ ہر مصرع بخوبی ہے موزون
اگر لفظ ہر چوتھے مصرع میں بیرون	بڑا معنی سے اور تو ٹھیک سب ہے

متن

غرض آخر شسب نے پانی شہادت	چہ اصغر چہ اکبر گئے سوے جنت
رہے شاہ تنہا میدان ہمت	کہ یکبارگی ذوالحج کیا ادب ہے



و لیکن میں ابلان کو کیدھر لجاؤں	میں چھینے کو انکے کدھر گھر بناؤں
کہاں سے میں بیٹے کو لاؤں	یہ صحرا تو بیرون حد عرب ہے
کہا شہ نے ہر اک کو چھائی لگا کر	کہ لے بیگسو میرے استلا پر
بوقت مصیبت ز آیات اطہر	قصیراً جمیلاً ہمیں منتخب ہے
یہ فرما کے پیسہ رن کو سدھائے	کھڑے ہو مخالف کے منہ پر پکائے
کہ دیکھے اب اگر جو ہر مرد بائے	کہ یہ دست و تیغ امیر عرب ہے
شرح	
کئی بندیہ جو کیے غور میں نے	درست انکا پایا کچھ اک طو میں نے
قوانی و الفاظ بن اور میں نے	قباحت نہیں پائی یہ کیا سبب ہے
من	
اے ناکارو میں تے حجت ادا کی	تھیں کہ حکایات ساری خدا کی
پھر اپنے رفیقوں کو شہ نے ندا کی	کہ لے یارو یہ قوم دلا عرب ہے
شرح	
کہہ و مہ کے یوں گوشہ دہر روایت	سوا شہ کے جب پا چکے شہادت
کیا شہ نے اسوقت اتنا م حجت	سخن یہ جو ہے سوز روئے کتب ہے
من	
زہیرا بن قیس اک جوان دلاور	ہوا پہلے پا بجون تنوں سے بچا ور
وہ ایسا لڑا اسکو تم کیجو باور	کہ اک اک نے سوسوے کیا حرب ہی
شرح	
بچا ور کے کہنے کا موقع نہیں یان	نثار اس جگہ بولتے ہیں زبان دان

کیا شہ نے کب شمر کو یہ اشارہ اسے تم سناؤ گے جس اہل دین کو کو بھگا بجا کتے ہو اس لعین کو	کہ میں بو تراب اور تو بولہب ہے کہیگا تمھیں آفرین اس یقین کو زبانی بھر ایسے کے یہ کیا غضب ہو
علی کا اگر بولہب ہوئے قاتل فقط قافیے کے لیے حرت باطل	رہے تب یہ تشبیہ اک نوع حاصل جناب ایسی میں کیسے دور از ادب ہو

متن

بھتی کو مراحق نے قاتل کیا ہے بھلا کہ تو کیا تیرا میں نے کیا ہے	یہ ابلیس کا جگو حستہ ملا ہے کہ میرا ہو جگو شہد و رطب ہے
---	--

شرح

بقول آپ کے شہ نے یونین کہا ہے تو یوں کیوں کہیں میں ترا کیا لیا ہے	جو پہلے د مصرع میں مضمون بندھا ہی کہ میرا ہو جگو شہد و رطب ہے
--	--

متن

یہ سکر شمر آ کے بیٹھا سرھانے کہا شہ نے اسکو کہ سن لے دیولنے	لگا ڈھونڈھنے مار نیگے بہانے مجھے اپنے نانا کا اسدم ادب ہے
--	--

شرح

زبانی تمھارے فقط یہ ہے انشا جو کہتا یہ اس سے جی کا نوا سا	کچھ آیات تھا شمر نانا کا بھیجا مجھے اپنے نانا کا اسدم ادب ہے
--	---

متن

نبی آپ یان شکر کہ گئے بین وہ خود اس مقام کے چپ گزین	عناصر کے سائے اثر یہ گئے بین مجھے اب یہاں بولنا کیا حسب ہو
--	---

شرح

ہنہیں ہر صرع میں یاں بھی قباحت
لٹاتی ہو پر مجکو یہ بھی طلاقت
کیا اسمین پڑھے تو موزون نہیں ہو
نہیں طور یہ نظم کا بالیقین ہے

و دجی ہی رہی کون کی لیکن فصاحت
کہ کیا رگی ذوالحج کیا ادب ہے
بلاغت سے دور اور کیا کہیں ہے
یہ لہا دو پیارہ کی میت کا ڈھب ہو

متن

روایت ہے امیر سوادر کچھ اوپر
کہا عمر کوئی کو تب یہ نہ اکر
دیے ڈال رو مال سے سب زمین پر
کہ اب کیا ہوا تمکو کیا دیر اب ہے

شرح

خلل پہلے صرع کے یہ درمیان ہے
عمر کو عمر یہ کیا زبان ہے
تھکین بولوا لضاف ہو منہ تھکا ہے
یہ موقع ہو دشمن کو یوں وہ بکا ہے
خبر یہ کہے ہو کہ مائے ہن کتنے
شہر دین کے تھے جسم پر زخم اتنے

جگہ اور کے سے کو اسمین کہان ہو
پھر اس گفتگو پر یہ شور و تعب ہو
کچھ اوپر جب انیس سو کوئی ماہ ہے
کہ اب کیا ہوا تمکو کیا دیر اب ہے
یہ تعداد فرماتے ہن آپ جتنے
جو سمجھے ہو تم قول راوی وہ کب ہو

متن

لعینون نے جب ضعف سرور کو دیکھا
کیا شاہ نے شمر کو تب اشارا
ہزار دن نے چار و نصف آن گھیرا
کہ میں بو تراب اور تو بولہب ہے

شرح

جسے گوش زد ہوئے قصہ یہ سارا
اے اسکا سننا نہوئے گوارا

تو اس گھر میں غارت کا وہ غل پڑا تھا کہ جس کو بیان وار گننا ادب ہے

مشق

مجھی حسن مطلع میں ہے واسے دیلا
مذکر مونس میں کیسے ملا ذرا
حقیقت سنو جو کچھ مصرع کی صاحب
جو یوں کہتے اسکو تو تھا یہ مناسب
چچا واسے دیلا یہاں تم نے باندھا
اسے مشترک کہنے کا کیا سبب ہے
کہ منی بین الفاظ سے اس کے غائب
بیان وار کیسے تو سوے ادب ہے

مق

وہ خیمے کو پہلے میں جلا یا
پھر آہن کا ہراک کو گھنا پھنسا یا
نہ چھوڑا کہ کوئی اپنے منہ کو چھپا سے
نہ چھوڑا کہ اک ہوش بیمار باد سے
وہ سب مبتلا اشتر دن پر بٹھائے
وہ عابد کی بانو کھڑی کل کھائے
بچے شام لگ تو پیادہ چلے گا
بچے تو اس آفت میں جیتا رہیگا
بچے کیا میں اس دن کو بچو جنا تھا
مرے چاند بھیر یہ کیا ہیگا ہالا
بچے اپنے دادا علی کو بلا لے
نہیں تو مجھی کو یہ لومہ بھالے
بچے تیرے دادا نے ہن جو چھوڑا سے
نہیں جانتی میں کچھ کیوں بھالے
یہ کہہ کر وہ آپ ہی علی کو پکاری
کہ شاہ کمان ہی تمھاری سوار می
جو کچھ پایا رومال تک بھی چھنایا
نہ پوچھا کہ تو کون پر کیا نسب ہے
نہ چھوڑا کہ طفلہ نیمہ دامن اڑھاوے
نہ دیکھا کہ اس سال ہوا کہ تب ہے
مسا رائے اس نا تو ان کو دلائے
کہ ہر ہر بچے بچو مقدور کب سے
ان اونٹوں کی تو سار بافی کرے گا
مجھے پاؤں رکھنے کا تیرے عجب ہر
کہ تیرے گلے میں یہ آہن ہو ڈالا
کہ گننا کچھ آہنی آج سب ہے
یہ ہاتھوں کا لومہ تو اس سے کھلائے
کہ تو پاؤں جاتا ہی اور بکلو تب ہی
وہ سب کے بڑے وقت میں کام لے
بھلا نیک تیرے بچے کیا سبب ہے
نجف کی طرف ہاتھ دونوں پیاری
شتاب آؤ اس دم تمھاری طلب ہے

شرح

معانی اس آیت کے کن نے بتائے	جہاں لائے تم اسکو بے ربط لائے
سخن کا ہیکو کیے گر کہ نہ آئے	کیا فرض اس مرین مستحب ہے
سخن کا ش یوں کرتے تھے کی زبانی	کہو میرے نانا کو بھر زندگانی
نہ کی مرضی حق نے ذرہ گرائی	مجھے اخراج اسکی مرضی سے کب ہو

متن

ولیکن ذرا دم لے لے بیمر و ت	کہین کر لون اب اک نماز شہادت
شمر دیکھا سرور کو محو عبادت	کہا اب چلانا خیر مستحب ہے

شرح

نماز شہادت سنی مین تمھیں سے	سند اسکی پوچھو کسی اہل دین سے
نہکا لو تم اسکی بھی نیت کہین سے	کہو دین وضعی تو اک یہ بھی ڈھب ہی

متن

وہ مقتول سجدہ بھی کرنے نہ پایا	کہ مردود نے خون اس کا بہایا
پھر اس بعد خنجر جو جا کر لٹایا	تو اُس دم کا واقف وہی آپ رب ہی

شرح

تمھیں شہ کو کہتے ہو محو عبادت	پھر آپ ہی یہ کہتے ہو اے میرے حضرت
کہ سجدہ بھی کر نیکی پائی نہ فرصت	تناقص سخن مین ہوا اتنا غضب ہے

متن

دہ گھر جن مین یہ واسے ویلا مچا تھا	کہ عرش اس گھڑی خوف سے ہل رہا تھا
------------------------------------	----------------------------------

شرح

تم اس جا پہ تذکیر مشفق ہمارے
زبانِ داناں تھیں آفرین کرتے سارے
اگر کہتے یوں اہلِ عقد و لونِ پیارے
بتا ناہیٹ لفظ اس جا کدھب ہر

مثنوی

اے شاہِ نجف تم نے سلمان چھوڑا یا
یہ عابد جو اژدر کے منہ میں ہے آیا
اے شاہِ نجف تم نے بربرین جا کر
اس عابد کی بندی بھی ہوت آ کر
اے شاہِ نجف تم نے بیرِ اہلم میں
ہم آئے ہیں جنات کے ابستم میں
اس امت نے ہم پر ہلادن ہو ڈالا
اے حضرت علی شیرِ باری تعالیٰ
اے میر اس حکایت کو کوئی کیا کہیگا
کوئی مہربان ہو سکے کر بلا جا
میں اسکو جو اک طول دیکر ہے لکھا
وہا منصفونے ہو اب اس کا دعویٰ
اُسے شیر کے منہ سے تم نے بچا یا
اے نین چھوڑاتے یہ کیا رازِ رب ہے
ہزاروں بندھوں کو دیا ہے چھوڑا کر
چھوڑاؤ کہ یہ بھی بڑا کارِ رب ہے
مسلمان کیے لاکھوں جن ایک دم میں
یہ کیا قوم ہے جنکا امت لقب ہے
کسی وقت کا بغض ہم سے نکالا
ہماری حمایت کا بھر وقت کب ہے
یہ دو حرف ہیں اس کے جو میں ہوں بولا
کہ وہاں جا کے مریگی دنگو طلب ہے
غزل نین ہو ہو مرثیہ نام اسکا
بیان شہادت کا اک یہ ہی ڈھب ہو

شرح

تھیں خواہشِ انصاف کی میر جی ہو
طلبِ یان نہ منصف کو انصاف کی ہو
غرض مرثیہ یہ جو تم نے کہا ہے
بلاغت کا جی ناک میں آ رہا ہے
سنا منصفون نے تو یہ داد دی ہے
پر اسکا ہر اک بندِ معنی طلب ہے
عجب بحر ہے ربطی اس میں بہا ہے
فضاحت کو دیکھو تو وہ جان لب ہو